دنیائے تصوف میں ایک گرانقدر اضافہ

منازلِ ولایت

عالم فقری

حسیب پبلشنگ ہاؤس

Marfat.com

Marfat.com

دنیائے تصوف میں ایک گرانقدر اضافہ

منازلِ ولایت

جن باتوں پر انسان عمل کر کے اللہ کا بندہ
بن جائے، ان کا نادر، آسان اور دل کو
روشن کرنے والا مکمل طریقۂ کار

عالم فقری

حسیب پبلشنگ ہاؤس

ایوانِ علم پلازہ 18 اُردو بازار، لاہور فون: 042-7361444

DATA ENTERED

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب   منازل ولایت

مؤلف   عالم فقری

اشاعت : 2009ء

تعداد : 600

منتظم : محمد حسیب

زیر اہتمام : محمد قدوس

طابع : زاہد بشیر پرنٹرز

قیمت : 250

HASEEB PUBLISHING

اسٹاکسٹ:

ادارہ پیغام القرآن

۴۰۔ اُردو بازار ۰ لاہور Ph:042-7323241,

297.6
م 504
9-12-06

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	۱۔ محبّت	۵	۱۱	ارشاداتِ باری تعالیٰ	۹۸
۱	فضیلت حُبِ الٰہی	۷	۱۲	احادیثِ نیّت	۱۰۰
۲	فرموداتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱	۱۳	اقوال واحوال	۱۰۹
۳	محبت کا مطلب	۱۶	۱۴	نیّت کی حقیقت	۱۲۳
۴	اقوال وحکایاتِ محبّت	۱۸		۴۔ اخلاص	۱۲۵
۵	حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ارشادات	۵۰	۱۵	ارشاداتِ الٰہیہ	۱۲۷
			۱۶	فضیلتِ اخلاص	۱۳۱
	۲۔ خوفِ خُدا	۵۵	۱۷	اخلاصِ صوفیا	۱۴۴
۶	ترغیب خوف الٰہی	۵۷	۱۸	اخلاص کی جامع تعریف	۱۴۸
۷	فضائلِ خوفِ الٰہی	۵۹	۱۹	اخلاص کے درجے	۱۶۹
۸	فرموداتِ صحابہ کرامؓ	۶۸		۵۔ تقویٰ	۱۷۵
۹	اقوال خوفِ الٰہی	۷۰	۲۰	احکامِ تقویٰ	۱۷۷
۱۰	اولیاء کا خوفِ الٰہی	۷۲	۲۱	فضیلت تقویٰ	۱۸۲
	۳۔ نیّت	۹۶	۲۲	اقوالِ تقویٰ	۱۹۲

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۳	اولیاء کا تقویٰ	۲۰۰	۴۳	فرموداتِ توکّل	۳۰۷
۲۴	انعاماتِ تقویٰ	۲۱۲	۴۴	اولیاء کا توکّل	۳۱۴
۲۵	اعمالِ تقویٰ	۲۱۷	۴۵	توکّل کی حقیقت	۳۲۳
	۶۔ خشیّت	۲۲۰		**۹۔ استغفار**	۳۳۳
۲۶	فرمانِ الٰہی	۲۲۱	۴۶	قرآنی آیات	۳۳۳
۲۷	خشیّتِ الٰہی کی شان	۲۲۳	۴۷	فضیلتِ استغفار	۳۳۹
۲۸	خشیّت اختیار کرنے کا حکم	۲۲۴	۴۸	حکایاتِ استغفار	۳۴۵
۲۹	فضیلتِ خشیّت	۲۲۶	۴۹	استغفار کی قرآنی دُعائیں	۳۴۹
۳۰	صحابہ کرامؓ پر خشیّتِ الٰہی کا غلبہ	۲۲۹	۵۰	احادیث اور استغفار کی دعائیں	۳۵۵
۳۱	سات باتوں میں خشیّتِ الٰہی	۲۴۵		**۱۰۔ مجاہدہ**	۳۶۷
	۷۔ صبر	۲۵۰	۵۱	ترغیبِ مجاہدہ	۳۷۱
۳۲	احکامِ خداوندی	۲۵۲	۵۲	اقوالِ مجاہدہ	۳۷۶
۳۳	فضائلِ صبر	۲۵۵	۵۳	حقیقتِ مجاہدہ	۳۷۹
۳۴	حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا صبر	۲۶۴	۵۴	مجاہداتِ اولیاء	۳۸۱
۳۵	صحابہ کرامؓ کا صبر	۲۶۹	۵۵	اہلِ مجاہدہ کے دس خصائل	۳۹۲
۳۶	اقوالِ اولیاء	۲۷۶		**۱۱۔ دُعا**	۳۹۸
۴۰	صبر میں اولیاء کا مقام	۲۸۰	۵۶	حکمِ دُعا	۴۰۰
	۸۔ اللہ پر بھروسہ	۲۸۷	۵۷	فضیلتِ دُعا	۴۰۴
۴۱	ارشاداتِ باری تعالیٰ	۲۸۹	۵۸	دُعا یا رضا	۴۱۱
۴۲	فضیلتِ توکّل	۲۹۸	۵۹	ارشاداتِ صوفیا	۴۱۳

باب ۱

محبّت

اللہ تعالیٰ کو بندے کا دل سے چاہنا اور پسند کرنا محبت کہلاتا ہے، محبت اللہ کا ولی بننے کی اصل بنیاد ہے اس کے بغیر اللہ کا قرب حاصل نہیں ہوتا اس لیے اللہ والوں نے اللہ کی معرفت کو پانے کے لیے محبت کو سلوک اور طریقت کا لازمی جزو قرار دیا ہے، اللہ ہمارا خالق اور مالک ہے اور بندہ اس کا امر ہے، امر کا اپنے خالق کی طرف مائل ہونا فطری تقاضا ہے اس لیے ہر انسان کے دل میں قدرتی طور پر اپنے خالق کے لیے چاہت موجود ہوتی ہے خواہ وہ زیادہ ہو یا کم۔ مگر جب کوئی بندہ اپنی چاہت کا مرکز صرف اللہ تعالیٰ کو بنا لیتا ہے تو وہ حبِ الٰہی یعنی اللہ کی محبت کہلاتی ہے۔ اللہ کی محبت اللہ کی ذات اور صفات کا ذکر کرنے سے بڑھتی ہے اور بندے کے دل میں ایسی کیفیت پیدا کر دیتی ہے کہ بندہ اس حالت میں رہنا پسند کرتا ہے کیونکہ اسے اللہ کی یاد ہی میں ڈوبا رہنا سب سے زیادہ پسند ہے۔

منازلِ ولایت میں سے محبت بڑا کٹھن مرحلہ ہے یہ پار ہو جائے تو سمجھو کہ اللہ مل گیا۔ اللہ کی محبت میں انسان ہر مقام اور ہر حالت بلکہ زندگی کے لمحہ لمحہ میں اللہ کی تعظیم کو مدنظر رکھتا ہے اس کی رضا کو دنیا کی ہر چیز پر ترجیح دیتا ہے اس کے وصل کی خواہش میں گریہ زار رہتا ہے، دنیا کی کوئی چیز اسے اچھی نہیں لگتی۔ اس کا دل ہر وقت اپنے محبوب کو پانے کی تڑپ میں جوش مارتا ہے وہ زمانے بھر کے دکھ اللہ کی خاطر برداشت کرتا چلا جاتا ہے کیونکہ اللہ سے لذت آشنائی کچھ عجیب چیز ہے وہ اللہ کی محبت میں دنیا کی تمام محبتیں

Marfat.com

یعنی اولاد، مال، عزیز و اقارب، دوست احباب سب کو قربان کر دیتا ہے اس کے دل میں صرف حُبِ الٰہی جاگزین رہتی ہے۔ غرضیکہ اللہ کو پانے کے لیے اپنے تن اور من میں اللہ کی یاد کو بسا لے تو تیرا بیڑا پار ہے۔

محبتِ الٰہی زینت ایمان ہے، محبت عظمت اسلام ہے، محبت تاج انسانیت ہے محبت غذائے روح ہے، محبت تپشِ ذوق ہے، محبت مدارِ عشق ہے، محبت شمعِ نور ہے محبت نظارہِ حُسنِ ازلی ہے، محبت گلشنِ پُربہار ہے، محبت علم و حکمت کا راز ہے محبت فروغِ لطفِ بندگی ہے، محبت اسرارِ الٰہی ہے، محبت گوہرِ نایاب ہے، محبت متاعِ حیات ہے، محبت رفعتِ پروانہ ہے، محبت تسلیم و رضا ہے، محبت کمالِ صدق ہے۔ محبت موجبِ تسکینِ قلب و جان ہے، محبت کیفِ قلب و نظر ہے، محبت دولت لازوال ہے محبت نعمتِ انمول ہے، محبت شوکتِ مسلمانی ہے، محبت شعلہ جذب و مستی ہے، محبت آئینۂ وفا ہے، محبت منزلِ ہستی ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی محبت منازلِ ولایت میں بڑی اعلیٰ اور بلند و بالا ہے بلکہ ولایت کا مقصود ہی اللہ کی محبت ہے جو اس سے محروم رہا وہ سمجھے کہ مقصدِ زندگی سے بے خبر رہا۔

دنیا میں جتنے بھی غوث و قطب اور ابدال و اوتاد ہوئے ہیں سب نے جو کچھ پایا ہے حُبِ الٰہی سے پایا ہے اگر تو بھی طالبِ خدا ہے تو اللہ کی محبت کو سینے میں ڈال لے، اور کاسۂ گدائی لے کر بارگاہِ ربِ العزت میں ڈیرہ جما لے رات دن اس کی حمد و ثنا میں گزار اور راتوں کے پچھلے پہر میں یادِ الٰہی میں محبت کے آنسو بہا اس کے لطف و احسان کو یاد کر اور اس کی رحمت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھ، اللہ کی قضا و قدر پہ راضی رہ۔ اس کی راہ میں جتنے بھی مصائب و آلام آتے ہیں انھیں خوشی سے برداشت کر اور اپنی محبت میں ہر دم ثابت قدم رہ۔ مشکل وقت میں کبھی نہ گھبرا۔ تُو دیکھے گا کہ اللہ ہر آڑے وقت میں تیرے ساتھ ہو گا۔ اللہ کی محبت میں بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہ کر اور کبھی شکوہ لب پہ

Marfat.com

نہ لا۔ یہی تیری محبت کی کامیابی کی دلیل ہے کہ اسی کو ہر دم پکارتے ہوئے اسی کی ہر عطا پر راضی رہ۔ جب وہ تجھ سے راضی ہو جائے گا تو پھر وہ تجھے راضی کرے گا۔ محبت کا یہ کتنا بڑا انعام ہے کہ جسے رب اپنا بنا لے اسے اور کیا چاہیئے۔

فضیلتِ حُبِّ الٰہی

اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے محبت کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے کیونکہ دستورِ فطرت ہے کہ اگر کوئی کسی کو چاہے تو وہ بھی اسے چاہتا ہے۔

اہلِ محبت اللہ کو پسند ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو وہ بہت جلد ایسی قوم لے آئے گا جس سے اسے محبت ہو گی اور وہ بھی خدا سے محبت رکھتی ہو گی، اہل ایمان کے حق میں وہ نرم ہو گی کافروں پر غالب ہو گی اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے سے خوف نہیں کھائیں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اللہ وسعت والا علم والا ہے

(پ ۶، مائدہ ۵۴)

محبت اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور جسے چاہتا ہے اسے اس سے نواز دیتا ہے مگر یاد رہے کہ یہ اسے ہی ملے گی جو محبت کا متلاشی ہو گا البتہ ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے، معرفت میں محبت کا خالص ہونا بھی ضروری

Marfat.com

ہے اور خالص محبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سراپا محبت بن کر محبت کرے۔

شدتِ محبت

اہلِ ایمان کو اللہ بہت چاہتے ہیں اس بات کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے علاوہ ان کو خدا کا شریک بنا کر ان سے اللہ جیسی محبت کرتے ہیں لیکن جو ایمان لائے ہیں وہ اللہ کی محبت میں شدید ہیں اور کاش کہ ظلم کرنے والے اللہ کا عذاب دیکھ لیتے کہ بیشک تمام قوت اللہ ہی کی ہے اور اللہ شدید عذاب دینے والا ہے (پ ۲، بقرہ ۱۶۵)

مشرک لوگ دوسروں کو خدا کے مدمقابل ٹھہراتے ہیں اور پھر ان کی محبت اپنے دلوں میں ایسی جمانے ہیں جس طرح کہ اللہ کی محبت ہونی چاہیئے۔ حالانکہ معبودِ برحق صرف اللہ ہی ہے اور وہی انسانی عبادات اور محبت کا حقدار ہے ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی تعریف کی ہے کہ وہ اللہ کی محبت میں سخت ہیں۔ ان کے دل حبِّ الٰہی سے معمور ہیں۔ وہ خدا کے سوا کسی دوسرے سے ایسی محبت نہیں کرتے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنی چاہیئے۔

اللہ سے محبت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ضروری ہے

جو لوگ اللہ سے محبت رکھتے ہیں انھیں اللہ کی طرف سے حکم ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں کیونکہ آپ کی اطاعت حبِ الٰہی کی دلیل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ

اے محبوب! آپ فرما دیجیے کہ لوگو اگر تم اللہ سے

Marfat.com

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o

محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمھیں چاہے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ۳، آل عمران ۳۱)

جو شخص اللہ کی محبت کا طالب ہو اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا ضروری ہے۔ بعض لوگ اللہ کی محبت کے دعویدار ہوتے ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سنت طریقہ اختیار نہیں کرتے تو ایسے لوگ اللہ کی محبت میں سچے نہیں ہوتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت طریقہ پر چلنے کو لازم قرار دیا ہے یعنی حضورؐ کی محبت کا ذریعہ اختیار کیے بغیر اللہ کی محبت بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

حُبِ الٰہی کا تقاضا

اللہ کی محبت کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو باپ بہن بھائی عزیز و اقارب، مال و دولت اور جائیداد جس کو انسان بناتا ہے ان سب سے بڑھ کر اللہ کو چاہا جائے تاکہ ان کا ہونا اللہ کی محبت کے راستے میں رکاوٹ نہ بنے اللہ تعالیٰ نے اس بات کو اپنے کلام میں یوں واضح فرمایا ہے کہ:

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ اِۨقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ o

آپ فرما دیجیے اگر تمھارے باپ اور بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری عورتیں اور تمھارا خاندان اور تمھارا کمایا ہوا مال اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمھیں ڈر ہے اور تمھارے پسندیدہ مکان یعنی ان سب چیزوں سے تم اللہ اور اس کے رسولؐ کے لیے جہاد کرنے کی نسبت زیادہ محبت رکھتے ہو تو یہاں تک انتظار کرو کہ اللہ اپنا حکم صادر فرمائے اور اللہ فاسق قوم کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا (پ ۱۰، توبہ ۲۴)

Marfat.com

اللہ کی محبت وہی خالص اور بلند تر کہلائے گی جو دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر صرف اللہ ہی کی ذات کے لیے ہوگی۔ دنیا کی چیزوں کو رکھنے اور چاہنے کی شریعتِ اسلامیہ نے ایک حد مقرر کر رکھی ہے لہٰذا انھیں صرف اس حد تک چاہا جائے۔ اور ہر صورت میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت قابلِ ترجیح ہے۔ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ اس کی توضیح میں فرماتے ہیں کہ:

میرے محترم شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ نے باسنادِ مشائخ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ کسی میں ہوں تو وہ ایمان کی حلاوت پاتا ہے (۱) اللہ اور اس کا رسولؐ اس کو اوروں سے زیادہ محبوب ہو (۲) وہ کسی سے محض اللہ کے لیے محبت کرتا ہو (۳) جب اللہ نے اس کو کفر سے نجات عطا کر دی تو پھر وہ کفر کی طرف لوٹنا ایسا ہی بُرا سمجھے جتنا اپنا آگ میں ڈالا جانا۔

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے: خدایا! تو مجھے اپنی محبت میری جان اور میری سماعت وبصارت اور اہل وعیال اور سرد پانی سے بھی زیادہ عطا فرما۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالص محبت کو طلب فرمایا ہے۔

خالص محبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سراپا محبت بن کر محبت کرے کہ بعض دفعہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ روحانی علم کے تمام شرائط پورے کرتے ہوئے طالبِ حق اپنے روحانی حال میں غرق ہوتا ہے مگر اس کی فطرت اس کے علم کے خلاف امور کی متقاضی ہوتی ہے یعنی علم ان باتوں کو پسند کرتا ہے لیکن اس کی فطرت وجبلّت ان کو پسند نہیں کرتی۔ اب خالص محبت یہ ہے کہ ایسی صورت میں وہ علم کا تابع ہو اور اپنی جبلت کی عصیاں شعاری کو خیال میں نہ لائے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ وہ اپنے ایمانی جذبہ اور حکم ایمانی سے اللہ اور اس کے

رسول سے محبت کرے اور حکم طبع کے تحت اہل و عیال سے محبت کرے۔

محبت کے متعدد وجوہ ہیں اور انسان میں یہ محرکات گوناگوں اور رنگارنگ ہیں مثلاً زوج کی محبت، قلب کی محبت، نفس کی محبت اور عقل کی محبت۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا دعائیہ کلمات میں اہل و مال اور آب سرد کا جو ذکر ہے اس کے معنیٰ یہ ہیں اور آپ کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے ذریعہ ہر قسم کی محبت کے ریشے دل سے نکل جائیں تاکہ اللہ کی محبت سب پر غالب آجائے اور دل و جان سے خدا سے محبت کرکے از سرتا پا بندۂ حق محبت بن جائے۔ یہ پاک اور صاف محبت صرف خواص کے ساتھ مخصوص ہے اس کے نور سے نار طبع سرد ہو جاتی ہے اسی محبت کا نام محبت ذات ہے جو مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے جب کہ روح مواطنِ قرب میں اپنے پورے خلوص کے ساتھ جاگزین ہو۔ (عوارف المعارف)

فرموداتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کی محبت

ابو رزین عقیلی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ بندے کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ خدا اور اس کے رسول کو (ان کے علاوہ) باقی تمام چیزوں سے محبوب تر نہ رکھے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ایمان کا صحیح تر مفہوم کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ بندہ خدا اور اس کے رسول کو ہر چیز سے زیادہ دوست رکھے۔ (احیاء العلوم بحوالہ احمد)

اللہ کو محبوب جانو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ اس وقت تک مومن کہلانے کا حقدار نہیں جب تک کہ خدا اور اس کے رسولؐ کو اپنے مال، عیال اور تمام مخلوق سے زیادہ عزیز اور محبوب نہ جانے۔ (مسلم شریف)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی تاکید

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حق تعالیٰ نے بھی بطور تہدید ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ! ان سے کہہ دیجیے کہ اگر تمھارے باپ بیٹے بھائی، بیویاں، کنبے اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جو تمھیں پسند ہیں اگر تمھیں خدا سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو منتظر رہو کہ حکم الٰہی تم تک آ پہنچے اور اللہ تعالیٰ حکم عدولی کرنے والوں کو مقصود تک نہیں پہنچاتا (احیاء العلوم)

اللہ سے محبت کی ترغیب

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے آپ سے محبت ہے۔ فرمایا تو پھر درویشی کے لیے تیار رہ۔ اس نے کہا کہ میں خدا سے بھی محبت رکھتا ہوں فرمایا، تو پھر مصیبت و بلا کے لیے تیار رہ۔ (ترمذی)

محبت الٰہی کا جنوں

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیرؓ کو آتے ہوئے دیکھا کہ ایک مینڈھے کی کھال کمر سے لپیٹے چلے آتے ہیں۔ آپ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا دل روشن کر دیا ہے۔ میں نے اس کو اس کے ماں باپ کے سامنے دیکھا تھا کہ عمدہ کھانا اور اچھا پانی دیا کرتے تھے اور اب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ کی محبت نے اس کا یہ درجہ کیا ہے جو دیکھتے ہو۔ (احیاء العلوم)

تین باتوں میں ایمان کا مزہ ہے

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں تین باتیں ہوں اس نے ایمان کا مزہ پالیا۔ جو آدمی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہو اور جسے اللہ اور اس کا رسولؐ تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہو اور جو دوبارہ کافر بننے کی نسبت

آگ میں گر جانے کو زیادہ محبوب رکھتا ہو، جبکہ اللہ اس سے اسے نکال چکا ہو (ابن ماجہ)

اہلِ محبت پر اللہ کا سایۂ کرم

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کہ میرے جلال کے باعث محبت کرنے والے کہاں ہیں کہ میں انھیں اپنے کرم کا سایہ دوں جبکہ آج میرے سایۂ کرم کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے۔ (مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق کار

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا طریق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ معرفت میرا رأس المال ہے اور عقل میری دین کی اصل ہے اور محبت میری بنا ہے اور شوق میری سواری اور ذکر خدا میرا انیس اور اعتماد میرا خزانہ اور حزن میرا رفیق اور علم میرا ہتھیار اور صبر میری چادر اور رضا میری غنیمت اور عاجزی میرا فخر اور زہد میرا پیشہ اور یقین میری قوت اور صدق میرا سفارشی اور اطاعت میرا حسب اور جہاد میرا خلق ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص دُعا

حضورؐ کی خاص دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے کہ یا الٰہی! مجھے اپنی محبت عطا فرما اور ان لوگوں کی محبت عطا فرما جنھیں تجھ سے محبت ہے اور ہر اس چیز سے محبت کرنا سکھا دے جو مجھے تیری دوستی سے قریب تر کر دے اور اپنی محبت کو مجھ پر اس قدر غالب کر دے کہ مجھے اس میں ایسی لذت محسوس ہو کہ پیاسے کو پانی ملنے پر ایسی لذت نصیب نہ ہوتی ہو۔ (احیاء العلوم)

ایک اعرابی کی اللہ اور رسولؐ سے محبت

ایک اعرابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ قیامت کب ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کا سامان کیا ہے؟ اس نے عرض کیا

کہ میں نے بہت سی نمازیں اور بہت سے روزے تو ذخیرہ نہیں کیے مگر مجھ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ آپ نے فرمایا المرء مع من احبّ یعنی آدمی اپنے محبوب کے ساتھ رہتا ہے۔ (احیاء العلوم)

حضرت ابراہیمؑ کا نظریۂ محبت

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموتؑ سے اس وقت ارشاد فرمایا جب وہ آپ کی روح قبض کرنے کے لیے تشریف لائے کہ بھلا تم نے کوئی ایسا خلیل دیکھا جو اپنے خلیل کو مارے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ بھلا تم نے کوئی ایسا محبت کرنے والا دیکھا کہ جو اپنے حبیب کی ملاقات کو برا جانے۔ پس آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ اب روح قبض کر۔ اور یہ بات اسی بندے پر کھلتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے بے پناہ محبت رکھتا ہے۔ وہ جب جانتا ہے کہ موت سبب ملاقات کا ہے تو اس کا دل موت کی طرف راغب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی محبوب نہیں کہ اس کی طرف التفات کرے۔ (احیاء العلوم)

اللہ سے محبت رکھو

حضرت ابوہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک نقل فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریلؑ سے فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت رکھتا ہوں لہٰذا تو بھی اس سے محبت رکھ۔ پھر جبریلؑ آسمان کے فرشتوں میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ بیشک تمہارا رب فلاں آدمی سے محبت رکھتا ہے تم بھی اس سے محبت رکھو، تو اس سے آسمان کے فرشتے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کی مقبولیت زمین میں پھیلا دی جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراضگی رکھتا ہے تو اس کے متعلق بھی اسی طرح اعلان ہوتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

محبت اور آزمائش ا

حضرت محمد بن مسلم یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی

دربارِ رسالت میں حاضر ہوا، کہنے لگا یا رسول اللہ! میرا مال جاتا رہا اور جسم بیمار ہو گیا آپ نے فرمایا اس بندے میں کوئی خیر نہیں جس کا مال کبھی نہ جائے اور وہ کبھی بیمار نہ ہو اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کا معاملہ کرتے ہیں تو اسے آزمائش میں ڈالتے ہیں اور وہ محبوب بندہ اس پر صبر کرتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

اللہ کی محبّت میں مصائب ہیں

حضرت انس بن مالک رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں یا محبت کا معاملہ کرتے ہیں تو اس پر مصائب و آفات ڈالی جاتی ہیں اور جب وہ دعا کے لیے پکارتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! یہ آواز تو جانی پہچانی معلوم ہوتی ہے۔ وہ دوبارہ یارب یارب پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لبیک و سعدیک! یعنی میرے بندے میں حاضر ہوں، تو مجھ سے جو بھی مانگے گا عطا کروں گا۔ یا اس کی بجائے کوئی شر اور آفت دور کر دوں گا۔ یا اپنے پاس تیرے لیے وہ چیز جمع رکھوں گا جو تیرے مطلوب سے بہتر ہو گی۔ پھر جب قیامت کا دن ہو گا، اعمال والے لائے جائیں گے اور ان کے اعمال کا بدلہ انھیں میزان کے ذریعہ پورا پورا دیا جائے گا۔ نماز والوں کو، روزہ داروں کو، صدقہ اور حج والوں کو۔ گویا سب کو جزا اور بدلہ مل جائے گا۔ پھر مصیبت زدہ لوگوں کو لایا جائے گا۔ نہ ان کے لیے ترازو قائم ہو گی اور نہ ان کے دفتر کھولے جائیں گے ان پر اجر و ثواب یوں بہایا جائے گا جیسا کہ ان پر دنیا میں مصیبتیں بہائی جاتی رہیں۔ اہلِ مصیبت کا یہ عظیم اجر و ثواب دیکھ کر دنیا میں عافیت سے بسر اوقات کرنے والے تمنا کریں گے کہ اے کاش! ان کے جسم قینچیوں سے کاٹے جاتے۔ یہی وہ اجر ہے جس کا تذکرہ اللہ پاک کے اس ارشاد میں ہے

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ — صبر و استقلال والوں کو ان کا صلہ بے شمار ہی ملے گا۔

اللہ سے ملاقات کی خواہش

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ سے ملاقات کی خواہش کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کی خواہش کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کی خواہش نہیں کرتا اللہ بھی اس کی ملاقات کی خواہش نہیں کرتا۔

اللہ سے محبت کا انعام

حضرت انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبریل ع مجھے خبر دی ہے کہ جس کسی نے میرے دوست کی بے عزتی کی اس نے مجھ سے اعلانِ جنگ کر دیا۔ میں نے اتنا تردد کسی چیز میں نہیں کیا جتنا کہ میں نے اس مومن بندے کی روح کو قبض کرنے میں کیا ہے جو موت کو پسند نہ کرتا ہو اور میں اسے دکھ نہیں پہنچانا چاہتا مگر موت کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں، میرا کوئی بندہ میرے نزدیک فرائض کی ادائیگی سے زیادہ محبوب چیز سے میرے قریب نہیں آتا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے میرے قریب آتا رہتا ہے تا آنکہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جس سے میں محبت کروں میں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور مؤید بن جاتا ہوں۔

محبّت کا مطلب

صوفیاء نے محبت کو مختلف طریقوں سے بیان کیا ہے۔ لوگوں نے اس بات سے بھی بحث کی ہے کہ اس کا لغوی مفہوم کیا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ پاکیزہ اور صاف محبت کا نام حُب ہے کیونکہ عرب حب الاسنان بولتے ہیں اور ان کی مراد دانتوں کی سفیدی اور تر و تازگی ہوتی ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ سخت بارش کے وقت جو بلبلے اٹھتے ہیں انھیں حباب الماء کہتے ہیں اس بنا پر محبوب کی ملاقات کے جوش اور پیاس کے بھڑکنے کا نام محبت ہے۔

Marfat.com

بعض کہتے ہیں کہ یہ حباب (بفتح الحاء) الماء سے ماخوذ ہے یعنی وہ مقام جہاں پانی زیادہ ہو لہذا اسے محبت اس لیے کہا گیا کہ دل میں جتنی اہم چیزیں ہیں ان میں سب سے بڑا حصہ اسی کا ہوتا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ لفظ لازم ہونے اور ثابت قدم رہنے کے معنوں میں آتا ہے۔ کیونکہ عربی کا محاورہ ہے احب البعیر۔ جب وہ بیٹھ جائے اور پھر نہ اٹھے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوئے کہ عاشق کا دل کسی وقت بھی معشوق کے ذکر سے نہیں ہٹتا۔

یہ لفظ حُب بمعنی بالی سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ شاعر کہتا ہے۔

تبیت الحیة النضناض منه مکان الحب یستمع السرارا

(شکاری رات بھر ایک گڑھے میں بیٹھا رہتا ہے اور وہاں زہریلے سانپ اس کے اتنے قریب پھرتے رہتے ہیں جتنی کان کی بالی ہو اور وہ راز کی باتیں سنتا رہتا ہے)

بالی کو حب یا تو اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ کان سے چمٹی رہتی ہے یا اس لیے کہ ہر وقت مضطرب رہتی ہے یہ دونوں معنی محبت پر صحیح طور پر چسپاں ہوتے ہیں۔

لفظ محبت، حب سے ماخوذ ہے جو حبہ کی جمع ہے اور حبۃ القلب دل کا وہ مقام ہے جس پر دل کا دارومدار ہے لہذا محبت کا نام اپنے محل کے نام پر رکھا گیا ہے۔

حُب اور حب ایک ہی چیز ہے جس طرح عُمر اور عَمر۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ لفظ حبۃ (کسر حاء کے ساتھ) سے ماخوذ ہے جس کے معنی جنگلی بیج کے ہیں۔ چنانچہ جس طرح بیج نباتات کا مغز ہے اسی طرح محبت بھی زندگی کا مغز ہے اس لیے اس کا نام حب رکھا گیا ہے۔

کہتے ہیں کہ حُب ان چار لکڑیوں کو کہتے ہیں جن پر مٹکا رکھا جاتا ہے۔ محبت کو حب اس لیے کہا گیا (جس طرح یہ لکڑیاں مٹکے کو برداشت کرتی ہیں اسی طرح) محبت

Marfat.com

محبوب کی طرف سے ہر عزت و ذلت کو برداشت کرتی ہے۔

اس لفظ کی اصل وہ مٹکا (حب) ہے جس میں پانی ہوتا ہے، مٹکا اسے روکے رکھتا ہے اس میں صرف اس قدر پانی سما سکتا ہے جس سے وہ بھر جائے (یعنی اس میں مزید پانی نہ سما سکے) اسی طرح جب کسی کی محبت سے دل بھر جاتا ہے تو پھر اس دل میں محبوب کے سوا کسی اور کے داخل ہونے کی گنجائش نہیں ہوتی۔

اقوال و حکایاتِ محبّت

محبت کا مزہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ چکھ لیتا ہے پھر اسے دنیا حاصل کرنے کی مہلت نہیں ملتی اور اسے انسانوں سے گھبراہٹ اور وحشت ہوتی ہے۔

محبت کا اثر حضرت عثمان غنی رضؓ کا قول ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اسے تنہائی سے انس ہو جاتا ہے۔

حضرت علی رضؓ کا قول آپ نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اسے یہ توفیق بخش دیتا ہے کہ وہ زمانہ کے عبرت انگیز واقعات سے عبرت حاصل کرے

محبت کی تعریف میں اقوالِ صوفیاء ایک صوفی کا قول ہے کہ مشتاق دل کے ساتھ دائمی میلان کا نام محبت ہے نیز کہا گیا ہے کہ محبوب کی خاطر تمام مال و دولت کو قربان کر دینا محبت ہے۔

محبوب کی موجودگی میں اور عدم موجودگی میں محبوب کی موافقت کرنا محبت ہے۔

عاشق کا مع اپنی تمام صفات کے مٹ جانا اور محبوب کو اس کی ذات کے ساتھ ثابت کرنا محبت ہے۔ دل کا اللہ تعالیٰ کی مراد کے موافق ہونا محبت ہے۔

Marfat.com

اس بات سے ڈرتے رہنا کہ کہیں احترام میں کمی نہ ہو، محبت کہلاتا ہے۔

حضرت ابو یزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ اپنی کثیر چیز کو قلیل سمجھنا اور محبوب کی قلیل چیز کو کثیر سمجھنا محبت ہے۔

حضرت سہلؒ فرماتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ تو اطاعت گزاری پہ قائم رہے اور محبوب کی مخالفت سے دور رہے۔

حضرت جنیدؒ سے محبت کی نسبت سوال کیا گیا تو فرمایا کہ عاشق کا اپنی صفات کو اپنانا محبت ہے۔ ان کا اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ محبوب کے ذکر کا غلبہ یہاں تک ہو کہ عاشق کے دل پر محبوب کے ذکر کے سوا کچھ نہ ہو اور اپنی صفات اور ان کے احساس سے کلیتہً غفلت ہو۔

حضرت ابو علی رودباریؒ فرماتے ہیں کہ محبت، محبوب کی موافقت ہے۔

ابو عبداللہ قرشیؒ فرماتے ہیں کہ حقیقی محبت یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو کلیتہً محبوب کے حوالے کر دے یہاں تک کہ تیرے پاس اپنی ذات میں سے کچھ بھی نہ رہے۔

حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ محبت کو محبت اس لیے کہا گیا کہ یہ دل سے محبوب کے سوا تمام چیزوں کو محو کر دیتی ہے۔

حضرت ابن عطاء فرماتے ہیں محبت یہ ہے کہ تو محبت میں اپنے آپ کو ہمیشہ عتاب کرتا رہے۔

میں نے استاد ابو علی دقاق کو فرماتے سنا کہ محبت مکمل لذت ہے جبکہ حقیقت کے مقامات دہشت ناک ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ حقیقی محبت وہ ہے جو جفا سے بھی کم نہ ہو، نیز فرمایا اور محبت نیک برتاؤ اور احسان سے بڑھتی ہے۔ نیز فرمایا کہ جو شخص محبت کا دعویٰ کرے مگر محبت کی حدود کا لحاظ نہ رکھے وہ سچا محبّ نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت جنید فرماتے ہیں کہ جب سچی اور صحیح محبت پیدا ہو جائے تو پھر ادب کے شرائط ساقط ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابو یعقوب سوسی فرماتے ہیں کہ حقیقی محبت یہ ہے کہ انسان یہ بات بھول جائے کہ اللہ کے ہاں اس کا کتنا حصہ ہے بلکہ اللہ کی طرف اس کی کتنی حاجتیں ہیں۔

حضرت حسین بن منصور فرماتے ہیں کہ حقیقی محبت یہ ہے کہ تو اپنے تمام اوصاف کو بالائے طاق رکھ کر اپنے محبوب کے ساتھ قائم رہے۔

محبت کی علامت

حضرت ابراہیم بن داؤد رقی کا قول ہے کہ اللہ کی محبت کی علامت اس کی اطاعت اختیار کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا ہے۔

حضرت فضیل کا قول

حضرت فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ محبت کے لیے کافی ہے۔ قرآن انس کے لیے کافی ہے۔ اور موت نصیحت کے لیے کافی ہے۔ اللہ کو ساتھی بنا لے اور ساری مخلوق کو ایک طرف کر دے۔

حضرت رابعہ عدویہ کا قول

حضرت رابعہ عدویہ نے ایک روز فرمایا کہ کوئی ہے جو ہم کو ہمارے حبیب کا پتہ دے۔ ان کی خادمہ نے کہا ہمارا حبیب ہمارے ساتھ ہے مگر دنیا نے اس سے علیحدہ کر رکھا ہے۔

محبت خدا کو ظاہر نہ کرو

حضرت ذوالنون نے فرمایا کہ جو شخص خدا کی محبت کو ظاہر کرے اس سے کہہ دو کہ اس بات سے ڈر کہ غیر اللہ کے لیے ذلیل بنے۔

حضرت جنید بغدادی کا ارشاد

حضرت جنید فرماتے ہیں کہ علت والے پر محبت حرام ہے اور فرمایا کہ محبت عوض کے مطابق ہوتی ہے تو جب عوض جاتا رہتا ہے، محبت بھی جاتی رہتی ہے۔

Marfat.com

حضرت بایزیدؒ کا قول

حضرت ابو یزیدؒ فرماتے ہیں کہ محب نہ دنیا کی محبت کرتا ہے نہ آخرت کی۔ بلکہ اپنے مولا سے محبت ہی کو چاہتا ہے۔

محبت کا مطلب

حضرت سہل رضؓ سے محبت کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا کہ محبت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندے کے دل کی مراد سمجھ لی تو اس کو اپنے مشاہدے کے لیے پھیر دیا۔

عارف اور محب کا فرق

حضرت شبلیؒ سے کہا گیا کہ ہمیں عارف اور محب کی تعریف بتلایئے انھوں نے کہا عارف اگر بات کرتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے اور محب اگر چپ رہتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے اور آپ نے یہ اشعار پڑھے ؎

يَا أَيُّهَا السَّيِّدُ الْكَرِيمُ حُبُّكَ بَيْنَ الْحَشَاءِ مُقِيمُ
يَا رَافِعَ النَّوْمِ عَنْ جُفُونِي أَنْتَ بِمَا مَرَّ بِي عَلِيمُ

(اے مہربان سردار! تیری محبت میرے دل کی گہرائیوں میں مقیم ہے۔ اے میری پلکوں سے نیند اڑانے والے جو کچھ مجھ پر بیتی، تو اسے جانتا ہے۔)

حضرت ابو سلیمان درانی کا قول

حضرت ابو سلیمان درانیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جنت اور اس کے درمیان کی نعمت ان کو خدائے تعالیٰ سے نہیں روکتی، دنیا کے باعث تو کیسے خدائے تعالیٰ سے باز رہیں گے۔

افضل عمل کونسا ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ اعمال میں سے افضل عمل کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ سے راضی ہونا اور اس سے محبت کرنا۔

Marfat.com

حضرت بابا فرید گنج شکر کا قول حضرت بابا فرید گنج شکرؒ نے فرمایا کہ مومنوں کے دل پاکیزہ زمین کی مانند ہیں اگر اس میں محبت کا بیج بو دیا جائے تو اس بیج سے ہر قسم کی نعمتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس نعمتِ الٰہیہ سے درویش ہر کسی کو بہرہ ور کر سکتا ہے اور خود بھی حظِ وافر لے سکتا ہے۔

فقیروں پر محبتِ حق کا غلبہ قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ درویش کے حالات محبتِ حق کے غلبہ سے عالمِ شوق میں قرار گیر ہوتے ہیں۔ جب فقیروں پر محبتِ حق غلبہ کرتی ہے تو محبوب کے نورِ تجلی کا نزول ان کے قلوبِ اطہر پر اتنا ہوتا ہے کہ وہ لوگ دنیا و مافیہا کو بھول جاتے ہیں۔

محبت کا ادب حضرت فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ جب تم سے پوچھا جائے کہ اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو تم چپ رہو اس لیے کہ اگر "نہ" کہو گے تو کافر ہو جاؤ گے اور اگر "ہاں" کہو گے تو تمہارے اندر محبوں کے اوصاف میں سے کچھ نہیں پس غضبِ الٰہی سے ڈرو اور جھوٹی بات نہ کہو۔

محبتِ صادق ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ محبتِ صادق کے لیے یہ شرط ہے کہ اس پر محبت کے سکرات طاری ہوں۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس کی محبت حقیقی نہیں ہے۔

حضرت شیخ روذباری کا قول حضرت شیخ روذباریؒ فرماتے ہیں کہ جب تک تم اپنی ہستی (کی قید) سے باہر نہیں نکلو گے اس وقت تک تم محبت کی سرحد میں قدم نہیں رکھ سکتے۔

محبت کے قتل کا خون بہا شیخ ابو یزیدؒ کا قول ہے کہ جس کو کسی کی محبت قتل کر دے اس کو اس قتل کا خون بہا یہ ملتا ہے کہ وہ

محبوب کا دیدار کرے، اور جس کو کسی کا عشق قتل کر دے تو اس کا فدیہ یہ ہے کہ محبوب اس کو اپنا ہم نشین بنا لیتا ہے۔

محبت کی حقیقت

محمد بن فضل فرماتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ محبوب کی محبت کے سوا ہر قسم کی محبت دل سے دور ہو جائے۔

اللہ کی محبت کا سرور

شیخ ابوالحسین الوراقؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کی شدید محبت سے ایک سرور خاص حاصل ہوتا ہے۔ صرف یہی بلکہ محبت دل میں اس آگ کی مانند ہے جو ہر گندگی دکوڑے کرکٹ) کو جلا دیتی ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ کا فرمان

حضرت یحییٰ بن معاذ رح کا ارشاد ہے کہ عاشقوں کا صبر زاہدوں کے صبر سے زیادہ سخت ہے اور یہ بھی تعجب کی بات کہ انسان اپنے محبوب سے کیونکر صبر کر سکتا ہے۔

اللہ کی محبت کا دعویٰ

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں کہ جو اللہ کی محبت کا دعوے کرے اور گناہوں اور حرام چیزوں سے پرہیز نہ کرے وہ سب سے بڑا جھوٹا ہے۔ اسی طرح وہ بھی جھوٹا ہے جو اپنی ملک کو خرچ کیے بغیر جنت کی محبت کا دعویٰ کرے اور وہ بھی جھوٹا ہے جو فقیروں سے محبت نہ کرتا ہو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتا ہو۔

مشاہدۂ محبوب

شیخ ابو یعقوب السوسیؒ فرماتے ہیں کہ صحیح محبت اس وقت پایۂ ثبوت کو پہنچ سکتی ہے، جب تم محبت کے مشاہدے سے نکل کر محبوب کے مشاہدہ کے دائرے میں پہنچ جاؤ اور یہ اس وقت ممکن ہے کہ محبت کا علم فنا ہو جائے جبکہ اس کا محبوب غائب ہو اور اس کا تعلق محبت سے نہ رہے۔ جب اس طرح محب اس محبت کی قید سے نکل جاتا ہے (قید محبت باقی نہیں رہتی) تو اس وقت وہ اصلاً عاشق ہوتا ہے

Marfat.com

حضرت شبلیؒ کا قول شیخ شبلیؒ سے محبت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ وہ ایک ایسا جام شراب ہے کہ اگر حواس اس سے متاثر ہوجائیں تو ان میں سوزش برپا ہوجاتی ہے اور اگر وہ نفوس میں جاگزین ہوجائے تو وہ نیست ہوجائیں۔

محبت کی گفتگو کا اثر روایت ہے کہ حضرت سمنونؒ نے ایک روز محبت کے بارے میں گفتگو کی، اتنے میں ایک پرندہ آپ کے سامنے اترا اور زمین کو اپنی چونچ سے کریدتا رہا، یہاں تک کہ اس میں سے خون نکلا اور مرگیا۔

حضرت حسنؒ کا قول حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کو پہچانتا ہے اس کو محبوب جانتا ہے اور جو دنیا کو پہچانتا ہے اس میں زہد کرتا ہے اور ایماندار آدمی لغو میں نہیں پڑتا کہ غافل ہوجائے، وہ تو جب فکر کرتا ہے اندوہ کرتا ہے۔

چار مقامات بعضوں نے کہا ہے کہ محبت کا معاملہ چار مقامات پر ہوتا ہے، اول محبت، دوم ہیبت، سوم حیا، چہارم تعظیم اور ان چاروں میں سے افضل تعظیم اور محبت ہیں۔ اس لیے کہ دونوں اہلِ جنت کے ساتھ جنت میں باقی رہتے ہیں اور ان کے سوا اور چیزیں ان سے علیحدہ ہوجاتی ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا اظہار محبت حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے جناب باری میں عرض کی کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ تونے اپنی محبت سے مجھ پر اکرام کیا ہے اور اپنے ذکر سے مجھ کو مانوس کیا ہے اور اپنی عظمت کی فکر کے لیے مجھے مخصوص کر دیا تو اس کے مقابل جنت میرے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔

اللہ کی محبت زندہ جاوید ہے حضرت سری سقطیؒ کا قول ہے کہ جس نے

Marfat.com

اللہ سے محبت کی وہ زندۂ جاوید ہوا، جس نے دنیا سے محبت کی وہ بے آبرو ہوا، احمق صبح و شام ذلت و رسوائی سے بسر کرتا ہے اور عقلمند اپنے عیوب تلاش کرتا رہتا ہے۔

اللہ کی محبت کا تقاضا

حضرت رابعہؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی محبت ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ مجھ کو تو آپؐ کے ساتھ محبت بے پناہ ہے مگر خدا تعالیٰ سے محبت نے مجھے مخلوق کی محبت سے روک رکھا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ پر وحی

ابن الجلاءؒ سے مروی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جب میں بندے کے دل کو دنیا اور آخرت کی محبت سے خالی پاتا ہوں تو اس کے دل کو اپنی محبت سے رکھ دیتا ہوں اور اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہوں۔

ایک نبی اللہ کا قول

حضرت ابو خالد صفارؒ کہتے ہیں کہ انبیاء میں سے ایک نبیؑ کسی عابد سے ملے اور فرمایا کہ اے گروہِ عابداں! تم جس بات پر عمل کرتے ہو ہم اس پر نہیں کرتے، تم تو خوف و رجا پر عمل کرتے ہو اور ہم محبت اور شوق پر۔

حضرت یونسؑ کا ارشاد

حضرت جنیدؒ سے مروی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام اتنا روئے کہ اندھے ہو گئے اور اتنا کھڑے رہے کہ کبڑے ہو گئے اور اتنی نماز پڑھی کہ حرکت کی طاقت نہ رہی اور فرمایا کہ قسم ہے تیری عزت اور جلال کی، اگر میرے اور تیرے درمیان کوئی آگ کا سمندر ہوتا تو مجھ کو تیرا اتنا شوق ہے کہ میں اس میں بھی گھس جاتا۔

حضرت یحییٰ بن معاذؒ کا قول

حضرت یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہیں کہ خدا کے نعم کا عفو تمام گناہوں کو لے لیتا ہے پس اس کی

Marfat.com

رضا کا کیا حال ہوگا اور اس کی رضا میں سب امیدیں مل جاتی ہیں تو اس کی محبت کیسے ہوگی اور اس کی محبت عقلوں کو مدہوش کر دیتی ہے تو اس کی مودّت کا کیا ٹھکانا ہے اور اس کی مودّت غیر اللہ کو بھلا دیتی ہے تو اس کا لطف کیسا ہوگا۔

حضرت سری سقطی کا قول

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز جن کو محبتِ الٰہی غالب نہ ہوگی ان کو انبیاء علیہم السلام کے اسماءِ گرامی کے حوالے سے پکاریں گے مثلاً ارشاد ہوگا کہ اے امتِ موسیٰ ! اور اے امتِ عیسیٰ اور اے امتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مگر محبین اس طرح پکارے جاویں گے کہ اے اولیاء اللہ ! خدائے پاک کے پاس چلو۔ ان کے دل خوشی کے مارے نکلے پڑتے ہوں گے۔

اہلِ ایمان کی اللہ سے محبت

ہرم بن حیان فرماتے ہیں کہ ایماندار جب اپنے رب کو پہچانتا ہے تو اس سے محبت کرتا ہے اور جب محبت کرتا ہے تو اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب اس توجہ کا مزا پاتا ہے تو دنیا کی طرف خواہش کی نظر سے نہیں دیکھتا نہ آخرت کی طرف کاہلی کی نظر سے دیکھتا ہے اپنے جسم سے تو دنیا میں رہتا ہے اور روح سے آخرت میں۔

حضرت حارث محاسبی کا قول

حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ محبت یہ ہے کہ تو ہمہ تن کسی چیز کی طرف مائل ہو جائے پھر اپنا نفس، روح اور مال سب اس پر قربان کر دے۔ پھر ضروری ہے کہ ظاہر و باطن میں تو اس کی موافقت کرے۔ بایں ہمہ تو یہ خیال کرے کہ تو نے اس کی محبت میں کوتاہی کی ہے۔

اللہ کو چاہنے والا اللہ کو پائے گا

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھ سے کوئی آیت توریت کی بیان کرو

Marfat.com

انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابرار کا شوق میری ملاقات کے لیے بہت ہے۔ اور میں ان کی ملاقات کا زیادہ تر مشتاق ہوں اور کہا کہ توریت میں اسی آیت کے قریب یہ بھی مذکور ہے کہ جو شخص مجھ کو طلب کرے گا وہ مجھ کو پاوے گا اور جو میرے سوا کسی اور کو طلب کرے گا مجھ کو نہ پاوے گا۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کا ارشاد

حضرت ذوالنونؒ نے فرمایا کہ پاک ہے وہ ذات جس نے ارواح کو لشکر کے لشکر بنا دیے۔ پس عارفین کی روحیں تو جلالی اور قدسی ہیں۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف وہ لوگ مشتاق ہوئے۔ اور مومنوں کی روحیں روحانی ہیں، اسی جہت سے وہ جنت کے شائق ہوئے اور غافلوں کی روحیں ہوائی ہیں وہ اسی وجہ سے دنیا کے راغب ہوئے۔

حکایت

عبداللہ بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عابد عورت کو دیکھا کہ رو رو کر کہہ رہی تھی اور آنسو چہرے پر بہا رہی تھی، بخدا میں خدائے تعالیٰ کے شوق میں اور اس کی ملاقات کے اشتیاق میں زندگی سے تنگ آگئی ہوں۔ یہاں تک کہ اگر موت بکتی ہوتی تو میں اس کو خرید لیتی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ تجھ کو اپنے عمل پر اطمینان ہے؟ اس نے کہا کہ اطمینان تو نہیں مگر میں اس سے محبت رکھتی ہوں اور اس پر مجھ کو حسنِ ظن ہے۔ تو کیا تم کو یہ خیال ہے کہ باوجود محبت کے وہ مجھے عذاب دے گا۔

حضرت داؤد علیہ السّلام پر وحی

حضرت شبلیؒ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد! میرا ذکر، ذاکروں کے واسطے ہے اور جنت اطاعت کرنے والوں کے لیے ہے اور دیدار مشتاقوں کے لیے اور میں خود اپنے محبوں کے لیے ہوں اور حضرت آدم علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ جو شخص حبیب سے محبت کرتا ہے اس کے قول کو سچا جانتا ہے۔ اور جو شخص اپنے حبیب سے

Marfat.com

مانوس ہوتا ہے اس کے فعل سے راضی ہوتا ہے اور جو اس کی طرف مشتاق ہوتا ہے، تو اپنا راستہ جلد چلتا ہے۔ اور خواص اپنی چھاتی پہ مارتے اور کہتے کہ ہائے شوق اس کا جو مجھے دیکھتا ہے اور میں اس کو نہیں دیکھتا۔

بے مثل حسن الٰہی

حضرت جنیدؒ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میرا خاوند مجھ پر سوت لانا چاہتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اگر چار نہ ہوں تو نکاح کر سکتا ہے۔ وہ بولی اگر اجنبی عورت کو دیکھنا جائز ہوتا تو میں آپ کو اپنا چہرہ کھول کر دکھاتی تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ جس کے پاس میرے جیسی بیوی ہو اس کو دوسری سے نکاح کرنا زیبا نہیں۔ اس پر جنیدؒ کو غش آ گیا اور گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو ان سے اس کا سبب پوچھا گیا انھوں نے جواب دیا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر دنیا میں میری طرف نظر کرنا کسی کو روا ہوتا تو میں اپنے چہرے سے پردہ اٹھا کر اسے دکھا دیتا اور اسے معلوم ہو جاتا کہ جس کے لیے میرے جیسا ہو اس کو ہرگز زیبا نہیں کہ اس کے دل میں میرے غیر کی گنجائش ہو۔

مشائخ کا نظریہ محبت

ابوبکر کتانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار مشائخ میں محبت کا مسئلہ چھڑا اور حضرت جنیدؒ اس وقت چھوٹے تھے پہلے تو مشائخ میں گفتگو ہوتی رہی۔ اس کے بعد ان سے کہا کہ عراقی صاحب! اب آپ کو جو معلوم ہو آپ کہیئے۔ انھوں نے کہا کہ محب وہ بندہ ہے جو اپنے جی سے گزر جائے اور اپنے رب کی یاد میں لگا رہے۔ اس کے حقوق ادا کرنے میں مستعد رہے اور اپنے دل کی نگاہ اسی کی طرف رکھے۔ اس کی ہویت یعنی ذات کی آگ اور اس کے کاسۂ محبت کے شربت صافی کے اثر سے اس کا دل سوختہ ہو رہا ہو، اگر کوئی بات کہے تو خدا کے ساتھ، کچھ بولے تو خدا سے۔ اگر حرکت کرے تو خدا کے حکم پر، اگر ٹھیرا رہے تو خدا کے ساتھ۔ بس وہ خدا ہی کے ساتھ خدا ہی کے لیے اور خدا ہی کی معیت میں رہے۔ اس پر مشائخ رو پڑے اور کہنے لگے کہ بھلا

Marfat.com

اس سے زیادہ کوئی کیا کہہ سکتا ہے اے خدا شناسوں کے سرتاج۔

شرابِ محبّت

حضرت نجم الدین نفسی کا قول ہے کہ طالبانِ حق جب اللہ کی محبت کی شراب پیتے ہیں تو طرب میں آتے ہیں اور جب طرب میں آتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں اور جب حیرانی میں ہوتے ہیں تو سبک ہو جاتے ہیں اور جب سبک ہوتے ہیں تو پرواز کرتے ہیں اور جب پرواز کرتے ہیں تب طالب ہو جاتے ہیں پھر مراد پا لیتے ہیں تو انھیں نزول ہوتا ہے اور جب نزول ہوتا ہے تو قرب میسر آتا ہے اور جب میسر آتا ہے تو کشف ہونے لگتا ہے اور جب کشف ہونے لگتا ہے تو مشاہدے کی نوبت آتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا فرمان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین شخصوں پر گزرے جن کے بدن لاغر اور رنگ متغیر تھے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ حال تمھارا کیوں ہوا ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ آتشِ دوزخ کے خوف سے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خوف والوں کو ضرور مامون رکھے گا۔ پھر وہاں سے بڑھ کر آپ اور تین شخصوں پر گزرے۔ جو ان سے بھی زیادہ دُبلے اور متغیر رنگ والے تھے آپ نے ان سے پوچھا کہ تمھارا حال کس وجہ سے ایسا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ جنت کے شوق کے باعث۔ آپ نے فرمایا کہ ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ تم کو وہ چیز عنایت فرمائے جس کے تم متوقع ہو پھر آپ بڑھے اور تین شخص دیکھے جو پہلے دونوں فریقوں سے بھی زیادہ دبلے اور رنگ بدلے تھے۔ نور کا یہ عالم تھا کہ گویا چہروں پہ آئینے جڑے تھے آپ نے ان سے پوچھا کہ کس وجہ سے تم ایسے ہو رہے ہو۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہم اللہ عزّ وجلّ سے محبت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مقرب تم ہی ہو۔

محبّت کی افضلیت

حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ ایک رائی کے برابر محبت میرے نزدیک ۷۰ برس کی عبادت سے بہتر ہے جو بے محبت ہو

Marfat.com

اور یہ بھی القیس کا قول ہے کہ یا الٰہی! میں تیرے صحن میں کھڑا ہوں اور تیری ثنا میں مشغول ہوں۔ تو نے مجھ کو بچپن ہی سے لے لیا اور عباس اپنی معرفت کا در بر کیا اور اپنے لطف سے بہرہ ور کیا، احوال و اعمال و پردہ پوشی اور توبہ اور زہد اور شوق اور رضا اور محبت میں مجھ کو بدلتا رہا۔ اپنے حوضوں میں سے مجھ کو پلایا اور اپنے باغوں میں پھرایا۔ میں تیری عبادت اور تیرے قول میں مشغول رہا۔ اب جب میری مونچھیں نکلیں اور قدرت ہو گئی تو آج بڑا ہو کر میں تجھ سے کیسے پھر جاؤں؟ میں تو لڑکپن ہی سے ان امور کا تجھ سے عادی رہا ہوں، تو جب تک رہوں گا، انکسار کے ساتھ تیرے سامنے ہی گڑگڑاؤں گا۔ کیونکہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور ہر ایک محبت ہی سے مشغوف رہتا ہے اور اس کے غیر سے مصروف رہتا ہے۔

حضرت محمد بن واسع کا ارشاد

حضرت محمد بن واسعؒ فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے محب ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہے۔

حضرت حسن بصریؒ کا قول

حضرت حسن بصریؒ جب یہ آیت پڑھتے وَاتَّقُوْنِ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ اے ذی عقل لوگو مجھ سے ڈرتے رہو تو فرماتے اللہ نے اپنی محبت کے باعث ان کو عتاب کیا ہے۔

بندے کی اللہ سے محبت کی علامت

حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے تھے کہ بندے کی اللہ سے محبت کی یہ علامت ہے کہ اس کی عبادت میں سخت رنج و تکلیف برداشت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت آرام سے حاصل نہیں ہوتی۔

محبت کا بدلہ محبت

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ امر غور طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا کچھ عوض مقرر کر رکھا ہے۔ اس عوض

Marfat.com

کے بدلے میں وہ شے حاصل ہو جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے محبتِ الٰہی کا کوئی عوض نہیں رکھا ہے تاکہ وہ قیمت بن سکے اور عوض ہو سکے اور محبت کا عوض محبت سے ہی ادا کیا جا سکے۔ محبت کا بدلہ محبت ہے۔ یہی اس پوری کائنات کا منشا اور مقصود ہے۔ لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب اگر اللہ تعالیٰ کو اپنا لیا ہے تو پھر ہر طرح کے غیر اللہ سے کنارہ کش ہو جانا چاہیئے۔

محبت کیا چیز ہے

ایک دفعہ حضرت ذوالنون مصریؒ وعظ فرما رہے تھے۔ کسی نے اٹھ کر سوال کیا کہ محبت کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ جب دریائے محبت میں جوش آئے گا تو بتاؤں گا۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے محبت کے بارے میں بیان کرنا شروع کیا تو اس آدمی نے وہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا، محبت کی دو اقسام ہوتی ہیں۔ ایک مخلوق کی مخلوق کے ساتھ محبت اور دوسری مخلوق کی خالق کے ساتھ محبت۔

پہلی قسم کی محبت کے متعلق تم اچھی طرح جانتے ہو اور دوسری قسم کی محبت یہ ہے، یہ کہہ کر آپ نے اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اسے چاک کیا، کپڑے پھاڑ ڈالے اور نالہائے آہ وفریاد بلند کر کے سینہ پہ ہاتھ مارنا شروع کیا اور فرمایا یہ محبتِ تعالیٰ ہے اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔

حکایت

حضرت رابعہ بصریؒ نے ایک دفعہ رباح بن قیسی کو ایک بچے سے پیار کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ رباح! آپ کو کامیاب محب نہیں کہا جا سکتا کیونکہ آپ تو اس مختصر دل میں بھی اللہ کے سوا کسی اور کو جگہ دیتے ہیں۔ رابعہ بصری رح کی یہ بات رباح کے دل کو لگی اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ کچھ دیر کے بعد جب پسینہ پونچھتے ہوئے ہوش میں آئے تو بولے کہ رابعہ رح کی بات سچی تھی اور اس میں بہت ہی زیادہ ہیبت تھی۔

Marfat.com

محبت کے تین اُصول

حضرت سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانیؒ نے فرمایا ہے کہ محبت کے تین اصول ہیں۔ وفا، ادب اور مروّت۔

وفا یہ ہے کہ اللہ کی وحدانیت میں مشغول رہے، اپنے دل کو سب سے جدا کر لے اور صرف اسی کے نورِ ازل سے دل مانوس ہو جائے۔

ادب یہ ہے کہ حفظِ اوقات و ماسوٰی سے انقطاع کرنا ہے۔

مروّت یہ ہے کہ قولاً و فعلاً صدق و صفا کے ساتھ ذکر اللہ پر قائم ہو جائے۔ ظاہر و باطن میں اغیار سے روگردانی کر لے۔ جب بندہ میں یہ تینوں خصلتیں جمع ہو جاتی ہیں تو لذتِ وصال پانے لگتا ہے اور اس کے اندر آتشِ شوق بھڑک اٹھتی ہے۔

حکایت

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں بخارا میں بطورِ مسافر کے وارد تھا۔ وہاں پر ایک شخص کو دیکھا جو ازحد یادِ الٰہی میں مشغول تھا لیکن نابینا تھا۔ میں نے پوچھا کب سے نابینا ہوئے ہو۔ فرمایا جب میرا کام کمالیت کو پہنچ گیا اور وحدانیت اور جلال اور عظمت پر نگاہ پڑنی شروع ہوئی تو ایک روز بیٹھے بیٹھے میری نگاہ ایک غیر پر جا پڑی۔ غیب سے آواز آئی اے مدعی! دعویٰ تو تُو ہماری محبت کا کرے اور دیکھے غیر کی طرف۔ جب یہ آواز سنی تو ایسا شرمندہ ہوا کہ بات نہیں ہو سکتی تھی۔ بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ جو آنکھ دوست کے سوا کسی غیر کو دیکھے وہ اندھی ہو جائے۔ ابھی یہ بات اچھی طرح نہ کہنے پایا تھا کہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا۔

حکایت

ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامیؒ مقامِ قرب میں پہنچے تو غیب سے آواز آئی کہ اے بایزید! آج تیری درخواست اور ہماری بخشش کا وقت ہے جو چاہتا ہے مانگ۔ ہم دیں گے۔ خواجہ صاحب نے سربسجدہ ہو کر عرض کیا کہ بندے کو خواہش سے کیا واسطہ، جو کچھ بادشاہ سے عطا ہو گا اسی پر راضی ہے۔ آواز آئی اے بایزید!

ہم نے تجھے آخرت دی۔ عرض کی کہ وہ دوستانِ الٰہی کا قید خانہ ہے۔ پھر آواز آئی، اے بایزید! بہشت، دوزخ، عرش، کرسی اور جو ہماری ملکیت ہے سب کچھ تجھے دیا۔ عرض کی، نہیں! آواز آئی کہ پھر تیرا کیا مطلب ہے؟ عرض کی پروردگار! تجھے خود معلوم ہے آواز آئی اے بایزید! کیا تو ہمیں طلب کرتا ہے؟ اگر میں تیری طلب کروں تو پھر کیا کرے؟ یہ آواز سنتے ہی عرض کی کہ مجھے تیری قسم! اگر تو مجھے طلب کرے تو قیامت کے دن جب میرا حشر ہو تو دوزخ کے پاس کھڑے ہو کر ایک ہی آہ سے دوزخ کی آگ کو نابود کر دوں کیونکہ محبت کی آگ کے مقابلے میں دوزخ کی آگ کی کچھ حقیقت نہیں۔ جب یہ قسم کھائی تو آواز آئی اے بایزید! جو کچھ تو چاہتا ہے تجھے مل گیا۔

محبّت کے راز امانت ہوتے ہیں

حضرت ذوالنون مصریؒ کے بارے میں فرمایا جاتا ہے کہ آپ نے بیت اللہ شریف کے طواف کے دوران میں ایک مشک فام کو دیکھا اور سنا کہ وہ صرف ایک ہی لفظ اَنْتَ اَنْتَ (یعنی تو ہی ہے، تو ہی ہے) بار بار کہے جا رہا تھا مجھے اس ایک ہی لفظ پر کریدگی اور میں نے اس شخص سے پوچھ لیا کہ اے بھائی! اس ایک ہی لفظ سے تمھارا کیا مطلب ہے؟ میرے اس سوال پر اس جوان مشک فام نے بتایا کہ اے میرے دوست! دو محبت کرنے والوں کی باتیں ایک راز ہوتی ہیں اور وہ راز ایک طرح کی امانت ہوتا ہے۔ راز کی باتوں کو فاش کرنا گستاخی اور بدعہدی ہے اور جس راز کے بیان کرنے میں زبان معذور ہوا سے قرطاس و قلم کے ذریعے بھی فاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جب ان محبت کرنے والوں میں ایک جانب انسان ہوتا ہے تو پھر اس پر اللہ کے راز اور اسرار خود بخود ایک مظہر کے طور پر ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ مجھے بھی کچھ دکھائیے، تو اس مشک فام شخص نے کہا کہ جو قلوب اپنے پروردگار کی جانب مائل ہو جاتے ہیں اللہ انھیں اپنے متعدد راز تفویض فرما دیتا ہے اور یہ راز اس اللہ کی امانتیں ہیں اور اللہ کے عارف ان امانتوں

Marfat.com

کے امین ہیں۔

خدا کی محبت کا فائدہ

حضرت محمد سعید مؤلف مرأۃ العاشقین نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے دل میں اکثر یہ خیال آتا ہے کہ میں آپ کی توجہ سے عشق و محبت کے مرتبے کو پہنچوں، لیکن کیا کروں، نفسانی خطرے اور شیطانی وسوسے راستے میں حائل ہیں۔ فرمایا یہ کوئی ایک دو دن کا تھوڑا ہی کام ہے بلکہ تمام عمر راہِ حق میں صرف کر دینی چاہیے خدا کی محبت جس قدر زیادہ ہو اسی قدر خطرات کم ہو جاتے ہیں۔ سالک کو راہِ حق میں تنگ حوصلہ نہ ہونا چاہیے بلکہ ہمیشہ پُر امید رہنا چاہیئے کہ آہستہ آہستہ وہ قُربِ ذات کی منزل میں پہنچ جائے گا۔

حکایت

ایک مرتبہ داؤد طائی کو دیکھا کہ آنکھیں بند کیے ہوئے جھونپڑے سے باہر آئے۔ ایک درویش حاضر خدمت تھا۔ اس نے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا پینتالیس سال سے میں نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھوں۔ اس واسطے کہ یہ محبت نہیں کہ دوستی تو اللہ تعالیٰ سے کروں اور دیکھوں غیر کی طرف۔

حکایت

ایک مرتبہ خواجہ ذوالنون مصریؒ کسی مسجد میں معہ اصحابِ طریقت بیٹھے تھے اور بات محبت کے بارے میں ہو رہی تھی۔ ایک صوفی نے سوال کیا کہ صوفی اور عارف کسے کہتے ہیں؟ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ صوفی اور عارف وہ ہیں جن کے دل کدورتِ بشریت سے آزاد ہوں اور دنیا اور حبِ دنیا سے صاف۔ جب ان میں یہ اوصاف پائے جائیں گے تو وہ اعلیٰ درجہ پائیں گے اور تمام مخلوقات سے برگزیدہ کہلائیں گے اور غیر دوست سے دور بھاگیں گے پھر وہ مالک ہو جائیں گے نہ کہ مملوک۔

Marfat.com

محبت کا اصل مقصد

حضرت بایزید بسطامیؒ کا قول ہے کہ اہل محبت کے نزدیک (خدا کی محبت کے مقابلے میں) بہشت کی کوئی اہمیت نہیں محبت کے مدعی محبت کے پردوں میں محجوب ہوتے ہیں، بہشت اگرچہ بہت بڑی چیز ہے مگر مخلوق ہے اور خدا کی محبت خدا کی صفت نا مخلوق ہے۔ جو کوئی نا مخلوق (محبتِ خدا) کی بجائے مخلوق (بہشت) کی محبت میں گرفتار رہا اس نے اپنی اہمیت کھو دی۔ مخلوق دوستانِ حق کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی، دوستوں کے لیے دوستی ہی حجاب ہوتی ہے کیونکہ دوستی کے وجود سے خدا اور اپنے درمیان (دوئی) کو تسلیم کرنا پڑتا ہے لیکن دوئی توحید کے خلاف ہے۔ محبت کی راہ توحید سے توحید کی طرف ہوتی ہے۔ محبت کی راہ میں محبت ہی آفت اور بلا بن جاتی ہے۔ محبت میں مرید اور مراد کی ضرورت ہوتی ہے یا خدا مرید اور بندہ مراد ہو یا خدا مراد اور بندہ مرید ہو۔ اگر خدا مرید اور بندہ مراد ہو تو خدا کی نظر میں بندہ کی ہستی ثابت ہو گئی لیکن بندہ اگر مرید ہو اور مراد طلب و ارادتِ خدا ہو تو آدمی کی اپنی ہستی سدِ راہ بن جاتی ہے۔ پس محب (آدمی) کا محبوب کے لیے فنا ہونا اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ وہ محبت کے لیے فنا ہو۔

حقیقی محبت اللہ ہی کے لیے ہے

حضرت سید عبدالقادر جیلانی بغدادی کا ارشاد ہے کہ محبت حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہے اور غیر اللہ کو اس میں داخل کرنا شرک ہے اس لیے کہ قلبِ انسانی فطری طور پر اللہ تعالیٰ کا مسکن ہے لیکن جب غیر اللہ کو اس میں اثر و نفوذ حاصل ہوتا ہے تو یہ توحیدِ الٰہی کی اہانت و خلاف ورزی ہو جاتی ہے۔

محبتِ الٰہی کی علامت

حضرت سید احمد کبیر رفاعیؒ نے فرمایا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت رکھی اس نے اپنے آپ کو تواضع سکھائی۔ اور علائق دنیا سے اپنے آپ کو دور کر دیا اپنے ہر حال پر اللہ تعالیٰ کو ترجیح دی۔

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہا اور اللہ کے سوا کسی چیز میں رغبت نہ رکھی اور حقائقِ باطن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع کرتے ہوئے منبر اور پلنگ کو چھوڑ دیا۔ چاہیے ان چیزوں تک اس کو رسائی حاصل تھی اور اس کی طرح ہو گیا۔

محبت اور مصیبت

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص محبت کا دعویٰ کرے اور مصیبت کے وقت فریاد کرے وہ درحقیقت سچا دوست نہیں ہوتا بلکہ جھوٹا ہے اس واسطے کہ دوستی اس بات کا نام ہے کہ جو کچھ دوست کی طرف سے آئے اس پر راضی رہے اور لاکھوں شکر بجا لائے۔ اور دوسرے یہ کہ شاید اسی بہانے سے یاد کرے۔

محبت میں دوئی نہیں

ایک صاحبِ حال کی آرزو تھی کہ اسے اللہ کی محبت حاصل ہو۔ اس غرض سے وہ ہر صبح اٹھتا اور روتا کہ محبتِ دوست سے بہرہ ور ہو اور اپنا کوئی نام و نشان نہ بتلاتا یہاں تک کہ اس نے اپنی ہستی آتشِ عشق میں جلا دی بیگانہ رہا لیکن حقیقت میں وہ یگانہ تھا پس جہاں محبت آجاتی ہے دوئی اٹھ جاتی ہے وہاں یگانہ ہی بننا پڑتا ہے کہ اس کے بغیر وصال محبوب کے شرف سے مشرف نہیں ہو سکتا اور یہ مثنوی پڑھی جو انھوں نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ العزیز سے ایک مجلس میں سماعت فرمائی تھی اور اس مثنوی کا ذوق اب تک محسوس فرماتے ہ

تا نفس من از عشقِ دوست زدم   خاست از ملیسے دوئی جز دوست

(جب سے میں عشقِ دوست کا دم بھر رہا ہوں بہت ساری دوئی سوائے محبوب کے اٹھ گئی ہے)

اسرارِ محبت کا اظہار

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے فرمایا ہے کہ جس وقت درویش اسرارِ محبت سے مالا مال ہو جائے اگر کچھ زبان

Marfat.com

سے ظاہر فرمادے تو کوئی عیب نہیں کیونکہ جب ظرف میں جگہ ہی نہ رہے تو پھر اسے کہاں رکھے اور یہ حال کامل لوگوں کا ہے مگر وہ شخص جو آغاز کار ہی میں اپنے اسرار غلبۂ شوق سے ظاہر کرنے لگ جائے تو یہ اس کی خام کاری کی دلیل ہے۔ کیونکہ جہاں تک ہو سکے ان انوار و اسرار کو اخفا میں رکھے مگر جب کثرت اسرار ہو جائے اور اس میں سے افشا کر دے تو بعض اہل سلوک نے معاف کیا ہے کیونکہ یہ جائز ہے۔

محبت کی دو قسمیں

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے فرمایا ہے کہ محبت کی دو قسمیں ہیں، ایک محبتِ عام، دوسری محبتِ خاص۔

محبت عام کی تشریح حکم بجالانے سے ہوتی ہے یعنی حکم بجالانا محبتِ عام ہے۔ بسا اوقات محبتِ عام مرکز علم سے نعمتوں اور احسانات کے باعث صادر ہوتی ہے ایسی محبت کا مخرج (سرچشمہ) صفات ہیں۔ بعض مشائخ نے محبت کو روحانی مقامات میں سے ایک مقام قرار دیا ہے۔ ایسی صورت میں یہ عام محبت وہ ہے جس میں انسان کی کوشش اور تدبیر کا دخل موجود ہے۔ یہ تو تھی محبتِ عام۔

محبتِ خاص ذات کی محبت کا نام ہے جو مشاہدہ روح سے پیدا ہوتی ہے اور اسی محبت میں سکرات لاحق ہوتے ہیں۔ یہ بندۂ حق پر خداوند کریم کی جانب سے خاص احسان و عنایت ہے اس کا تعلق احوال سے ہے (یہ ایک حال ہے) کیونکہ یہ محض عطیہ ایزدی ہے اس میں بندے کی تدبیر اور کوشش کا کوئی دخل نہیں ہے۔ (عوارف المعارف)

حضرت سفیان ثوری کا فرمان

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص برا کام کرے اور وہ شخص جو اس کی دوستی کا دعویٰ کرتا ہو اس سے ناخوش نہ ہو تو اس کی محبت اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں کیونکہ اگر یہ اللہ کے لیے ہوتی تو وہ ضرور اس کی نافرمانی پر ناراض ہوتا۔

Marfat.com

محبت صرف اللہ کے لیے ہونی چاہیئے

روایت ہے کہ ایک دن حضرت علیؓ اپنے دونوں صاحبزادوں امام حسنؓ اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو زانوؤں پر بٹھا کر ان کے چہروں کو دیکھ رہے تھے۔ اس کیفیت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت حسنؓ جو بڑے تھے انھوں نے والد سے کہا کہ آپ ہم سے بے حد محبت فرماتے ہیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے سکوت کیا تو حضرت حسنؓ نے دوبارہ کہا کہ کیا آپ کو یہ زیب دیتا ہے کہ آپ اپنے اللہ کے سوا کسی اور سے اتنی محبت کا اظہار کریں۔ اس یاددہانی پر حضرت علیؓ بہت گرویدہ ہوئے تو حضرت حسنؓ نے ایک بار پھر سچی بات کی جانب اشارہ کیا کہ محبت صرف اللہ کا حق ہے اور اللہ سے محبت صرف اللہ ہی کے لیے ہونی چاہیئے۔ اللہ سے مخصوص محبت میں کسی دوسرے کی شرکت ممکن نہیں۔

کیا تمھارے دل سے ہماری محبت ختم ہو گئی؟

حضرت فتح موصلیؒ نے ایک بار کسی معصوم بچے کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور اس کا منہ چوم لیا اس پر غیبی آواز آئی کہ آج کے دن سے تیرے دل سے ہماری محبت ختم ہو گئی اس سرزنش پر وہ بزرگ ایک زوردار چیخ مار کر بیہوش ہو گئے۔

حکایت

حضرت فتح موصلیؒ نے فرمایا کہ میرے دل میں میرے بیٹے کی محبت بھی جاگزیں ہونے لگی تھی۔ میں بیٹے سے بے پروانہ وار محبت اور شفقت کے بعد جب رات کو تلاوت کرنے لگا تو وہ پہلے کی سی کیفیت اور نشاط پیدا نہ ہو سکی۔ وظائف میں بھی لطف نہ ملا۔ دعاؤں میں بھی ارتکاز پیدا نہ ہو سکا۔ پھر عالمِ نوم میں مجھے یاد کرایا گیا کہ اے فتح! مجھ سے دور ہو کر غیر کے پاس جانے والوں کا یہی حشر اور کیفیت ہوتی ہے، اس پر فتح موصلیؒ نے التجا کی کہ اے پروردگار! میں اپنے بیٹے کو راہِ حق پر لانے کے لیے اسے شفقتِ پدری دینا چاہتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا، وہی بچہ اگلے لمحے بلکہ باپ کی بیداری سے بھی پیشتر رات کو پیشاب کرنے کے لیے اٹھا تھا کہ کنویں میں گر کر داعیٔ اجل ہو گیا۔

Marfat.com

حکایت دورانِ سفر ایک عارف کی سواری بھی جاتی رہی اور زادِ راہ بھی نہ رہا۔ پریشانی کے عالم میں اس بزرگ نے کسی کنویں کی جانب رجوع کیا۔ کنویں میں دیکھا تو وہ زر و مال سے بھرا ہوا تھا اور زر و جواہر کنویں سے خود بخود اُبل کر باہر آنے لگے۔ اس کے ساتھ غیبی آواز بھی سنائی دینے لگی کہ جو کوئی دنیا کا طالب ہے ہم اسے دنیا دیتے ہیں اس کا میرے ساتھ کوئی سروکار نہیں رہتا اس غیبی صدا پر اس بزرگ نے کنویں سے نکلتے ہوئے زر و جواہر دوبارہ کنویں میں پھینک دیے۔ اس پر دوبارہ صدا آئی، اے میرے ساتھی، اے میرے دوست! پھر عارف بزرگ نے التجا کی کہ اے میرے محبوب! اے میرے مولیٰ! تیری ذات اور پناہ کے سوا میرا ہر ارادہ متروک ہے، مجھے اپنے درِ اقدس سے دور نہ ہٹا۔

مقامِ محبت حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا ہے کہ اگر آپ اللہ سے محبت رکھنے کے طالب ہیں اور معرفتوں کی لذت سے روح کو مشرف و نہال کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے لیے لازم ہے کہ اپنی نظر کو اللہ کے سوا کسی بھی دوسری جانب بھٹکنے نہ دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا یہی تقاضا ہے کہ بندے کی نظر اس سے ہٹ کر کہیں اور نہ بھٹکے اور نہ اٹکے۔ اللہ کی محبت میں اسی سے وصل کی طلب کرنی چاہیئے اسی کا قرب منشا ہو۔ اس حالت اور کیفیت میں اللہ کی جانب لگنے والی نظریں کسی دوسری چیز کو دیکھ ہی نہ سکیں انھیں کچھ اور دکھائی ہی نہ دے۔ ان ظاہری نگاہوں کے کلی طور پر اللہ تعالیٰ کی جانب لگنے سے دل کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ پھر اس طرح ظاہری آنکھیں ایسے نظاروں اور امور کو دیکھتی ہیں کہ جن سے دل کو خوشی ملتی ہے۔ دل شاد ہوتا ہے اس طرح اللہ کی جانب لو لگانے سے اللہ کے سوا جو کچھ ہے وہ معدوم ہو جاتا ہے۔ غیر اللہ غائب ہو جاتا ہے۔

غیر اللہ کے غائب ہو جانے سے اللہ تعالیٰ کا نظارہ ہوتا ہے اور اللہ اپنے نظارے کے لیے اپنے بندے کے دل کو وسعت و گہرائی بخشتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ

Marfat.com

تجلیات اس کے دل کی وسعتوں اور پہنائیوں میں سما سکیں اور اس طرح پوری کائنات پر بھی واضح ہو جائے کہ بندے نے غیر اللہ کو چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ ہی کو اپنا لیا ہے۔ اس صورت میں کائنات گواہی دیتی ہوئی خوشی محسوس کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اس سطح اور درجہ پر شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے بندے کو ولایت کے منصب سے سرفراز فرماتے ہیں اس طرح بندہ دنیا کے تمام جاری و ساری نظام سے علیحدہ ہو کر عنایتِ خاص کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی شاہراہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں بندے کی زبان اور انداز اہلِ عشق کے سے ہو جاتے ہیں۔ وہ محبت کا مدعی ہو جاتا ہے اس کے اعمال میں بھی محبت آ جاتی ہے۔ پھر وہ محبت کا جواب بھی محبت ہی سے دینے کا خوگر ہو جاتا ہے۔ محبت کے جذبہ اور جوش کی یہ کیفیت بندے کے اندر خود کئی اہم تبدیلیاں پیدا کرتی ہے۔ یہ تبدیلیاں خوش آئند اور خوشگوار ہوتی ہیں اور اس مرحلہ عشق پر مصائب اور دشواریاں خود بخود آسان ہو جاتی ہیں۔ یہ وہ مقام و مرتبہ ہوتا ہے کہ سالک اس واردات کو بیان کرنے سے عاری ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے مقامات کا ذکر اور بیان کرنے سے محو نہیں ہونا چاہتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ان مقامات کا شکر ادا کرنے کی خاطر اپنے آپ سے تو ان کا بیان ضرور کرتا رہتا ہے۔ اس تکرار سے اس میں پختگی پیدا ہوتی ہے اور حاصل کردہ مقامات کو دوام ملتا ہے۔

محبت میں غیر کی طرف نہ دیکھو

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے مسلسل تیس سال تک جنت اور اس کے اندر موجود نعمتیں اور نظارے دکھائے جاتے رہے لیکن میں نے کبھی ان کی جانب اس خیال سے توجہ نہ دی کہ میرا محبوب کہیں اس عمل کو ناپسند نہ فرمائے لیکن ایک دن سہواً میری نظر جنت کی ایک حور کی طرف اٹھ گئی تو اس ایک نظر کی پاداش میں دس دن تک میں اللہ کی جانب سے روحانی فیوض سے محروم رہا۔

Marfat.com

دعوٰی محبت

جو شخص خلوت میں پرہیز گار نہ ہو اور محبتِ الٰہی کا دعوٰی کرے وہ جھوٹا ہے، جو مال و اسباب نہ خرچے اور جنت کی محبت کا مدعی ہو وہ جھوٹا ہے۔ جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا مدعی ہو اور فقر یا فقیروں کو دوست نہ رکھے وہ کذّاب ہے۔ تو سر کی آنکھ سے دنیا کو، قلب کی آنکھ سے آخرت کو اور باطن کی آنکھ سے مولا کو دیکھ سکتا ہے۔ مخلوق کے ساتھ اس ادب سے رہ کہ تیری آواز کسی کی آواز سے بلند نہ ہو۔ گناہوں کے ساتھ خدا کا مقابلہ نہ کر۔ اس کے افعال کی بابت معارض نہ بن۔ بشر بن الحارثؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بغداد کے محلہ شر قیہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے ہزار کوڑے لگے اس نے کچھ اُف نہ کیا۔ پھر اس کو قید خانے میں لے جایا گیا۔ میں اس کے پیچھے گیا اور پوچھا کہ تجھ کو کیوں مارا گیا؟ اس نے کہا اس لیے کہ میں عاشق ہوں۔ میں نے پوچھا کہ تو چپکا کیوں رہا؟ اس نے کہا کہ میرا معشوق مجھے دیکھتا تھا۔ میں نے کہا کہ پھر کیا ہی اچھا ہو جو تو معشوقِ حقیقی کی طرف دیکھے۔ یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور پچھاڑ کھا کر مر گیا۔

اللہ تعالیٰ سے محبّت کی علامت

عروۃ الرقیؒ فرماتے تھے کہ آدمی کا اللہ سے محبت کرنا قرآن مجید کی محبت اور اس پر عمل کرنے کا نام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا آپ کی سنت پر عمل کرنا ہے۔ مطرف بن عبداللہؒ فرماتے تھے کہ بندے کی اللہ سے محبت یہ ہے کہ اس کی کتاب کی تلاوت سے ملول نہ ہو۔

نماز کی اصلیت

ایک شخص نے بلند آواز میں سیدی علی خواصؒ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے عصر کی نماز ادا کر لی ہے؟ آپ خاموش رہے اور اس کو کچھ دیر تک جواب نہ دیا۔ پھر فرمایا کہ دوبارہ مجھ سے دریافت نہ کرنا ورنہ مجھ سے جھوٹ بلوائے گا کیونکہ نماز اس کو کہتے ہیں جس میں بندہ اول سے آخر تک اپنے پروردگار

Marfat.com

کے ساتھ اس طرح کھڑا ہو کہ اس کے دل میں محبت الٰہی اور اس کے حضور میں کھڑا ہونے کے سوا اور جو کچھ اس میں پڑھتا ہے اور قرأت و رکوع و سجدہ وغیرہ کے علاوہ کوئی خیال نہ آئے۔ اس آدمی نے عرض کی کہ اگر مجھے نماز کے بارے میں آپ سے دریافت کرتا ہو تو کیا کہا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ تو یوں کہو کہ لوگوں کے ساتھ فلاں وقت میں اٹھ بیٹھ چکے ہیں یا نہیں؟

محبتِ الٰہی کی گرمی

عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک آدمی کے پاس سے گزرا جو برف پر سویا ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا کیا تجھے سردی کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی؟ اس نے جواب دیا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ چکھ لیا اسے سردی گرمی کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ اس کی مراد محبتِ کامل سے ہے جو اپنے اپنے مقام کی نسبت سے ہو۔

حکایت

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض احباب نے کہا کہ کوہ مقطم میں ایک لڑکی اللہ تعالیٰ کی بہت عبادت کرنے والی ہے میرے دل میں اس سے بھی ملنے کا شوق ہوا اور وہاں پہنچ کر اسے تلاش کیا وہ نہ ملی۔ مگر ایک عابد زاہد لوگوں کے ایک گروہ میں سے ایک شخص سے ملا اور ان سے حال پوچھا تو کہا تم داناؤں سے بھاگتے ہو اور دیوانوں کو پوچھتے ہو۔ میں نے کہا آپ بتا دیں کہ وہ مجنونہ کہاں ہے؟ کہا کہ وہ فلاں جنگل میں ہے۔ میں ان کے بتائے ہوئے پتہ پر گیا۔ دور سے ایک غمناک آواز سنی۔ میں اس آواز کے پیچھے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی پتھر کی ایک چٹان پر بیٹھی ہے۔ میں نے اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دے کر کہا ذوالنون! تمہیں دیوانوں سے کیا کام۔ میں نے کہا کہ کیا تو دیوانی ہے؟ کہا اگر دیوانی نہ ہوتی تو لوگ مجھے دیوانی کیوں کہتے۔ میں نے کہا کہ تجھے کس شے نے دیوانہ بنا دیا؟ کہا ذوالنون! اس کی محبت نے مجھے دیوانہ اور اس کے شوق نے حیران کر دیا اور اس کی دریافت نے قلق اور تڑپ میں ڈال دیا کیونکہ محبت تو

Marfat.com

قلب میں ہوتی ہے اور شوق فؤاد میں اور ریاضت کرنا سرّ میں، میں نے پوچھا لڑکی! کیا فؤاد اور شے ہے اور قلب اور کچھ ہے؟ کہا ہاں فؤاد قلب کے نور کو بولتے ہیں اور سر فؤاد کے نور کو۔ سو قلب تو محبت کرتا ہے اور فؤاد مشتاق ہوتا ہے اور سرّ پاتا ہے۔ میں نے پوچھا سرّ کس شے کو پاتا ہے؟ کہا حق کو۔ میں نے کہا حق کو کس طرح پاتا ہے؟ کہا ذوالنون! حق کو پانا بلا کیف ہوتا ہے۔ میں نے کہا بھلا تیرا حق کو پانے میں صادق ہونا کیا ہے؟ یہ سنتے ہی اس نے رونا شروع کر دیا اور اس قدر روئی کہ قریب تھا کہ اس کی جان تک نکل جائے۔ جب ہوش میں آئی تو بہت سے ہائے کے نعرے مارے۔ اس کے بعد چند اشعار درد انگیز پڑھے۔ پھر ایک چیخ ماری اور کہا دیکھ صادق اور سچے لوگ اس طرح جاتے ہیں۔ پھر اس پر غشی طاری ہوئی۔ میں نے پاس جا کر جو اسے ہلایا تو مردہ پایا۔ میں نے کوئی چیز ڈھونڈی جس سے اس کے لیے قبر کھودوں۔ دیکھا تو وہ میری نظروں سے غائب ہو گئی۔ رحمۃ اللہ علیہا۔

حکایت حضرت کلیم اللہ جہاں آبادی کے الفاظ میں نجانے کیا سحر تھا کیا کشش تھی کہ لوگ آپ کے الفاظ کے سحر میں جکڑے بنا نہ رہ سکتے تھے اور آپ کے ایک ہی لفظ سے لوگوں کی تقدیریں بدل جایا کرتی تھیں۔ جس شہر میں آپ مقیم تھے، وہاں ایک شخص ایک حسینہ کی محبت میں دیوانہ بنا گلیوں میں گھومتا پھرتا اور اس عورت کے مکان کے گرد چکر پہ چکر لگاتا اور اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے ہفتوں اس کے گھر کے آگے ڈیرہ جمائے رہتا مگر وہ عورت بھی بے مروتی میں اپنی مثال آپ تھی اور اس دیوانے پر ذرا التفات نہ برتتی البتہ اس کا دیوانہ حال سے بے حال ہوا اسی کے نام کا ورد کرتا رہتا۔

ایک دن وہ آپ کے ہاتھ لگا تو آپ نے ملامت بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا کہ میاں! یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔ ایک عورت کے لیے یہ دیوانگی یہ مشقت اٹھاتے پھرتے ہو جہاں سے حاصل بھی کچھ نہیں ہوا اور نہ ہونے کی امید ہے اگر یہی محنت و مشقت

Marfat.com

رب العزت، اپنے خالق کی عبادت میں اٹھائی ہوتی تو نجانے اس کی نظر کرم میں کہاں سے کہاں تک پہنچ گئے ہوتے۔ تو اس بے مروت کا خیال دل سے نکال کر اللہ کی محبت میں کیوں گرفتار نہیں ہوتا۔ اب بھی وقت ہے سنبھل جا، وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ خدا کی رحمت کا دامن اس قدر وسیع ہے کہ تم اس میں یقیناً سما جاؤ گے۔ اس کے سایۂ رحمت میں تو ایک کائنات آسکتی ہے۔

پھر یہ آپ کی باتوں اور نصیحت کا سحر ہی تھا کہ وہ شخص جو اپنی محبوبہ کے لیے مرنے مارنے پر تُلا رہتا تھا اس کے لیے ہر نعمت ٹھکرانے کو تیار تھا وہ آپ کی باتوں سے محبوبہ کو بھلا کر خدا سے لو لگا بیٹھا۔ آپ نے بھی اس کی ہر راہ پر مکمل راہنمائی کی اور اسے فلاح کی ایسی راہ دکھائی کہ جلد ہی وہ ایک کامل عارف کے طور پہ جانا پہچانا جانے لگا اور یہ سب آپ کی قابلِ اثر تبلیغ کا ہی اثر تھا۔

خدا کے ساتھ نیک خوئی

اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک خوئی یہ ہے کہ اس کے تمام احکام بسر و چشم بجا لائے جائیں۔ جن چیزوں سے منع فرمایا گیا ہے ان سے باز رہیں۔ ہر حالت میں اپنا استحقاق قائم رکھنے کے لیے اس کی اطاعت و عبادت پر کمربستہ رہیں۔ قضائے الٰہی سے جو کچھ مقدر ہو چکا ہے اس پہ صبر و شکر کریں اس پر کوئی اعتراض نہ کریں۔ خدا کو وحدہٗ لاشریک جانیں کسی شک و شبہ کے بغیر اسے اپنے وعدے کا سچا جانیں۔

حکایت

حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ایک بازار سے گزر رہے تھے ایک جگہ سرعام مجمع سا نظر آیا۔ قریب پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دیوانی لڑکی سر بازار فروخت ہو رہی ہے آپ نے سات دینار کے عوض اسے خرید لیا اور اپنے ساتھ گھر لے آئے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا اور آپ نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ وہ لڑکی اپنے بستر سے اٹھی وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑی ہو گئی۔ نماز میں اس کی یہ حالت تھی کہ رقت اور آنسوؤں

Marfat.com

کے سیلاب سے اس کا دم گھٹا جا رہا تھا اور درگاہِ الٰہی میں گڑگڑا کر یہ مناجات کرتی تھی کہ اے ربِ حقیقی! تجھے مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم فرما۔

اس کا یہ حال دیکھ کر حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ پر اس کے جنون اور دیوانگی کا راز منکشف ہو گیا۔ آپ نے اس کی مناجات سن کر اس سے مخاطب ہو کر فرمایا اے لونڈی! اس طرح نہ کہو بلکہ یوں کہو کہ اے اللہ! تجھ کو میری محبت رکھنے کی قسم! یہ سن کر وہ بولی، چل دور ہو مجھے قسم ہے اس معبود کی اگر اسے مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تجھے میٹھی نیند نہ سلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ رکھتا۔ اس کے بعد وہ منہ کے بل فرش پر گری اور عربی میں چند اشعار پڑھے، جن کا مطلب یہ تھا:

"اضطراب کا وصف جمع ہوتا ہے اور دل کا وصف جلنا، صبر علیحدہ چیز ہے اور آنسو آگے بڑھنے والے ہیں جن کو عشق اور شوق کے حملوں سے چین نہیں اس کے لیے قرار بے معنی سی شے ہے۔ میرے رب! اگر کوئی ایسی شے ہو کہ اس سے غم و حزن رفع ہو تو جب تک کچھ جان باقی ہے، اس سے مجھے ممنون فرما۔"

اس کے بعد اس نے بلند آواز سے کہا اے معبود! میرا اور تیرا معاملہ اب تک پوشیدہ رہا مگر اب مخلوق کو خبر ہو چکی ہے، مجھے اپنے پاس بلا لے۔ یہ کہہ کر اس نے ایک چیخ بلند کی اور اس کی روح پرواز کر گئی۔

حکایت

حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ ایک روز مسجد قوت الاسلام میں وعظ فرما رہے تھے وعظ کے دوران میں ایک فقیر مسجد کے دروازے پر آیا اور بآوازِ بلند کہا شرف الدین! تو جس کام کے لیے پیدا ہوا ہے وہ بھول گیا۔ یہ کہہ کر فقیر چل دیا اور آپ کے دل میں جذبہ محبتِ الٰہی پیدا ہوا اور رہبر کی تلاش کی فکر ہوئی۔ آخر آپ شیخ شہاب الدین کے مرید ہوئے اور ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ تمام کتابیں دریا میں ڈال کر بارہ برس دریا میں کھڑے

Marfat.com

رہے یہاں تک کہ مچھلیوں نے آپ کی پنڈلیوں کا گوشت کھایا۔ اسی حالت میں حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی۔ جب بارہ برس ہو گئے تو غیب سے آواز آئی کہ شرف الدین! تیری عبادت ہم نے قبول کر لی۔ مانگ کیا مانگتا ہے؛ عرض کیا اے پروردگار تو عالم الغیب ہے، مجھ کو تیرے سوا اور کچھ درکار نہیں۔ اسی جگہ تیری محبت میں جان دیدوں گا۔ پھر غیب سے ندا آئی کہ پانی سے نکل، تجھ سے بہت کام لینا ہیں۔ پھر آپ نے عرض کیا کہ تو اپنے ہاتھ سے نکال لے۔ میں تو از خود دریائے محبت سے قدم باہر نہ رکھوں گا۔ یہ کہہ کر آپ کو استغراق ہو گیا۔ اس وقت دیکھا کہ ایک بزرگ نے گود میں اٹھا کر آپ کو کنارے پر ڈال دیا ہے۔ آپ نے آنکھ کھول کر کہا اے شخص یہ تو نے کیا کیا۔ میری اتنے دنوں کی محنت بیکار گئی۔ اگر تھوڑی دیر میں اور دریائے محبت میں رہتا تو اپنی مراد کو پہنچ جاتا۔ بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ میں (حضرت علیؓ) ہوں، تو نہیں جانتا کہ مجھ کو ید اللہ کہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت پروردگار عالم کا شکر بجا لائے اور حضرت سیدنا کی قدمبوسی کی۔ حضرت علیؓ چند نکات وحدت تعلیم فرما کر روپوش ہو گئے۔ آپ اسی وقت سے مست الست ہو گئے۔ تمام علوم دین و دنیا آپ پر روشن ہو گئے اس دن سے آپ شرف الدین بو علی شاہ قلندر کے نام سے مشہور ہوئے۔

حکایت | نقل ہے کہ ایک بزرگ کی کسی نے دعوت کی اور اپنے گھر لے گیا۔ وہاں پہنچ کر کہا کہ تھوڑی دیر میں تشریف لائیے ابھی کھانا تیار نہیں ہوا۔ وہ لوٹ آئے، اسی وقت دوڑا آیا کہ چلیئے کھانا ٹھنڈا ہوتا ہے۔ جب اس کے گھر آئے تو کہا ذرا دیر کے بعد آنا۔ غرض اسی طرح ان بزرگوار کو سات بار دوڑایا اور ان اخلاق مجسم کی تیوری پر ذرا بل نہ آیا۔ ہر بار خندہ پیشانی سے آتے اور جاتے رہے اور حرف شکایت زبان پر نہ لائے اس کے بعد اس شخص نے بہت معذرت کی خطا معاف کرائی اور کہا کہ اس قدر گستاخی اور تکلیف دہی صرف واسطے آزمائش اور آپ کے حلم دریافت کرنے کو کی ہے۔ ان بزرگ نے فرمایا یہ کیا بڑی بات ہے، ہر کتے میں یہ خصلت موجود ہے کہ جب اس کو کھانا دکھاؤ گے فوراً چلا آئے گا اور جب جھڑک دو گے چلا جائے گا۔ جب چاہو آزما لو۔

Marfat.com

محبت کا ظاہر و باطن

کہا جاتا ہے کہ محبت کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ اس کا ظاہر تو رضائے محبوب ہے اور اس کا باطن یہ ہے کہ وہ محبوب پر اس طرح فریفتہ ہو کہ محبوب کے سوا کسی چیز کا ہوش نہ رہے، نہ دوسروں سے اس کا تعلق باقی رہے اور نہ اپنی ذات سے اس کا کچھ تعلق رہے۔

ایک لڑکی کی اللہ سے محبت

حضرت ابو القاسم جنیدؒ ایک مرتبہ تن تنہا بیت اللہ شریف تشریف لے گئے اور وہاں کی مجاورت اختیار فرمائی۔ آپ کی عادت تھی کہ جب رات کو کافی تاریکی چھا جاتی تو آپ طواف کرتے۔ ایک رات جب آپ حسبِ معمول طواف میں مشغول تھے۔ اچانک آپ نے ایک نوعمر لڑکی کو دیکھا جو بیت اللہ کا طواف کرتی جا رہی تھی اور یہ اشعار نہایت ذوق و شوق کے ساتھ گاتی جاتی تھی۔

"میں نے عشق و محبت کو بہت چھپایا لیکن یہ کسی طرح نہیں چھپ سکتا۔ اس نے تو میرے پاس ہی ڈیرا ڈال دیا۔ جب مجھے محبوب کا شوق زیادہ ہوتا ہے تو میرا دل اس کی یاد سے حیران و مضطرب ہو جاتا ہے اور میں اپنے محبوب کا قرب ڈھونڈتی ہوں۔ وہ مجھے اپنے قرب کی دولت سے محروم نہیں کرتا بلکہ قریب تر ہو جاتا ہے اور میرا محبوب متجلی ہوتا ہے تو میں فنا ہو جاتی ہوں۔ پھر اس کی دستگیری سے زندہ ہو جاتی ہوں اور وہی میری مدد کرتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس کی عنایات سے لذت حاصل کرتی ہوں۔"

حضرت جنیدؒ نے یہ دیکھا تو اس لڑکی سے فرمایا کہ اے لڑکی! کیا تو اللہ کے غضب سے نہیں ڈرتی کہ بیت اللہ شریف میں ایسے اشعار گاتی ہے؟ پھر وہ حضرت سے مخاطب ہو کر بولی اے جنید! اگر مجھے خدا کا خوف نہ ہوتا تو میں خوابِ شیریں کی لذتوں کو اٹھا کر یہاں کیوں آتی اس کا خوف ہی تو ہے جس نے مجھے وطن سے بے وطن کر دیا۔ میں اسی کے عشق میں تو بھاگی

Marfat.com

پھرتی ہوں۔ اسی کی محبت نے تو دل و دماغ کو حیرت خانہ بنا دیا ہے۔ پھر اس نے حضرت جنیدؒ سے کہا، جنید! بتاؤ تم بیت اللہ کا طواف کرتے ہو یا بیت اللہ کے رب کا؟ آپ نے فرمایا میں تو بیت اللہ کا طواف کرتا ہوں۔ یہ سن کر اس نے آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور بولی سبحان اللہ! تیری بھی کیا شان ہے کہ جو لوگ خود پتھروں کے ہیں وہ پتھروں کا ہی طواف کرتے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آپ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو پھر اس لڑکی کو نہ دیکھا۔

حکایت در تقاضائے محبت

ایک دفعہ ایک شخص ایک درویش کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آداب بجالایا اور عرض کی کہ حضرت! جب آپ یہ محبتِ حق میں خاص وقت وحال طاری ہو تو اس غلام کو بھی یاد فرمائیں درویش مسکرائے اور کہا اے عزیز! اس حال و وقت پہ افسوس ہے کہ جب میں محبتِ الٰہی میں مشغول ہوں اور تیری یاد آئے اور میں مشغولیتِ خدا سے تیری طرف دھیان دوں اور حضرتِ حق سے باز رہوں۔

حکایت

حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک خوبصورت عورت منہ کھولے ہوئے ننگے سر غصہ کی حالت میں میرے پاس آئی اور اپنے شوہر کا شکوہ کرنے لگی۔ میں نے کہا کہ پہلے تم اپنا ہاتھ منہ تو ڈھانپ لو لیکن اس نے جواب دیا کہ شوہر کے عشق میں میری عقل کھو گئی ہے اور اگر آپ آگاہ نہ کرتے تو میں اسی طرح بازار چلی جاتی اور مجھے بالکل بھی محسوس نہ ہوتا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ آپ کو عشقِ الٰہی کا دعویٰ بھی ہے اور اسی کی روشنی میں آپ سب کو دیکھتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی آپ اپنے ہوش وحواس پہ قائم ہیں۔

حکایت

حضرت بایزید بسطامیؒ مسجد میں چالیس برس مقیم رہے لیکن اس درجہ محتاط تھے کہ مسجد کے اندر کا اور مسجد سے باہر کا لباس جدا جدا ہوتا تھا اور اس

Marfat.com

عرصہ میں سوائے مسجد کی دیوار کے آپ نے کسی چیز سے ٹیک نہیں لگائی۔ آپ فرمایا کرتے کہ میں نے چالیس برس تک عام انسانوں کی غذا چکھی تک نہیں۔ کیونکہ میرا رزق کہیں اور سے آتا تھا اور اس دوران اپنے قلب کی نگرانی میں مصروف رہا۔ اس کے بعد جب غور کیا، تو ہر سمت بندگی اور خدائی نظر آئی۔ پھر تیس سال خدا کی جستجو میں گزارے۔ اس کے بعد خدا کو طالب اور خود کو مطلوب پایا اور اب تیس سال سے یہ کیفیت ہے کہ جب خدا کا نام لینا چاہتا ہوں تو پہلے تین مرتبہ اپنی زبان کو دھو لیتا ہوں۔

حکایت حضرت شیخ شبلیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ایک دیوانے کو دیکھا جس کو بازار کے لڑکے پتھر مار رہے تھے اور وہ لہولہان بھاگتا جارہا تھا۔ میں نے ان لڑکوں کو جھڑکا کہ اس غریب کو کیوں ستاتے ہو۔ لڑکوں نے کہا جناب آپ اس معاملہ میں دخل نہ دیں ہم اسے مار کر ہی دم لیں گے کیونکہ یہ بدبخت کافر ہے۔ میں نے کہا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ کافر ہے؟ انھوں نے کہا، جناب! یہ کہتا ہے کہ میں خدا سے باتیں کرتا ہوں اور پھر حق تعالیٰ کو خطاب کرکے عجیب عجیب باتیں کرتا ہے۔ میں نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو کہ میں اس سے کچھ باتیں کرلوں۔

چنانچہ میں دیوانے کے قریب گیا تو دیکھا کہ وہ آپ ہی آپ باتیں کر رہا ہے اور ہنس ہنس کر کہہ رہا ہے بس یہ تو نے خوب کیا کہ ان لڑکوں کو مجھ پر مسلط کر دیا تاکہ ستائیں۔

میں نے کہا، تم نے سنا کہ یہ لڑکے کیا کہتے ہیں؟ اس نے میری طرف پلٹ کر دیکھا اور کہا "اے شبلی"! پھر پوچھا یہ لڑکے کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا کہتے ہیں کہ تم اپنے گمان میں خدا کو دیکھتے ہو اور اس سے باتیں کرتے ہو۔ یہ الفاظ سنتے ہی اس نے جوش و خروش سے ایک نعرہ مارا اور کہا، شبلی! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے اپنی محبت میں مبتلا کیا اور پھر اپنے قرب و بُعد کے درمیان اٹکا رکھا ہے اگر وہ ایک چشم زدن کے لیے بھی میری نگاہوں سے اوجھل ہو جائے تو میں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاؤں۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

Marfat.com

خیالك فی عینی و ذکرك فی فی

و مثواك فی قلبی فاین تغیب؟

(تیرا خیال میری آنکھوں میں ہے۔ تیرا ذکر میری زبان پر ہے اور تیرا مقام میرے دل میں۔ پھر تو کہاں غائب ہو کر جائے گا)

اور پھر یہی شعر پڑھتا ہوا بھاگا چلا گیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے ارشادات

محبت کے بارے میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے ارشادات مندرجہ ذیل ہیں:

:- فرمایا کہ جب صاحب محبت مر جاتا ہے تو اسے جلدی بخش دیا جاتا ہے۔

:- فرمایا کہ محبت و وفا کا دعویٰ ہے مع وصال اور حرمت باطل، یعنی فقر کا مشاہدہ لیا محب ہے جو فریضہ نمازوں میں اپنے نفس، کان اور سر کا خیال رکھے۔

:- فرمایا کہ عارف محبت میں کب کامل ہوتا ہے؟ اس وقت جبکہ گفتگو بیچ سے اٹھ جائے ایسا ہو جائے کہ یا دوست رہے یا وہ۔

:- فرمایا کہ ایک درویش کو جنگل میں دیکھا کہ مر گیا ہے اور ہنس رہا ہے، کہا تو تو مر گیا ہے کیوں ہنستا ہے؟ کہا محبت خدا کی مرضی ہی ایسی تھی۔

:- فرمایا کہ اہل محبت وہ لوگ ہیں جو صرف دوست کی بات سنتے ہیں الحدیث عن قلبی ربی۔ یعنی عاشقوں کا دل صرف حق تعالیٰ کی بات سنتا ہے۔

:- فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے جو کہ والد اور خویش و اقربا سے قطع تعلق کر کے خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرے۔ پس محب وہ شخص ہے کہ کلام الٰہی کے حکم پر چلے اور دوستی حق میں صادق ہو

:- فرمایا میں نے ملتان میں ایک بزرگ سے سنا کہ اہل محبت کی توبہ تین قسم کی ہوتی ہے

اول ندامت، دوم گناہوں کا چھوڑ دینا، سوم اپنے تئیں ظلم و جھگڑے سے پاک رکھنا۔

فرمایا کہ اہل محبت اگرچہ محبت میں مجبور ہیں لیکن کام ایسے لوگوں کا سا کرتے ہیں، جو سوئے ہوئے ہیں۔ اگر جاگیں تو مطلوب کے طالب ہیں اور اپنے دوست کی طلبگاری سے فارغ ہیں۔ مشاہدہ معشوق میں مشغول ہیں، معشوق ایسا ہے جو خود عاشق کو دیکھنے کے لیے بیٹھتا ہے۔ محبت کی راہ میں مطیع کام سے نکلتے ہیں۔

دعوٰی محبّت

ایک مرتبہ رابعہ بصریؒ نے شوق کے غلبہ میں کہا اے درویش! اگر خلقت کے بدلے مجھے آگ میں جلایا جائے اور میں صبر کروں تو چونکہ مجھے محبت کا دعوٰی ہے اس لیے میں نے گویا کچھ نہیں کیا۔ اگر میرے گناہ ساری خلقت کے عوض بخش دے تو چونکہ اس کی رحمت، مہربانی اور عنایت ہے ابھی بہت کام نہیں کیا۔

میرا محبوب میرے سامنے ہے

امام محمد غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بغداد میں کسی عیار کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے، تو وہ ہنستا تھا۔ کسی ایک نے اس سے ہنسی کا سبب پوچھا، کہا میرا محبوب میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس کی قوت مشاہدہ کے باعث مجھے اس درد کی خبر ہی نہیں۔ میں ایسا مستغرق تھا کہ مجھے ہاتھ پاؤں کٹنے کی خبر ہی نہیں۔

محبت کے جام

حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے فرمایا ہے کہ ایک بزرگ نے کسی دوسرے بزرگ کو خط لکھا کہ وہ شخص کیسا ہے جو محبت کے ایک ہی پیالے سے مست ہو جائے اور اسرار الٰہی ظاہر کر دے۔ اس بزرگ نے جواب میں لکھا کہ وہ بہت ہی کم ہمت اور تنگ حوصلہ ہے لیکن یہاں ایسے مرد ہیں کہ ازل اور ابد کے دریا اور دوست کے اسرار و محبت کے پیالے پیئے ہیں اور آج قریباً پچاس سال کا عرصہ ہونے کو آیا ہے کہ "ہل من مزید" کی فریاد کرتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے جو تو نے کہی ہے، میں تجھے منع کرتا ہوں کہ یہ بات نہ کہنا کہ اہل سلوک کے پیر جو اسرار ظاہر کر دیتے ہیں کچھ حاصل

Marfat.com

نہیں کرتے کیونکہ اس سے ہمیں شرم آتی ہے۔

حکایت

حضرت جنیدؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک درویش کو صحرا میں ایک کیکر کے درخت کے نیچے سخت ریاضت اور مجاہدہ کے عالم میں دیکھا تو پوچھا کہ تم اس جگہ کیوں بیٹھے ہو؟ اور اس قدر سختی اور مصیبت کیوں اٹھا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا مجھے "وقت" حاصل تھا جو اس جگہ برباد ہو گیا اسی کے غم میں یہاں بیٹھا ہوا ہوں۔ حضرت جنیدؒ نے پوچھا کتنے عرصہ سے بیٹھے ہو؟ کہا بارہ برس سے اور پھر درخواست کی کہ میرے لیے دعا فرمائیں شاید میرا کھویا ہوا وقت مل جائے۔ حضرت جنیدؒ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حج سے فارغ ہو کر اس کے حق میں دعا مانگی۔ دعا قبول ہوئی اور اس کی مراد پوری ہو گئی۔ واپس پلٹے تو درویش اسی جگہ بدستور بیٹھا تھا، پوچھا تمھارا وقت مل گیا اب کیوں بیٹھے ہو؟ کہا یہ میری وحشت کا مقام تھا میری دولت اسی جگہ گم ہوئی تھی دوبارہ اسی جگہ ملی۔ اب یہ میری محبت کا مقام ہے اسے چھوڑنا روا نہیں۔ آپ سلامتی کے ساتھ تشریف لے جائیں۔ میں اپنی خاک اسی خاک میں ملاؤں گا تاکہ حشر کے دن اسی زمین سے سر اٹھاؤں جہاں میری محبت کی دولت ہے اور جو میری فرحت کا مقام ہے۔

حکایت

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی نے فرمایا ہے کہ میں نے دلیل العاشقین میں لکھا دیکھا ہے کہ خواجہ منصور حلاج کو بازار میں لا کر سولی چڑھانے کا حکم ہوا تو آپ خود ہنسی خوشی سولی پر چڑھ گئے اور خلقت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ محبت اور عشق بازی کی دو رکعتیں ہیں جن کا وضو اپنے خون سے کیا جاتا ہے۔ سو وہ بھی سولی پر چڑھ کر رکعتان فی العشق الوضوء لا میں دمہ کا فریضہ ادا کر گئے۔

پھر جب خواجہ شبلیؒ نے آپ سے پوچھا کہ محبت میں کمالیت کس بات کا نام ہے۔ فرمایا یہ کہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھا دیا جائے تو صدق سے اپنے خون سے محبوب کے لیے چہرہ سرخ کرے، پہلے روز اسے قتل کریں، دوسرے روز جلائیں اور تیسرے روز

خاکستر کو بہتے پانی میں پراگندہ کریں۔ جو شخص یہ سب کچھ برداشت کرے اور دم نہ مارے تو سمجھو کہ وہ مقام محبت کے لائق ہے۔ پھر خواجہ صاحب زار زار روئے اور نعرہ مار کر بیہوش ہو گئے۔ ہوش میں آکر فرمایا کہ خواجہ منصور حلاج پر ہزار رحمت کہ وہ اس دنیا سے عشق و محبت میں ثابت قدم گیا۔

مقام محبت

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی نے فرمایا ہے کہ میں نے مونس الارواح میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بزرگ نے خواجہ حسن بصریؒ سے پوچھا کہ آپ کتنے عرصے میں مقام محبت پر پہنچے؟ فرمایا تین دن میں۔ پہلے روز دنیا کو ترک کیا دوسرے روز آخرت کو اور تیسرے روز مقام محبت پر پہنچ گیا۔ جب یہ بات رابعہ بصریؒ نے سنی تو فرمایا پہنچ تو گیا لیکن دیر بعد۔ جب میں نے حق تعالیٰ کی محبت طلب کی تو پہلے قدم میں اپنے تئیں گم کیا، دوسرے قدم میں آخرت کو اور تیسرے قدم میں مقام محبت پر پہنچ گئی۔

محبت کس کا نام ہے

حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی ہی کا قول ہے کہ خاص محبت اس کا نام ہے کہ محبوب چیز کو دوست کی خاطر ایثار کر دے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر اپنے فرزند کو قربان کرنا چاہا تو حکم ہوا کہ اے ابراہیمؑ! تو ہماری دوستی میں ثابت قدم ہے، اپنے بیٹے کو قربان نہ کر۔ ہم اس کے عوض بہشت سے ایک دنبہ بھیجتے ہیں اس کی قربانی کر اور بیٹے کو چھوڑ دے۔

محبت صادق

ایک مرتبہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی چشتی بڑے زار زار روئے اور بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے کہ اگر اسے ذرہ ذرہ کر دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے تو ثابت قدم رہے۔ جو ان حالتوں میں ثابت قدم نہ ہو گا تو وہ محبت میں بھی ثابت قدم نہ ہو گا۔

حکایت

ایک نوجوان کسی عورت پر عاشق تھا لیکن خلوت نصیب نہیں ہوئی تھی ایک دن اس عورت نے کہلا بھیجا کہ آج رات میں نے اپنے شوہر سے باپ کے گھر جانے

Marfat.com

کی اجازت لے لی ہے میری پالکی فلاں وقت فلاں کوچہ سے گزرے گی اسی جگہ میرا انتظار کرنا کچھ دیر تمہارے ساتھ خلوت حاصل ہو جائے گی۔ وہ نوجوان ساری رات بیٹھا روتا رہا اور یہ رباعی پڑھتا رہا۔

در دیدہ بجائے خواب آب است مرا زیرا کہ بہ دیدنش شتاب است مرا
گویند کہ بخسپ تا بخوابش بینی اے بے خبران چہ جائے خواب است مرا

یعنی میری آنکھوں میں نیند کی بجائے آنسو ہیں اس وجہ سے کہ مجھے شوق دیدار دامنگیر ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ سو جاؤ تاکہ محبوب کا خواب میں دیدار ہو جائے، اے بے خبر لوگو جب میری نیند خراب ہو چکی ہے تو سونا کہاں؛

لیکن تقدیر کا لکھا دیکھیے کہ جونہی اس کے محبوب کی پالکی وہاں سے گزری اسے اونگھ آ گئی۔ جب بیدار ہوا تو اسے معلوم ہوا کہ پالکی گزر گئی ہے اب سوائے واویلا اور آہ و فریاد کے اس کو کوئی کام نہ تھا، دوسری صبح حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ کی مجلس وعظ تھی وہ نوجوان مجلس میں شریک تھا۔ ایک آدمی نے حضرت شیخ سے دریافت کیا کہ علامت محبت کیا ہے، آپ نے جواب دیا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ جب دریائے محبت جوش میں آئے تو پھر پوچھنا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت شیخ نے محبت کا ذکر چھیڑ دیا اور آپ پر جوش و خروش طاری ہو گیا۔ سائل نے اٹھ کر دوسری بار عرض کیا کہ حضور محبت کی علامت کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ محبت کی علامت یہ ہے کہ خواب و خور کم ہو جائے اور جس قدر خواب و خور میں مشغول ہوگا اسی قدر محبوب سے محروم رہے گا۔ آپ نے اس نوجوان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ دیکھو یہ جوان ساری رات گریہ و زاری میں مبتلا رہا اور رباعی پڑھتے پڑھتے جب آنکھ لگی تو وہی اونگھ اس کی محرومی کا سبب بنی۔

اذکارِ قرآنی

باب ۲

خوفِ خدا

اللہ کا ولی وہی بنتا ہے جو اللہ سے ہر دم ڈرے کیونکہ اللہ ہمارا خالق ہے، ہمارا مالک بھی وہی ہے پھر ہماری روزی کا ذمہ بھی اسی نے لے رکھا ہے۔ ہر مشکل وقت میں وہی مدد فرمانے والا ہے وہی ہماری دعاؤں کو سننے والا اور مستجاب الدعوات ہے۔ اسی کے ملک میں رہتے ہیں اسی کی حکومت جاودانی ہے، وہی معبود برحق ہے اسی کے حکم سے اس دنیا میں آئے پھر اسی کے کہنے پر اس دنیا سے چلے جائیں گے وہی جزا و سزا دینے کا اختیار رکھتا ہے۔ جب ہر لحاظ سے انسانوں کا وہی مالک ہے تو پھر اسی ذات کے شایانِ شان ہے کہ اسی کی اطاعت کی جائے اسی سے محبت کی جائے اسی کا حکم مانا جائے اور اسی کا خوف ہر دم دل پر طاری رکھا جائے۔

خوفِ الٰہی درحقیقت ایک کیفیت ہے جو انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے باعث طاری ہوتی ہے جس کی بنا پر انسان اللہ سے ڈرتا ہے کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو اللہ کو ناپسند ہو اور نہ ہی اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جو احکام خداوندی کے خلاف ہو۔ یعنی اللہ کا خوف نیک اعمال کی بنیاد ہے جو ہر دم اللہ سے ڈرتے ہیں، وہی اللہ کے بندے بنتے ہیں اور وہی اللہ کی آزمائشوں میں پورے اترتے ہیں۔ خوفِ الٰہی ایسا وصف ہے جو بندوں کو بلند مقامات پہ پہنچاتا ہے جو شخص اللہ کا طالب بنتا ہے، اسے خوف ہی سے اعلیٰ درجہ حاصل ہوتا ہے۔

انسان نفسانی خواہشات کا پتلا ہے۔ شیطان نے انسان کو چاروں طرف سے گھیرا

ہوا ہے۔ وہ ہر وقت انسان کو گناہوں اور برائیوں میں مبتلا کرنے کے درپے رہتا ہے۔
وہ اس پُر فریب دنیا کو انسان کی نظروں میں بڑا بنا سنوار کر رغبت دلاتا ہے کہ دنیا
چند روزہ ہے خوب عیش کر لو، پھر دنیا میں کونسا آنا ہے۔ نفس کے غلام شیطان کے
ان حربوں میں آکر اللہ کے خوف سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں اور اپنے دل میں خوفِ الٰہی
نہ رکھنے کی وجہ سے برائیوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ آخر عدم خوف کی وجہ سے اپنی عاقبت
خراب کر بیٹھتے ہیں۔ اس کے برعکس جو لوگ اپنے دل میں خوفِ الٰہی رکھتے ہیں وہ گناہوں
سے بچے رہتے ہیں اور ان پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں، لہٰذا جو خوف کا دامن پکڑے
گا وہ دین و دنیا میں کامیاب ہوگا۔

خوفِ الٰہی بندگی میں لطف پیدا کرتا ہے، خوفِ الٰہی زہد و تقویٰ میں اضافہ کرتا
ہے۔ خوفِ الٰہی تزکیۂ نفس کے لیے بہت اکسیر ہے۔ خوفِ الٰہی اچھے اخلاق اوصاف کو
جنم دیتا ہے، خوفِ الٰہی عبادت اور نیک اعمال میں خشوع اور خضوع پیدا کرتا ہے، خوفِ
الٰہی کمالِ عبدیت ہے، خوفِ الٰہی اللہ کی رضا کا چارہ ساز ہے۔ خوفِ الٰہی سے
ایمان میں استقامت رہتی ہے، خوفِ الٰہی سے اللہ کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے
خوفِ الٰہی سے روحانی علم اور معرفت کے چشمے پھوٹتے ہیں، خوفِ الٰہی سے ہدایت کی
راہیں کھلتی ہیں، خوفِ الٰہی حکمت و عبرت کا خزینہ ہے۔ غرضیکہ جو اللہ کا خوف اپنا لیتا
ہے وہ دنیا کے تمام خوفوں سے بے خوف ہو جاتا ہے اور یہی اللہ کے بندوں کی نشانی ہے
کہ وہ بے خوف ہوتے ہیں۔ ذرا غور فرمایئے کہ یہ اللہ کا کتنا بڑا انعام ہے۔

کثرتِ ذکرِ الٰہی اور استغفار سے خوفِ الٰہی پیدا ہوتا ہے۔ جو لوگ اطاعت اور عبادت
نہیں کرتے ان میں خوفِ الٰہی بہت کم ہوتا ہے کیونکہ شیطان نے ان کے دلوں پر غفلت کے
پردے ڈالے ہوتے ہیں لہٰذا جو شخص بھی اللہ کا ولی بننے کا خواہشمند ہو تو اسے ہر وقت
اللہ سے ڈرنا چاہیے اور اپنی عبادت میں لگن اور توجہ پیدا کرنی چاہیے تاکہ اللہ راضی ہو۔

Marfat.com

تمام جلیل القدر صوفیاء جنہوں نے روحانیت میں بلند مقام حاصل کیا ہے اسی خوفِ الٰہی سے پایا ہے لہٰذا اللہ کا بندہ بننے کے لیے خود کو خوفِ الٰہی کی بھٹی میں کندن کرو تو بیڑا پار ہو جائے گا ورنہ مرتے وقت پچھتاوا رہے گا۔

ترغیب خوفِ الٰہی

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خوفِ الٰہی کی بہت تاکید فرمائی ہے چنانچہ سورۂ رحمٰن میں فرمایا ہے کہ:۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ

اور جو اپنے رب کے سامنے خوفزدہ ہوا اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ پس تم اللہ کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (پ ۲۷، رحمٰن ۴۶ تا ۴۷)

اے بندے! اپنے آپ کو سرکشی سے بچا اور اپنے رب کا خوف اپنے دل میں رکھ۔ آخرت میں فلاح کا طالب رہ تاکہ تجھے نجات ملے۔ انشاء اللہ تجھے دو جنتیں یعنی دو باغ ملیں گے۔

اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۚ

بیشک ہم اپنے رب سے اس دن کا خوف رکھتے ہیں جو تنگی اور سختی والا ہوگا۔ (پ ۲۹، دہر ۱۰)

اہل ایمان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن کی سختیوں سے بچنے کے لیے اللہ کا خوف رکھتے ہیں اور اس خوف کے باعث اللہ تعالیٰ انھیں نجات دے کر مسرت پہنچائے گا

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۚ

اور وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو ان کے اوپر ہے اور وہ اس پر عمل کرتے ہیں جو انھیں حکم دیا جاتا ہے۔ (پ ۱۴، نحل ۵۰)

Marfat.com

اللہ والے اپنے اوپر اپنے رب کا خوف طاری رکھتے ہیں اور اس خوف کی وجہ سے وہی کرتے ہیں جو انھیں کرنے کا حکم دیا جاتا ہے، یعنی نیک اعمال کا دارومدار خوفِ الٰہی پر ہے۔

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ	بیشک شیطان اپنے ساتھیوں کو ڈراتا ہے
اَوْلِيَآءَهٗ ۖ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ	پس کافروں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ٥	اگر تم صاحبِ ایمان ہو۔ (پ۴۔ آل عمران ۱۷۵)

خوفِ الٰہی کے مقابلے میں خوفِ شیطان ہے، شیطان اپنے ساتھیوں کو اس خوف کے باعث برائیوں میں ملوث کرتا ہے مگر اللہ کو تلاش کرنے والے اس سے بالکل نہیں ڈرتے بلکہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور برائیوں سے اللہ کی پناہ میں رہتے ہیں۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ	جو عذابِ آخرت سے خوف کھاتا ہو اس کے لیے
عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ	ان میں عبرت ہے یہ وہ دن ہے جب تمام جمع
مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ	کیے جائیں گے اور یہی وہ دن ہے جب اللہ
يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ٥	کے دربار میں حاضری ہوگی۔ (پ۱۲، ہود ۱۱۳)

یوم آخرت کا خوف دراصل اللہ تعالیٰ ہی کے خوف کے باعث ہے اس لیے اپنے دل میں خوفِ الٰہی پیدا کرنے کے لیے یوم آخرت کے عذاب کا خوف طاری رکھنا چاہیئے۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ	اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے
رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ	ڈرتا رہا اور اپنے نفس کو خواہشوں سے روکتا
الْهَوٰى ٥ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ	رہا پس اس کے لیے جنت کا ٹھکانہ ہے۔
الْمَاْوٰى ٥	(پ۳۰۔ نازعات ۴۰ تا ۴۱)

اللہ کے بندے ندامت کے باعث اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوتے سے اور جواب دہ ہونے سے ڈرتے ہیں اور اسی خوف کے باعث اپنے نفس کو دنیاوی خواہشات

سے بچاتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝

وہ لوگ جنھیں تجارت اور خرید و فروخت ذکر الٰہی اور نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی۔ وہ اس دن سے خوف کھاتے ہیں جس میں دل گھبرا جائیں گے اور آنکھیں پھر جائیں گی۔ (پ ۱۸، نور ۳۷)

وہ لوگ یوم آخرت کی سختیوں سے ڈرتے ہیں جن کے دل میں اللہ کا خوف ہوتا ہے۔

ان تمام آیاتِ الٰہیہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سالکین کے لیے خوفِ الٰہی بہت ہی ضروری ہے۔ اسی بنا پر تصوف میں اسے بڑا مقام حاصل ہے اور اسے اپنائے بغیر ولایت کی منازل عبور کرنا بہت مشکل ہے۔

فضائلِ خوفِ الٰہی

خدا سے ڈرتے رہو
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پوشیدہ اور علانیہ خدا سے ڈرتے رہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیکی
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں خدا کے خوف کے باعث نیک عمل کرتے ہیں، وہ کوئی بھی ہوں اور کہیں بھی ہوں۔

اللہ سے ڈرنا
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً فرمایا کہ جب آدمی کے لیے صبح ہوتی ہے تو تمام اعضاء زبان کی خوشامد کرتے اور کہتے ہیں کہ ہمارے بارے

Marfat.com

ہیں اللہ سے ڈرتا کیونکہ ہم تیرے ساتھ ہیں۔ اگر تو سیدھی رہے تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

اللہ سے ڈرتے ہوئے انصاف کا ثواب

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کا حکم مانا تو اس نے میرا حکم مانا اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی کیونکہ امام ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے جہاد کیا جاتا ہے اور جس کی آڑ لی جاتی ہے اور وہ اللہ سے ڈرتے ہوئے انصاف کا حکم دے تو اس کا اسے ثواب ملے گا اور اگر اس کے برعکس کہے تو اس کا گناہ اس پر ہوگا۔

خوفِ الٰہی کی شان

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا جہنم میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس آجائے اور اللہ تعالیٰ کے راستے کی گرد و غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے۔ (ترمذی)

عذابِ جہنم سے نجات

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اسے جہنم سے نکال لو جس نے مجھے ایک روز بھی یاد کیا یا ایک جگہ بھی مجھ سے ڈرا۔ (ترمذی)

خوفِ الٰہی کا فائدہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو ڈرتا ہے وہ صبح سویرے اٹھتا ہے اور جو صبح سویرے اٹھتا ہے وہ منزل پر جا پہنچتا ہے۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کا سودا مہنگا ہے۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کا سودا جنت ہے۔

(ترمذی)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ

حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا پھر اس میں رخصت عطا فرمائی (یعنی ترک کر دیا) لیکن لوگوں نے اس سہولت سے فائدہ نہ اٹھایا اور اس کام کو ترک نہ کیا۔ جب یہ بات حضور ﷺ کے علم میں آئی تو آپ نے خطبہ دیا اور حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا کہ "لوگ کس حال میں ہیں جس کام کو میں کرتا ہوں وہ اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! میں اللہ تعالیٰ کو ان سے زیادہ جانتا ہوں اور اس سے بہت زیادہ خوف رکھتا ہوں۔" (بخاری شریف)

خیر اللہ کے خوف میں ہے

حضرت عمر رض سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیتے ہوئے فرمایا آگاہ رہو کہ دُنیا حاضر مال ہے جس میں سے نیک اور بد کھاتے ہیں اور آخرت سچ ثابت ہونے والا زمانہ ہے جس میں قدرت والا حقیقی بادشاہ فیصلہ فرمائے گا۔ آگاہ رہو کہ بھلائی اپنی تمام شاخوں سمیت جنت میں ہے اور بُرائی اپنی تمام شاخوں سمیت جہنم میں ہے۔ اللہ کے خوف میں تمھاری خیر ہے۔ آگاہ رہو کہ تم اپنے اعمال کے سامنے پیش کیے جاؤ گے تو جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھے گا (مسند امام شافعی)

بال سے باریک اعمال

حضرت انس رض نے فرمایا کہ جن اعمال کو تم اپنی نظر میں بال سے بھی باریک جانتے ہو انھیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہلاک کرنے والی چیزوں میں شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

اللہ کا خوف رکھنے کی تاکید

حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی امامت فرمائی، صفوں کے آخر میں ایک شخص نے غلط طریقہ پر نماز ادا کی سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

اس سے مخاطب ہو کہ فرمایا اے شخص! تمھیں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں، تم نہیں دیکھتے کہ تم کس طرح نماز ادا کرتے ہو۔ تم سمجھتے ہو کہ تم جو کچھ کرتے ہو وہ مجھ سے پوشیدہ رہتا ہے خدا کی قسم! میں پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح کہ سامنے دیکھتا ہوں۔ (احمد)

ایک شخص کا واقعہ

حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے یہ کہا کہ میں نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ کبھی بھلائی نہیں کی۔ اور ایک روایت کے مطابق اس شخص نے اپنے نفس پر زیادتی کی۔ اس نے مرتے وقت اپنی اولاد کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میری لاش کو جلا دینا اور میری نصف خاک جنگل میں اڑا دینا اور نصف کو دریا میں بہا دینا۔ خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے مجھ پر رحم نہ کیا تو مجھے ایسا عذاب ہوگا کہ ایسا عذاب کسی کو نہ کیا ہوگا۔ جب وہ شخص مر گیا تو وارثوں نے اس کی وصیت پر عمل کیا لیکن خالق و مالک نے دریا اور خشکی کو حکم دیا کہ اس کی خاک کے ذرات کو جمع کریں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے کہا اے رب! تیرے خوف سے اور تو میرے حال سے خوب واقف ہے۔ اس کی عرضداشت سن کر اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔ (مسلم شریف)

خوفِ خدا نہ رکھنے کی سزا

حضرت جابر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر دوزخ پیش کی گئی تو میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت دیکھی جس کو اس کی بلی کے باعث عذاب دیا جا رہا تھا۔ جس کو اس نے باندھ رکھا تھا، نہ کھانا کھلاتی اور نہ چھوڑتی کہ زمین کے کیڑوں میں سے کھاتی یہاں تک کہ وہ بھوکی مر گئی۔

اور میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ جہنم میں اپنی آنتوں کو گھسیٹ رہا ہے۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے سانڈ چھوڑا تھا۔ (مسلم شریف)

Marfat.com

اللہ کو یاد کرو

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تہائی رات گزر گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! اللہ کو یاد کرو۔ ہلا دینے والی آ گئی اور پیچھا کرنے والی اس کے پیچھے آ رہی ہے۔ موت اپنی حقیقت کے ساتھ آ گئی۔ موت اپنی حقیقت کے ساتھ آ گئی۔ (ترمذی)

خوفِ الٰہی اختیار کرو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک بار عرض کیا یا رسول اللہ! یہ جو قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے کہ "وہ کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں" یعنی "وہ لوگ اللہ کی راہ میں دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں، لیکن پھر بھی ان کے دل اس سے خوفزدہ ہوتے ہیں" تو کیا یہاں "کرنے" سے مراد چوری اور زنا ہے؟ (کہ کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں) حضور نے جواب دیا کہ (نہیں اس سے یہ مراد نہیں بلکہ) کام سے مراد نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ ہے کہ کرتے ہیں اور ڈرتے اس لیے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سب کچھ قبولیت سے محروم ہی رہے۔ (ترمذی)

لوگوں سے شرمانے اور اللہ سے حیا نہ کرنے کا انجام

حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جنت کی طرف لے جانے کا حکم ہوگا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے اور اس کی خوشبو محسوس کریں گے اور وہاں کے عالیشان محل اور دیگر نعمتیں جو اہل جنت کے لیے ہوں گی دیکھنے لگیں گے تو ندا آئے گی کہ انکو واپس لے آؤ۔ ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں۔ وہ ایسی حسرت اور ندامت کے ساتھ واپس ہوں گے اور عرض کریں گے یا اللہ! اچھا ہوتا کہ آپ ہمیں یونہی جہنم میں بھیج دیتے۔ اور جنت کے یہ انعامات ہمیں نہ دکھاتے جو آپ نے اپنے اولیاء کے لیے تیار کر رکھے ہیں۔ ارشاد ہوگا کہ ایسا کرنا ہی مقصود تھا۔ تم اپنی تنہائیوں میں بڑے بڑے گناہوں سے میرے سامنے آتے تھے اور لوگوں سے ملتے تو مسکین طبع بن جاتے تھے۔ تم لوگوں کو اپنے اعمال دکھاتے

تھے جو تمہارے دلی عزائم کے خلاف ہوتے تھے، تمہیں لوگوں کا ڈر ہوتا تھا مگر میرا ڈر نہ تھا۔ تم نے لوگوں کا جلال محسوس کیا مگر میرا جلال نہ مانا، لوگوں سے شرما کر تو کوئی کام چھوڑا لیکن مجھ سے حیا کر کے نہیں چھوڑا۔ سو آج میں تمہیں اپنا دردناک عذاب چکھاؤں گا اور میرے عظیم ثواب سے محرومی جو تمہارا مقدر ہوئی وہ اس کے علاوہ ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

فرمانِ نبوی

حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص سے کہا جائے اللہ سے ڈر اور وہ خفا ہو تو وہ قیامت میں کھڑا کیا جائے گا اور فرشتے اس کے پاس سے گزریں گے اور اس پر عتاب کریں گے اور کہیں گے تو وہی ہے جسے خوف الٰہی کو کہا جاتا تھا، اور خفا ہوتا تھا یعنی یہ کہہ کر اس کو سرزنش کریں گے۔ (اخلاق الصالحین)

خوفِ الٰہی کا صلہ

حضرت کعب احبار رضؓ سے روایت ہے کہ جنت میں خالص زمرد یا موتی کا ایک محل ہے اس میں ستر ہزار گھر ہیں، ہر گھر میں ستر ہزار مکان ہیں اس میں صرف نبی یا صدیق یا شہید یا امام عادل یا وہ شخص جو اپنے نفس میں محکم ہوگا داخل ہوگا۔ عرض کیا گیا کہ اپنے نفس میں محکم ہونے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا وہ شخص جس پر حرام پیش کیا جائے مگر وہ محض خدا کے خوف سے اسے چھوڑ دے۔

دو خوف

حضرت جابر رضؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن دو خوف کے درمیان ہے۔ ایک اپنی گزشتہ عمر کے خوف میں کہ نہ جانے اللہ تعالیٰ اس کے متعلق کیا فیصلہ فرمائیں۔ دوسرے بقیہ عمر کے بارے میں کہ نہ جانے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کیا فیصلہ ہوگا۔ لہٰذا بندے کو اپنی ذات سے اپنے ہی لیے توشہ حاصل کرنا چاہیئے اور اپنی دنیا سے آخرت کے لیے اور اپنی حیات سے موت کے لیے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مر جانے کے بعد عذر معذرت کا کوئی موقع نہیں اور دنیا کے بعد جنت یا دوزخ کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں۔

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھے اپنی

Marfat.com

عزت و جلال کی قسم میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن کبھی جمع نہیں کروں گا۔ تو دنیا میں مجھ سے خوف کھاتا ہے میں اسے آخرت میں امن دوں گا اور جو دنیا میں مجھ سے نڈر ہوتا ہے میں قیامت کو اس پر خوف طاری کروں گا۔

فرشتوں پر خوفِ الٰہی کا اثر

حضرت عمار بن منصورؒ فرماتے ہیں کہ میں مصر میں [illegible] کے منبر کے قریب پہنچا تو وہ فرمانے لگے کیا میں تمہیں ایسی حدیث سناؤں جس میں میرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف ایک شخص کا واسطہ ہے۔ لوگوں نے کہا ضرور سنائیے۔ فرمانے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ساتویں آسمان پر ایسے فرشتے ہیں جو اپنی پیدائش سے لے کر قیامت تک سجدے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اللہ کے خوف سے کانپ رہے ہیں۔ قیامت کا دن ہوگا تو سجدے سے سر اٹھا کر عرض کریں گے اے اللہ! تیری ذات پاک ہے ہم تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکے۔

خوفِ الٰہی سے گناہوں کا ختم ہونا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جب مومن کا دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزتا ہے تو اس کے گناہ یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے درختوں سے پتے۔

اہلِ تقویٰ کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا آپؐ کی آل کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا قیامت تک آنے والے پاکباز مومن میری آل ہیں۔ نیز فرمایا کہ متقی لوگ میرے اولیاء اور دوست ہیں اور تم میں سے جس کو بھی کسی پر فضیلت ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ ہی کی بدولت ہوگی۔

خوفِ الٰہی باعث نجات ہے

حضرت حسنؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی ہیں۔ ہلاک کرنے والی یہ ہیں۔ حرص جس میں کوئی مبتلا ہو جائے

Marfat.com

اور خواہشات[۲] جن کی پیروی ہونے لگے اور تیسری[۳] خود فریبی ہے

اور نجات دلانے والی چیزیں یہ ہیں۔ یعنی عدل[۱] و انصاف جو ہر حال میں پیش نظر ہو خوشی و ناخوشی میں عدل کرنا۔ اور فقر[۲] و مالداری میں میانہ روی اختیار کرنا اور خلوت[۳] اور جلوت میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا۔

اللہ سے ڈرنے کی کیفیت

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد باری تعالیٰ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ (اور وہ لوگ جو دیتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل کانپ رہے ہوتے ہیں) کے متعلق پوچھا کہ کیا اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو گناہ کرکے اللہ تعالیٰ سے ڈر جاتے ہیں؟ فرمایا نہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نیکی کرنیوالے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ شاید قبول نہ ہوئی ہو۔

جہنم سے نجات

ہدایۃ الہدایہ میں ہے کہ قیامت کے دن جب جہنم کو لایا جائے گا تو اس سے ہیبت ناک آوازیں نکلیں گی جس کی وجہ سے لوگ اس پر سے گزرنے سے گھبرائیں گے۔ فرمانِ الٰہی ہے:۔

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ اور ہر امت کو گھٹنوں کے بل بیٹھا دیکھو گے اور كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا۔ ہر امت اپنی کتاب یعنی اعمال کی طرف بلائی جائے گی۔ (پ ۲۵، جاثیہ ۲۸)

جب لوگ جہنم کے قریب آئیں گے تو اس سے سخت گرمی اور خوفناک آوازیں سنیں گے جو پانچسو سال کے سفر کی دوری سے سنائی دیتی ہوں گی جب ہر نبی نفسی نفسی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمتی اُمتی کہہ رہے ہوں گے اس وقت جہنم سے ایک نہایت ہی بلند آگ باہر نکلے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی طرف بڑھے گی۔ آپ کی امت اس کی مدافعت میں کہے گی اے آگ! تجھے نمازیوں، صدقہ دینے والوں، روزہ داروں اور خوفِ خدا رکھنے والوں کا

Marfat.com

واسطہ واپس چلی جا! مگر آگ برابر بڑھتی چلی جائے گی۔ تب حضرت جبریل علیہ السلام یہ کہتے ہوئے کہ جہنم کی آگ امتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بڑھ رہی ہے۔ آپؐ کی خدمت میں پانی کا ایک پیالہ پیش کریں گے اور عرض کریں گے اے اللہ کے نبی! اس سے آگ پہ چھینٹے ماریے۔ آپ آگ پہ پانی کے چھینٹے ماریں گے تو وہ آگ فوراً بجھ جائے گی۔ اس وقت آپؐ جبریلؑ سے اس پانی کے متعلق پوچھیں گے۔ جبریلؑ کہیں گے حضورؐ! یہ خوفِ خدا سے رونے والے آپ کے گنہگار اُمتیوں کے آنسو تھے، مجھے حکم دیا گیا کہ میں یہ پانی آپ کی خدمت میں پیش کروں اور آپ اس سے جہنم کی آگ کو بجھا دیں۔

بلا حساب جنّت میں داخلہ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس روز قیامت کے میدان میں مخلوق کو جمع کیا جائے گا تو ایسی آواز میں جسے دُور اور نزدیک کے سب لوگ سنیں گے، منادی خداوند تعالیٰ کی طرف سے کہے گا اے لوگو! اس دن سے جبکہ میں نے تمھیں پیدا کیا آج کے دن تک تمھاری سب کچھ باتیں میں نے سنیں، آج تم میری بات سنو! کہ میں تمھارے اعمال تمھارے سامنے رکھوں گا۔ اے لوگو! ایک نسب تم نے مقرر کیا اور ایک نسب میں نے مقرر کیا۔ تم نے اپنے نسب کو بڑھایا اور میرے نسب کو گھٹایا۔ میں نے کہا تھا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (یعنی تم میں سب سے زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔) لیکن تم کہتے ہو کہ بڑا شریف وہ ہے جو فلاں شیخ یا فلاں بزرگ کا فرزند ہو۔ آج کے دن میں اپنے نسب کو بلند کروں گا اور تمھارے بنائے ہوئے نسب کو نیچا کروں گا۔ تب آواز دی جائیگی اَیْنَ الْمُتَّقُوْنَ؟ (پرہیزگار لوگ کہاں ہیں؟) پس ایک علَم بلند کیا جائے گا اور اس کو آگے لے چلیں گے۔ متقین (پرہیزگار لوگ) اس کے پیچھے چلیں گے اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

اللہ سے ڈرنے کا فائدہ

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو

Marfat.com

کوئی خدا سے ڈرے تمام مخلوق اس سے ڈرے گی اور جو کوئی خدا سے نہیں ڈرے گا تو حق تعالیٰ تمام مخلوق کا ڈر اس کے دل میں ڈال دے گا۔

فرمودات صحابہؓ

خوفِ خدا کی تاکید حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے خوفِ خدا کے بارے میں فرمایا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے تمام کاموں میں خواہ وہ ظاہر ہوں یا چھپے ہوئے، انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ نیز فرمایا کہ روؤ اور اگر رونا نہ آئے تو روتی صورت ہی بنالو۔

خوفِ خدا کا اجر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ہی کا فرمان ہے کہ جو خدا سے ڈرتا ہے خدا اس کی مشکلات آسان کر دیتا ہے۔ اور جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اس کو وہاں سے فائدہ پہنچتا ہے جہاں اس کا وہم و گمان بھی نہیں جاتا۔ جو انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو وہ اس کے قصور بھی معاف کر دیتا ہے اور اسے اچھا انعام بھی دیتا ہے۔ یقیناً یہ انسانوں کے لیے بہترین کام ہے کہ وہ ایک دوسرے کو خوفِ خدا کی تلقین کرتے رہیں۔

خوفِ خدا کے بارے میں خطبہ ایک دن حضرت صدیق اکبرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اس کی ایسی تعریف کرو جس کا وہ سزاوار ہے، امید اور خوف دونوں چیزوں کو سامنے رکھ کر دعا مانگو۔

دیکھو خدا تعالیٰ نے زکریاؑ اور ان کے گھر والوں کی تعریف میں فرمایا کہ وہ لوگ نیکیوں کی طرف دوڑتے تھے اور ہم کو امید و خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرتے تھے۔ اللہ کے بندو! اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے

حق ہیں تمھاری جان کو رہن رکھ لیا ہے اور تم سے عہد لیا ہے کہ دنیا کے عوض جنت کو مول لو گے۔ اللہ کی کتاب تم میں موجود ہے جس کے اثرات کبھی ختم نہ ہوں گے اور جس کی روشنی کبھی گُل نہ ہو گی۔ اس لیے کلام الٰہی کی تصدیق کرو، اللہ کی کتاب سے نصیحت حاصل کرتے رہو اور تاریکی والے دن کے لیے اس سے بینائی حاصل کرو۔ تمھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے سبب ہی پیدا کیا ہے اور تم پر کراماً کاتبین یعنی اعمال لکھنے والے فرشتوں کو مقرر کیا ہے۔ جو کچھ تم کرتے ہو اس کا علم ان فرشتوں کو ہے۔

اللہ کے بندو! تم ہر صبح اور ہر شام کو اس مدت کے قریب ہوتے چلنے ہو جس کا تمھیں علم نہیں۔ اس لیے اگر ہو سکے تو اس حال میں تمھاری عمریں ختم ہوں کہ تم اللہ کے کام میں مشغول ہو، تم کو ایسا ہی کرنا چاہیئے مگر اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر تم ایسا نہیں کر سکتے اس لیے اسی سے مدد مانگو۔

حضرت عمرؓ کا طرزِ عمل

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضؓ اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرماتے واللہ! اے ابن خطاب! اللہ سے ڈر ورنہ اللہ تعالیٰ تجھے عذاب دے گا اور پھر تیری پرواہ نہ کرے گا۔ نیز فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ نفس کی ہر خواہش کو پورا نہیں کرتا۔

حضرت عثمان غنیؓ کا ارشاد

حضرت عثمان غنی رضؓ نے فرمایا ہے کہ دیندار انسان کو چھ خوف دامنگیر رہتے ہیں:۔

۱۔ خوفِ خدا کہ کہیں نافرمانی کی حالت میں ایمان نہ جاتا رہے۔

۲۔ ان فرشتوں کا خوف جو نامہ اعمال لکھتے ہیں کہ کوئی ایسی بات نہ لکھ دی جائے جس سے قیامت کے روز رسوائی ہو۔

۳۔ شیطان کا خوف کہ وہ نیک عمل ختم نہ کر دے۔

۴۔ ملک الموت کا خوف کہ توبہ اور عمل نیک سے قبل روح قبض نہ ہو جائے۔

Marfat.com

۵۔ دنیا کا خوف کہ وہ اپنی طرف مائل کر کے غمِ آخرت دل سے محو نہ کر دے۔
۶۔ اہل وعیال کا خوف کہ وہ اپنی طرف زیادہ راغب کر کے خدا کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔

اقوال خوفِ الٰہی

واسطی رح فرماتے ہیں کہ خوف اللہ اور بندے کے درمیان ایک حجاب ہے۔

بشر حافی رح فرماتے ہیں کہ خوف ایک فرشتہ ہے جو صرف متقی کے دل میں رہتا ہے۔

حاتم اصم رح فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور خوف عبادت کی زینت ہے خوف کی علامت امید کو کم کرنا ہے۔

ابو عثمان حیری رح فرماتے ہیں کہ ڈرنے والے کے لیے یہ بات اچھی نہیں کہ وہ اپنے خوف میں خوف ہی سے سکون محسوس کرے اس لیے کہ یہ ایک مخفی امر ہے۔

ابن مبارک فرماتے ہیں کہ جو چیز خوف کو اس حد تک بھڑکاتی ہے کہ وہ دل میں جاگزین ہو جائے تو یہ ظاہر و باطن ہر دو حال میں دائمی نگہبانی ہے۔

حضرت ابراہیم بن شیبان رح کا قول ہے کہ جب خوف دل میں جاگزین ہو جاتا ہے تو دل کی خواہشات کی جگہ کو جلا دیتا ہے اور دل سے دنیا کی رغبت کو نکال دیتا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہیں، ابن آدم اگر دوزخ سے اس طرح ڈرتا رہتا جس طرح وہ تنگ دستی سے ڈرتا ہے تو جنت میں چلا جاتا۔

حضرت ابو عثمان رح نے فرمایا ہے کہ سچا خوف یہ ہے کہ ظاہری اور باطنی طور پر گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔

ابن جلاء رح فرماتے ہیں کہ ڈرنے والا وہ ہے جسے ہر وہ چیز جس سے دنیا ڈرتی ہے، امن دے (کیونکہ اسے اگر خوف ہے تو خدا کا ہے اور کسی چیز کا نہیں)

Marfat.com

حضرت ابو عمرو دمشقی رح کا قول ہے کہ ڈرنے والا شخص وہ ہے جو شیطان سے بھی زیادہ اپنے نفس سے ڈرے۔

حضرت جنید رح سے خوف کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا ہر سانس کے جاری ہونے کے ساتھ سزا کی توقع رکھنا خوف ہے۔

حضرت ابو علی دقاق رح کا قول ہے کہ خوف یہ ہے کہ تو اپنے دل کو عسیٰ اور سوف (امید و انتظار) کے الفاظ سے نہ بہلائے۔

حضرت ابو حفص رح نے فرمایا ہے کہ خوف دل کا چراغ ہے جس کے ذریعہ سے دل کے خیر و شر کو دیکھا جا سکتا ہے۔

شاہ کرمانی رح فرماتے ہیں کہ خوف کی علامت دائمی غم ہے۔

ابوالقاسم حکیم رح نے کہا کہ جو شخص کسی چیز سے ڈرتا ہے وہ اس سے بھاگتا ہے مگر جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ بھاگ کر اللہ ہی کی طرف آتا ہے۔

کسی نے ذوالنون مصری رح سے پوچھا بندہ کے لیے خوف کی راہ کب آسان ہو جاتی ہے؟ فرمایا جب وہ اپنے آپ کو بمنزلہ ایک بیمار کے سمجھے تو وہ اس ڈر سے کہ کہیں بیماری طول نہ پکڑ جائے ہر چیز سے پرہیز کرتا ہے۔

ابو حفص رح کہتے ہیں کہ چالیس برس سے میرا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے نگاہِ غضب سے دیکھتا ہے اور میرے اعمال اس پر دلالت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رح ایک دن اپنے یاروں میں نکلے اور فرمایا کہ رات تو میں نے اللہ پر بڑی جرأت کی کہ اس سے جنت کا سوال کیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رض فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کے دلوں پر غفلت ڈال دی ہے یہ بھی رحمت ہے تاکہ خوفِ خدا سے مر نہ جائیں۔

حضرت مالک بن دینار رح فرماتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ جب مروں گا لوگوں سے کہہ

Marfat.com

دوں گا کہ مجھے بیڑیاں اور طوق ڈال کر خدا کے پاس اسی طرح لے جاویں جیسے کسی بھاگے ہوئے غلام کو آقا کے سامنے لے جاتے ہیں۔

حضرت میمون بن مہران کہتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ، تو حضرت سلمان فارسی رضؓ نے چیخ ماری اور اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر باہر نکل گئے تین دن تک پتہ نہ ملا۔

روایت ہے کہ حضرت سفیان ثوریؒ بیمار پڑے ان کا قارورہ ایک رومی طبیب کو دکھایا گیا اس نے کہا کہ اس شخص کے جگر کو خوف نے ٹکڑے کر دیا ہے پھر آکر نبض دیکھی تو کہا کہ ملتِ اسلام میں اس جیسا آدمی مجھے نہیں معلوم ہوا۔

ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں جب تک لوگوں (کے دلوں) سے خوف زائل نہیں ہوتا، وہ صحیح راستہ پر رہتے ہیں۔ جونہی خوف زائل ہوا بھٹک گئے۔

کسی شخص نے بشر حافیؒ سے کہا، میرا خیال ہے کہ آپ موت سے ڈرتے ہیں تو فرمایا اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا بہت سخت چیز ہے۔

مالک بن دینارؒ کو کسی نے کہا کیا آپ کے پاس کوئی قاری لائیں جو آپ کو قرآن مجید سنائے آپ نے فرمایا کہ جس عورت کا میاں مر جائے اس کو نوحہ گر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

حضرت اویس قرنیؓ فرماتے تھے اس دنیا میں خوف کو کام میں لا کیونکہ یہ آخرت میں تجھے عذاب سے نجات دے گا۔

اولیاءؒ کا خوفِ الٰہی

خوف کیا ہے؟

حضرت عبدالکریم قشیری کا قول ہے کہ خوف ایک ایسی کیفیت ہے جس کا تعلق آئندہ کے ساتھ ہے۔ خوف اس لیے ہوتا ہے کہ کہیں کوئی ناپسندیدہ بات واقع نہ ہو جائے یا کوئی محبوب چیز جاتی نہ رہے اور یہ دونوں باتیں

ایسی چیز سے تعلق رکھتی ہیں جو آئندہ ہونے والی ہے۔ جو چیز موجود ہے اس کے متعلق خوف نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے اس دنیا میں یا آخرت میں سزا دے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اس سے ڈرتے رہیں۔

حضرت حسن بصریؒ کا ارشاد

حضرت حسن بصریؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ ان لوگوں کی مجلس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو ہمیں ڈرا ڈرا کر ہمارے دلوں کے ٹکڑے ٹکڑے کیے دیتے ہیں؟ آپ نے کہا ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا جو تمہیں آج ڈرا کر کل کے خوف سے نجات دلا دیں، ان لوگوں کی صحبت سے بدرجہا بہتر ہے جو آج تمہیں بے خوفی کا سکون بہم پہنچا کر کل قیامت کے دن دردناک خوف میں مبتلا کر دیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ کا قول

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ کا قول ہے کہ خوفِ عذاب اور امیدِ رحمت کے درمیان مسلمان کے گناہ کی وہی حالت ہوتی ہے جو دو شیروں کے درمیان گھری ہوئی لومڑی کی ہوتی ہے اور انھی کا قول ہے کہ مسکین آدمی اگر دوزخ سے بھی اتنا ہی ڈرے جتنا کہ وہ مفلسی سے ڈرتا ہے تو جنتی ہو جائے اور انھی سے جب لوگوں نے پوچھا کہ کل قیامت کے دن کون لوگ محفوظ تر ہوں گے؟ تو جواب دیا کہ وہ جو آج حق تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں۔

حضرت عطاء سلمیٰ کی کیفیتِ خوف

حضرت عطاء سلمیٰ بھی اہلِ خوف میں سے تھے پورے چالیس برس تک قہقہہ لگانا تو درکنار کبھی تبسم تک نہ کیا اور نہ کبھی آسمان کی طرف دیکھا اور جب ایک مرتبہ نگاہ پڑ ہی گئی تو بیہوش ہو کر گر پڑے اور عادت ہو گئی کہ ہر رات کو کئی مرتبہ اپنے آپ کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھا کرتے، کہ کہیں کوئی حصہ مسخ تو نہیں ہو گیا اور اگر لوگوں پر کوئی مصیبت نازل ہوتی مثلاً قحط وغیرہ

Marfat.com

پڑجاتا یا زلزلہ وغیرہ آجاتا تو کہتے کہ آہ! یہ سب میری شامتِ اعمال اور بدبختی کا وبال ہے جو زمانے پر ٹوٹ پڑا ہے۔ اگر میں نہ رہوں تو لوگوں کو اس آفت سے رہائی مل جائے۔

حضرت احمد بن حنبلؒ کی دعا

حضرت احمد بن حنبل رح کہتے ہیں کہ میں نے دعا کی کہ بارِ خدایا! خوف کا ایک دروازہ مجھ پر کھول دے۔ میری دعا تو قبول ہو گئی لیکن پھر میں ڈرا کہ کہیں میری عقل ہی جواب نہ دے جائے۔ پس دعا کی کہ اللہ! اس دروازے کو میری تاب و تواں کے مطابق ہی کشادہ کیجیو۔ تب کہیں جا کر میرے دل کو سکون نصیب ہوا۔

حضرت شبلیؒ کا قول

حضرت شبلی کہتے ہیں کہ مجھ پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ خوفِ خدا میرے دل پر غالب نہ رہا ہو اور اس غلبہ کے تحت میرے دل پر حکمت و عبرت کے دروازے کشادہ نہ ہوئے ہوں۔

صوفیاء کی باتیں

حضرت کعب احبارؒ کہتے ہیں کہ ایک ہزار دینار صدقہ دینے کی نسبت میں اس رونے کو بہتر سمجھتا ہوں جس میں آنسو ڈھل ڈھل کر میرے چہرے کو تر کرتے جا رہے ہوں۔

حضرت محمد بن المنکدرؒ کا معمول تھا کہ روتے تو آنسو چہرے پر ملتے جاتے اور کہتے کہ میں نے سنا ہے کہ آنسو جہاں جہاں پہنچتے ہیں وہ جگہ دوزخ کی آگ سے محفوظ ہوتی جاتی ہے۔

جناب سری سقطیؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں روزانہ اپنی ناک پر نظر ڈال کر دیکھتا رہتا ہوں، کہ کہیں رُوسیاہ تو نہیں ہو گیا ہوں۔

ایک عابد زار و قطار رو رہا تھا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہا کہ اس وقت کو روتا ہوں جب میدانِ حشر میں لوگوں کو آواز دی جائے گی کہ چلو ہر کسی کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جانے لگا ہے۔

Marfat.com

ابو سلمان دارانی رحمہ کا قول ہے کہ جس دل میں خوفِ خدا نہیں وہ محض ایک ویرانہ ہے۔

خوف کا مطلب

کہتے ہیں کہ احکامِ خداوندی کے جاری ہونے کے متعلق قوی علم ہونے کا نام خوف ہے۔ نیز کہا گیا ہے کہ رب کے جلال سے دل کا حرکت کرنا خوف ہے۔

حکایت

کہتے ہیں کہ ایک دن عیسیٰ علیہ السلام نکلے۔ ان کے ساتھ بنی اسرائیل کا ایک نیک آدمی بھی تھا۔ ایک شخص جو مشہور بدکار تھا ان کے پیچھے ہو لیا اور ان سے الگ ہو کر نہایت عاجزی سے بیٹھ گیا اور اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت کی دعا مانگی۔ اس نیک آدمی نے بھی دعا مانگی اور کہا خدایا قیامت کے دن اس گنہگار کے ساتھ میرا مقام ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ میں نے ان دونوں کی دعا قبول کر لی۔ نیک کو تو میں نے رد کر دیا اور مجرم کو معاف کر دیا۔

حضرت بہاء الدین ذکریا کا قول

حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف انسان کے دل کا چراغ ہے اگر یہ نہ ہو تو انسان ظاہری اور باطنی تاریکی میں دیا رہتا ہے۔

امورِ الٰہی سے خوف

حضرت ابو علی دقاق رحمہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں امام ابو بکر بن فورک کی عیادت کے لیے گیا۔ مجھے دیکھ کر وہ رو پڑے میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو انشاء اللہ شفا عطا کرے گا۔ فرمایا آپ خیال کرتے ہیں کہ موت سے ڈرتا ہوں (ہرگز نہیں) میں تو موت کے بعد پیش آنے والے امور سے ڈرتا ہوں۔

حقیقتِ خوف

حضرت امام غزالی رحمہ نے فرمایا ہے کہ دل کی حالتوں میں سے ایک حالت خوف بھی ہے یہ ایک ایسی آگ ہے جو دل میں سُلگتی ہے اور اس کا باعث اور نتیجہ کئی طرح پر ظہور میں آتا ہے۔ اس کا باعث علم و معرفت ہے کہ انسان جب آخرت کی مشکل کی طرف خیال کرے گا تو سمجھ لے گا کہ اس کی تباہی کے تمام

Marfat.com

سامان تیار ہیں۔ یہ آگ اس کی جان میں پیدا ہو گی (یہ آگ ظاہری آگ نہیں ہے) یہ صفت انسان کو دو چیزوں کی معرفت سے حاصل ہوتی ہے۔ اول معرفت یہ کہ انسان اپنی ذات میں عیبوں اور اپنے گناہوں اور عبادت میں کوتاہی کی آفت کو دیکھے اور اپنی اخلاقی برائیاں اس کو نظر آئیں اور دیکھے کہ ان تقصیرات کے باوجود اللہ تعالیٰ کی عنایتیں اس پر ہو رہی ہیں ایسے شخص کی مثال اس شخص کی ہو گی کہ ایک بادشاہ نے اس کو خلعت بخشا اور بہت سی نعمتیں اس کو بخشیں اور یہ انعام و خلعت پانے والا اس کے حرم سرا اور خزانے میں دغا اور خیانت کر رہا ہے۔ پھر یکایک اسے معلوم ہوا کہ ان خیانتوں کے وقت انعام اور خلعت بخشنے والا بادشاہ اس کو دیکھ رہا تھا اور یہ شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ بادشاہ بہت غیرت والا انتقام لینے والا اور بے پرواہ ہے اور اس کے پاس کوئی سفارش لے جانے والا نہیں اور کوئی وسیلہ اور کسی سے قرابت نہیں رکھتا کہ اس سے سفارش کرائی جائے، اس صورت میں جب وہ اپنی تباہی پر واقف ہو گا تو یقیناً خوف کی آگ اس کے دل میں سلگے گی۔

معرفت کی دوسری صورت یہ ہے کہ اپنے عیوب اور معصیت اس خوف کا باعث نہ ہوا ہو بلکہ وہ جس سے ڈرتا ہے اس کی بینائی اور قدرت اس کی معرفت کا سبب بنی ہو مثلاً جب کوئی آدمی شیر کے پنجے میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اس وقت وہ اپنی غلطی اور کوتاہی سے نہیں ڈرتا بلکہ اس بات سے ڈر رہا ہے کہ شیر درندہ جانور ہے اور اس کو پنجے میں گرفتار ہونے والے کی کمزوری کی کچھ پرواہ نہیں ہے وہ اس بات سے ڈر رہا ہے تو ایسا خوف بہت فضیلت رکھتا ہے پس جس نے اللہ تعالیٰ کی صفتِ قدرت کو پہچانا، اس کی بزرگی، قوت اور بے پرواہی کو جانا اور سمجھ گیا کہ اگر وہ سارے جہان کو ہلاک کر دے اور ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رکھے تو اس کی بادشاہت سے ایک ذرہ بھی کم نہیں ہو گا۔ اور بے جا نرمی اور بے جا شفقت سے اس کی ذات پاک ہے تو یقیناً وہ ڈرے گا۔ ایسا خوف انبیاء علیہم السلام کو بھی ہوتا ہے اگرچہ وہ معصوم اور گناہوں سے محفوظ ہیں۔ (کیمیائے سعادت)

Marfat.com

حضرت حماد بن عبدربہ

حضرت حماد بن عبدربہؒ جب بیٹھتے گویا تصف کھڑے ہیں اگر کوئی ان سے کہتا کہ آپ اطمینان سے بیٹھیں، تو فرماتے کہ اطمینان کا بیٹھنا نڈر شخص کا ہوتا ہے۔ میں تو بے خوف نہیں اس لیے کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔

ایک جوان کی کیفیت

حضرت حسن بصریؒ ایک جوان پر گزرے کہ اپنی ہنسی میں ڈوبا ہوا تھا اور ایک مجلس میں لوگوں کے ساتھ بیٹھا تھا آپ نے اس سے فرمایا کہ تو پل صراط سے گزرا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر یہ ہنسی کیسی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ پھر اس شخص کو کسی نے ہنستے نہ دیکھا۔

عجیب خبر

فرقد سبخی کو کسی نے کہا کہ بنی اسرائیل کی کوئی بڑی عجیب خبر جو تمھیں پہنچی ہو ہم سے کہو۔ جواب دیا کہ مجھے یوں خبر پہنچی ہے کہ بیت المقدس میں پانسو باکرہ عورتیں جن کا لباس کمبل اور ٹاٹ تھا، آئیں اور خدا کے ثواب و عذاب کا آپس میں ذکر کیا اور سب کی سب ایک ہی روز میں مر گئیں۔

ایک بزرگ کی بات

ابن ابی نے کہا کہ خائف اسے نہیں کہتے جو رو رہا ہو۔ اور اپنی آنکھیں پونچھتا اور صاف کرتا ہو۔ خائف تو اسے کہیں گے جو اس چیز کو جس پر اسے عذاب کا ڈر ہے، ترک کر دے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کا قول

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ مومن کے دل کو اس وقت تک اطمینان نہیں ہوتا اور نہ اس کے خوف کو سکون حاصل ہوتا ہے، جب تک کہ وہ جہنم کے پل کو پیچھے چھوڑ کر آگے نہیں نکل جاتا۔

حضرت حاتم اصم کی نصیحت

حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہیں کہ کسی مکان اصلح پر فریفتہ مت ہو کہ جنت سے زیادہ اصلح کوئی جگہ نہیں مگر آدم کا

Marfat.com

حال اس میں جو ہوا سو ہوا۔ اور نہ کثرتِ عبادت پر فریفتہ ہو کہ ابلیس کا حال بعد کثرت عبادت کے خود ظاہر ہے۔ اور نہ کثرتِ علم سے مغرور ہو کہ بلعام اسم اعظم اچھی طرح جانتا تھا مگر انجام اس کا کیا ہوا۔ اور نہ صلحاء کی زیارت پہ فریفتہ ہو کہ آنحضرت ؐ سے بڑھ کر کسی کا نہ تبہ نہیں مگر بعض اقارب اور اعلاء کو آپؐ کی زیارت کام نہ آئی۔

ایک ماں کی بیٹے کو تاکید

محمد بن کعب القرظی کی ماں نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ بیٹا میں تجھ کو جانتی ہوں کہ لڑکپن میں بھی پاک تھا اور بڑا ہو کر بھی اچھا رہا اور چونکہ رات دن تو عبادت ہی کرتا ہے تو یہ ایک عمل گویا اپنے اوپر مہلک تو نے رکھ لیا ہے۔ اتنی مشقت کیوں کرتا ہے؟ انھوں نے کہا اے مادرِ مشفقہ! میں کونسی بات سے اس امر سے نڈر ہو جاؤں کہ اگر خدا تعالیٰ نے مجھ کو کوئی گناہ کرتے دیکھ لیا ہو اور ناراض ہو گیا ہو۔ اور یہ فرما دے کہ اپنی عزت و جلال کی قسم! میں تجھ کو نہیں بخشوں گا۔

جگر کا خوفِ الٰہی سے پھٹ جانا

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بیمار ہوئے تو ان کے لیے طبیب لائے۔ طبیب نے ان کو دیکھا اور کہا کہ ان کا جگر خوفِ الٰہی کے مارے پھٹ گیا ہے میں اس کا علاج نہیں کر سکتا۔

حرماتِ الٰہی کی تعظیم

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمؒ فرماتے ہیں کہ آیت مَن یُّعَظِّم حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ (جو کوئی اللہ تعالیٰ کی حرمات کی تعظیم کرے گا تو یہ اس کے لیے اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے) میں حرمات سے مراد گناہ ہیں یعنی ان کو برا سمجھے اور ان کو عمل میں نہ لائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر خوفِ الٰہی

حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اپنا کوئی قصور یاد آتا تو غشی طاری ہو جاتی اور ان کے دل کی دھڑکن بہت دور سے

Marfat.com

سنائی دیتی تھی۔ کسی نے ان سے کہا آپ خلیل الرحمٰن ہیں اور پھر اس قدر غم کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ جب میں اپنا قصور یاد کرتا ہوں تو اپنے مرتبۂ خلت کو بھول جاتا ہوں۔

حضرت شعوانہ کی مناجات

حضرت شعوانہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا اپنی مناجات میں کہتی تھیں اے اللہ! تو تمام کریموں سے زیادہ کریم ہے اور سب سرداروں کا شہنشاہ اور مسلمانوں کی امید گاہ ہے۔ میں تجھ سے التجا کرتی ہوں کہ ان تمام لوگوں کو معاف کردے جو نیری سزا کے جاننے کے بعد نافرمانی میں بڑھے ہوئے ہیں۔ یہ کہہ کر ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں اور ان کے منہ سے ہاہ ہاہ کی آواز آتی رہی۔

عمل کی روح

حضرت یحییٰ بن معاذ رحؒ فرماتے تھے کہ ہم آج کل کسی کو سنت کے موافق عمل کرتے نہیں دیکھتے بلکہ عالم، جاہل، عابد، زاہد، بوڑھے جوان سب اپنی خواہش کے موافق عمل کرتے ہیں۔ یہ سب کے سب اس لیے عمل کرتے ہیں کہ خدا کے ہاں یا لوگوں میں ان کی تعریف ہو۔ ایسے ہی یہ لوگ گناہوں کو لوگوں کے نزدیک حقیر سمجھے جانے کے خوف سے چھوڑتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے۔ ہم میں سے ایسا کون ہے کہ اگر لوگوں میں اس کا برا ذکر ہو تو وہ ذکر کرنے والے کو برا جانے۔ واللہ! ہم نے مداہنت کے طور پر صلح کر رکھی ہے اور ہم محض زبان سے دوست ہیں اور دلوں میں عداوت رکھتے ہیں اور علم کو عمل کے لیے نہیں بلکہ زینت اور فخر کے لیے اور لوگوں پر سردار بننے کی غرض سے حاصل کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم ہی دوزخ میں جلیں گے۔

خائف کی پہچان

کسی نے فضیل سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے کہ ہمیں کوئی خائف انسان نظر نہیں آتا۔ فرمایا اگر تم خود خائف ہوتے تو تمھیں خائف نظر آجاتے۔ خائف کو خائف ہی دیکھ سکتا ہے۔ جس عورت کا بچہ مرگیا ہو وہی کسی ایسی عورت کو دیکھنا پسند کرتی ہے جس کا بچہ مرچکا ہو۔

درجاتِ خوف

حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ خوف کے تین درجے ہیں۔ ضعیف، معتدل، قوی۔ ان تینوں میں اعتدال کا درجہ سب سے بہتر ہے۔ خوف کا ضعیف درجہ یہ ہے کہ اس سے فائدہ حاصل نہ ہو جیسے عورتوں کی رقت قوی درجہ یہ ہے کہ اس میں غشی، بیماری، ناامیدی اور موت کا اندیشہ ہو۔ یہ دونوں درجے برے ہیں۔ کیونکہ خوف میں فی نفسہ کوئی کمال موجود نہیں ہے اور اس کا حال توحید، معرفت اور محبت الٰہی جیسا نہیں ہے کہ ان میں فی نفسہ کمال موجود ہے۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ کی صفات میں خوف کی صفت شامل نہیں ہے۔ فی نفسہ کمال نہ ہونے کے علاوہ خوف عجز اور جہل (عدم واقفیت) کی بنا پر ہوتا ہے کیونکہ ایک چیز کا جب تک انجام معلوم نہ ہو اور آفت سے بچنا مقصود نہ ہو اس وقت تک خوف پیدا ہی نہیں ہوگا۔

خوف، عاقلوں اور دانشمندوں کے حق میں کمال کا باعث ہوتا ہے کیونکہ خوف اس تازیانے کی طرح ہے جو پڑھنے والے بچوں کے لگایا جاتا ہے یا گھوڑے کے مارا جاتا ہے۔ (تاکہ تیز چلے) جب تازیانے کی ضرب ایسی کمزور ہو کہ اس سے چوٹ نہ لگے یا جانور کو راستے پر نہ لگا سکے یا وہ اتنا قوی ہو کہ بچے کو زخمی کر دے یا جانور کے ہاتھ پاؤں توڑ دے، یہ دونوں خوف کے کام نہیں ہیں۔ بلکہ چاہیے کہ ان میں اعتدال ہو تاکہ وہ معصیت سے باز رکھے اور طاعتِ الٰہی کی رغبت دلائے۔ پس جو شخص بڑا عالم ہوگا اس کا خوف بہت معتدل ہوگا۔ کہ جب وہ درجۂ افراط پر پہنچے تو رجا کے اسباب کا خیال کرے اور جب اس میں ضعف پیدا ہو تو کام کی سختی اور محنت کا خیال کرے۔ جس کے دل میں خدا کا خوف نہیں ہے اور وہ عالم کہلاتا ہے تو اس کا علم بیکار ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ اس کو علم سے حصہ ہی نہیں ملا ہے۔ گویا وہ ایک بازاری فال گو ہے جس کو حکمت کی کوئی خبر نہیں ہے۔ کیونکہ تمام علوم اور معرفتوں میں مقدم یہ ہے کہ بندہ خود کو اور خدا کو پہچانے۔ خود کو عیب اور تقصیر سے پُر سمجھے اور حق تعالیٰ کو اس کی عظمت اور بے نیازی کی صفت کے ساتھ پہچانے۔ جب یہ دونوں معرفتیں حاصل

ہوں گی تو اس کا ثمرہ خوف ہوگا۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اول العلم معرفۃ الجبار واخر العلم تفویض الامر الیہ (اول علم یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی جباری اور قہاری کو جانے اور آخر یہ ہے کہ اپنا کام اس کے سپرد کردے) اور سمجھے کہ وہ خود ناچیز محض ہے اور اس سے کچھ نہ ہو سکے گا۔ جب کوئی اتنی بات سمجھ لے گا تو ضرور اس کے دل میں خوف پیدا ہوگا۔

حضرت عطائے سلمیٰ کا حال

حضرت عطائے سلمیٰ بھی خائفین سے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے کبھی جنت کا سوال نہ کرتے، صرف معاف کرنے کی درخواست کرتے اور مرض میں ان سے لوگوں نے کہا کہ آپ کا دل کس چیز کو چاہتا ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ دوزخ کے خوف نے میرے دل میں کسی چیز کی خواہش کے لیے جگہ نہیں چھوڑی، کہتے ہیں کہ چالیس برس کے بعد جب انھوں نے اپنا سر آسمان کی طرف کیا تو اتنے ڈرے کہ گر پڑے اور انتڑی پھٹ گئی۔ آپ کا دستور تھا کہ رات کو کسی وقت اپنا جسم ٹٹولا کرتے اس خوف سے کہ کہیں مسخ تو نہیں ہو گیا اور جب آندھی چلتی یا بجلی گرتی یا غلہ گراں ہوتا تو فرماتے کہ یہ سب آفتیں میرے ہی باعث ہیں۔ اگر میں مر جاؤں تو لوگ راحت پائیں۔

اور خود فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم عتبہ غلام کے ساتھ نکلے اور ہم میں ایسے جوان اور ادھیڑ عمر لوگ تھے کہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے۔ کثرتِ قیام سے ان کے پاؤں سوج گئے تھے اور آنکھیں اندر کو دھنس گئی تھیں اور پوست استخواں پر جا لگا تھا۔ رگیں تار تار کی طرح معلوم ہوتی تھیں۔ ایسے ہو گئے تھے جیسے تربوز کے چھلکے، اندر کچھ نہیں ہوتا گویا قبروں سے نکلے ہیں یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اطاعت کرنے والوں کو کیسی بزرگی دی اور نافرمانوں کو کیسے ذلیل کیا۔ اسی حال میں چلے جاتے تھے کہ یکایک ان میں سے ایک بزرگ کا گذر ایک جگہ پر ہوا فوراً بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کے ساتھی گرد بیٹھ کر رونے لگے۔

جاڑا بہت شدت سے تھا مگر اس کی پیشانی سے پسینہ ٹپکتا تھا جب منہ پر پانی کا چھینٹا دیا تو اس کو ہوش آیا۔ اس سے ماجرا پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں نے اس جگہ خدا کی نافرمانی کی تھی، جگہ دیکھ کر مجھے یاد آگئی اور خوف سے یہ پچھاڑ کھائی۔

خوفِ الٰہی والی سات چیزیں

حضرت ابو اللیث ثمرقندی کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف سات چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اول یہ کہ آدمی کی زبان پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ وہ جھوٹ، غیبت اور فضول گوئی کو چھوڑ کر اپنی زبان کو اللہ پاک کے ذکر میں، قرآن پاک کی تلاوت اور دیگر علمی باتوں میں لگاتا ہے۔ دوسری یہ ہے کہ اپنے پیٹ کے معاملہ میں خوف کھانے لگتا ہے کہ حلال اور پاکیزہ چیز کے سوا کوئی چیز نہیں کھاتا اور حلال بھی بقدر ضرورت کھاتا ہے۔ تیسری یہ کہ اس کی نگاہ پر اثر پڑتا ہے کہ وہ حرام کی طرف اور دنیا کی طرف رغبت اور شوق کی نظر سے نہیں دیکھتا بلکہ جب بھی دیکھتا ہے عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ چوتھی یہ کہ اپنے ہاتھ کے معاملہ میں ڈرنے لگتا ہے کہ کبھی حرام کی طرف نہیں بڑھاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طاعت کی طرف پھیلاتا ہے پانچویں یہ کہ اپنے قدموں کو اللہ تعالیٰ کی معصیت اور گناہ کی طرف نہیں چلاتا۔ چھٹی یہ کہ اپنے قلب کو باہمی بغض وعداوت اور حسد سے پاک صاف کر کے اپنے مسلمان بھائیوں سے ہمدردی اور شفقت کے جذبات سے معمور کرتا ہے ساتویں یہ کہ طاعت وعبادت کر کے بھی ریا اور نفاق وغیرہ آفات سے ڈرتا رہتا ہے۔

حکایت

ایک نوجوان ایک عورت کی محبت میں مبتلا ہو گیا۔ وہ عورت کسی قافلہ کے ساتھ باہر کے سفر پر روانہ ہو گئی۔ جوان کو جب معلوم ہوا تو وہ بھی قافلہ کے ساتھ چل پڑا۔ جب قافلہ جنگل میں پہنچا تو رات ہو گئی۔ رات کو انھوں نے وہیں پڑاؤ کیا۔ جب سب لوگ سو گئے تو وہ نوجوان چپکے سے اس عورت کے پاس پہنچا اور کہنے لگا میں تجھ سے بے انتہا محبت کرتا ہوں اور اسی لیے میں قافلہ کے ساتھ آرہا ہوں۔ عورت بولی جا کر دیکھ

Marfat.com

کوئی جاگ تو نہیں رہا ہے۔ جوان نے فرطِ مسرت سے سارے قافلہ کا چکر لگایا اور واپس آ کر کہنے لگا کہ سب لوگ غافل پڑے سو رہے ہیں۔ عورت نے پوچھا اللہ تعالیٰ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے کیا وہ بھی سو رہا ہے؟ جوان بولا اللہ تو نہ کبھی سوتا ہے نہ ہی اسے کبھی اونگھ آتی ہے۔ تب عورت بولی، لوگ سو گئے تو کیا ہوا اللہ تو جاگ رہا ہے اور ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اس سے ڈرنا ہم پر فرض ہے۔ جوان نے جونہی یہ بات سنی خوفِ خدا سے لرز گیا اور بُرے ارادے سے تائب ہو کر گھر واپس چلا گیا۔ کہتے ہیں کہ جب وہ جوان مرا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا سناؤ کیا گزری؟ جوان نے جواب دیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ایک گناہ چھوڑا تھا اللہ تعالیٰ نے اسی سبب سے میرے تمام گناہوں کو بخش دیا۔

حکایت

مجمع اللطائف میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک کثیر العیال عابد تھا، اسے تنگدستی نے گھیر لیا۔ جب بہت پریشان ہوا تو اپنی عورت سے کہا جاؤ اور کسی سے کچھ مانگ کر لاؤ۔ عورت نے ایک تاجر کے یہاں جا کر کھانے کا سوال کیا، تاجر نے کہا اگر تم میری آرزو پوری کر دو تو جو چاہو لے سکتی ہو۔ عورت بیچاری چپ چاپ خالی ہاتھ گھر لوٹ آئی۔ بچوں نے جب ماں کو خالی ہاتھ واپس آتے دیکھا تو بھوک سے چلّانے لگے اور کہنے لگے امی! ہم بھوک سے مر رہے ہیں ہمیں کچھ کھانے کو دو۔ عورت دوبارہ اسی تاجر کے ہاں لوٹ گئی اور کھانے کا سوال کیا۔ تاجر نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہہ چکا تھا۔

عورت رضامند ہو گئی۔ مگر جب یہ دونوں تخلیہ میں پہنچے تو عورت خوف سے کانپنے لگی۔ تاجر نے پوچھا کس سے ڈرتی ہو؟ اس نے کہا میں اس ربِ لم یزل کے خوف سے لرزاں ہوں جس نے ہمیں پیدا کیا۔ تب تاجر بولا جب تم اتنی تنگدستی اور عسرت میں بھی خدا کا خوف رکھتی ہو تو مجھے بھی اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔ یہ کہا اور عورت کو بہت سا مال

Marfat.com

دے کر عزت کے ساتھ رخصت کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ فلاں بن فلاں کے پاس جاؤ اور اسے میرا سلام کہہ دو اور کہنا کہ میں نے اس کے تمام گناہ معاف کر دیے ہیں موسیٰ علیہ السلام حسب حکم الٰہی اس تاجر کے پاس آئے اور پوچھا کیا تم نے کوئی عظیم نیکی انجام دی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے تمام گناہ معاف کر دیے ہیں۔ جواب میں تاجر نے مذکورہ بالا سارا واقعہ کہہ سنایا۔

حکایت شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ میں نے رود بار کے جنگل میں ایک شخص کو دیکھا کہ شیر پر سوار ہے، کہتے ہیں کہ میں یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا۔ مجھ میں حس و حرکت کی طاقت نہ رہی۔ میری یہ حالت دیکھ کر اس بندۂ خدا نے کہا اے سعدی! تعجب نہ کر، تو بھی اگر خدا کے حکم سے گردن نہ پھیرے گا تو تیرے حکم سے کوئی منہ نہ موڑے گا یعنی تو خدا کا مطیع ہو سب تیرے مطیع ہو جائیں گے۔ پس عاقل وہ ہے جو خدا سے ڈرے۔

حکایت حضرت یوسف بن حسین ولی کامل کا واقعہ ہے کہ ان کے عہد جوانی میں کسی قبیلے کے سردار کی لڑکی آپ کے عشق میں مبتلا ہو گئی اور ایک روز تنہائی میں آپ سے وصل کی خواہش ظاہر کی لیکن آپ کے اوپر خوف الٰہی کا اس درجہ غلبہ ہوا کہ وہاں سے بھاگ پڑے اور رات کو خواب میں حضرت یوسفؑ کو ایک تخت پر اس طرح جلوہ فرما دیکھا کہ ملائکہ صف بستہ آپ کے سامنے کھڑے ہیں اور آپ کو دیکھتے ہی حضرت یوسفؑ بہر استقبال کھڑے ہو گئے اور اپنے پہلو میں بٹھا کر فرمایا کہ جس وقت تمہارے اوپر لڑکی کی خواہش وصل پر خوف الٰہی کا غلبہ ہوا تھا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اے یوسف! تم نے زلیخا کے شر سے بچنے کی دعا کی تھی لیکن یہ وہ یوسف ہے جس نے ہمارے خوف سے سردار کی بیٹی کو ٹھکرا دیا اور آج اسی وجہ سے تم سے ملاقات کے لیے مجھے حکم دیا گیا ہے۔ پھر حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ میں تم کو یہ بشارت دیتا ہوں کہ آئندہ چل کر تمہارا شمار عظیم بزرگوں میں ہو گا۔

Marfat.com

لہذا تم اسم اعظم کی تعلیم کے لیے خدمت کرتے رہو۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۲۳)

حکایت ابوالعباس فرغانی فرماتے ہیں کہ میں نے جنگل میں ایک نوجوان کو درخت کے نیچے بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا تو یہاں کیوں بیٹھا ہے۔ اس نے جواب دیا اس حالت کی وجہ سے جو مجھ سے گم ہو گئی ہے اسے وہیں چھوڑ کر چل دیا جب حج سے واپس آیا دیکھا کہ وہ نوجوان درخت سے ہٹ کر ایک جگہ پر جو اس کے قریب تھی چلا گیا۔ میں نے پھر پوچھا "یہاں کیوں بیٹھے ہو"؟ اس نے جواب دیا "جو حالت گم ہو گئی تھی اس مقام پر پھر مل گئی ہے اس لیے میں پھر اس مقام سے چمٹ گیا ہوں"۔ کیونکہ یہیں مجھے میری پہلی حالت ملی ہے

حکایت خلیفہ ہارون الرشید اور اس کی بیوی زبیدہ میں کسی بات پر تکرار ہو گئی۔ زبیدہ نے کہا کہ تم جہنمی ہو اور ہارون الرشید نے کہا کہ اگر میں جہنمی ہوں تو تیرے اوپر طلاق ہے۔ یہ کہہ کر بیوی سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ لیکن محبت کی زیادتیوں کی وجہ سے جب جدائی کی تکلیف برداشت نہ ہو سکی تو تمام علماء کو بلا کر پوچھا کہ میں جہنمی ہوں یا جنتی؟ لیکن کسی کے پاس بھی اس کا جواب نہ تھا۔ اور امام شافعیؒ بھی کم سنی کے باوجود ان علماء کے ساتھ تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو میں اس کا جواب دوں۔ اجازت کے بعد خلیفہ سے پوچھا کہ آپ کو میری ضرورت ہے یا مجھے آپ کی؟ خلیفہ نے کہا کہ مجھے آپکی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم تخت سے نیچے آجاؤ کیونکہ علماء کا مرتبہ تم سے بلند ہے۔ چنانچہ اس نے نیچے آکر آپ کو تخت پر بٹھا دیا۔ پھر آپ نے سوال کیا کہ تمہیں کبھی ایسا موقع بھی ملا ہے کہ گناہ کرنے پر قادر ہونے کے باوجود محض خوفِ الٰہی سے گناہ سے باز رہے ہو؟ اس نے قسمیہ عرض کی کہ ہاں ایسے مواقع بھی آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم جنتی ہو۔ اور جب علماء نے اس کی حجت طلب کی تو فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ "قصدِ گناہ کے بعد جو شخص خوفِ خدا کی وجہ سے گناہ سے رک گیا اس کا ٹھکانہ جنت ہے"۔ (پ ۳۰، نازعات)

Marfat.com

یہ جواب سن کر تمام علماء نے داد دیتے ہوئے کہا کہ جس کا کمسنی میں یہ عالم ہے خدا جانے جوانی میں اس کے کیا مراتب ہوں گے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ

ایک شخص جو آپ کی عظمت و کرامت کا منکر تھا اس نے عرض کیا کہ مجھے رموز خداوندی سے آگاہ فرمائیں آپ نے اس کی بدباطنی کو محسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ فلاں پہاڑ پر میرا ایک دوست مقیم ہے اس سے جا کر اپنی خواہش کا اظہار کرو۔ چنانچہ جب یہ شخص وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا مہیب قسم کا اژدہا بیٹھا ہوا ہے اور یہ اس کو دیکھتے ہی مارے خوف کے بے ہوش ہو گیا اور جب ہوش آیا تو حضرت بایزید کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ عجیب بات ہے تم مخلوق سے تو اس قدر خائف ہو گئے اور خالق کی ہیبت نے تمہارے قلب میں قطعاً اثر نہیں کیا۔

خوفِ الٰہی کا اثر

ایک مرتبہ جعفر بن سلیمان حضرت مالک بن دینار کے ہمراہ سفر حج میں تھے اور جس وقت آپ نے لبیک اللھم لبیک پڑھنا شروع کیا تو آپ کے اوپر غشی طاری ہو گئی اور ہوش آنے کے بعد جعفر بن سلیمان نے غشی کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں اس سبب سے بے ہوش ہو گیا تھا کہ کہیں لا لبیک کی آواز نہ آجائے۔

حکایت

ایک پادری عبادات و مجاہدات کرتے کرتے بہت کمزور ہو گیا تھا اور جب حضرت عبداللہ نے دریافت کیا کہ خدا کا راستہ کیسا ہے تو اس نے جواب دیا کہ تم عارف ہونے کی وجہ سے یقیناً خدا اور اس کی راہوں سے ضرور واقف ہو گے۔ میں نے تو آج تک اللہ ہی کو نہیں پہچانا پھر بھلا اس کا راستہ کیسے بتا سکتا ہوں۔ میں تو پہچانے بغیر ہی اس کی عبادت کرتے کرتے اس قدر ضعیف ہو گیا ہوں لیکن نہ جانے تم کس قسم کے عارف ہو کہ خدا کا خوف بھی نہیں کرتے۔ یہ سن کر آپ کو ایسی عبرت ہوئی کہ ہر دن آپ کے خوفِ خداوندی میں

Marfat.com

اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔

ہیبتِ حق

حضرت مالک بن دینارؒ پر ہیبتِ حق کا اس قدر غلبہ تھا کہ جب کوئی خوف اور حیرت دلانے والی آیت سنتے تو کانپنے لگتے اور ان کی حالت دگرگوں ہو جاتی۔ ایک دفعہ کسی قاری نے ان کے سامنے آیت اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا پڑھی۔ اس کو سنتے ہی آپ کے جسم پر کپکپی طاری ہوگئی اور زار و قطار رونے لگے۔ آپ کی حالت دیکھ کر دوسرے حاضرینِ مجلس بھی بیقرار ہوگئے اور رونے لگے۔ جب قاری آخری آیت فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ پر پہنچا تو حضرت مالک شدت تاثر سے غش کھا کر گر پڑے اور لوگ ان کو اٹھا کر گھر لے گئے۔

ایک دن آپ قبرستان میں تشریف لے گئے وہاں ایک جنازہ دیکھا جب اس کو دفن کرنے لگے تو آپ قبر کے کنارے پر آکر کھڑے ہوگئے اور اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے، اے مالک! ایک دن تیرا بھی یہی حال ہوگا اور یہاں قبر میں ٹیک لگانے کے لیے تجھے کوئی تکیہ نہیں ملے گا۔ یہ الفاظ بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ غش کھا کر قبر میں گر پڑے۔ لوگوں نے بڑی مشکل سے نکال کر گھر پہنچایا۔

علم کی جڑ

ایک دفعہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے نے ان سے پوچھا اباجان کیا معروف کرخیؒ عالم بھی تھے۔ آپ نے فرمایا جانِ پدر کان معه راس العلم "خشية الله"۔ ان کے پاس تو علم کی جڑ تھی، یعنی خدا کا خوف۔

ایک اور موقع پر حضرت امام کی مجلس میں کسی شخص نے حضرت معروف کرخی کو کم علم کہا۔ آپ نے اس شخص کو جھڑک کر فرمایا خدا تجھ کو معاف کرے، حضرت معروف جن حقیقتوں سے آشنا ہیں کیا علم کا مقصد ان کے علاوہ کچھ اور بھی ہے؟

Marfat.com

حضرت ذوالنون مصریؒ کی تلقین

حضرت ذوالنون مصری اکثر اپنے ارادتمند دل کو تلقین فرماتے کہ ہمیشہ اپنے دل میں خوف خدا رکھو۔ کیونکہ جن کے دل میں خوف خدا نہیں ہوتا وہ گمراہ ہو جاتے ہیں اور درویشی سے ڈرتے والے قہر الٰہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انسان پر چھ چیزوں کی وجہ سے تباہی آتی ہے اول اعمالِ صالحہ سے کوتاہی کرنا، دوم ابلیس کا فرمانبردار ہونا، سوم موت کو قریب نہ سمجھنا، چہارم رضائے الٰہی کو چھوڑ کر مخلوق کی رضامندی حاصل کرنا، پنجم تقاضائے نفس پر سنت کو ترک کر دینا اور ششم اکابرین کی غلطی کو سند بنا کر ان کے فضائل پر نظر نہ کرنا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اہلِ تقویٰ کی صحبت سے لطفِ حیات حاصل ہوتا ہے۔

حکایت

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی ایک روز اپنے عبادت خانہ میں گریہ وزاری میں مشغول تھے۔ دوستوں نے عرض کیا کہ باوجود ان خوبیوں کے جو آپ میں ہیں، اور ان حالاتِ پسندیدہ کے جو آپ پر گزرتے ہیں اتنا خوف اور ڈر اور گریہ وزاری کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب میں اللہ تعالیٰ کی بے نیازی پر غور کرتا ہوں تو بدن سے جان نکلنے کے قریب ہو جاتی ہے۔ میری یہ آہ و زاری اسی وجہ سے ہے کہ شاید مجھ سے ایسا کوئی کام ہو گیا ہو جس کا مجھے علم نہ ہو اور وہ بارگاہِ الٰہی میں ناپسند ہو۔

خوفِ خدا سے آپ کا یہ حال رہتا تھا کہ جہاں آپ بیٹھتے تو ایسے رہتے کہ گویا آپ کو قتل کرنے کے لیے بٹھایا گیا ہے۔

حکایت

ایک دن اتفاقاً رامیتن کے باغ میں حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال نے اپنے کپڑے دھوئے جب ان کو خشک کرنا چاہا تو احباب سے فرمایا کہ کپڑے کانٹوں کی باڑ پر نہ پھیلاؤ، ایسا نہ ہو کہ باڑ کو نقصان پہنچے اور نہ درختوں کی شاخوں پر پھیلاؤ کہیں نازک شاخیں ٹیڑھی نہ ہو جائیں۔ زمین پر بھی نہ پھیلاؤ تاکہ مویشیوں کی گھاس خراب نہ ہو۔ یہ سن کر احباب عاجز رہ گئے اور دریافت کیا کہ حضرت! پھر آپ کس طرح کپڑے خشک کیا کرتے ہیں؟ حضرت

نے فرمایا کہ میں اپنے کپڑوں کو اپنی پیٹھ پر پھیلا لیا کرتا ہوں اور بیٹھے سورج کی طرف کر کے خشک کر لیا کرتا ہوں۔ ذرا دیر بعد احباب سے مخاطب ہو کر حضرت امیرؒ نے فرمایا اگر نقصان باڑ کو پہنچے یا کسی درخت کی شاخ ٹیڑھی ہو جائے یا مویشیوں کی گھاس خراب ہو جائے تو تم باغ کے مالک سے کیا عذر کر سکو گے۔ یہ عمل خلافِ شریعت ہے۔ دوسروں کی چیزوں پر تصرف جائز نہیں۔ گناہ خواہ معمولی ہو اسے نظر انداز نہ کرو۔ کیونکہ آدمی گناہ کو سہل سمجھنے کے سبب سے دوزخ میں چلا جاتا ہے۔ جن لوگوں کے دل میں خوفِ خدا ہوتا ہے ان کے دل گناہ کے تصور سے کانپ اٹھتے ہیں۔

حکایت حضرت شیخ ابوالعباسؒ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ولی اللہ کو ایک مسجد میں دیکھا۔ جب انھوں نے چراغ جلایا ایک چوہا آیا اور بتی لینے لگا۔ بزرگ نے چوہے کو دیکھ کر فرمایا اے فاسق! تو خدا کے گھر میں ایسا کام کرتا ہے جس کا باعث میں ہوں۔ چوہے پر بزرگ کی اس نصیحت کا کچھ اثر نہ ہوا اور وہ بتی لینے بڑھا۔ یہ دیکھ کر بزرگ خفا ہوئے اور چوہے کو حکم دیا کہ اس میں گر جا۔ چوہا آیا اور اپنا منہ آگ پر رکھا اور جل کر مر گیا۔ میں نے تعجب سے اس کا سبب دریافت کیا۔ بزرگ نے کہا تم کس لیے تعجب کرتے ہو جس کے دل میں خدا کا خوف نہیں ہوتا اس کا یہی انجام ہوتا ہے۔

حکایت حضرت عامر بن قیس ایک مرتبہ کہیں سفر فرما رہے تھے کہ راستے میں کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا وہ لوگ خوفزدہ تھے۔ حضرت نے دریافت فرمایا کس چیز کا خوف ہے؟ ان میں سے ایک آدمی نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ یہاں سے آگے ہمارے راستے میں ایک شیر ہے جو آدمی کو دیکھتے ہی فوراً حملہ کرتا ہے اور اسے پھاڑ ڈالتا ہے۔ رات ہم اسی طرح یہاں بسر کریں گے۔ صبح کے وقت جب وہ پانی پینے کے لیے جائے گا تب ہم یہاں سے روانہ ہوں گے۔ آپ بھی یہیں ہمارے پاس ٹھہریے۔ صبح ہوتے ہی چل نکلیں گے۔

آپ نے ان کی گفتگو سن کر افسوس میں فرمایا، تم لوگ شیر سے ڈرتے ہو کیا تم لوگ خدا سے نہیں ڈرتے

Marfat.com

بندے کو صرف خدا سے ڈرنا چاہیئے اور آپ نے ان سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ۔ آپ کی گفتگو سن کر ان لوگوں نے آپ کے ولیِ حق اور مردِ خدا ہونے کا اندازہ لگا لیا تھا۔ وہ آپ کے ساتھ چلے تو حضرت عامر بن قیس رح سب سے آگے تھے۔ شیر نے آدمیوں کو دیکھ کر آگے قدم بڑھایا قریب پہنچ کر آپ کو دیکھا تو آپ کے دامن سے لپٹ گیا۔ حضرت عامر بن قیس رح نے اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھ دیا اور فرمایا یہ لوگ تجھ سے ڈرتے ہیں لیکن تو اللہ کی ایک مخلوق ہی تو ہے مجھے شرم آئی کہ میں اللہ کے سوا کسی اور سے ڈروں۔ شیر اسی طرح گردن جھکائے حضرت عامر ابن قیس کے ساتھ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ نے اسے واپس جانے کے لیے کہا تو وہ کھڑا ہو گیا اور جب آپ آگے بڑھ گئے تو وہ جنگل کی طرف واپس ہو گیا۔

حکایت

حضرت یوسف ابن الحسین کی ابتدائی حالت یہ تھی کہ ایک دفعہ قافلے کے ہمراہ عرب کے ایک قبیلے میں پہنچے۔ چونکہ صاحبِ حُسن وجمال تھے۔ امیرِ عرب کی دختر آپ کے حُسن پر فریفتہ ہو گئی اور موقع پا کر ایک روز آپ کے سامنے بے حجابانہ آ گئی۔ آپ اس لڑکی کے حُسن وشباب اور رجحانات کو محسوس کر کے کانپ اٹھے اور فوراً اس لڑکی کو چھوڑ کر قبیلے سے بھاگ نکلے، کچھ دور پہنچے تھے کہ رات ہو گئی۔ تمام رات جاگتے رہے سر زانو پر رکھے کئی گھنٹے گزر گئے۔ آخر نیند کا غلبہ ہوا اور آپ سو گئے۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نامعلوم مقام پر پہنچے ہوئے ہیں جہاں سبز پوش لوگوں کی ایک جماعت موجود ہے اور ایک باوقار شخص مرصع تخت کے اوپر متمکن ہے آپ نے آگے بڑھ کر ان صاحب کے بارے میں دریافت کیا کہ کون ہیں؟ معلوم ہوا کہ باقی لوگ فرشتے ہیں اور تخت پر حضرت یوسف تشریف فرما ہیں اور حضرت یوسف ابن الحسین کی زیارت کے لیے تشریف لائے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر میں رو دیا اور دل میں سوچنے لگا کہ میں کیا چیز ہوں جو پیغمبر خدا مجھے دیکھنے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ میں ابھی اسی خیال میں تھا کہ حضرت یوسف ؑ نے تخت سے نیچے اتر کر مجھے گلے سے لگا لیا اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ میں نے حضرت یوسف ؑ سے عرض کیا کہ میں کس لائق ہوں

جو مجھ پر اس قدر نوازش فرما رہے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے جواب دیا کہ اس وقت جب امیر عرب کی خوبصورت دختر اپنی خواہش سے بے تاب ہو کر آئی اور آپ خدا کے خوف سے وہاں سے بھاگے تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور تمام فرشتوں پر آپ کی یہ حالت منکشف فرماتے ہوئے مجھ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے یوسفؑ! دیکھ یہ وہ یوسف ہے جس نے امیر عرب کی بیٹی پر میرا خوف کیا اور میری طرف بھاگ کر آیا۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کے ساتھ آپ کی زیارت کو بھیجا ہے اور بشارت دی ہے کہ آپ اللہ کے نیک اور برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں۔

نیکی کے بارے میں خوف

فقیہہ ابو اللیثؒ فرماتے ہیں کہ جب نیکی کے بارے میں چار چیزوں کا ڈر ہے تو گناہ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے۔ نیکی کے بارے میں پہلا ڈر قبول نہ ہونے کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ یعنی اللہ تعالیٰ تو صرف پرہیزگاروں سے ہی قبول فرماتا ہے۔

دوسرا ڈر ریا کا ہے کہ کہیں عمل صالح میں ریا نہ آ جائے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ۔ اور انھیں صرف یہ حکم ملا ہے کہ اللہ کی عبادت اخلاص سے کریں۔

تیسرا ڈر اس کی حفاظت کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِہَا۔ یعنی جو شخص نیکی لایا، اس کے لیے دس گنا اجر ہے۔

یہاں دار آخرت میں نیکی لانے کو شرط قرار دیا گیا ہے یعنی نیکی کرنا ہی کافی نہیں بلکہ نیکی کرنے کے بعد اس کی حفاظت بھی ضروری ہے۔

چوتھا ڈر نیکی کی توفیق ملنے یا نہ ملنے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

Marfat.com

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔ میری توفیق صرف اللہ کی عنایت سے ہے اسی پر بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

حکایت

حضرت امام قشیریؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے منصور بن خلف مغربی کو فرماتے سنا کہ دو شخص کچھ مدت تک ایک ہی پیر کے مرید بن کر اکٹھے رہے پھر ایک کہیں سفر پر چلا گیا اور اپنے ساتھی سے جدا ہو گیا اور کچھ مدت تک اس کی طرف سے کوئی خبر نہ سنی۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ دوسرا مرید جہاد کے لیے گیا ہوا تھا اور رومیوں کی فوج کے ساتھ جنگ کر رہا تھا کہ رومیوں کی طرف سے ایک مسلح شخص نے مسلمانوں کو دعوتِ جنگ دیتے ہوئے للکارا اور ایک مسلمان بہادر اس کے مقابلہ کو نکلا۔ رومی نے اسے شہید کر دیا پھر دوسرا نکلا وہ بھی شہید ہو گیا پھر تیسرا نکلا اسے بھی شہید کر دیا گیا۔ پھر یہ صوفی نکل کر گیا اور دونوں نے تلواروں سے جنگ کی۔ اس رومی نے اپنا چہرہ کھولا تو معلوم ہوا کہ یہ وہی شخص تھا جو اس صوفی کا کئی سال سے پیر بھائی رہ چکا تھا۔ صوفی نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتلایا کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ کر ان لوگوں کے ساتھ مل گیا ہے۔ اب اس کی اولاد ہے اور اس نے بہت سا مال جمع کر لیا ہے۔ صوفی نے کہا تو تو کئی قراتوں کے ساتھ قرآن پڑھا کرتا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ اب مجھے تو اس کا ایک حرف بھی یاد نہیں پھر صوفی نے کہا ایسا مت کرو اور اسلام کی طرف لوٹ آؤ۔ اس نے انکار کیا اور کہا میری وہاں بڑی عزت ہے اور مجھے دولت ملی ہوئی ہے لہذا اب تو واپس چلا جا۔ ورنہ تمہارے ساتھ بھی وہی کروں گا جو دوسروں کے ساتھ کیا ہے۔ صوفی نے جواب دیا۔ یاد رکھ تو نے تین مسلمانوں کو قتل کر دیا ہے اور اب تجھے واپس چلے جانے میں کوئی عار نہیں ہو سکتی لہذا تو واپس چلا جا اور میں تجھے مہلت دیتا ہوں۔ وہ شخص واپس چلا گیا۔ صوفی نے پیچھا کیا۔ اور نیزہ مار کر اسے مار ڈالا۔

یہ شخص بے حساب مجاہدات اور ریاضت کی تکلیف برداشت کرنے کے بعد عیسائیت پر

Marfat.com

مرا۔ کہتے ہیں کہ جب ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے راندہ درگاہ بنا دیا تو جبرائیلؑ اور میکائیلؑ ایک مدت تک روتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی رونے کا سبب دریافت کیا تو عرض کیا، اے رب! ہم تیرے رویّے سے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمھیں ایسا ہی کرنا چاہیے میرے حیلوں سے نڈر نہ ہو جانا۔

حکایت

بصرہ میں ایک بزرگ تھے جو مسکی کے نام سے مشہور تھے۔ مسک خوشبو کو کہتے ہیں اور مسکی کا معنیٰ ہے خوشبو والا۔ یہ بزرگ اسقدر خوشبو رکھتے تھے کہ جس راستے سے گزر جاتے راستے مہک اٹھتے اور جب مسجد میں تشریف لاتے تو ان کی خوشبو سے سب کو پتہ چل جاتا کہ حضرت مسکی تشریف لے آئے ہیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں ان کی خوشبو کا راز معلوم کرنے کے لیے ایک رات ان کے ہاں ٹھہرا اور ان سے کہا کہ آپ کے بدن سے جو اس قدر خوشبو آتی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ آپ روزانہ کافی خرچ کرکے خوشبو خریدتے ہیں اور اپنے بدن اور کپڑوں پر مل لیتے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا نہیں یہ بات نہیں۔ میں نے آج تک نہ کبھی خوشبو خریدی ہے اور نہ ہی بدن یا کپڑوں پر ملی ہے۔ میں نے کہا تو پھر اس خوشبو کا راز کیا ہے؟ بولے، لو میں بتا دیتا ہوں ممکن ہے کہ میرے مرنے کے بعد تم مجھے دعائے خیر سے یاد کرو۔

بات یہ ہے کہ میں بغداد کا رہنے والا ہوں، میرے والد نے میری بڑی اچھی تربیت فرمائی۔ میں بڑا خوبصورت تھا اور صاحب شرم وحیا بھی۔ میرے والد نے مجھے ایک بزاز کی دکان پر بٹھا دیا۔ اس دکان پر میں دن بھر بیٹھا رہتا اور دکان کا کام کرتا تھا۔ ایک روز ایک بڑھیا دکان پر آئی اور کچھ قیمتی کپڑے نکلوائے اور پھر صاحب دکان سے کہنے لگی کہ ان کپڑوں کو میں اپنے ساتھ گھر لے جاتی ہوں، اس لڑکے کو میرے ساتھ بھیج دیں جو کپڑے پسند آگئے رکھ لیے جائیں گے اور ان کی قیمت اس لڑکے کے ہاتھ بھیج دی جائے گی۔ چنانچہ مالکِ دکان کے کہنے سے میں اس بڑھیا کے ساتھ چل دیا۔ بڑھیا مجھے ایک

Marfat.com

عظیم الشان مکان میں لے گئی۔ جس میں بہت سے مرد اور عورتیں ملازم تھیں۔ پھر اس نے مکان کے اندر مجھے ایک خوبصورت کمرہ میں بٹھا دیا۔ یہ کمرہ بڑا مزین اور آراستہ تھا تھوڑی دیر کے بعد ایک نوجوان عورت اس کمرے میں آگئی جو میرے پاس بیٹھ گئی اور مجھ سے لپٹ گئی۔ میں ڈر گیا اور پیچھے ہٹ کر اس سے کہا دیکھو میری بات مانو اور خدا سے ڈرو۔ اس نے کہا تم میری بات مانو اور جو چاہو مجھ سے لو۔ میں تمہیں ہرگز جانے نہ دوں گی۔ میں نے کہا مجھے بیت الخلاء جانے کی حاجت ہے، پہلے وہاں سے ہو آؤں اس نے اپنی باندی کو بلایا اور کہا کہ انہیں بیت الخلاء لے جاؤ۔ چنانچہ مجھے وہاں لے جایا گیا۔ میں نے وہاں اپنی رہائی کے لیے یہ صورت اختیار کی کہ جتنی نجاست تھی اپنے منہ، ہاتھ اور سارے بدن اور کپڑوں پر مل لی اور جب باہر نکلا تو اس باندی نے مجھے اس حال میں دیکھا تو پاگل پاگل کہہ کر وہاں سے بھاگی۔ اور پھر جب اس میری عاشق نے مجھے دیکھا تو وہ بھی بھاگی اور میں اسی حال میں وہاں سے نکلا اور ایک باغ میں پہنچ کر اپنا بدن اور کپڑے صاف کیئے اور گھر واپس آگیا۔

جب رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ کوئی آیا ہے جس نے اپنا ہاتھ میرے چہرے اور بدن پر پھیرا اور کہا، جانتے ہو میں کون ہوں؟ میں جبریلؑ ہوں۔ میری آنکھ کھلی، تو میرے سارے بدن اور کپڑوں سے خوشبو آ رہی تھی جو آج تک قائم ہے اور یہ سب حضرت جبریلؑ کے ہاتھ کی برکت ہے۔ (روض الریاحین ص ۱۸۹)

حکایت ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ سیال شریف کے لوگوں نے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کی خدمت میں التماس کی کہ شدتِ افلاس کی وجہ سے ہم بالکل بے بس ہو چکے ہیں دعا فرمائیں تاکہ اس مصیبت سے نجات ملے۔ آپ نے فرمایا افسوس ہے کہ چاروں طرف سے لوگ یہاں آکر فائدہ حاصل کرتے ہیں، نماز روزہ میں مشغول ہوتے ہیں لیکن تم میں سے کسی کو حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی توفیق نہیں ہوئی۔ اگرچہ

خدا گناہوں کی وجہ سے کسی کی روزی تنگ نہیں کرتا لیکن عوام کی بداعمالیوں کی وجہ سے ذلّت وقلّت نازل کرتا ہے۔ تمھیں چاہیئے کہ خدا کو حاضر ناظر جان کر نماز کی پابندی کرو۔ روزے خلوصِ نیت سے رکھو اور ہر وقت اپنے دلوں پر خوفِ خدا طاری رکھو تاکہ تم سے گناہ سرزد نہ ہو، دوسروں کا مال ناجائز طریقے سے بالکل نہ کھاؤ۔ غرضیکہ خالق ومخلوق کے حقوق ادا کرنے میں مستعد رہو۔ یقین ہے کہ نیکیوں کی برکت کی وجہ سے تم تمام مصیبتوں سے رہائی پاؤ گے۔

حکایت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شہر میں گیا وہاں اہل اصلاح کے ایک گروہ کو دیکھا کہ بیس بیس کی ٹولی عالمِ تحیّر میں کھڑی ہے اور ان کی آنکھیں آسمان کی طرف لگ رہی ہیں۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز ادا کر کے پھر عالمِ تحیر میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ میں بھی کچھ مدت ان کے پاس رہا۔ ایک دن ان میں سے چند آدمی عالمِ صحو میں آئے تو اس دعا گو نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کب سے اس عالم میں مشغول ہیں؟ انھوں نے کہا کہ تقریباً ساٹھ یا ستر سال کا عرصہ گزر چکا ہے کہ ہم لعنتی شیطان کے قصے کے خیال میں ہیں کہ اس نے چھ لاکھ چھبیس ہزار سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی لیکن جب مہتر آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو مردود ہو گیا۔ اس خوف اور حیرت سے ہم کانپ رہے ہیں اور اس عالمِ تحیر میں پڑے ہیں اور اسی سوچ بچار میں ہیں اور ہمیں یہ معلوم نہیں کہ انجام کیا ہوگا۔ اس خوف سے خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ تقواہ رو پڑے اور زبانِ مبارک سے فرمایا کہ کامل مردوں کا حال یوں ہے کہ وہ خوفِ الٰہی کے مارے حیران رہتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ہم کس گروہ میں ہیں۔

Marfat.com

باب ۳

نیّت

اللہ تعالیٰ ہمارے ہر فعل و عمل کو جاننے والا ہے وہ ہمارے سینوں کے رازوں سے بھی باخبر ہے وہ اپنی مخلوق کی اچھی بُری نیتوں کو بھی بخوبی جانتا ہے مگر اس نے بندوں کی نجات کا دار و مدار اچھی اور بُری نیت اور اعمال پر چھوڑ رکھا ہے جو اچھا سوچے گا اچھا پائے گا۔ جو بُرا سوچے گا اس کا انجام بُرا ہو گا۔ غرضیکہ نیت قبولیتِ اعمال کی بنیاد ہے کیونکہ جس کی نیت درست ہو گی اس کا عمل درست ہو گا اور بارگاہ رب العزت میں مقبول ہو گا جس کی نیت بُری ہو گی اس کا عمل قابلِ قبول نہ ہو گا۔ دل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا جو ارادہ اور سوچ پیدا ہوتی ہے اسے نیت کہا جاتا ہے۔ ہر انسان کا ذہن خیالات کی آماجگاہ ہے عموماً کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا جبکہ انسانی ذہن میں کوئی خیال یا سوچ نہ ہو مگر خیالات کے آنے جانے کو نیت نہیں کہا جاتا بلکہ جونہی کسی کام کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ ہوتا ہے تو اسے نیت کہا جاتا ہے کیونکہ اسی ارادے کے ساتھ عمل نے وقوع پذیر ہونا ہے۔ اس لیے نیت کرتے وقت ذہن میں درست سوچ کا ہونا لازمی ہے کیونکہ عمل کی اچھائی اور برائی کی سمت نیت ہی نے متعین کرنی ہے۔

اعمالِ تصوف میں نیت کی درستی پر بڑا زور دیا گیا ہے کیونکہ اس پر معرفت کی پوری عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ تمام اعمال جن سے اللہ کی قربت اور وصل ملتا ہے اسی نیت سے جنم لیتے ہیں۔ اگر نیت کی بنیاد ہی غلط ہو گی تو پھر منازلِ ولایت کا طے ہونا ناممکن ہو جائے گا لہٰذا اللہ والے ہمیشہ اپنے زیرِ تربیت سالکین کو بنیادی سبق صدقِ نیت کا ہی دیتے ہیں۔ یعنی

Marfat.com

نیت ہمیشہ اللہ کی رضا کے لیے نیک کام کے لیے کی جائے اور اپنے نفس میں برائی کا خیال ہی پیدا نہ ہونے دیا جائے تاکہ غلط ارادہ ہی پیدا نہ ہو تاکہ نیت ہمیشہ نیک کام کرنے کے لیے ہی پیدا ہو۔

صوفیاء کا نظریہ ہے کہ نیت ہمیشہ سوچ سمجھ کر کی جائے اور اچھائی کے لیے کی جائے پھر جب نیت کر لی جائے تو اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے مستحکم ہو جانا چاہیے کیونکہ نیت کے تقاضے ہی نے عمل کی صورت اختیار کرنی ہے اور اس تقاضا کا مرکز صرف ایک ہی یعنی اللہ کی رضا ہو تو نیت خالص کہلائے گی اور ایسی نیت کا اللہ کے ہاں بڑا درجہ ہے اور منزل بھی بہت جلد ملے گی اگر اس نیت میں رضائے الٰہی کے علاوہ کوئی اور بات شامل کر لی تو نیت میں اخلاص نہ رہے گا۔ اور ایسی نیت کا خاطر خواہ فائدہ نہ ہوگا لہٰذا اللہ والوں کا یہی نظریہ ہے کہ عبادت کرو تو صرف اللہ کی خوشنودی کو مدنظر رکھ کر کرو، اللہ کی راہ میں مال دو تو یہی پیشِ نظر ہو کہ اللہ راضی ہو جائے تو ایسے ارادے اور نیتیں درست تسلیم کی جائیں گی، اور اگر اللہ کی راہ میں مال دیتے ہوئے یہ ذاتی منفعت سوچیں گے کہ اللہ تعالیٰ مال میں اضافہ کر دے گا تو ایسی نیت کی سمت غلط راہ کی طرف چلی جائے گی لہٰذا جس عمل کے لیے نیت کریں اسے اللہ کے سپرد کر دیں اور ذہن میں یہی رکھیں کہ یا الٰہی! میں نے تیری توفیق سے جو کچھ کیا ہے صرف تجھے راضی کرنے کے لیے کیا ہے، پھر تو اللہ بہت جلدی راضی ہوگا ورنہ جہاں بھی نیت ذرا سی سیدھی راہ سے ہٹے گی تو منازلِ ولایت کا سفر بہت لمبا ہو جائے گا اسی لیے اللہ والوں نے نیت کو اعمال کی روح قرار دیا ہے۔

اے طالبِ معرفت! بحرِ محبت میں ذرا حسنِ نیت سے قدم رکھ، کیونکہ نیت ڈبوئے نیت تیرائے نیت پار لگائے۔ کتنے عاشق اس بحرِ وحدت میں غوطہ زن ہوئے مگر گوہرِ نایاب کسی نے پایا۔ نیت سر پر شرافت کا تاج رکھوائے نیت ہی گلی گلی ذلیل و خوار کروائے۔ نیت دُوری سے قُرب میں لائے۔ نیت ہی قربِ محبوب سے دھکے دلوائے، نیت ہی عمل کا مسافر بنوائے

Marfat.com

نیت ہی بے عملی کے جوہڑ میں گرا دے، نیت ہی کمال لطف بندگی کے جام پلوائے، نیت ہی لعین و مردود بنوائے۔ غرضیکہ نیت پاسبانِ عقل ہے اس لیے اس کی لگام ذرا راہ حق میں سمتِ محبوب کی طرف تھام کے رکھ کہ کہیں نیت سارا سفر بیکار نہ کروا جائے۔

ارشاداتِ باری تعالیٰ

نیت چونکہ اعمال کی بنیاد ہے لہذا اس کی درستی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَآ أَخْطَأْتُم بِهِۦ وَلَٰكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

اور جو عمل غلطی کی بنا پر ہو جائے اس میں کوئی گناہ نہیں مگر جو دل کے ارادے سے کیا جائے گا اس پر گناہ ہوگا اور بیشک اللہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ (پ ۲۱، احزاب ۵)

کسی کام کے نیک یا بُرے ہونے کا دارومدار دل کے ارادے پر ہے اگر ارادہ یعنی نیت نیک ہو گی تو عمل نیک تصور کیا جائے گا خواہ اسے سرانجام دینے میں کچھ کمی کیوں نہ رہ جائے مگر وہ کام جس میں نیت درست نہ ہو گی وہ برائی اور گناہ شمار کیا جائے گا خواہ وہ کتنے اچھے انداز میں کیوں نہ کیا جائے۔ پس معلوم ہوا کہ عمل کی درستی کے لیے نیت کا خالص اور درست ہونا ضروری ہے۔

اعمال کی مکمل طور پر جزا کا دارومدار نیت پر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ ٱلدُّنْيَا نُؤْتِهِۦ مِنْهَا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ ٱلْءَاخِرَةِ نُؤْتِهِۦ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِى ٱلشَّٰكِرِينَ ۝

جو دنیا کا ثواب چاہے گا تو اسے ہم وہی دے دیں گے اور جو آخرت کا ثواب چاہے گا تو اسے آخرت کا ثواب دیں گے اور ہم شکر گزاروں کو ضرور جزا دیں گے۔ (پ ۴ ۔ آل عمران ۱۴۵)

وہ لوگ جو نیک عمل کر کے اپنے دل میں یہ نیت رکھتے ہیں کہ انھیں اس کا بدلہ دنیا ہی میں

Marfat.com

مل جائے تو انھیں دنیا میں اس کا بدلہ مل جاتا ہے لیکن آخرت میں اس کے عمل کا کچھ اجر نہیں ملے گا اور جس کا ارادہ یہ ہو کہ اس نے جو نیک عمل کیا ہے اللہ کی رضا کے لیے کیا ہے تو اسے اس کی اس نیت کا صلہ آخرت میں دیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعمال کی جزا کا مکمل دارومدار انسان کی نیک نیتی پر ہے اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر بڑے دلکش انداز میں یوں واضح فرمایا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝

جو آخرت کی کھیتی کا ارادہ رکھتا ہے اس کے لیے ہم اس کی کھیتی کو بڑھا دیں گے اور جس کی نیت دنیا طلبی کی ہوتی ہے ہم اسے اس میں سے کچھ دے دیں گے مگر ایسے شخص کا آخرت میں کچھ حصہ نہ ہوگا۔ (پ ۲۵، شوریٰ ۲۰)

جس شخص کی یہ نیت ہوتی ہے کہ اس کی آخرت درست ہو جائے تو اس کے عمل میں اخلاص ہوگا اور جس کی نیت صرف دنیا طلبی کی ہوگی اس کی نیت کا اجر اسے دنیا ہی میں دے دیا جائے گا کیونکہ اس کی تمام تر کوشش دنیا حاصل کرنے کی ہوتی ہے آخرت کی طرف اس کی توجہ نہیں ہوتی تو وہ آخرت میں محروم رہ جائے گا اس لیے نیت کے باعث انسان کی عاقبت درست نہ رہے گی لہٰذا نیت کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف لگانے کے لیے صحیح سمت پر رکھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی نیت اور ارادے سے اچھی طرح باخبر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝

آپ فرما دیجیے کہ سب اپنی سوچ کے مطابق عمل کرتے ہیں اللہ اچھی طرح جانتا ہے جو سیدھی راہ پر ہے (پ ۱۵، بنی اسرائیل ۸۴)

سوچ کا نیت سے گہرا تعلق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت عرب کے بعض

لوگ یہ سوچتے تھے کہ وہ سیدھی راہ پر ہیں حالانکہ وہ راہ حق پر نہ تھے۔ تو اللہ نے ان کے جواب میں فرمایا ہے کہ میں ان کی سوچوں سے بخوبی واقف ہوں اور میں جانتا ہوں کہ سیدھی راہ پر کون ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ

اللہ تعالیٰ تمہاری بے مقصد قسموں کا مواخذہ نہیں کرے گا البتہ تمہاری پختہ قسموں پر پکڑے گا۔

(پ ۷، مائدہ ۸۹)

پکڑ ایسے عمل پر ہوگی جس میں نیت واضح طور پر ہوگی لہٰذا جزا و سزا کا تعلق نیت سے بہت گہرا ہے لہٰذا اعمال کی درستی کے لیے اپنی نیت کو نیک اور صالح کرنا بہت ضروری ہے۔

احادیثِ نیّت

نیت کی درستی کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات حسبِ ذیل ہیں:۔

اچھی نیّت

حضرت حکیم بن حزام رضؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مال کا سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرما دیا، دوبارہ سوال کیا تو آپ نے عنایت فرما دیا، سہ بارہ سوال کیا تو آپ نے پھر مرحمت فرما دیا۔ پھر فرمایا کہ یہ مال.... کبھی سفیان نے یوں روایت کی: مجھ سے فرمایا کہ اے حکیم! یہ مال نرم و تازہ اور میٹھا ہے جو اسے اچھی نیت سے لے تو اس میں اسے برکت دی جاتی ہے اور جو اسے قلبی لالچ سے لے گا، تو اس میں اسے برکت نہیں دی جاتی اور وہ اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جو کھائے اور شکم سیر نہ ہو اور دیا مدرکھو) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (بخاری)

اللہ کی توفیق کا دار و مدار نیت پر ہے

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو

لوگوں سے مال لے اور ادا کرنے کا ارادہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کروا دیگا اور جو ضائع کرنے کے ارادے سے لے تو اللہ تعالیٰ اس سے ضائع کروا دے گا۔ (بخاری)

جہاد کی بنیاد نیت ہے

حضرت ابو قتادہؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں جبکہ صبر کے ساتھ، ثواب کی نیت سے، ڈٹ کر لڑتا رہا ہوں اور پیٹھ نہ دکھائی ہو تو کیا اللہ تعالیٰ میری خطاؤں کو مٹا دے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! جب اس نے پیٹھ پھیری تو اسے آواز دے کر فرمایا ہاں مگر جبکہ قرض نہ ہو۔ کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نے ایسا ہی کہا ہے۔ (مسلم)

تین طرح کی نیت کا صلہ

حضرت عقبہ بن عامرؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کے باعث تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتا ہے۔ اس کے بنانے والے کو جو اسے نیکی کی نیت سے بنائے۔ تیر چلانے والے کو اور جو اسے پکڑائے۔ لہذا تیر اندازی اور سواری کرو جبکہ تیر اندازی کرنا مجھے سواری کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ ہر وہ چیز جس کے ساتھ آدمی کھیلے باطل ہے، سوائے اپنی کمان کے ساتھ تیر اندازی کرنے، اپنے گھوڑے کو سدھانے اور اپنی بیوی کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے کے۔ کیونکہ یہ چیزیں حق ہیں (ترمذی، ابن ماجہ، ابو داؤد، دارمی)

خلافِ شرع عمل کی نیت پر کچھ اجر نہیں

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ حرام مال کمائے اور اس میں سے صدقہ کرے تو قبول کر لیا جاتا ہے اور اس میں سے خرچ نہ کرے اور وہ اس کے پاس بڑھتا رہے تو اسے پس ماندگان کے لیے نہ چھوڑے گا مگر وہ جہنم کی طرف لے جانے کا سامان ہو گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ برائی سے

برائی کو نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو نیکی سے مٹاتا ہے اور بے شک ناپاکی دوسری ناپاکی کو دور نہیں کرتی۔ (احمد، شرح السنۃ)

نیّت کا اثر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے بہت سے شہید وہ بھی ہیں جن کی موت بستر پہ واقع ہوتی ہے اور بہت سے وہ ہیں کہ میدان جنگ میں جاں بحق ہوتے ہیں اور ان کی نیت کا علم حق تعالیٰ کو ہوتا ہے یعنی انھیں شہید نہیں کہا جا سکتا۔ اور فرمایا بندہ کے بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ فرشتے انھیں ارفع و اعلیٰ تصور کرتے ہیں اور انھیں حق تعالیٰ کے نزدیک بزرگی و عظمت کا درجہ دلانا چاہتے ہیں کہ ناگاہ حکم خداوندی ہوتا ہے کہ ان کاموں کو ان کے اعمال ناموں سے کاٹ دو کیونکہ یہ میری راہ میں نہیں کیے گئے اور ان کی جگہ فلاں فلاں عمل اس کے دفتر اعمال میں درج کر دو۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ بار الٰہا وہ تو اس نے کیے ہی نہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ ان کی نیت اس نے کی تھی۔ (احمد)

اجر و ثواب کا تعلق نیت سے ہے

حضرت ابی کبشہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی چار طرح کے ہیں، ایک وہ جو مالدار ہوتے ہیں اور مال کو اس طرح خرچ کرتے ہیں جس کا کہ علم تقاضا کرے۔ دوسرے وہ جو مالدار نہیں ہوتے لیکن کہتے ہیں (یعنی نیت رکھتے ہیں) کہ اگر مال انھیں میسر ہوتا تو وہ بھی اسے ویسے ہی خرچ کرتے اب جہاں تک صرف مال سے اجر و ثواب کا تعلق ہے وہ ان لوگوں کو بھی اتنا ہی ملتا ہے جتنا کہ گروہِ اول کو ملتا ہے۔ تیسرے وہ جو مالدار ہوتے ہیں اور اسے بیجا طور پر ناجائز طریق سے خرچ کرتے ہیں۔ چوتھے وہ جو مالدار نہیں ہوتے لیکن نیت ان کی یہی ہوتی ہے کہ اگر مال میسر آجائے تو وہ اسے ایسے ہی خرچ کریں جس طرح گروہِ سوم کے لوگ کرتے ہیں اب جہاں تک مال کے صرفِ بیجا کے گناہ کا تعلق ہے وہ ان لوگوں کو بھی اتنا ہی ہوتا ہے

Marfat.com

جتنا کہ گروہ سوم کے لوگوں کو ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

گویا جو اجر و گناہ عمل کے ارتکاب سے ہوتا ہے ویسا ہی صرف نیت کرنے سے بھی ہوتا ہے۔

عمل کا دار و مدار نیّت پر ہے

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو اس کی اطاعت و عبادت میں سے ثواب صرف اسی قدر کا ملتا ہے جس کی وہ نیت رکھتا ہو۔ مثلاً جو شخص راہِ خدا میں ہجرت کرتا ہے یا راہِ خدا میں جہاد کرتا ہے یا راہِ خدا میں حج پر روانہ ہوتا ہے (اور اسی نیت کو عملی جامہ پہناتا ہے) تو اس کی ہجرت جہاد اور حج خدا کے لیے ہے لیکن اس ہجرت یا سفر میں اگر یہ نیت کارفرما ہو کہ مال تجارت ہاتھ آجائے یا کسی عورت کو حاصل کیا جا سکے تو یہ ہجرت خدا کے لیے نہیں ہوگی اور اس کا اجر اسی نیت کے مطابق ہوگا جس کے لیے وہ عمل میں لائی گئی ہو۔ (بخاری شریف)

غزوۂ تبوک میں صحابہؓ کی نیّت

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر حضورؐ مدینہ سے باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ بہت سے لوگ مدینہ میں ایسے بھی ہیں کہ سفر کی تکالیف اور بھوک پیاس کے رنج میں برابر کے شریک ہیں، تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! وہ ہمارے ساتھ کہاں شریک ہیں، وہ تو ہمارے ساتھ آئے ہی نہیں اور اپنے گھروں میں موجود ہیں۔ فرمایا تم نہیں جانتے اس لیے کہ وہ کسی نہ کسی مجبوری یا عذرِ معقول کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہ آسکے ورنہ ان کی نیت یہی تھی کہ ہمارا ساتھ دیتے۔ (بخاری)

نیّت پر دنیا کے غلبے کا اثر

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کی نیت اور ہمت پر دنیا غالب ہوگی وہ ہمیشہ مفلسی و درویشی کو اپنے سامنے گردش کرتا ہوا پائے گا

Marfat.com

اور اس کا دل دنیا کے عشق میں گرفتار رہے گا اور جس کی نیت و ہمت آخرت کے لیے وقف رہے گی اس کے دل کو حق تعالیٰ ان تمام جھمیلوں سے بے فکر و بے نیاز رکھے گا اور زُہدِ دنیا (یعنی ترکِ دنیا) کا شرف اسے حاصل رہے گا۔ (احیاء العلوم)

شہادت اور نیّت کا تعلّق

حضرت ابو موسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب مسلمان میدانِ جنگ میں کفار سے جہاد کے لیے صف آرا ہوتے ہیں تو فرشتے ان کے نام لکھنے لگتے ہیں کہ ان میں سے فلاں فلاں کی جنگ آزمائی میں تو تعصب کا جذبہ کارفرما ہے اور فلاں کے پیشِ نظر حمیتِ دین ہے اور اسی کی خاطر دشمنانِ دین سے نبرد آزما ہے۔ (اور پھر آخر میں یہ بھی حساب کر لیتے ہیں کہ فلاں فلاں مسلمان نے راہِ خدا میں جامِ شہادت نوش کیا اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ فلاں فلاں نے کلمۂ توحید کی سربلندی کے لیے راہِ خدا میں جان قربان کر دی۔ (مسلم شریف)

اجر و ثواب کی نیّت

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر اپنے مسلمان بھائی کی اجر و ثواب کی نیت سے عیادت کی تو اس کو ساٹھ سال کے (پیدل) سفر کے برابر جہنم سے دور کر دیا جائے گا۔ (ابوداؤد)

نیّت کا صلہ ضرور ملتا ہے

حضرت عبادہ بن صامت رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور ایک رسی کی نیت بھی رکھی تو اس کے لیے وہی ہے جس کی نیت کی ہوگی۔ (نسائی شریف)

ہجرت اور نیّت کا تعلّق

حضرت عمر بن خطاب رضؓ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام اعمال نیت کے

سامنے ہیں۔ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے تو اسے اسی کا ثواب ہے اور جس شخص کی ہجرت دنیا یا کسی عورت کی خاطر ہے تو اس کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔ (بخاری شریف)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اعمال کی اچھائی کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ نیت درست ہو تو انجام درست ہوگا اس لیے نیت کا درست رکھنا ضروری ہے کیونکہ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اگر کسی جگہ سے ہجرت کرتے ہوئے رضائے الٰہی کو مدنظر رکھا جائے تو اس کا اجر اور ثواب ملے گا۔ اگر ہجرت کسی دنیاوی غرض کی خاطر کی جائے تو اس کا اجر نہیں ملے گا۔

نامہ اعمال میں نیکیوں کا لکھا جانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ملائکہ بندوں کے اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلْقِ تِلْكَ الصَّحِيْفَةَ اَلْقِ تِلْكَ الصَّحِيْفَةَ اس صحیفہ کو ڈال دے، اس صحیفہ کو ڈال دے۔ وہ فرشتہ کہتا ہے یا اللہ! تیرے اس بندے نے نیک باتیں کیں۔ نیک عمل کیے۔ ہم نے سنا دیکھا اور نامہ اعمال میں لکھا اب اسے کیسے ڈال دیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَمْ يُرِدْ بِهٖ وَجْهِيْ۔ اس بندے نے اس عمل کے ساتھ میری رضا کا ارادہ نہیں کیا یعنی اس کی نیت میں خالصتہً میری رضا نہ تھی اس لیے میرے حضور مقبول نہیں۔ اسی طرح ایک دوسرے فرشتے کو حکم ہوگا اُكْتُبْ لِفُلَانٍ كَذَا وَكَذَا فلاں بندے کے نامہ اعمال میں فلاں فلاں نیکیاں لکھ دے۔ فرشتہ عرض کرے گا یا اللہ! اس شخص نے تو یہ نیکیاں کی ہی نہیں، حکم ہوگا کہ اس نے نیت کی تھی اس کا ارادہ کرنے کا تھا مگر اس سے نہ ہو سکا۔ (مشکوٰۃ شریف)

قاتل اور مقتول جہنمی

حضرت ابوبکر ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان تلواریں لیے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں (راوی فرماتے ہیں) میں نے

عرض کیا یا رسول اللہ! قاتل تو واقعی جہنم کا مستحق ہے۔ مقتول کا کیا قصور ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ بھی تو مقابل کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ (مسلم شریف)

اس حدیث میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ اگر ضد بازی میں دو مسلمان آپس میں لڑ پڑیں اور ایک دوسرے کو قتل کرنے کی نیت سے تلواریں نکال لیں تو اس طرح قتل ہونے والا ایک قتل ہونے والا دونوں جہنم میں جائیں گے کیونکہ دونوں کے ارادے میں قتل کا فعل داخل ہو گیا اور دونوں جہنمی ہو گئے۔

نماز کے ثواب کا تعلق نیت سے ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز با جماعت کا ثواب بازار یا گھر میں پڑھی جانے والی نماز کے ثواب سے پچیس اور کچھ درجے زائد ہے اور یہ اس لیے کہ تم میں سے ایک جب اچھی طرح وضو کر کے صرف نماز کی نیت سے مسجد میں جاتا ہے کوئی دوسرا مقصد پیشِ نظر نہیں ہوتا تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے اس کے بدلے میں اس کا درجہ بلند ہوتا ہے اور اس سے ایک گناہ مٹایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے نماز میں شمار ہوتا ہے اور جب تم میں سے کوئی نماز کی جگہ میں ہی بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعا مانگتے ہیں جب تک کہ وہ کسی کو ایذا نہ دے اور بے وضو نہ ہو۔ فرشتے کہتے ہیں یا اللہ! اسے بخش دے یا اللہ اس کی توبہ قبول کر۔ (بخاری و مسلم)

فرشتے اللہ کی نیک مخلوق ہیں جو برائی سے بالکل مبرا ہے اور حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جو شخص نماز قائم کرتے وقت بالکل صحیح نیت رکھتا ہے اور اس کے پیشِ نظر رضائے الٰہی کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں ہوتا تو اس کے لیے فرشتے بھی اللہ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ یا الٰہی! اس بندے کی اخلاصِ نیت کی بنا پر اسے بخشش عطا کر۔ یہ انسان کے لیے بہت بڑا درجہ ہے کہ جس کے لیے فرشتے اللہ کے حضور دعا گو ہوں۔

Marfat.com

نیتوں کے مطابق اٹھایا جانا

ام المؤمنین ام عبداللہ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبۃ اللہ پر چڑھائی کرے گا۔ جب وہ چٹیل میدان میں پہنچے گا تو ان کے اگلوں پچھلوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ام المومنین رض فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان تمام کو کیسے دھنسایا جائے گا جبکہ ان میں سے بعض دکاندار ہونگے اور کچھ ان میں سے نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ ان کے اول و آخر کو دھنسا دیا جائے گا پھر وہ اپنی اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ قیامت کے نزدیک ایک لشکر کعبۃ اللہ پر حملہ کرنے کی غرض سے آئے گا اور جب وہ ہموار جگہ میں پہنچے گا تو اللہ اس لشکر کے آگے اور پیچھے والوں کو زمین میں دھنسا دے گا آخر کار جب قیامت کا وقت آجائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی اور اس کے بعد جب تمام انسانوں کو زندہ کیا جائے گا تو انھیں بھی انکی نیتوں کے مطابق دوبارہ زندہ کیا جائے گا یعنی جیسی ان کی نیت تھی ویسی ہی وہ سزا پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ قلوب کو دیکھتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالے نہ تمھارے ظاہر کو دیکھتے ہیں اور نہ تمھارے اموال و احوال کو بلکہ وہ تمھارے اعمال اور قلوب کو دیکھتے ہیں۔

مومن کی نیت

حضرت سہل بن سعد ساعدی رض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے اچھا ہے اور ہر کسی کے عمل کا تعلق اس کی نیت سے ہی ہوتا ہے۔

نیت عمل سے بہتر ہے

ایک حدیث میں ہے کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ خیر

Marfat.com

کی نیت پر تو بہر حال ثواب ملتا ہے گو عمل نہ بھی ہو لیکن عمل خیر پر بلا نیت ثواب نہیں ملتا۔ بعض نے یہ فرمایا کہ چونکہ نیت میں طول ہوتا ہے جو عمل میں نہیں، مثلاً کوئی نیت کرتا ہے کہ مدت العمر فلاں نیکی کروں گا مگر وہ اسے نباہ نہیں سکا۔ بعض یوں فرماتے ہیں کہ چونکہ نیت قلب کا عمل ہے اور قلب معرفت کا مرکز ہے اور جو چیز معرفت کے مرکز سے صادر ہو وہ افضل ہوتی ہے۔

نیت نیک رکھنے کا صلہ

حدیث میں ہے کہ ایک بندہ قیامت کے دن حاضر ہوگا۔ نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جس میں حج، عمرہ، جہاد، زکوٰۃ، صدقہ وغیرہ اعمال ہوں گے یہ اپنے دل میں کہے گا کہ میں نے تو ان اعمال میں سے کچھ بھی نہیں کیا یہ تو میرا اعمالنامہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اسے پڑھ یہ تیرا ہی اعمالنامہ ہے۔ تو عمر بھر اس تمنا میں رہا کہ اے کاش! میرے پاس مال ہوتا تو حج کرتا اے کاش مال ہوتا تو میں جہاد کرتا اور میں خوب جانتا تھا کہ تو صدق دل سے یہ کہتا تھا لہٰذا میں نے ان تمام اعمال کا ثواب تجھے عطا کر دیا۔

بھلائی کی نیت کا اجر

ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ آئے گا جس کے پاس بڑے بڑے پہاڑوں جیسے نیکیوں کے ڈھیر ہوں گے اور ایک پکارنے والا پکارے گا کہ فلاں شخص کے ذمہ کسی کا کوئی حق ہو تو آ کر لے جائے۔ لوگ آ آ کر اس کی نیکیوں سے اپنا حق وصول کرتے رہیں گے حتیٰ کہ اس کے پاس کوئی بھی نیکی نہ رہے گی اور وہ شخص حیرانی کے عالم میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے پاس تیرا ایسا خزانہ موجود ہے جسے میں نے نہ فرشتوں پر ظاہر کیا اور نہ مخلوق میں سے کسی اور پر۔ عرض کرے گا یا اللہ! وہ کیا ہے؟ ارشاد ہوگا تیری وہ نیت جو تو بھلائی کے لیے رکھتا تھا میں نے اسے ستر گنا کر کے لکھا ہوا ہے۔

حُبّ فی اللہ اور بغض فی اللہ

ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کبھی میرے لیے بھی کوئی عمل کیا ہے؟ عرض کیا یا اللہ! نمازیں پڑھی ہیں روزے رکھے ہیں صدقہ کیا ہے۔ تیرا ذکر وردِ زبان ہے۔ ارشاد ہوا کہ نماز تو تیرے لیے حجت اور برہان ہے اور روزہ تیرے لیے ڈھال ہے اور صدقہ تیرے لیے سایہ اور ذکر تیرے لیے نور ہے۔ میرے لیے کونسا عمل ہوا؟ عرض کیا پھر آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ میں کونسا عمل کروں جو آپ کے لیے ہو؟ ارشاد ہوا کیا کبھی میرے کسی ولی سے محبت کی ہے یا میرے کسی دشمن سے دشمنی کا سلوک کیا ہے؟ حضرت موسیٰؑ سمجھ گئے کہ حُبّ فی اللہ اور بغض فی اللہ سب اعمال سے افضل ہے۔

اقوال و احوال

نیک نیتی

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا، لوگو! ایک بات یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ جس کام میں نیک نیتی شامل نہ ہو وہ کام ہی نہیں۔

خلوصِ نیت

ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے خالد بن سعید بن عاص رضؓ سے روانگی کے وقت فرمایا تم شام میں اسلام کو اونچا کرنے جا رہے ہو۔ اس چیز کا اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت بڑا انعام ہے مجھے امید ہے کہ تم نے خلوصِ دل سے خدا کی رضا اور اس کے انعام کی خاطر جان دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔

دانا کے کلام کی غرض

فقیہہ رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ حضرت زید بن میسرہ رضؓ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں ہر دانا کا کلام قبول نہیں کرتا۔ اس کی اغراض و افکار کو دیکھتا ہوں اگر اسے میری رضا مقصود ہو تو اس کی خاموشی کو فکر اور اس کے کلام کو ذکر بنا دیتا ہوں گو وہ کلام نہ کرے۔

Marfat.com

پانچ نادر باتیں

ایک روایت ہے کہ حضرت علی رضؓ نے ایک روز خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے دریافت فرمایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کونسی خاص عنایات فرمائی ہیں؟ اس کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائی جو مندرجہ ذیل ہیں:

اول یہ کہ جب ہم مشرف بہ اسلام ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ متعدد لوگ دنیا کے طلبگار ہیں، اسی طرح بے شمار لوگ آخرت چاہنے والے ہیں۔ میں نے اس صورت میں اپنے اللہ کی خواہش و طلب کی۔

دوم یہ کہ جب ہم مشرف بہ اسلام ہوئے تو ہم نے دنیا کی کسی لذت کو نہ چکھا اور نہ اسے حاصل کرنے کی پرواکی، لہٰذا ہمیں جو بھی انبساط اور لذت حاصل ہوئی وہ اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے اس کے ذکرِ خیر سے حاصل ہوئی۔ اللہ کے دین کے لیے سعی و عمل ہی سے ہمیں رفعت، معرفت اور مسرت نصیب ہوئی۔ میں نے نہ تو دنیا کو کوئی اہمیت دی اور نہ دنیا کی کسی لذت کا تعاقب کیا، مجھے اس کی طلب کی آرزو بھی نہیں تھی۔

سوم یہ کہ جب سے میں مشرف بہ اسلام ہوا ہوں میں نے کبھی سیر ہو کر اور پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، پینے کے معاملے میں بھی میں نے کبھی سیرابی حاصل نہیں کی کیونکہ بھرا ہوا پیٹ بہر صورت معرفت کو ضائع کر دیتا ہے۔ میں نے بفضلِ تعالیٰ اپنی اس قناعت کی خو کو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

چہارم یہ کہ زندگی میں جب دو باتیں یعنی میرا ذاتی فائدہ اور منفعت اور اللہ تعالیٰ کی رضا میرے سامنے ہوتی تو میں نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہی کی رضا اور اللہ تعالیٰ ہی کی بات کو اختیار اور قبول کیا۔

پنجم یہ کہ الحمدللہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور ساتھ کو بفضلِ تعالیٰ عمدگی سے نبھانے کی ہمیشہ کوشش کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، منصبِ

Marfat.com

نبوت، آپ کی عزت وحرمت اور قدر ومنزلت کو برقرار رکھنے کی ہمیشہ مساعی کی۔

یہ وضاحت اور تفصیلی جواب سن کر حضرت علی رضؓ پر عجیب کیفیت وارد ہوئی اور آپ رونے لگے اور پھر فرطِ جذبات سے فرمایا کہ اے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ! آپ کو یہ منصب و مرتبہ اور مقام مبارک ہو، مکرر مبارک ہو۔

اہلِ خیر کے کلمات

عون بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ اہلِ خیر حضرات ایک دوسرے کی طرف تین کلمات لکھ کر بھیجا کرتے:۔

۱۔ جو آخرت کے لیے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی کفالت فرماتے ہیں۔
۲۔ جو اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو درست فرمادیتے ہیں۔
۳۔ جو اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ اس کا معاملہ درست فرمادیتے ہیں۔

نیّت کا کلام پر اثر

حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کلام کرتا ہے جس میں لوگوں کی ناراضگی ہوتی ہے مگر اس کی نیت خیر ہے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے قلوب میں اس کی جانب سے عذر ڈال دیتے ہیں جس سے وہ خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ اس کا مقصد تو خیر ہی تھا اور کبھی ایک آدمی بہت عمدہ کلام کرتا ہے مگر نیت ٹھیک نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے قلوب میں ڈال دیتے ہیں جس سے وہ کہنے لگتے ہیں کہ اس شخص کو خیر مقصود نہیں ہے۔

صدقِ نیّت کی علامت

فقیہہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صدقِ نیت اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ اپنے پاس جو کچھ موجود ہے اس کے خرچ کرنے میں بخل نہ کرے مثلاً کسی عازمِ حج کو دیکھا اس کا زادِ سفر ختم ہو گیا ہے تو یہ اپنے جی میں کہے کہ میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی حج کرتا، آج جبکہ میرے پاس صرف دو درہم ہی ہیں تو میں یہی اس شخص کو دے دیتا ہوں۔ ایسے ہی کسی مجاہد کو دیکھا جسے مالی تعاون کی

ضرورت ہے۔ یہ جی میں کہے کہ میرے پاس مال ہوتا تو میں خود جہاد پر جاتا آج اگر میرے پاس صرف یہی چند درہم ہیں تو اپنی کو اس مقصد میں لگا دوں اور اس محتاج غازی کو دے دوں یا اپنے پڑوس میں کسی مسکین پر ہی خرچ کر دے لیکن اگر اس تھوڑے سے موجودہ مال کے خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ اگر اس کے پاس زیادہ مال ہوتا تو یہ اس میں بھی بخل کرتا لہٰذا ایسے آدمی کو نیت کا ثواب نہیں ملتا۔ اسی طرح جو شخص یہ کہتا ہے کہ اگر میں حافظِ قرآن ہوتا تو شب و روز تلاوت میں گزارتا پھر اگر یہ شخص وہ سورت پڑھ لیتا ہے جو اسے حفظ ہے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ باقی بھی یاد ہوتا تو اس کی تلاوت کرتا۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ پورے حافظ کی تلاوت والا ثواب عطا فرما دیتے ہیں اور اگر وہ سورت بھی نہیں پڑھتا جو یاد کر رکھی ہے تو پتہ چل جاتا ہے کہ نیت درست نہیں۔

نیّت کی بدولت شب بیدار شمار ہوگا

فقیہہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بہت سے سونے والے شب بیداری کا ثواب پاتے ہیں اور بہت سے شب بیدار لوگ سوئے ہوئے شمار ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک آدمی کی عادت سحری میں اٹھ کر نماز پڑھنے کی ہے۔ ایک رات وہ حسبِ عادت یہی نیت کر کے سویا مگر نیند کے غلبہ میں صبح تک سویا رہا۔ اٹھا تو پریشان و غمزدہ ہو کر اناللہ پڑھنے لگا۔ یہ شخص تہجد گزار لکھا جائے گا۔ اور اپنی نیت کی بدولت شب بیدار شمار ہوگا اور ایک دوسرا آدمی ہے جس کی عادت رات کو اٹھنے کی نہیں، یونہی خیال گزرا کہ صبح ہو گئی، اٹھا اور وضو کر کے مسجد میں پہنچا تو پتہ چلا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی۔ اب یہ صبح کے انتظار میں ہے اور جی ہی جی میں کہہ رہا ہے کہ اگر پتہ ہوتا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی تو میں بستر کیوں چھوڑتا۔ یہ شخص ہے جو بیداری کے باوجود سویا ہوا شمار ہوتا ہے۔

حکایت

بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ فلاں جگہ پر ایک درخت ہے اور لوگ اس کی پرستش کرتے ہیں کیونکہ انھوں نے اسے خدا تصور کر لیا ہے

Marfat.com

عابد کو یہ سن کر بڑا غصہ آیا۔ فوراً تبر اٹھایا اور کہا کہ میں تو اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ دوں گا (جس کی وجہ سے لوگ گمراہ ہوئے جا رہے ہوں) راستے میں ابلیس ایک بوڑھے کے بھیس میں اس سے ملا اور پوچھا اے مردِ عابد! کہاں کے ارادے ہیں؟ عابد نے کہا کہ اس درخت کو اکھاڑنے کے لیے جاتا ہوں۔ ابلیس نے کہا یہ خوب کہی۔ اے بھائی! تو عابد آدمی ہے، جا اور حق تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہ، تجھے وہی کام جچتا ہے اور اسی میں تیری بہتری بھی ہے۔ عابد نے کہا خیر اس وقت تو میری عبادت یہی ہے کہ اس درخت کا نام و نشان مٹا دوں۔ ابلیس نے کہا اچھا یہ بات ہے تو پھر دیکھوں تو کیسے جاتا ہے؟ یہ کہہ کر عابد سے گتھم گتھا ہو گیا۔ عابد نے اسے زمین پر دے مارا اور اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ ابلیس نے کہا اگر تو مجھے چھوڑ دے تو ایک پتے کی بات تجھے بتاؤں۔ عابد نے اسے چھوڑتے ہوئے کہا کہو کیا کہتے ہو؟ ابلیس نے کہا سنو! اے مردِ عابد! اگر اس درخت کو کٹوانا ایسا ہی ضروری ہوتا تو کیا پیغمبرِ وقت موجود نہیں اور کیا حق تعالیٰ انھیں یہ حکم نہیں دے سکتا تھا کہ اس درخت کو اکھاڑ دیا جائے؟ یہ حکم ہوتا تو وہ ضرور اکھاڑ بھی چکے ہوتے، تجھے اس بات کا حکم ہی کب دیا گیا ہے جو اس قدر بے قرار ہوا جاتا ہے؟ پس اس ارادے سے باز آ جا۔ عابد نے کہا ہرگز نہیں، میں یہ کام ضرور کر کے رہوں گا۔ ابلیس نے کہا اچھا تو پھر جانے تو میں بھی نہ دوں گا اور پھر لڑائی میں الجھ گئے۔ عابد نے پھر اسے چاروں شانے چت گرا دیا اور اوپر چڑھ بیٹھا۔ ابلیس نے کہا اگر اب کے چھوڑ دے تو ایک اور بات تجھے سمجھاؤں اگر پسند نہ آئے تو جو تمھارے دل میں آئے کرتے رہنا۔ عابد نے اسے چھوڑ دیا تو ابلیس نے کہا اے عابد! آخر تو ایک درویش آدمی ہے لوگ تیری خدمت کرتے رہتے ہیں تیرے پاس اگر کچھ مال بچا ہو تو دوسرے عابدوں کے حوالے کر دے کہ ان کے کام آئے اور تجھے زبردست ثواب حاصل ہو۔ اس درخت کو کاٹنے میں کیا دھرا ہے؟ ان لوگوں کو تو درخت ہی کی پرستش کرنا ہے تو کاٹ دے گا تو ان کا کچھ نہ بگڑے گا وہ اور درخت لگا لیں گے۔ پس چھوڑ اس خیال کو اور

میں تجھے قول دیتا ہوں کہ ہر روز تیرے سرہانے دو دینار رکھ جایا کروں گا۔ عابد نے یہ سنکر دل میں سوچا کہ ٹھیک ہی تو کہتا ہے۔ میں ایک دینار راہ خدا میں صدقہ کر دیا کروں گا اور دوسرا اپنے کام میں لاتا رہوں گا۔ یہ بات اس درخت کے کاٹنے سے واقعی بہتر اور معقول تر ہے اور پھر واقعی مجھے حق تعالیٰ کی طرف سے اس کام پر مامور بھی تو نہیں کیا گیا میں پیغمبر تھوڑا ہوں کہ اس درخت کو اکھاڑنا میرے فرائض میں شامل ہو۔ اس سوچ بچار کے بعد عابد گھر کی طرف واپس چل دیا۔ اگلے روز صبح ہی صبح دو دینار سرہانے کے نیچے سے مل گئے، دوسرے دن بھی اور تیسرے دن بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ اب تو وہ بہت ہی خوش ہوا کہ اچھا ہوا جو اس درخت کو کاٹنے سے باز رہا لیکن یہ خوشی دیرپا ثابت نہ ہوئی کیونکہ چوتھے دن اسے کچھ بھی نہ ملا۔ اس پہ وہ سخت طیش میں آیا۔ پھر کلہاڑا لے کر درخت کاٹنے چلا۔ ابلیس پھر راستے میں آ گیا اور پوچھا آج پھر کدھر جاتے ہو۔ عابد نے کہا درخت کاٹنے جاتا ہوں اور کہاں جاؤں گا، ابلیس نے کہا تو جھوٹا ہے اور خدا کی قسم! اس درخت کو کاٹنا تیری طاقت سے باہر ہے پھر دونوں میں ہاتھا پائی ہونے لگی لیکن اس مرتبہ شیطان نے فوراً اس عابد کو پچھاڑ دیا اور اسے اس طرح مغلوب کر لیا کہ عابد بیچارہ اس کے ہاتھ میں ایک چڑیا کی طرح دکھائی دے رہا تھا، تب ابلیس نے کہا کہو اب واپس جاتے ہو یا ابھی بکری کی طرح تمہارا سر کاٹ کر پھینک دوں؟ عابد نے کہا مجھے چھوڑ دے میں واپس چلا جاتا ہوں لیکن مجھے اتنا بتا دے کہ اس سے پہلے دو مرتبہ میں کیوں اتنی جلدی تجھے مغلوب کر لیتا تھا اور اس مرتبہ اتنی آسانی سے تو غالب آ گیا؟

ابلیس نے کہا بات یہ ہے کہ پہلے دونوں مرتبہ تیرا غصہ حق تعالیٰ کے لیے ہوتا تھا اس لیے حق تعالیٰ مجھے تیرے ہاتھوں مغلوب کر دیتا تھا کیونکہ ایسے کسی بھی شخص پر مجھے قابو حاصل نہیں ہوتا جو خاص اللہ کی راہ میں کوئی کام کر رہا ہو لیکن جو شخص اپنی خواہش کی متابعت میں کوئی کام کر رہا ہو وہ مجھ سے کیا مقابلہ کرے گا چنانچہ اس مرتبہ تیرا غصہ تیری اپنی

Marfat.com

ذات کے لیے تھا اور دینار کی خاطر تو نے اپنے ارادہ کو ملتوی کر دیا، لہٰذا حق تعالیٰ نے تجھے میرا مسخر کر دیا۔ (کیمیائے سعادت)

حکایت بنی اسرائیل میں سے ایک شخص کا گزر ریت کے ایک بہت بڑے ٹیلے سے ہوا اس وقت چاروں طرف قحط کا زور تھا۔ اس نے اپنے دل میں کہا اے کاش! اس ٹیلے کی مقدار کے برابر اگر اناج میرے پاس ہوتا تو میں اسے خلقِ خدا میں تقسیم کر دیتا۔ اور بطور خیرات محتاجوں میں بانٹ دیتا۔ فوراً پیغمبر وقت پر وحی نازل ہوئی کہ اس (خوش نیت) شخص سے کہہ دو کہ تیرا صدقہ ہم نے قبول فرمایا یعنی اگر تیرے پاس اتنا اناج ہوتا اور تو واقعی اسے خیرات میں دے دیتا تو بھی تجھے اتنا ہی ثواب ملتا جتنا کہ اب محض اس نیک نیت کی وجہ سے تجھے عطا کر دیا گیا ہے۔

نیت کا اثر مشہور ہے کہ ابو عمرو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے کہ ایک نوعمر حسین لڑکا تعلیم کے لیے پہنچا اور آپ نے اس کو بُری نیت سے دیکھا جس کے نتیجے میں اسی وقت پورا قرآن بھول گئے۔ اور گھبرائے ہوئے حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ من وعن بیان کر دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ ایام حج قریب ہیں۔ پہلے حج ادا کرو اور پھر مسجد خیف میں پہنچ جاؤ وہاں تمھیں محرابِ مسجد میں ایک صاحب مصروفِ عبادت ملیں گے۔ جب وہ عبادت سے فراغت پالیں تو ان سے دعا کی درخواست کرنا، ابو عمرو کہتے ہیں کہ جب میں مسجد میں پہنچا تو وہاں ایک کثیر مجمع تھا اور کچھ دیر کے بعد ایک بزرگ تشریف لائے تو سب تعظیماً کھڑے ہو گئے اور جب سب لوگوں کے جانے کے بعد وہ بزرگ تنہا رہ گئے تو میں نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا چنانچہ ان بزرگ کے تصرف سے مجھ کو دوبارہ قرآن یاد ہو گیا اور جب فرطِ مسرت سے قدم بوس ہوا تو انھوں نے دریافت فرمایا کہ میرا پتہ تمھیں کس نے بتایا۔ میں نے حضرت حسن بصریؒ کا نام لے لیا۔ یہ سن کر انھوں نے فرمایا کہ حسن بصریؒ نے مجھ کو رسوا کر دیا۔ میں بھی اس کا راز فاش کر کے رہوں گا۔ فرمایا کہ جو صاحب ظہر کی نماز کے

Marfat.com

وقت یہاں تھے وہ حسن بصری ہی تھے جو اسی طرح روزانہ یہاں آتے ہیں اور ہم سے باتیں کر کے عصر کے وقت تک بصرہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ وہ حسن بصری جس کے راہ نما ہوں اس کو کسی غیر کی حاجت نہیں۔

حکایت ایک مرتبہ حسن بصریؒ مغرب کی نماز کے وقت حضرت حبیب عجمی کے یہاں پہنچے لیکن آپ نماز کے لیے کھڑے ہو چکے تھے اور حسن بصری نے جب یہ دیکھا کہ آپ الحمد کی بجائے الہمد چھوٹی ہ سے قرأت کر رہے ہیں تو یہ خیال کر کے کہ آپ چونکہ قرآن کا تلفظ صحیح ادا نہیں کر سکتے اس لیے آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ چنانچہ انھوں نے علیحدہ نماز پڑھی لیکن اسی رات کو خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا تو آپ نے عرض کیا یا اللہ! تیری رضا کا ذریعہ کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ تو نے ہماری رضا پائی لیکن اس کا مقام نہیں سمجھا۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کونسی رضا تھی؟ ارشاد ہوا کہ اگر تو نماز میں حبیب عجمی کی اقتدا کر لیتا تو تیرے لیے تمام عمر کی نمازوں سے بہتر تھا کیونکہ تو نے اس کی ظاہری عبادت کا تصور تو کیا لیکن اس کی نیت نہیں دیکھی جبکہ ولی کی نیت سے تلفظ کی صحت کم درجہ رکھتی ہے (تذکرۃ الاولیاء ص ۲۷)

حضرت فضیل بن عیاضؒ سے ایک سوال حضرت فضیل بن عیاضؒ سے پوچھا گیا اے ابو علی! آدمی نیک کب ہوتا ہے؟ فرمایا جب اس کی نیت میں نصیحت، دل میں خوف، زبان پر سچائی اور اس کے اعضاء سے اعمال صالحہ کا صدور ہوتا ہے۔

نیت کا اثر ایران کا قباد نام ایک بادشاہ تھا ایک دن وہ شکار کھیلتا ہوا لشکر سے دور نکل گیا گرمی اور پیاس سے بیتاب ہوا تو ہر طرف نظر دوڑائی کہ کہیں سایہ اور چشمہ نظر آئے۔ ایک طرف اسے کچھ سیاہی سی دکھائی دی اس طرف گھوڑا دوڑایا دیکھا کہ ایک پرانا خیمہ نصب ہے اور ایک بوڑھی عورت اپنی بیٹی کے ساتھ اس کے سایہ میں بیٹھی ہے

Marfat.com

جب وہ نزدیک پہنچا تو عورت نے اٹھ کر گھوڑے کی باگ پکڑی اور قباد کو نیچے اتارا اور جو کچھ پاس تھا لا کر حاضر کیا۔ بادشاہ نے کھانا کھایا اور پانی پیا۔ تھکا ہوا تو تھا ہی لیٹ گیا تو نیند آ گئی اور شام کے وقت آنکھ کھلی اتنے میں ان کی گائے جنگل سے آ گئی، لڑکی اٹھی اور دودھ دوہا تو برتن لبالب بھر گیا۔ قباد کو تعجب ہوا اور سوچا کہ یہ لوگ جنگل میں اسی لیے بیٹھے ہیں کہ ٹیکس سے بچے رہیں، مناسب ہے کہ ہفتے میں ایک دن کا دودھ بادشاہ کو دیں ان کا کچھ نہیں بگڑے گا اور شاہی خزانے میں زیادتی ہوگی۔ لہذا جب میں واپس جاؤں گا تو اس امر کے متعلق احکام جاری کروں گا۔ جب صبح ہوئی تو لڑکی نے دودھ دوہا تو بہت کم نکلا۔ وہ چلائی کہ اے ماں بادشاہ نے ظلم کی نیت کر لی ہے۔ قباد کو یہ سن کر تعجب ہوا اور پوچھا کہ تو نے یہ بات کس طرح معلوم کی؟ لڑکی نے کہا ہماری یہ گائے ہر صبح بہت زیادہ دودھ دیتی تھی اور آج اتنا کم دیا۔ جب بادشاہ کی نیت خراب ہو جائے تو خدا برکت اٹھا لیتا ہے بادشاہ بولا۔ لڑکی تو نے سچ کہا ہے، اور دودھ پر ٹیکس لگانے کا ارادہ ترک کر دیا اور کہا بھلا اب پھر دودھ نکال۔ لڑکی پھر اس کام میں لگ گئی اور بہت دودھ نکلا۔ وہ ماں کے پاس دوڑی گئی اور بادشاہ کی نیت درست ہو جانے کا مژدہ سنایا۔

اسی لیے کہتے ہیں کہ عادل حکمران برسنے والے بادل اور چمکنے والے سورج سے بہتر ہے اگر بادشاہوں کی نیت نیک ہو تو موسم بہار میں خوب مینہ برستا ہے اگر خراب ہو تو وقت پر بارش نہیں ہوتی۔

عمل کی درستی

ایک دانا کا قول ہے کہ عمل کی درستی اور سلامتی کے لیے چار چیزیں درکار ہیں:۔

۱۔ شروع کرنے سے پہلے اس کا علم کہ اس کے بغیر کوئی عمل درست نہیں ہو سکتا کیونکہ جب بھی کوئی عمل علم کے بغیر ہو گا تو اس میں بنانے کی نسبت بگاڑنے والی باتیں زیادہ ہوں گی۔

۲۔ شروع کرنے سے پہلے صحیح نیت کا ہونا کہ عمل نیت سے درستی پاتا ہے جیسا کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرئٍ ما نوی ۔ یعنی اعمال کا ثمرہ نیت پر موقوف ہے اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو اس نے نیت کی ہے۔

پس روزہ ہو یا نماز اور حج ہو یا زکوٰۃ ، ایسے ہی باقی عبادات نیت سے ہی درست ہوتی ہیں لہذا عمل کی اصلاح کے لیے پہلے نیت کا صحیح ہونا ضروری ہے۔

۳۔ صبر یعنی دورانِ عمل صبر و تحمل اختیار کرے تاکہ عمل سکون و اطمینان سے ادا ہوسکے۔

۴۔ اخلاص، کوئی عمل اس کے بغیر قبول نہیں ہوتا اگر تیرا عمل اخلاص کے ساتھ ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائیں گے اور لوگوں کے قلوب کو تیری طرف مائل کردیں گے۔

فسادِ نیّت اور خُبثِ باطن کا ثمرہ

حامد لفافؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کی ہلاکت کا ارادہ فرماتے ہیں. تو اسے تین چیزوں میں مبتلا کردیتے ہیں:۔

۱۔ اسے علم عطا فرماتے ہیں مگر اہلِ علم جیسے اعمال سے محروم رکھتے ہیں۔

۲۔ اسے نیک لوگوں کی ہم نشینی نصیب فرماتے ہیں مگر ان کی حق شناسی سے کورا رکھتے ہیں

۳۔ نیک اعمال کا دروازہ اس پر کھولتے ہیں مگر اخلاص سے بے بہرہ رکھتے ہیں۔

فقیہہ مرحوم فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ اس کے فسادِ نیت اور خبثِ باطن کی وجہ سے ہے اگر اس کی نیت درست ہوتی تو اللہ تعالیٰ اسے علم کا نفع اور عمل کا اخلاص اور نیک لوگوں کا احترام اور ان کی حق شناسی ضرور عطا فرماتے۔

حکایت

حضرت جنید بغدادیؒ کا شمار اولیاء اللہ کے سرداروں میں ہوتا ہے۔ آپ علمِ معرفت و حقیقت میں بے مثال اور شریعت و طریقت کے آداب و اصول سے واقف تھے، ہزاروں گمراہوں نے آپ کے ذریعہ راہ ہدایت پائی اور اپنی زندگی کو احکامِ الٰہی کے مطابق بنایا۔ آپ کے دن دین کی تعلیم میں اور راتیں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بسر ہوتیں۔

Marfat.com

ایک رات تہجد کی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی! مجھے بتا دے کہ جنت میں میرا ساتھی اور مصاحب کون ہوگا؟ جواب ملا فلاں چرواہا۔ حضرت جنیدؒ حیران رہ گئے۔ صبح ہونے کے بعد اس چرواہے کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور جب اس سے ملاقات ہوئی تو دو تین دن اس کے ساتھ رہے۔ اس کا حال دیکھنے کے بعد ایک دن حضرت جنید بغدادیؒ نے اس چرواہے سے دریافت کیا بھائی! میں نے تو دیکھا ہے کہ سوائے پنج وقتہ نماز پڑھنے کے تم ایسا کوئی کام نہیں کرتے جو اس قدر قبولیت کا باعث ہو۔ شاید یہ بلند درجہ تمھیں تمھارے کسی باطنی معاملے کی وجہ سے ملا ہے۔ چرواہا مسکرایا اور کہا، خواجہ جنیدؒ! میں ایک جاہل آدمی ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ معاملہ کس کو کہتے ہیں اور باطن کیا ہوتا ہے میں تو ایک سیدھا سادہ مسلمان ہوں۔ البتہ میرے اندر دو خصلتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ ان سب پہاڑوں کو سونے کا کر دے اور انھیں میرے قبضے میں دے دے اور پھر یہ سب میرے ہاتھ سے جاتے رہیں تو مجھے ان کے چلے جانے کا کوئی رنج و غم نہ ہوگا۔ دوسری یہ کہ کوئی میرے ساتھ وفا کرے یا جفا، میں اس سے کوئی اثر قبول نہیں کرتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہو رہا ہے، بندہ بے چارہ تو صرف ایک ظاہری سبب ہے۔ خواجہ جنیدؒ! میں نے اپنا کام اپنے محبوب رب کے حوالہ کر دیا ہے خواہ وہ مجھے اب زندہ رکھے یا مار ڈالے۔ اس کی مرضی پر راضی ہوں۔ چرواہے کا جواب سن کر جنیدؒ کی سمجھ میں آگیا کہ اسے کیوں جنت میں میرا مصاحب بنایا گیا ہے۔ کیونکہ جس کی نیت میں خلوص ہو اس کے سامنے صرف رضائے الٰہی ہوتی ہے۔

حکایت بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو ہمیشہ چوری کیا کرتا تھا آخر اس نے توبہ کی اور چوری سے برطرف ہوا پھر سوچا یقین ہے کہ توبہ کی برکت سے یہ گناہ تو تیرا معاف ہوا ہوگا اب بطور کفارہ کے کچھ کرنا چاہیے تاکہ زیادہ ثواب حاصل ہو، تب اس نے یہ بات اختیار کی کہ تمام رات عبادت کرتا اور دن کو روزہ رکھتا، چند روز کے بعد

اس زمانہ کے پیغمبر کو وحی ہوئی کہ اس شخص سے کہہ دو کہ تیری عبادت میری درگاہ میں قبول نہیں ہے کیوں عبث تکلیف اٹھاتا ہے جب اس کو یہ حکم سنایا تب عبادت اور ریاضت زیادہ شروع کی۔ چنانچہ ہفتہ میں ایک بار کھاتا اور آٹھ پہر یادِ الٰہی میں مصروف رہتا چند روز کے بعد پھر اس وقت کے پیغمبر کو حکم ہوا کہ اب اس میرے بندے سے کہہ دو کہ میں تجھ سے راضی اور خوش ہوا اور تیری عبادت میری درگاہ میں قبول ہوئی تب اس نبی نے اس کو یہ پیغامِ الٰہی بھیجا اور پوچھا کہ اے عزیز اب تو نے کونسا عملِ خیر کیا جس کے سبب سے تو رحمتِ الٰہی کا مستحق ہوا؟ اس نے کہا کہ میں نے کمالِ عجز و زاری سے جنابِ الٰہی میں عرض کی کہ خداوندا تیرا ایک بندہ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہتا ہے اور اسے قطع نظر اور تکالیف کے کبھی درد تک نہیں ہوتا اور میں تیری درگاہ میں التجا و زاری اور عاجزی کرتا ہوں تیری بندہ نوازی اور غفاری سے کیا عجب ہے کہ مجھ کو محروم اور مردود نہ کرے۔ میری یہ دعا قبول ہوئی ہوگی۔

نیت کا پھل

ایک نیک بخت عورت تھی اور اس کا خاوند سنار تھا اس عورت کے یہاں تیس برس سے ایک بہشتی آیا جایا کرتا تھا لیکن کبھی اس نے اسے نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا ایک روز جو وہ آیا تو اس نے بڑے زور سے اس عورت کا ہاتھ پکڑ لیا جب اس کا خاوند آیا تو اس عورت نے پوچھا کیا تم سے کوئی گناہ صادر ہوا ہے اس نے جواب دیا اور تو کچھ نہیں اتنا ضرور ہوا کہ ایک عورت نے مجھ سے کنگن خریدے تھے اس کے ہاتھ جو میں نے دیکھے تو مجھے پسند بہت آئے۔ میں نے زور سے اس کی کلائی پکڑ لی تھی۔ وہ عورت بولی جیسا تو نے اپنے مسلمان بھائی کی بی بی کے ساتھ کیا تھا خدا نے اس کا بدلہ تمہیں دیا کہ تمہاری بی بی کو بھی وہی پیش کیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو وہ بہشتی آ کر معذرت کرنے لگا اس عورت نے کہا تمہاری کوئی خطا و قصور نہیں یہ ساری خرابی میرے خاوند کی جانب سے ہے۔

Marfat.com

کراماً کاتبین انسان کے ارادے کو کیونکر لکھتے ہیں

سفیان بن عیینہؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ فرشتے انسان کے اس ارادے کو کیونکر لکھتے ہیں جو ابھی عمل میں نہیں آیا؟ انھوں نے فرمایا کراماً کاتبینؑ غیب نہیں جانتے لیکن انسان جب نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے بدن سے کستوری کی خوشبو آتی ہے اور وہ جان لیتے ہیں کہ اس نے نیکی کا قصد کیا ہے۔ اور اگر وہ بُرائی کا قصد کرتا ہے تو اس سے بدبو آتی ہے اور وہ جان لیتے ہیں کہ اس نے برائی کا قصد کیا ہے۔

حکایت

پرانے زمانہ میں ایک بوڑھا اور ایک جوان تھے دونوں نے مل کر ایک زمین خریدی اور اس میں گندم بوئی۔ جب کھیتی پک کر تیار ہوئی اور کٹائی ہو چکی اور دونوں اپنا اپنا حصہ تقسیم کرنے لگے تو بوڑھا اپنا حصہ لیتا او چپکے سے جوان کی طرف سرکا دیتا اور کہتا کہ شاید اس کی عمر میں برکت ہو اور اسے زیادہ گندم کی حاجت ہو، میں تو بوڑھا ہو چکا ہوں مجھے زیادہ گندم کی کیا حاجت؛ اور جوان اپنا حصہ لیتا تو چپکے سے بوڑھے کی طرف سرکا دیتا اور کہتا کہ بوڑھا عیال دار ہے اسے زیادہ گندم درکار ہو گی۔ جوں جوں یہ دونوں آپس میں یہ معاملہ کرتے رہے گندم بڑھتی گئی اور ختم ہونے میں نہ آتی تھی۔ جب یہ دونوں تقسیم کرتے کرتے تھک گئے تو دونوں نے ایک دوسرے سے اپنی اپنی نیت بیان کی تو پتہ چلا کہ یہ برکت ہماری نیک نیتی کے باعث ہے۔ بادشاہِ وقت کو ان دونوں کے اس معاملے کا پتہ چلا تو اس نے ان کے اس ذخیرہ گندم سے ایک دانہ منگوا کر اپنے خزانہ میں رکھا اس کی برکت کی وجہ سے اس کے خزانہ میں بھی برکت پیدا ہو گئی۔ (نزہتہ المجالس ص ۳۹۰ ج ۱)

حکایت

ایک دفعہ ایک آدمی حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء کی خدمتِ اقدس میں تھوڑا سا گاجر کا حلوہ لایا آپ نے اسی مناسبت سے فرمایا کہ میں نے

Marfat.com

مولانا عزیز زاہدؒ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں اور مولانا برہان الدین کابلی جو دہلی کے نائب قاضی تھے ایام گذشتہ میں ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ایک دفعہ سونے کے دو تنکے مولانا برہان الدین کابلی کے ہاتھ لگے۔ انھوں نے کہا ان دو تنکوں میں سے ایک سے میں قرآن خریدوں گا تاکہ میں صاحبِ نصاب یعنی تونگر ہو جاؤں۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا، ایک تنکے سے قرآن خرید لیا مگر اسی دن انھیں دہلی سے کوتوال سپہ سالار جمال الدین نیشاپوری کے ہاں لے جایا گیا۔ جب کھانا لایا گیا تو اس میں گاجر کا حلوہ بھی تھا کوتوال نے وہ حلوہ مولانا برہان الدین کابلی کے سامنے رکھا اور کہا کہ اسے کیسے کھاتے ہیں؟ مولانا برہان الدین نے جواب دیا کہ طالب علم خشک روٹی اس طرح کھاتے ہیں، گویا وہ گاجر کا حلوہ ہے۔ پس وہ گاجر کا حلوہ کیسے کھائیں گے۔

کوتوال کو یہ بات بہت اچھی لگی اور اس پر بڑا اثر ہوا۔ اس نے کسی کو اشارہ کیا کہ وہ بیس یا تیس تنکے لائے جو مولانا برہان الدین کو دے دیے گئے۔ غرض مولانا کے پاس اس کے بعد مال و نعمت کی فراوانی ہو گئی۔ وہ دہلی کے نائب قاضی بنائے گئے انھیں اور بھی بہت سی نعمتیں میسر آئیں۔ چونکہ ان کی نیت صادق تھی اس لیے اس نے بڑے اثر دکھائے۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کا قول

آپ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ کی موت اس طرح ہوتی ہے جیسے ایک آدمی ایک مکان سے اٹھ کر دوسرے مکان میں چلا جائے۔ لہٰذا جو شخص اولیاء اللہ سے دشمنی رکھتا ہے اپنی نیت کے مطابق رنج و بلا کا شکار ہو جاتا ہے اور جو شخص ان کا معتقد ہوتا ہے، سعادتِ دارین پاتا ہے۔ اور بالکل زندوں کی طرح اولیاء کا فیض جاری رہتا ہے۔

حکایت

حضرت عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے امیر گھرانے سے تعلق رکھتے تھے بچپن میں آپ بڑے قیمتی لباس میں ملبوس مکتب جا رہے تھے۔ نوکر چاکر

Marfat.com

آپ کے ساتھ تھے۔ راستے میں آپ نے ایک زخمی گدھا دیکھا جس کی پیٹھ زخمی تھی اور کوے اس کی پیٹھ سے گوشت نوچ رہے تھے اور بے چارا مجبور تھا اور وہ ان کو اڑا بھی نہیں سکتا تھا۔ حضرت عثمان رح کو اس پر ترس آ گیا اور اپنے نوکروں کو اپنی ریشمی قبا اتار کر دی۔ اور حکم دیا کہ یہ اس گدھے کی پیٹھ پر اوڑھا دو، پھر آپ نے اپنی دستار اتار کر اس کے زخم کی جگہ پر باندھ دی اور چل دیے۔ گدھے نے زبانِ حال سے بارگاہِ حق میں دعا کی تو حضرت کی طبیعت میں کچھ ایسا انقلاب آیا کہ آپ طلبِ معرفت میں حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں پہنچ گئے اور ان کی نظر سے عارفِ کامل بن گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۴۸۸)

نیّت کی حقیقت

حضرت امام غزالی رح نے فرمایا ہے کہ جب تک تین حالتیں در پیش نہ ہوں، انسان سے حرکت سرزد نہیں ہو گی: علم، ارادہ، قدرت۔! مثلاً جب تک وہ کھانا نہیں دیکھے گا نہیں کھائے گا، اگر دیکھا لیکن اس کی خواہش نہیں ہے تب بھی نہیں کھائے گا لیکن خواہش ہے اور ہاتھ ایسا مفلوج ہے کہ حرکت نہ کر سکے تو نہیں کھا سکے گا۔ پس یہ تین حالتیں سب حرکات کے لیے در پیش ہیں لیکن حرکت قدرت کی تابع ہے، اور قدرت ارادے کی تابع ہے۔ کیونکہ ارادہ ہی قدرت کو کام میں لگاتا ہے اور خواہش علم کی تابع نہیں ہے۔ کیونکہ آدمی بہت سی چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے لیکن ان کو نہیں چاہتا کیونکہ بغیر علم کے چاہنا دشوار ہے، کہ جس چیز کو جانتا ہی نہیں اس کو کس طرح چاہے گا۔ ان تینوں چیزوں میں سے خواہش کا نام نیت ہے، قدرت و علم کو نیت نہیں کہتے۔ خواہش آدمی کو کسی کام پر آمادہ کرتی ہے اور کام میں لگا دیتی ہے اس کو غرض مقصد اور نیت بھی کہتے ہیں، کبھی غرض ایک ہوتی ہے اور کبھی ایک کام سے دو

Marfat.com

اور دو سے زیادہ اغراض بھی ہوتی ہیں اگر غرض ایک ہی ہو تو اس کو نیت خالص کہتے ہیں اور اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی بیٹھا ہے اور ایک شیر نے اس کا قصد کیا وہ اٹھ کر بھاگا اس وقت اس کی غرض اور ارادہ ایک ہی ہوتا ہے یعنی بھاگ جانا۔ اس کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ ایک متمول و مالدار شخص آیا تو کوئی شخص اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا اور اس میں سوائے اکرام کے اور کوئی غرض نہیں ہے اور یہ غرض خالص ہے لیکن بہت سے ایسے کام ہیں کہ ان میں دو دو اغراض بھی ہوتی ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ ہر غرض جدا جدا ہو تب ہی کافی ہو۔ جیسے ایک غریب قرابت دار نے ایک درہم مانگا تو اس کو دے دیا کیونکہ وہ اپنا عزیز ہے اور درویش بھی ہے، دوسرے یہ کہ دینے والا اپنے دل ہی میں جانتا ہے کہ اگر وہ درویش نہ ہوتا تب بھی وہ اس کو دیتا اور اگر قرابتدار نہ ہوتا تب بھی دیتا تو اس وقت یہ دو اغراض ہیں اور نیت مشترک ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ سمجھتا ہے کہ اگر عزیز و قرابتدار ہوتا یا فقط درویش ہوتا تو نہ دیتا لیکن جب یہ دونوں باتیں جمع ہو گئیں تو درہم دینے کا باعث ہوئیں۔ پہلے سبب کی مثال تو یہ ہے کہ دو قوی شخص باہم مل کر پتھر کو اٹھاتے ہیں۔ اگر ہر ایک اکیلا اٹھاتا تو بھی ہو سکتا تھا اور دوسری مثال یہ ہے کہ دو کمزور آدمی ایک پتھر کو مل کر اٹھاتے ہیں لیکن اکیلا اس کو کوئی بھی نہیں اٹھا سکتا۔ تیسری قسم یہ ہے کہ ایک غرض ضعیف ہے جو کام پر نہ لگائے اور دوسری غرض قوی ہے جو تنہا کام پر لگا دے۔ لیکن اس سے کام زیادہ آسان ہو جاتا ہے جیسے کوئی رات کو اکیلا نماز پڑھتا ہے لیکن جب بہت سے لوگ موجود ہوں تو نماز پڑھنا نسبتاً آسان ہو جائے گا۔ لیکن اگر ثواب کی امید نہ ہوتی تو محض لوگوں کے دکھانے کے لیے نماز نہ پڑھتا اور اس کی مثال یہ ہے کہ کچھ لوگ مل کر پتھر اٹھا سکتے ہیں لیکن اس کے اٹھانے میں ایک کمزور شخص نے بھی مدد کی تاکہ اور آسانی ہو جائے۔

Marfat.com

باب ۴

اخلاص

اخلاص دوستی کی بنیاد ہوتا ہے خاص کر اللہ سے دوستی کے لیے اخلاص لازم ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کا مخلص بندہ نہ بنے گا وہ اس سے قربت اور دوستی کا تعلق قائم نہیں کر سکتا۔ اس لیے اللہ سے دوستی کے طلبگار کو ہر عمل اخلاص سے کرنا چاہیئے کیونکہ اعمال میں جتنا زیادہ اخلاص ہوگا اتنا ہی عمل بارگاہ رب العزت میں فوری قبول ہوتا ہے۔ اخلاص کے بغیر اعمال کے لیے محنت کرنا دکھ برداشت کرنا کچھ فائدہ نہیں دیتا لہذا عبادت کرتے ہوئے صرف یہ نیت رکھی جائے کہ میں جو کر رہا ہوں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے اور اس میں لوگوں کی خوشنودی کو ملنے نہ دے اور نہ ہی اپنی کسی خواہش کو ملائے، ایسا اخلاص صحیح ہوگا۔

اخلاص کا مطلب خالص ہونا ہے یعنی اخلاص کا اطلاق ہر اس نیک عمل اور قول پر ہوتا ہے جس کا مقصد رضائے الٰہی ہو۔ لہذا اعمال کو ریا، نمود، اغراض شہرت، معاوضہ، اور فائدے کے حصول سے پاکیزہ رکھنا اخلاص کہلاتا ہے۔ اس لحاظ سے اخلاص اسلامی عبادات اور اطاعت کی بنیاد ہے کیونکہ اس کے بغیر ایمان اور عمل کا وہ اجر نہیں ملتا جو حقیقی معنوں میں ملنا چاہیئے اس لیے یہ قلبی، مالی، جانی اور روحانی، گویا کہ ہر قسم کے نیک اعمال کے لیے از حد ضروری ہے۔

اخلاص بہت بڑی دولت ہے کیونکہ جس نے اخلاص حاصل کر لیا اس نے نفس پر قابو پالیا اور جس نے نفس پر غلبہ پالیا گویا اس نے اللہ کو راضی کر لیا تو جس پر اللہ راضی ہو گیا تو

Marfat.com

اس نے دنیا کی ہر چیز کو پا لیا یعنی اخلاص، اللہ کی قربت حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

منازلِ ولایت میں سے اخلاص بڑی کٹھن منزل ہے کیونکہ جونہی اخلاص میں ذرہ بھر کمی آجائے تو طالب اسی مقام پر رک جائے گا اور اس کی روحانی ترقی بند ہو جائے گی۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ بڑے بڑے زاہد اور عابد اخلاص کے مقام پر ذرا سی نمود و نمائش سے گر جاتے ہیں۔ اور پھر زندگی بھر منزل سیدھی نہیں ہوتی۔ اخلاص اسی وقت ہی قائم رہتا ہے جبکہ دل میں صرف یہی بات ہو کہ جو عمل کرنے لگا ہوں اس کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے لوگ خواہ کچھ کہیں مگر اخلاص کا دامن نہ چھوٹے۔

شیطان اخلاص کا بہت بڑا دشمن ہے اس لیے اس کی ہر ممکن کوشش یہی ہوتی ہے کہ بندوں میں اخلاص پیدا ہی نہ ہو اگر کسی میں اخلاص پیدا ہو جائے تو پھر وہ اس مخلص کے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ تو بڑا مخلص ہے یونہی بندے کے دل میں اپنے اخلاص کے بارے میں یہ خیال پیدا ہو جائے تو بندہ اخلاص کھو بیٹھے گا لہٰذا شیطان کے اس حملے سے ہمیشہ باخبر رہنا چاہیئے تاکہ ایک مرتبہ جب اعمال میں خلوص پیدا ہو جائے تو ہمیشہ قائم رہے۔

بعض ابتدائی مریدوں اور طالبوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ کثرتِ ذکر کی بنا پر جب کشف کھلتا ہے اور بندے پر اسرار الٰہی ظاہر ہونے لگتے ہیں تو تمام صوفیا انھیں ضبط نہیں کرتے اور لوگوں میں اسرار الٰہی کا ذکر کرنے لگتے ہیں تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ وہ اللہ کے ولی ہیں۔ اور لوگوں میں قدر و منزلت بڑھ جائے اس طرح ایسے لوگوں کا کشف اسی مقام پر رک جاتا ہے ان کا ذکر اور عبادت، نمود و نمائش اور غلط سوچ کی بنا پر اللہ کی بارگاہ میں اعلیٰ درجہ حاصل نہیں کر پاتی اور بندہ اسی گمان میں مبتلا رہتا ہے کہ میں کچھ ہوں۔ حتیٰ کہ موت کا بلاوا آجاتا ہے اور ساری سوچیں دنیا ہی میں پڑی رہ جاتی ہیں، اللہ ایسی نمود سے ہمیشہ پناہ میں رکھے۔ آمین!

اللہ کی محبت اخلاص قائم رکھنے میں بڑی مددگار اور معاون ہے چونکہ محبت کا تقاضا

Marfat.com

یہی ہوتا ہے کہ جو کچھ کیا جائے وہ صرف محبوبِ حقیقی یعنی اللہ کو راضی کرنے کے لیے کیا جائے۔ اس طرح جب عمل میں یہ محبت والی سوچ شامل رہے گی تو ہر عمل میں اخلاص ہی اخلاص ہوگا۔

ارشاداتِ الٰہیہ

اخلاص کی ترجیح کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۙ — فرما دیجیے کہ بے شک مجھے حکم ہوا ہے کہ اخلاص سے اللہ کی صرف اسی کے لیے عبادت کروں۔

(پ ۲۳، زمر ۱۱)

عبادت کی اصل روح اخلاص ہے لہٰذا ذکر و فکر میں اخلاص ضروری ہے کیونکہ قبول عبادت کی بنیاد اخلاص ہی ہے۔ جتنا اخلاص زیادہ ہوا تنی جلدی عبادت کو شرفِ قبولیت حاصل ہوتا ہے اس لحاظ سے اخلاص بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اسی حکم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ایک اور مقام پر یوں بیان فرمایا ہے:

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ — آپ اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکاریں، اگرچہ یہ کافروں کو کتنا ہی برا کیوں نہ لگے (پ ۲۴ مومن ۱۴)

مسلمانوں کا خلوصِ دل سے اللہ کو پکارنا غیر مسلموں کو اچھا نہیں لگتا کیونکہ شیطان غیروں کے دلوں میں حسد اور انتقام کا جذبہ ابھار دیتا ہے اس لیے احتیاطاً مسلمانوں کو خبردار رہنا چاہیے کہ اخلاص کے سلسلے میں دوسرے خواہ کتنی مخالفت کریں اسے کسی قیمت پر ترک نہ کیا جائے بلکہ اپنی ہر عبادت اور عمل میں اخلاص زیادہ سے زیادہ پیدا کرنے کی کوشش میں رہنا چاہیے۔ اسی سلسلے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے عبادت کو خالص رضائے الٰہی کے لیے کرنے کی یوں ترغیب دی ہے:

هُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ — وہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ تم خالص اس کی عبادت کرتے ہوئے اسے ہی پکارو
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ تمام حمد اللہ ہی کی ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے

-۔ ۔- (پ ۲۴، مومن ۶۵)

اللہ ازل سے ہے ابد تک رہے گا وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ رہے گا اس کا کوئی وصف کسی دوسرے میں نہیں لہذا تقاضائے توحید یہی ہے کہ اسے ہر حال میں معبود برحق تسلیم کرتے ہوئے صرف اسی کی عبادت کی جائے اور عبادت بھی ایسی ہو کہ جس میں اخلاص ہی اخلاص ہو یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس کی بندگی اخلاص کے ساتھ کریں۔ کیونکہ خالص دین اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بے شک ہم نے اس کتاب کو تمھاری طرف حق
بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا کے ساتھ نازل کیا ہے پس اللہ کی عبادت کرو
لَّهُ الدِّيْنَ ۝ؕ اسی کے لیے عبادت میں اخلاص پیدا کرو۔

-۔ ۔- (پ ۲۳، زمر ۲)

بتایا گیا ہے کہ یہ قرآن عظیم بیشک اسی کا نازل کیا ہوا ہے اور اسی کا کلام ہے اس کے حق ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں لہذا لوگوں کو چاہیئے کہ اسی کی عبادت کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت زیبا نہیں اور پھر عبادت میں اخلاص پیدا کیا جائے، کیونکہ اسی آیت کے آگے مزید فرمایا گیا ہے کہ :

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَ خبردار اللہ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا درست ہے
الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو دوست
اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا بنا رکھا ہے ہم ان کی پوجا صرف اس لیے کرتے ہیں
لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ تاکہ اللہ کا قرب حاصل ہو جائے۔ یہ لوگ جس بارے

Marfat.com

اللہ یحکم بینہم فی ما ھم فیہ یختلفون ط ان اللہ لا یھدی من ھو کذب کفار ہ

میں اختلاف کرتے ہیں ان کا سچا فیصلہ اللہ کریگا بے شک اللہ کاذبوں اور ناشکروں کو ہدایت نہیں دیتا (پ ۲۳، زمر ۳)

دین کا اخلاص توحید الٰہی میں ہے لہذا اس کے علاوہ کسی اور کو خدا ماننے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی لا فاعبدوا ما شئتم من دونہ ط قل ان الخسرین الذین خسروا انفسہم و اھلیہم یوم القیمۃ ط الا ذلک ھو الخسران المبین ہ

فرمائیے کہ میں اپنے دین میں اخلاص کے ساتھ اسی کی عبادت کرتا ہوں تم اس کے سوا جس کی چاہتے ہو عبادت کرتے رہو۔ کہہ دو کہ نقصان اٹھانے والے وہی لوگ ہیں جو قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو نقصان میں ڈال دیں گے یاد رکھو کہ یہی کھلم کھلا نقصان ہے۔ (پ ۲۳، زمر ۱۴، ۱۵)

اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ دین میں اخلاص بہت ضروری ہے کیونکہ خالص اللہ کی عبادت اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ انسان مکمل طور پر دین اسلام میں اللہ کے لیے شامل ہو، جو لوگ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت نہیں کرتے وہ خسارے میں رہیں گے خاص کر جب قیامت کے روز انھیں اخلاص نہ رکھنے کی وجہ سے سزا کا حکم ہوگا تو انھیں بہت افسوس ہوگا اور انھیں اس وقت صحیح پتہ چل جائے گا کہ اخلاص سے عبادت نہ کرنے کا کتنا نقصان ہوا ہے اور ان کا یہ نقصان ایسا ہوگا کہ وہ اس کی تلافی نہیں کر سکیں گے اس لیے روز قیامت اس بڑے نقصان سے بچنے کے لیے ہر ایک کو اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنی چاہیئے۔

ایک اور مقام پہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و اقیموا وجوھکم عند کل

اور ہر نماز کے وقت سیدھا قبلے کی طرف رخ

Marfat.com

مَسٰجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝ کیا کرو اور اخلاص سے اسی کی عبادت کرو، اور اسے پکارو۔ (پ ۸، اعراف ۲۹)

نماز میں اخلاص اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور نماز میں اخلاص اس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ اپنی توجہ کو ہر طرف سے ہٹا کر اللہ کی طرف لگایا جائے گا اور ایسی عبادت خالصتًہ اللہ کے لیے ہوگی اس لیے جب بھی اللہ کی عبادت کی جائے تو اس میں رضائے الٰہی کو مدنظر رکھا جائے تاکہ عبادت کی روح یعنی اخلاص قائم رہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ خدا تک نہ توان کے گوشت ہی پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون۔ بلکہ اس تک تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ (پ ۱۷، حج ۳۷)

قربانی میں اخلاصِ نیت کا بڑا دخل ہے جو شخص اللہ کے لیے قربانی کرتا ہے تو وہ بارگاہِ رب العزت میں قبول ہوتی ہے حالانکہ قربانی کے جانور کا گوشت خود انسان ہی کھا لیتے ہیں مگر قربانی کرنے میں جو خلوص انسان کے دل میں ہوتا ہے اللہ اس کی بنا پر اپنی بارگاہ میں جانور کی قربانی دینے والے کی قربانی قبول فرما لیتا ہے۔

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ ہم تمہیں خالص خدا کے لیے کھلاتے ہیں نہیں تم سے کچھ بدلہ درکار نہیں اور نہ شکرگزاری کے خواستگار ہیں۔ (پ ۲۹، دھر ۹)

اللہ والوں کے اخلاص کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ اللہ کے خاص بندوں کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اللہ کے لیے حاجتمندوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور اپنی طاقت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی محبت میں مستحق لوگوں پر خرچ کرتے ہیں اور اس نیکی کا بدلہ دنیا میں طلب

Marfat.com

نہیں کرتے یعنی جو کرتے ہیں اللہ کو راضی کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ اسی بات کو ایک اور مقام وانداز میں یوں بیان کیا گیا ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ	کہہ دے کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے (انعام: ۱۶۳)

اللہ پاک نے حکم دیا ہے کہ اے نبیؐ! کہہ دو کہ میری نماز، میری ساری عبادت، میرا جینا اور مرنا سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے لہٰذا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اخلاص کے ساتھ نیت وعزم کا حکم دیا ہے، جو کام کہ صرف اللہ ہی کے لیے کرو، یہی اخلاص نیت ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو اور عبادت میں کوئی غرض نہ رکھو، سوائے اس کے کہ اللہ راضی ہو جائے۔

ان تمام آیات سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ عقائد و اعمال کی درستی کے لیے اخلاص بڑی اہم بنیاد ہے لہٰذا دینِ اسلام میں اسے ہر حال میں اپنانا لازمی ہے۔

فضیلتِ اخلاص

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں اخلاص پر بہت زور دیا گیا ہے۔ تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں ہر کام کرتے وقت اخلاص پیدا رہے۔ احادیثِ اخلاص حسبِ ذیل ہیں:

اخلاص کیا ہے؟

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور تمھارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے دلوں اور تمھارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ (مسلم)

اعمال کا دارومدار

علقمہ بن وقاصؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ میں نے حضورؐ کو فرماتے سنا ہے کہ اعمال کا دارومدار

Marfat.com

نیتوں پر ہے۔ آدمی جیسی نیت کرے گا ویسا ہی اسے اجر ملے گا۔ تو جس کی اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب ہجرت ہوگی تو اسے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف ہجرت کا اجر ملے گا اور جس کی ہجرت دنیا یا کسی عورت کی غرض سے ہوگی تو اس کی ہجرت کا اجر بھی ویسا ہی ملے گا۔ (ابن ماجہ)

اُمّت کی مثال

حضرت ابوکبشہ الانماریؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس اُمت کی مثال ان چار آدمیوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کو اللہ نے مال اور علم عطا ہو کیا ہو تو وہ اپنے علم پر عمل کرتا ہو اور اپنے مال کو حق کے مطابق خرچ کرتا ہو۔ دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے علم دیا ہو اور مال نہ دیا ہو اور وہ یہ کہتا ہو کہ اگر میرے پاس بھی اسی طرح مال ہوتا تو میں بھی اسے اسی طرح خرچ کرتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دونوں ثواب میں برابر ہیں۔ تیسرا آدمی وہ ہے جسے اللہ نے مال تو دیا ہو لیکن علم نہ دیا ہو اور وہ اسے ناحق خرچ کرتا ہو اور چوتھا وہ آدمی ہے جسے اللہ نے نہ علم دیا نہ مال، اور وہ یہ کہتا ہو کہ اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں بھی اسی طرح (عیاشی) میں خرچ کرتا تو یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (ابن ماجہ)

نیت پر اٹھایا جانا

حضرت ابوہریرہ رضؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔ (ابن ماجہ)

اخلاص کا ثمرہ

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ یقین کامل اور اخلاص کے ساتھ اسلام قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے اور اگلے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے اعمال خیر کا ایک سے سات سو گنے تک بلکہ اس سے دوگنا اجر عطا فرماتا ہے لیکن اس کا گناہ صرف

Marfat.com

ایک ہی لکھا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس سے بھی درگزر فرماتا ہے۔ (بخاری)

اخلاص کی برکت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کی ان کے ضعیفوں کی دعاؤں اور ان کی نمازوں اور ان کے اخلاص کی برکت سے مدد فرماتا ہے۔ (النسائی)

ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اخلاص والوں کے لیے خوشخبری اور مبارک ہو جو ہدایت کے چراغ ہیں ان کے ذریعہ تمام سیاہ فتنے دور ہو جاتے ہیں۔ (بیہقی)

جہاد میں اخلاص

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی شجاعت دکھلانے، دوسرا قومی غیرت اور تیسرا ریاکاری کی غرض سے لڑتا ہے ان میں سے کون اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صرف اس غرض سے لڑے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہی بلند ہو وہ اللہ کے راستے میں مجاہد ہے (بخاری)

جہاد میں جان دے دینا بڑی بات ہے مگر جہاد میں اللہ کی خوشنودی کو مدنظر رکھنا جہاد کی اصل روح ہے۔ اگر جہاد کرتے ہوئے دوسروں کو اپنی طاقت اور بہادری دکھانا مقصود ہو، یا ریاکاری ہو یا عزتِ نفس کی بڑائی دکھانا مقصود ہو تو پھر اللہ کی راہ میں جان دینے کا مقصد حاصل نہ ہوگا۔ اسی بات کی وضاحت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث میں یوں کی گئی ہے:۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو حساب کے لیے لایا جائے گا اس سے پوچھا جائے گا کہ تُو نے کونسی عبادت کی؟ وہ شخص عرض کرے گا کہ میں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، میں نے اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر دی، میدانِ جنگ میں کفار کے ہاتھوں شہید ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ بولا، یہ سب تو نے اس لیے کیا تھا کہ

Marfat.com

لوگ تجھے بہادر کہیں، لوگوں نے تجھے بہادر کہہ دیا۔ پھر حکم ہوگا کہ اسے جہنم میں ڈال دو۔ پھر ایک اور شخص کو حساب کے لیے پیش کیا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے کونسی عبادت کی؟ وہ عرض کرے گا یا اللہ! میں نے تیری راہ میں اپنا مال خرچ کیا تھا۔ میں زکوٰۃ دیتا رہا، صدقہ وخیرات کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا، تو نے جھوٹ کہا، تو نے مال اس لیے خرچ کیا تھا کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور تیری تعریف کریں، تو لوگوں نے تجھے سخی کہا اور تعریف بھی کی، پھر حکم ہوگا کہ اسے بھی جہنم میں ڈال دو۔ تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر ایک تیسرے شخص کو حساب کے لیے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ تو نے دنیا میں کونسی نیکی کی؟ وہ عرض کرے گا یا اللہ! میں نے قرآن کا علم حاصل کیا اور بہت تکالیف برداشت کیں، لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا، تو جھوٹ کہتا ہے، تو نے علم اس لیے سیکھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور تیری تعریف کریں۔ پس لوگوں نے تجھے عالم کہا اور تیری تعریف کردی، پھر حکم ہوگا، کہ اسے جہنم میں ڈال دو۔

نیّت کا ثواب

حضرت معن بن یزید بن اخنس رضؓ، وہ خود، ان کے والد اور دادا تینوں صحابی ہیں، فرماتے ہیں کہ میرے والد یزید نے کچھ دینار صدقہ کرنے کے لیے نکالے اور مسجد میں ایک آدمی کے پاس رکھ آئے۔ میں آیا اور انھیں اٹھا کر اپنے والد کے پاس لے آیا۔ انھوں نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نے تیرا ارادہ نہیں کیا تھا۔ پھر ہم اپنا جھگڑا لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یزیدؓ! تجھے تیری نیت کا ثواب ہوگا اور اے معنؓ! جو تو نے لیا وہ تیرا ہے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس طرح کی نیت کی جائے اس کا اجر اللہ تعالیٰ عطا کرے گا۔ بشرطیکہ نیت میں اخلاص ہو۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک جنگ میں محاصرہ

Marfat.com

طول پکڑتا جارہا تھا اسلامی لشکر کے سپہ سالار مسلمہ بن عبدالملک کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر قلعہ پر قبضہ کس طرح کیا جائے۔ موسم بھی ناموافق تھا اور اندیشہ تھا کہ اگر محاصرہ اور زیادہ طویل ہو گیا تو اسلامی لشکر پریشانی میں مبتلا ہو جائے گا۔ اتفاق سے ایک دن قلعہ کی دیوار کا جائزہ لیتے لیتے مسلمہ کی نگاہ قلعہ کی دیوار کے ایک شگاف پر پڑی۔ بجلی کی طرح تیزی سے ایک ترکیب مسلمہ کے ذہن میں آئی۔ اگر کوئی سپاہی اس شگاف کے راستے قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ کھول دے تو لشکر بآسانی قلعہ پر قبضہ کر سکتا ہے۔

سپہ سالار نے کئی سپاہیوں سے کہا کہ تم اس دراڑ کے راستے قلعہ میں داخل ہو جاؤ۔ انھوں نے انتھک کوشش بھی کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ علامہ ابن قتیبہ نے عیون الاخبار میں لکھا ہے کہ ایک چھریرے بدن کا غیر معروف سپاہی آیا اور قلعہ میں گھس گیا۔ رات کا وقت تھا۔ پہریدار محوِ خواب تھے۔ سپاہی نے دروازہ کھول دیا اور نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ لشکر پروگرام کے مطابق دروازے پہ تیار ہی کھڑا تھا، فوراً قلعہ میں داخل ہو گیا اور قبضہ کر لیا۔

سپہ سالار سپاہی کی اس کارگزاری پر بیحد خوش ہوا مگر وہ اس سپاہی کو نہ پہچانتا تھا نہ اس کے نام سے واقف تھا۔ اس نے اس سپاہی کو انعام واکرام سے نوازنے کا ارادہ کیا تھا مگر سپاہی اپنا کام مکمل کرنے کے بعد خاموش تھا۔ مسلمہ بن عبدالملک کے حکم سے جب لشکر میں بار بار اعلان ہو چکا کہ جو سپاہی قلعہ کی دیوار کے راستے داخل ہوا تھا وہ سپہ سالار مسلمہ بن عبدالملک سے ملاقات کرے تو ایک شخص سپہ سالار کے خیمہ کے دروازے پر آیا اور دربان سے کہا کہ میں سپہ سالار سے ملنا چاہتا ہوں۔ دربان نے اس غیر معروف سپاہی کو سپہ سالار کے سامنے پیش کر دیا۔ سپاہی نے مسلمہ سے کہا کہ اگر آپ تین باتوں کا وعدہ کریں تو میں آپ کو بتا دوں گا کہ قلعہ میں داخل ہونے والا شخص کون تھا۔ ایک تو یہ کہ آپ اس سپاہی کے نام سے خلیفہ کو آگاہ نہیں کریں گے۔ دوسرے یہ کہ آپ اسے کوئی انعام نہ دیں گے اور تیسرے یہ کہ آپ یہ دریافت نہیں کریں گے کہ وہ کس قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ سپہ سالار نے جب

Marfat.com

وعدہ کر لیا تو سپاہی نے کہا کہ وہ میں ہوں۔ میں اپنی اس خدمت کا اجر آخرت میں لینا چاہتا ہوں۔ اس واقعہ کے بعد سپہ سالار مسلمہ کی عادت ہوگئی کہ ہر نماز کے بعد دعا کرتے کہ اللہ! مرنے کے بعد میرا حشر و نشر اس سپاہی کے ساتھ کرنا۔ یہ اس لیے کہ جس کا عمل ہو بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے۔

اخلاص کی بنیاد ارادہ اور عمل ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں پھر انھیں بیان کیا پس جو آدمی نیکی کا ارادہ کرے لیکن اس پر عمل پیرا نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک پوری نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور اگر ارادے کے ساتھ عمل بھی کرے تو دس سے سات سو گنا بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور اگر برائی کا ارادہ کرے لیکن عملی جامہ نہ پہنائے تو اللہ تعالیٰ اپنے ہاں اس کے لیے ایک کامل نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور اگر ارادہ کے بعد عمل بھی کرے تو اللہ تعالیٰ صرف ایک برائی تحریر فرماتا ہے۔ (بخاری)

اس حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ جب کوئی شخص نیک عمل کا ارادہ کر لیتا ہے مگر بعد میں وہ عمل اس سے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ پاتا تو اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اسے ثواب عطا کر دیتا ہے کیونکہ اس نے نیکی کا ارادہ کر لیا تھا یعنی اخلاصِ نیت کی بنا پر اسے ثواب مل گیا اس کے برعکس گناہ کی سزا اس وقت تک نہیں دی جائے گی جب تک کہ گناہ سرزد نہ ہو جائے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی رعایت اور احسان ہے کہ اللہ ہر ممکن طریقہ سے چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق نیکیوں کی طرف مائل رہے۔

ایمان کے لیے اخلاص کی ضرورت

ایمان کے لیے اخلاص بہت ضروری ہے کیونکہ اخلاص ہی سے ایمان میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے

Marfat.com

رسول! ایمان کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا اخلاص۔ (بیہقی)

اللہ کا راضی ہونا

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا سے اس حال میں رخصت ہو کہ اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ کے لیے اخلاص والا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور زکوٰۃ دیتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے (ابن ماجہ)

دین میں اخلاص رکھو

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت معاذ رضہ فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ مجھے کچھ وصیت فرما دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا اپنے دین میں اخلاص رکھو، تھوڑا کام بھی تم کو کافی ہوگا۔ (الترغیب)

دین اخلاص ہی کا نام ہے

ایک حدیث میں آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ سن لو دین تو اخلاص ہی کا نام ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ کس کے ساتھ کس کے لیے؟ ارشاد ہوا کہ اللہ کے ساتھ اس کے رسول کے ساتھ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ۔

فقیہہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ اخلاص تو یہ ہے کہ خود بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان و یقین رکھے اور لوگوں کو اس کی دعوت دے اور دل میں یہ تمنا رکھے کہ تمام لوگ ایماندار بن جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخلاص کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بھی آپ لائے ہیں سب میں آپ کی تصدیق کرے۔ آپ کی سنت پر عمل پیرا ہو اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کی طرف دعوت دے۔ کتاب کے ساتھ اخلاص یہ ہے کہ اس کی تلاوت کرے اس پر عمل کرے اور دل میں یہ جذبہ ہو کہ سب لوگ اس کے پڑھنے والے اور اس کے احکام پر چلنے والے بن جائیں۔ مسلمان حکام کے ساتھ اخلاص یہ ہے کہ وہ جو حکم دیں، ان کی اطاعت کریں، جہاں سے روکیں رک جائیں۔ ان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

Marfat.com

کرتے رہیں، تلوار لے کران کے خلاف بغاوت نہ کریں۔ عام مسلمانوں کے ساتھ اخلاص یہ ہے کہ ان کے لیے وہی پسند ہو جو اپنے لیے پسند ہے۔ اور جو اپنے لیے ناپسند ہے ان کے لیے بھی وہ پسند نہ ہو اور دل میں یہ تڑپ ہو کہ سب مسلمان باہم بھائیوں کی طرح محبت سے رہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

جنت میں لے جانے والی چیزیں

حضرت تمیم داری رضؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص قیامت کے دن پانچ چیزوں کے ساتھ حاضر ہوگا اس کے لیے جنت میں جانے سے کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے گی۔ اخلاص اللہ کے ساتھ اور اسؑ کے رسول کے ساتھ اور اسؑ کی کتاب کے ساتھ، مسلم امراء اور حکام کے ساتھ اور عامۃ الناس کے ساتھ۔ (تنبیہ الغافلین)

اخلاص کی حقیقت

حضرت ابوادریس خولانی رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ ہر حق کی ایک حقیقت ہے بندہ اخلاص کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پہنچتا، جب تک خاص اللہ تعالیٰ کے لیے کیے ہوئے عمل پر اپنی تعریف کو ناپسند نہ کرنے لگے۔ (یعنی تعریف کو پسند نہ کرے)

اخلاص کیا ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہے۔ دنیا کو آخرت کے لیے اور آخرت کو اللہ تعالیٰ کے لیے چھوڑ دے۔

اخلاص کی برکت کا ایک واقعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے زمانے کے تین آدمی جا رہے تھے رات کا وقت ہوا ادھر بارش ہونے لگی تو ان تینوں نے بارش سے بچنے کے لیے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ اختیار کی۔ اتفاقاً اوپر سے پتھر کی ایک چٹان گری جس سے غار کا منہ بند ہو گیا

Marfat.com

تو ان لوگوں نے کہا کہ اس بڑی چٹان سے نجات پانے اور بچنے کا سوائے اس کے کوئی ذریعہ نہیں کہ تم اپنے نیک اور خالص اعمال کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تو ان میں سے ایک نے کہا خدایا! میرا گزارا صرف بکریوں پر تھا، بکریاں چراتا تھا اور ان ہی کے دودھ سے تمام گھر والوں کی پرورش کرتا تھا۔ چونکہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے ہو چکے تھے اس لیے میں ان سے پہلے کسی گھر والے کو دودھ نہیں پلاتا تھا بلکہ پہلے ان کو پلاتا پھر بال بچوں کو پلاتا۔ اتفاق سے ایک روز مجھے درختوں کے پتے لینے کے لیے دور جانا پڑا اور میں اتنی دیر میں واپس آیا کہ والدین سو چکے تھے۔ میں نے حسبِ دستور دودھ دوہا اور والدین کے حصے کا دودھ ان کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے حاضر ہوا تو وہ دونوں چونکہ سو گئے تھے اور ادب کی وجہ سے جگانا بھی مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دودھ کا کٹورا لیے میں ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا کہ جب ان کی آنکھ خود بخود کھلے گی تو دودھ پیش خدمت کر دوں گا۔ اس انتظار میں صبح ہو گئی اور میرے بچے بھوک کی وجہ سے بلبلا رہے تھے مگر ان کی میں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ جب یہ صبح کو بیدار ہوئے تو دودھ پیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی اور تیری مرضی کے لیے کیا ہو تو اس چٹان کو ہٹا دے۔ چنانچہ اس اخلاصِ عمل کی وجہ سے فوراً وہ چٹان صرف اتنی ہٹی کہ وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔

دوسرے کی باری آئی اور اس نے کہا کہ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ مجھے اپنے چچا کی لڑکی سے محبت تھی اور میں اس سے اپنی خواہش پوری کرنا چاہتا تھا، وہ بچتی رہی اور میرے قبضے میں نہیں آئی۔ یہاں تک کہ ایک سال قحط کے زمانے میں معاشی حالت خراب ہو گئی۔ بہت مجبور ہو کر وہ میرے پاس آئی اور قرض کی درخواست کی۔ میں نے اس کو ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیے کہ وہ اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے۔ اور میری مراد پوری کر دے۔ وہ اس کام پر رضامند ہو گئی۔ جب میں ہر طرح سے اس پر قابو پا چکا اور اس

برے کام کے لیے بالکل آمادہ ہو گیا تو اس نے کہا خدا سے ڈر جا اور ناحق اس مُہر کو مت توڑ جو تیرے لیے حلال نہیں۔ میں اس سے ہٹ گیا۔ حالانکہ مجھے اس سے بہت محبت تھی اور ان اشرفیوں کو بھی بلا معاوضہ چھوڑ دیا۔ الٰہی! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضامندی کے لیے کیا ہو تو اس چٹان کو ہم سے ہٹا دے جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ چٹان کچھ اور ہٹ گئی لیکن نکلنے کے قابل راستہ نہ ہو سکا۔

تیسرے کی باری آئی تو اس نے کہا اے اللہ! میں نے ایک مرتبہ مزدوروں سے کچھ کام لیا۔ سوائے ایک کے سب کی مزدوری دے دی اور وہ اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا میں نے اس کی مزدوری کو زراعت پر لگا دیا اور اس سے بہت ترقی ہو گئی۔ ایک زمانہ کے بعد وہ مزدور آیا اور اپنی مزدوری طلب کی۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ سب کچھ اونٹ، بیل گائے، بکریاں اور غلام وغیرہ سب تیرے ہیں۔ سب لے جا۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا کہ میں مذاق نہیں کرتا۔ جب اس کو یقین آ گیا تب وہ سب کچھ لے کر چلا گیا اے اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لیے کیا ہو تو اس چٹان کو ہٹا دے تاکہ ہم باہر نکل جائیں۔ چنانچہ وہ چٹان اور ہٹ گئی اور سب باہر نکل آئے۔

(بخاری شریف)

اخلاص کا اجر جنت ہے

ایک اور روایت میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوست اپنے دوست کی ملاقات کے لیے دوسرے گاؤں کو روانہ ہوا۔ راستے میں اسے ایک فرشتہ ملا۔ فرشتے نے پوچھا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ وہ شخص بولا فلاں بھائی کی ملاقات کے لیے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا، کیا تجھے اس سے کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرشتہ بولا کیا تیری اس سے کوئی قرابت (رشتہ داری) ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرشتے نے دریافت کیا کہ پھر تیرے اس کے پاس جانے کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے اس کے ساتھ محض اللہ کی خاطر محبت ہے،

Marfat.com

اکہ وہ اللہ کا نیک بندہ ہے) اور میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جا رہا ہوں۔

فرشتے نے اسے بشارت دی کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تجھے خوشخبری سناؤں کہ اللہ نے تجھے اپنا دوست بنا لیا ہے اور تجھ پر جنت واجب کر دی ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا واقعہ اخلاص

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضؓ نے اپنی بیٹی عائشہ رضؓ سے پوچھا کہ کوئی کام ایسا تو نہیں جو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہوں اور میں نہ کرتا ہوں؟ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آٹھویں دن میٹھا حلوہ بنوا کر اس طرف جایا کرتے تھے۔ آپ نے کہا اچھا حلوہ بناؤ۔ میں بھی جاؤں گا۔ غرض اس طرف تشریف لے گئے تو غار میں ایک آدمی کو دیکھا جو کہ نہایت ضعیف ہے اور آنکھوں سے معذور ہے اور بدن پر کوڑھ ہے۔ جب کوڑھی نے پاؤں کی آہٹ سنی فوراً منہ پھیلا دیا یہ دیکھ کر خلیفۂ اول کا گمان درجہ یقین کو پہنچا۔ اسی وقت انگلی سے تھوڑا سا حلوہ نکال کر کوڑھی کے منہ میں رکھ دیا۔ حلوہ پاتے ہی وہ ایک مرتبہ سر سے پاؤں تک کانپ گیا پھر منہ بنا کر مشکل سے کرخت آواز میں بولا کیا محمدؐ وصال پا گئے؟ حضرت صدیق اکبرؓ نے سکوت کے بعد جواب دیا کہ ہاں اس شفیقِ امت نے وفات پائی۔ کوڑھی نے پوچھا تم کون ہو؟ خلیفہ نے کہا میرا نام (ابوبکر رضؓ صدیق) ہے۔ مجھ کو مسلمانوں نے اپنا امام اور خلیفہ رسول بنا لیا ہے اور اس کے بعد حضرت ابوبکر رضؓ نے کوڑھی سے پوچھا کہ میں سمجھتا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے حلوہ لاتے تھے اور اسی تقلید الرسول کی بنا پر میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اب متحیر ہوں کہ میرا خیال غلط تو نہ تھا؟ کوڑھی نے کہا تمھارا خیال بہت صحیح ہے لیکن واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے کھلانے میں غلطی ہے وہ طریقہ تم نے نہیں برتا۔ ہاں اے محمدؐ کے جانشین رضؓ! میں جب منہ پھیلاتا تھا تو تمھارا نبیؐ اپنی زبان پر رکھ کر میرے منہ میں گرا دیتا تھا اور جسم سے

جسم نہیں ملتا تھا۔ تم نے جو انگلی سے چاٹا یا اور انگلی کے لگ جانے سے مجھ کو جو اذیت ہوئی تو میں سمجھ گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا سے اٹھا لیا ہے۔ میں مسلمان نہیں تھا اور نہ مجھ کو محمدؐ کی نبوت پر کچھ ایسا یقین تھا لیکن آج یہ دیکھ کر کہ اس کے جانشین اور اصحابؓ کس استقلال اور خلوص کے ساتھ اپنے رسول کے قدم بہ قدم چلتے ہیں اور شریعتِ محمدیہؐ کی اشاعت میں للّٰہیت کے ساتھ سرگرم ہیں، ان کی نبوت کا پورا یقین آگیا۔ جس کے ساتھی اچھے ہوں وہ ضرور اچھا ہے۔ وہ ضرور پیغمبر تھا۔ یہ کہہ کر کوڑھی نے باآوازِ بلند کلمہ طیبہ پڑھا اور حضرت صدیقؓ کے اخلاصِ عمل کی بنا پر ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔

اخلاص کا صلہ

خواجہ شمس العارفین نے فرمایا کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت امام حسنؓ و امام حسینؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ حج کو جا رہے تھے۔ اتفاقاً توشہ بردار اونٹ پیچھے رہ گیا اور بھوک نے غلبہ کر لیا۔ آپ کسی اجنبی کے گھر چلے گئے۔ دیکھا کہ دروازے پر ایک عورت بیٹھی ہے۔ امام پاکؓ نے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ پانی ہوگا۔ اس نے کہا ہاں پانی ہے۔ آپ سواریوں سے اتریں اور آرام کریں۔ بس تینوں شہزادے اتر پڑے اور پانی پی کر آرام کرنے لگے۔ اس عورت کے پاس ایک بکری تھی، اس نے دودھ دوہ کر اپنے محترم مہمانوں کو پیش کیا اور پھر ان کی ضیافت کے لیے اسی بکری کو ذبح کر ڈالا تینوں شہزادوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور جب انھیں حقیقتِ حال کا علم ہوا تو انھوں نے خوش ہو کر فرمایا اے صاحبہ! اگر تم کبھی مدینہ منورہ میں آؤ تو ہمارے ہاں مہمان ٹھہرنا۔ ہم تمہاری اس خدمت کا حق ادا کریں گے۔ ہم دونوں حضرت علیؓ کے بیٹے ہیں اور یہ عبداللہ بن جعفر ہے جب اس عورت کا شوہر آیا تو اس نے پوچھا کہ بکری کہاں ہے؟ عورت نے تمام حال بیان کیا وہ آدمی غضبناک ہوا اور کہنے لگا کہ ہماری روزی اسی کے دودھ پر تھی۔ اب ہم اس کے بدلے میں کیا کریں گے؟ عورت نے کہا کہ خدا رزّاق ہے۔ وہ ہر چیز کا بدلہ ادا کر دیتا ہے۔ کچھ مدت کے بعد وہ میاں بیوی دونوں اتفاقاً مدینے کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ حضرت امام حسنؓ

نے اس عورت کو پہچان لیا اور فرمایا اے مہربان ماں! مجھے پہچانتی ہو؟ اس نے کہا میں تو یہاں مسافر ہوں کسی کو نہیں پہچانتی۔ امام موصوف نے فرمایا میں وہی ہوں کہ میرے ساتھ دو بھائی اور بھی تھے اور ہم تمہارے مکان پر گئے تھے اور تم نے بڑی مہربانی سے ہماری مہمانی کے لیے بکری ذبح کر ڈالی تھی۔ اب ہم تیرا حق ادا کریں گے پس آپ ان دونوں کو اپنے گھر لے گئے اور ان کی مہمانی میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی پھر ایک ہزار بکری اور ایک غلام دے کر انھیں حضرت امام حسین رضؓ کی خدمت میں بھیجا انھوں نے بھی ضیافت کے بعد اتنا ہی صلہ دے کر حضرت عبداللہ کی خدمت میں بھیجا انھوں نے بھی ان کے ساتھ اپنے بھائیوں کے برابر سلوک کیا۔ وہ میاں بیوی تین ہزار بکریاں اور تین غلاموں کے ساتھ بڑی عزت و حرمت کے ساتھ رخصت کیے گئے۔

پس اے درویش جان لے کہ یہ سخاوت ہی کا نتیجہ ہے۔ اس عورت نے خلوص نیت سے ایک بکری قربان کی تھی اور خدا نے اس کے عوض تین ہزار بکریاں اسے دیں۔ غرض جو نیکی خلوص نیت سے کی جائے اس کا صلہ بے شمار ہے۔ (مرأۃ العاشقین)

حضرت امام جعفر صادق رضؓ کی شان

ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق رحؒ ایک گدڑی پہنے تن تنہا مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کو تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں حضرت شقیق بلخی رحؒ نے دیکھا تو دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر اوروں پر اپنا بار ڈالنا چاہتا ہے۔

حضرت امام رحؒ نے ان کے وسوسہ کے پیش نظر فرمایا کہ شقیق! گمانوں سے بچو، بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ حضرت امام نے جب کسی تعارف کے بغیر انھیں ان کا نام لے کر خطاب فرمایا اور ان کے دلی وسوسہ پر تنبیہ فرمائی تو حضرت شقیق بلخی رحؒ کو حضرت امام سے نہایت عقیدت ہو گئی اور آپ ان کے ساتھ شریک سفر ہو گئے۔

ایک دن حضرت شقیق بلخی رحؒ نے دیکھا کہ ایک صاحب بیش بہا لباس پہنے مسجد حرام میں

درس دے رہے ہیں، لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ کسی نے بتایا کہ یہ ابن رسول اللہ امام جعفر صادق ہیں۔

جب حضرت امام درس سے فارغ ہوئے تو شفیق بلخی نے آپ سے پوچھا حضرت! یہ کیا بات ہے کہ مکہ مکرمہ کو آتے ہوئے میں نے آپ کو گدڑی پہنے دیکھا تھا اور اس وقت یہ بیش بہا لباس دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے دامن مبارک اٹھا کر فرمایا، دیکھ لو، اس لباس کے نیچے وہی گدڑی موجود ہے۔ پھر فرمایا یہ قیمتی لباس لوگوں کے لیے ہے اور گدڑی اللہ کے لیے ہے۔

اخلاصِ صوفیاء

تکمیلِ اخلاص حضرت ذوالنون فرماتے ہیں کہ اخلاص صرف صدق اور اخلاص پر مداومت سے مکمل ہوتا ہے۔ اسی طرح صدق بھی اخلاص اور اس پر مداومت کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

عمل کی پاکیزگی حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ عمل کو عیوب سے اس طرح پاک و صاف نکال لینا اخلاص ہے جس طرح گوبر اور خون سے دودھ کھینچ کر نکال لیا جاتا ہے۔

اخلاص کیا ہے ابوالحسن پوشنجی کہتے ہیں کہ اخلاص وہ شئے ہے جس کو نہ فرشتے لکھیں اور نہ شیطان اس کو بگاڑے اور نہ کسی انسان کو اس کی اطلاع ہو۔

حضرت سری کا ارشاد حضرت سری سقطی نے کہا کہ جو شخص لوگوں کے دکھانے کے لیے ان چیزوں سے آراستہ ہو جو اس کے اندر موجود نہیں وہ اللہ کی نظر سے گر جاتا ہے۔

Marfat.com

اخلاص میں اخلاص

ابو یعقوب موسیٰ کا قول ہے کہ جب تک لوگ اپنے اخلاص میں اخلاص دیکھتے رہیں گے (یعنی اخلاص کا دعویٰ رہے گا) ان کا وہ اخلاص صد اخلوص کا محتاج رہے گا۔

اطاعت اور عمل

حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا اخلاص یہ ہے کہ اپنی اطاعت اور عمل کو خالص اللہ کے لیے کرے اور اطاعت میں کسی کو اس کا شریک نہ کرے اور اس کے کسی عمل میں ریاکاری نہ ہو۔

حضرت ابو سعیدؒ کا قول

حضرت ابو سعید مراز کا قول ہے کہ اہلِ معرفت کا ریا، اہلِ ارادہ کے اخلاص سے بہتر ہے یعنی وہ اخلاص جو ارادہ سے ہو ان اہلِ معرفت کے ریا سے بھی کمتر درجہ کی چیز ہے۔

حضرت فضیلؒ کا ارشاد

حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ لوگوں کی خاطر یا لحاظ سے عمل کرنا شرک ہے اور لوگوں کی خاطر اس کو ترک کر دینا ریا ہے۔ اخلاص یہ ہے کہ تم کو ڈر لگا رہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں باتوں کی سزا دے گا اور یہی اخلاص کا بلند مقام ہے۔

اخلاص کی نشانیاں

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں۔ تین چیزیں اخلاص کی نشانیاں ہیں (۱) عوام کی مدح یا مذمت بندے کے نزدیک یکساں ہو (۲) اعمال میں اپنے اعمال کو دیکھنا بھول جائے۔ (۳) اور یہ بھی بھول جائے کہ وہ آخرت میں اپنے اعمال کا ثواب چاہتا ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا ارشاد

حضرت جنید بغدادیؒ کا ارشاد ہے کہ اخلاص خدا اور بندے کے مابین ایک ایسا راز ہے جس سے نہ کوئی فرشتہ واقف ہے کہ اس کو لکھ سکے اور نہ شیطان اس سے آگاہ ہے کہ اس کو (اخلاص سے) روک سکے۔

Marfat.com

حضرت حذیفہ کا قول

حضرت حذیفہ رض کا قول ہے کہ ظاہر و باطن کی یکسانیت کا نام اخلاص ہے۔ شیخ ابو یعقوب مکفوف نے کہا ہے کہ جس طرح برائیوں کو چھپایا جاتا ہے اسی طرح نیکیوں کو چھپانا اخلاص ہے۔ سہل بن عبد اللہ نے کہا کہ اپنے (نیک) عمل کو ہیچ و حقیر سمجھنا اخلاص ہے۔

عمل میں اخلاص

حضرت رویمؒ فرماتے ہیں کہ عمل میں اخلاص یہ ہے کہ عمل کرنے والا دونوں جہان میں اپنے اس عمل پر اجر کی امید نہ رکھے نہ دیکھنے والے دونوں فرشتوں سے (اجر کے) کچھ حصے کا خواستگار ہو (کہ وہ اس کے عمل کو لکھیں گے تو اس کو کچھ نہ کچھ اجر ملے گا۔

اخلاص کی علامتیں

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا ہے کہ جو صبر نہ کسی جزا پر مبنی ہو نہ اپنی سلامتی کے لیے، جو نہ بہشت کی خواہش کے لیے نہ جہنم کے عذاب کے خوف سے، ان علامتوں کا نام اخلاص ہے۔

اخلاص کی تعریف

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اخلاص کی یوں تعریف کی ہے کہ آفات اعمال سے خلاصی پانا اخلاص ہے۔

اخلاص کیا ہے

حضرت جنید بغدادی کا قول ہے خلق کو خدا اور نفس کے معاملہ سے باہر کرو۔ یہ اخلاص ہے۔

حضرت مالک بن دینار نے کہا ہے کہ سب سے بہتر عمل اخلاص ہے۔

حضرت سفیان ثوری کا اخلاص

ایک دفعہ محمد بن ابراہیم والی مکہ نے خانہ کعبہ میں طواف کی حالت میں سفیان ثوری رح کو سلام کیا۔ انھوں نے فرمایا تمھارا اسلام کرنے سے کیا مطلب ہے؟ کیا اس غرض سے سلام کیا ہے کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم طواف کر رہے ہو، تو جائیے میں نے دیکھ لیا ہے۔

Marfat.com

دو اچھے خصائل

حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ خداوند کریم تم کو ان دو خصلتوں سے نگاہ میں رکھے (۱) لوگوں کے لیے عمل کو دوست رکھنا ریاکاری ہے (۲) اور لوگوں کے لیے عمل کرنا شرک ہے۔

خوش بخت انسان

حضرت ابو سلیمان نے بیان کیا ہے کہ وہ شخص خوش قسمت ہے جو تمام عمر میں ایک قدم اخلاص میں رکھے۔ جب کثرتِ وسواس و ریا سے خالص ہو جائے گا تو نجات پا جائے گا کیونکہ اعمالِ خالص بہت کم ہیں۔

سفیان ثوری کا قول

سفیان ثوری فرماتے تھے کہ ہم نے ایسے علماء دیکھے ہیں جو اپنے گھروں میں بیٹھنا افضل خیال کرتے تھے لیکن آج کل کے علماء حاکموں کے در پر اور ظالموں کے کارفرما ہیں۔

حضرت ربیع بن خثیم کا قول

حضرت ربیع بن خثیم رح عید الضحیٰ میں جب قربانی کرتے تو فرماتے تیری عزت اور جلال کی قسم! اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ تیری خوشنودی اپنے آپ کو ذبح کرنے میں ہے تو میں تیرے لیے اپنی جان قربان کرتا۔

حضرت ابو عثمان کا قول

حضرت ابو عثمان رح کہتے ہیں کہ خالق کی طرف ہمیشہ نگاہ رکھنے والا مخلوق کی طرف دیکھنا بھول جاتا ہے یہی اخلاص ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اخلاص وہ ہے جس میں صرف حق مطلوب اور صدق مقصود ہوتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اپنے اعمال پر نظر رکھنے سے گریز اور اعراض اخلاص ہے۔

عوام اور خواص کا اخلاص

حضرت ابو عثمان مغربی نے کہا ہے کہ ایک اخلاص تو وہ ہے جس کے اندر نفس کا کوئی حصہ کسی حال

Marfat.com

میں ہو۔ یہ عوام کا اخلاص ہے۔ خواص کا اخلاص وہ ہے کہ بغیر ارادہ خود بخود اعمال حسنہ کا صدور ہو، ان سے اطاعت کا ظہور بغیر قصد کے ہوتا ہے اور ان سے اس سلسلہ میں کوئی ایسی علامت ظاہر نہ ہو جس سے اس امر کا اظہار ہو کہ ان کو طاعت ملحوظ تھی۔

اللہ کا اخلاص کو پسند کرنا

حضرت ابوبکر دقاق فرماتے ہیں کہ ہر مخلص کو اپنے اخلاص کے دیکھنے سے نقصان پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کے اخلاص کو پسند فرمالیتا ہے تو پھر اس کے اخلاص کو اس کی نظر سے گرا دیتا ہے یعنی مخلص اپنے اخلاص پر نظر نہیں رکھتا۔ اس طرح وہ مخلص اپنے اخلاص کو اخلاص ہی نہیں سمجھتا، اسی طرح وہ خدا کی نظر میں پسندیدہ ہو جاتا ہے۔

شیخ رویم کا قول

شیخ رویم نے کہا ہے کہ عمل سے نظر کا بلند ہو جانا اخلاص ہے (یعنی عمل پر نظر نہ رہنا) بعض علماء فرماتے ہیں کہ اخلاص وہ جس کے ساتھ حق کا ارادہ کیا جائے یعنی جس کام میں محض حق کی طلب اور صداقت کا عزم ہو وہ اخلاص ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ جس میں خرابیوں کی آمیزش اور نفسانی خواہشات کی تلاش نہ ہو۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ عمل جو مخلوق سے پوشیدہ ہو اور نقائص سے پاک ہو اس کا نام اخلاص ہے۔

اخلاص کی جامع تعریف

ایک قول کے بموجب اخلاص یہ ہے کہ اطاعتِ حق میں مخلوق کی خوشنودی کو نہ ملانا (یعنی مخلوق کی خوشنودی سے اطاعتِ حق کو الگ رکھنا) نہ مخلوق سے تعریف حاصل کرنے کے لیے، نہ کسی کی طرف سے محبت کے حصول کے لیے (کہ کوئی اخلاص کو دیکھ کر اس سے محبت کرنے لگے) نہ اس لیے عمل کرنا کہ مخلوق کی زبان سے ملامت اور مذمت کو رفع کرے۔ (یعنی بندہ کے عمل اور اخلاص کی بنا پر لوگ اس کی مذمت نہیں کریں گے، کہا گیا ہے کہ مخلوق کی خاطر اور اس کے لحاظ و پاس سے اپنے عمل کو پاک رکھنا اخلاص ہے۔

Marfat.com

سب سے دشوار چیز

حضرت سہل بن عبداللہ رح کا ارشاد ہے کہ صرف مخلص ہی ریا کو پہچان سکتا ہے۔ ایک مرتبہ آپ رح سے پوچھا گیا کہ نفس کے لیے سب سے زیادہ دشوار کیا چیز ہے؟ انھوں نے فرمایا اخلاص، اس لیے کہ نفس کے لیے اس میں کچھ حصہ نہیں ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اخلاص ایسی چیز ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا اس سے کوئی اور باخبر نہیں ہوتا۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن عصر سے پہلے حضرت سہل بن عبداللہ کے پاس پہنچا ہیں۔ نے دیکھا کہ ان کے حجرے میں ایک سانپ ہے۔ میں ایک قدم آگے بڑھاتا اور پھر ایک قدم پیچھے ہٹ جاتا۔ سانپ کا ڈر مجھ پر غالب آگیا تھا۔ حضرت سہل رح نے اندر سے آواز دی، کیوں ڈرتے ہو اندر آجاؤ۔ جس کا ایمان خدا پر ہوا اس سے ہر چیز ڈرتی ہے پھر فرمایا تم جمعہ پڑھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ہمارے اور جامع مسجد کے درمیان ایک دن رات کی مسافت ہے۔ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور روانہ ہوگئے۔ ہم لوگ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ جامع مسجد سامنے نظر آنے لگی۔ ہم نے وہاں نماز جمعہ ادا کی۔ پھر باہر نکل آئے۔ حضرت سہل رح رک گئے۔ اور مسجد سے نکلنے والوں کو دیکھنے لگے، پھر فرمایا، کہ کلمہ توحید پڑھیے۔

اخلاص کا اجر

حضرت مالک بن دینار ریاضت کے ابتدائی ایام میں شام کے مشہور شہر دمشق کی ایک مسجد میں اعتکاف کیا کرتے۔ ایک مرتبہ یہ خیال آیا کہ کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے کہ مجھے اس مسجد کا متولی بنا دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اعتکاف پر اعتکاف اور اتنی کثرت سے نمازیں پڑھیں کہ ہر شخص آپ کو ہمہ وقت نماز میں مشغول دیکھتا لیکن کسی نے بھی آپ کی طرف توجہ نہیں کی۔ پھر ایک سال کے بعد جب آپ مسجد سے برآمد ہوئے تو ندائے غیبی آئی کہ اے مالک! تجھے اب تائب ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ آپ کو اپنی ایک سال کی خود غرضانہ عبادت پر شدید رنج و شرمندگی ہوئی

Marfat.com

اور آپ نے اپنے قلب کو ریا سے مبرا کرکے خلوصِ نیت کے ساتھ ایک شب عبادت کی تو صبح کے وقت دیکھا کہ مسجد کے دروازے پر ایک مجمع ہے جو آپس میں کہہ رہا ہے کہ مسجد کا انتظام ٹھیک نہیں ہے لہٰذا اس شخص کو متولی بنا دیا جائے اور تمام انتظامی امور اس کے سپرد کر دیے جائیں۔ اس کے بعد متفق ہو کر پورا مجمع آپ کے پاس پہنچا اور جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے تو عرض کیا کہ ہم باہمی متفقہ فیصلے سے آپ کو مسجد کا متولی بنانا چاہتے ہیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ! میں ایک سال تک ریا کارانہ عبادت میں اس لیے مشغول رہا کہ مجھے مسجد کی تولیت حاصل ہو جائے مگر ایسا نہ ہوا اب جبکہ میں صدق دل سے تیری عبادت میں مشغول ہوا تو تیرے حکم سے تمام لوگ مجھے متولی بنانے آپہنچے اور میرے اوپر یہ بار ڈالنا چاہتے ہیں لیکن میں تیری عظمت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نہ تو اب تولیت قبول کروں گا اور نہ مسجد سے باہر نکلوں گا۔ یہ کہہ کر پھر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیا ص ۲۱)

حضرت بایزیدؒ کا اخلاص

کسی نے عرض کیا کہ کچھ دیر کے لیے اگر آپ خلوصِ قلب سے میری جانب متوجہ ہو جائیں تو میں کچھ عرض کروں فرمایا کہ میں تو تیس سال سے اللہ تعالیٰ سے خلوصِ قلب کا طالب ہوں لیکن آج تک حاصل نہ ہو سکا لہٰذا جب میرا قلب ہی اخلاص و صفا سے خالی ہے تو پھر میں تمھاری طرف کیسے متوجہ ہو سکتا ہوں۔

ایک دفعہ حج کے لیے روانہ ہوئے اور بارہ سال میں کعبہ پہنچے، راستے میں چند قدم چلتے اور جائے نماز بچھا کر دو رکعت نماز پڑھتے۔ جب حضرت سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دنیا کے بادشاہوں کا دربار نہیں کہ یکبارگی وہاں پہنچ سکیں۔ آپ حج سے فارغ ہو کر واپس آگئے اور مدینہ منورہ میں حاضر نہ ہوئے۔ حضرت نے فرمایا کہ زیارتِ روضۂ منورہ کو حج کا تابع بنانا خلافِ ادب ہے اس لیے آئندہ سال آپ نے

روضۂ منورہ کی زیارت کے لیے علیحدہ احرام باندھا۔

اخلاص کی برکت

ہرم بن حیانؒ فرماتے ہیں کہ جب بندہ دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کے قلوب کو اسی طرف متوجہ کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان لوگوں کی محبتیں اور ہمدردیاں اس شخص کو نصیب ہوتی ہیں۔

حضرت حاتم اصم کا قول

آپؒ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تین چیزوں کا باہمی ربط قائم فرمایا ہے، فراغت کا عبادت سے۔ اخلاص کا مخلوق سے اور مایوسی نجات میں احکامات کی بجا آوری سے۔ فرمایا کہ پُر بہار باغات پر تکبر نہ کرو کیونکہ بہشت کے باغات سے زیادہ یہ پُر بہار نہیں ہو سکتے، اور عبادت پر نخوت سے اس لیے احتراز کرو کہ ابلیس کثرتِ عبادت کے باوجود مردود بارگاہ ہوا۔ اور کرامات کی زیادتی پر اس لیے نازاں نہ ہو کہ حضرت یوشع علیہ السلام کے دور میں بنی اسرائیل کا ایک فرد بلعم باعور بہت زیادہ عابد و زاہد تھا مگر تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال کُتے سے دی ہے۔

سلیمان درانی کا قول

آپ نے فرمایا کہ میں خلیفۂ وقت کو بُرا سمجھتے ہوئے بھی کبھی لوگوں کے سامنے اس کی بُرائی اس ڈر سے نہیں کرتا تھا کہ کہیں لوگ مجھے مخلص و حق گو نہ سمجھ بیٹھیں اور میں عدم اخلاص کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔

شانِ اخلاص

حضرت داؤد طائی چالیس برس مسلسل روزے رکھتے رہے۔ لیکن ان کے گھر والوں کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی، وہ کام پر جاتے وقت دوپہر کا کھانا ساتھ لے لیتے اور راستے میں کسی کو دے دیتے تھے۔ شام کو گھر آ کر روٹی کھا لیتے۔ کسی کو معلوم نہ ہو سکتا کہ آپ روزے سے ہیں۔

(تذکرۃ الاولیاء)

Marfat.com

مخلص اور اس کے اوصاف

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ مخلص کون ہوتا ہے؟ فرمایا مخلص وہ ہے جو اپنی بھلائیوں کو یوں چھپاتا ہے جیسے اپنی برائیوں کو۔ اور ایک دانا سے سوال کیا گیا کہ اخلاص کی انتہا کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ تجھے لوگوں سے اپنی تعریف پسند نہ لگے۔

عبادت میں اخلاص

حضرت سید عبدالقادر جیلانی کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر و عبادت میں اخلاص کی روح قبولیت کی بنیاد ہے لہٰذا تو اپنے پروردگار کی اطاعت کر، اس کی شریعتِ مطہرہ کا احترام کر اور اس کی ذات سے کسی قسم کے ظلم و نا بادنی کو ہرگز منسوب نہ کر۔ اس کے اوامر اپنے مناسب اوقات پر صادر ہوتے رہتے ہیں اور اس کی مشیت کے تحت ان کی تعمیل ہوتی رہتی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ میرے مخلص بندے میری اطاعت سے کبھی منحرف نہیں ہوتے اور نہ ہی میرے احکام سے غفلت و روگردانی اختیار کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی جانب کسی بھی تعقص و کمزوری یا ظلم و ناانصافی کو منسوب کرنا کفر ہے۔ اس کے احکام و افعال میں کوئی تضاد نہیں اور نہ ہی اس کے افعال اس کے کلام یا احکام کی کبھی تکذیب کرتے ہیں۔ اس کا کوئی فعل عبث اور بے مقصد و بے مصلحت نہیں ہے۔ پس تو اخلاص اور محویت سے اس کی عبادت کر، اور اس کی رضامندی والے راستہ یعنی صراطِ مستقیم سے منحرف نہ ہو، تو اس کے احکام کا احترام کرے گا تو وہ بھی اپنی رضا اور خوشنودی کے تحت تیری امداد و اعانت فرمائے گا اور دنیا و عقبیٰ میں تجھے فلاح و بہبود حاصل ہوگی۔

حضرت علی ہجویریؒ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ اخلاص جب ہی پیدا ہوتا ہے کہ محبتِ الٰہی میں خلوص ہو اور حق تعالیٰ سے محبت میں خلوص اس وقت پیدا ہوتا ہے جب تو نفسانی خواہشات کا دشمن بن جائے۔ جو شخص نفسانی خواہشات کا تابع بنا وہ خدا سے جدا ہو گیا اور جس نے نفسانی خواہشات کو نکال پھینکا، وہ رحمتِ الٰہی سے بہرہ ور ہوگا

Marfat.com

گویا کہ تم اپنے وجود سے خود ہی تمام خلق ہو۔ جب تم نے اپنی ذات سے اعراض کر لیا تو گویا ساری خلقت سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ لیکن وہ شخص جو خلقت سے تو کنارہ کشی اختیار کرلے مگر اپنی نفسانی خواہشات کا غلام بنا رہے تو یہ ظلم ہے کیونکہ ساری خلقت جس حالت میں ہے وہ تو حکم و تقدیر سے ہے مگر تمہارا معاملہ تمہارے ساتھ ہے۔

منافق مومن کے نور سے مستفیض نہ ہو سکے گا

سیدی علی خواص فرماتے تھے اپنے لیے خود عمل کر اور کسی دوسرے ساتھی یا شیخ پہ بھروسہ نہ کر۔ کیونکہ قیامت میں ہر ایک اپنی فکر میں لگا ہو گا اور اپنے اعمال کو رعونات سے پاک کر۔ کیونکہ قیامت کے روز ان کا نور تمہارے اخلاص کے مطابق ہو گا اور یاد رکھ کہ منافق مومن کے نور سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا جیسا کہ اندھا بینا کی نظر سے مستفیض نہیں ہو سکتا۔

حضرت امام غزالی کا قول

حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے اپنے اعمال کے اجر کا طالب نہ ہو۔ اس لیے کہ جو شخص ثواب کی امید اور عذاب کے خوف سے عبادت کرتا ہے اس کا اخلاص مکمل نہیں ہوتا کیونکہ اس نے تو اپنی بھلائی کے لیے عبادت کی ہے۔

نیک دوست بہتر وارث ہے

محمد بن یوسفؒ فرماتے تھے کہ اپنے نیک دوست پر خرچ کر کیونکہ وہ تیرے حق میں تیرے وارثوں سے بہتر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تیرے لیے اس وقت دعا کرے گا جبکہ تو قبر کی مٹی کی تہوں میں پڑا ہو گا۔ یہاں تک کہ جب تو قیامت کے روز قبر سے نکلے تو شاید اس کی دعا کی بدولت تجھ پر ایک بھی گناہ نہ ہو لیکن وارث تیرے مال کو تقسیم کریں گے اور تجھے یاد بھی نہیں کریں گے اور نہ تیرا احسان مانیں گے کہ "اللہ تعالیٰ نے یہ ہمارا حق بنایا ہے" یہ کہیں گے۔

Marfat.com

اعمال کی حفاظت تین چیزوں سے ہوتی ہے

شقیق بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ تین چیزیں اعمال کا قلعہ ہیں۔ ایک یہ اعتقاد رکھنا کہ جو عمل بھی ہوا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوا، دوسرے یہ کہ عمل سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تاکہ اپنی خواہش مغلوب ہو۔ تیسرے یہ کہ عمل کے ثواب کی صرف اللہ تعالیٰ سے تمنا رکھے، کوئی اور طمع یا ریاء مقصود نہ ہو۔ ان باتوں سے اعمال میں اخلاص آئے گا۔ کسی عمل کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا یہ مطلب ہے کہ یہ یقین پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی اس عمل کی توفیق بخشی ہے کیونکہ اس یقین کے بعد اللہ تعالیٰ کے شکر میں مشغول ہوگا۔ اپنے عمل پر عجب میں مبتلا نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقصود بنانے کی غرض یہ ہے کہ اس عمل میں غور کرے کہ اگر واقعی اس عمل سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے تو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اسے کرے۔ اگر اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا کوئی پہلو نہیں تو اسے نہ کرے تاکہ خواہش نفسانی پر عمل نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ بیشک نفس تو بُری بات ہی بتلاتا ہے۔

اور ثواب کی تمنا اللہ تعالیٰ سے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنا عمل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرے۔ لوگوں کی باتوں کی پرواہ تک نہ کرے۔ جیسا کہ کسی دانا کا قول ہے کہ عامل کو اپنے عمل کا ادب بکریوں کے چرواہے سے سیکھنا چاہیئے۔ پوچھا گیا، وہ کیسے؟ فرمایا جس طرح چرواہا اپنی بکریوں کے پاس نماز پڑھے تو اسے یہ انتظار نہیں ہوتا کہ بکریاں میری تعریف کریں گی۔ ایسے ہی عامل کو یہ دھیان بھی نہ ہونا چاہیئے کہ کوئی انسان اسے دیکھ رہا ہے۔ تو پھر وہ لوگوں میں ہو یا تنہائی میں، یکساں عمل کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے لیے کرے گا لوگوں کی واہ واہ کی اسے ذرا بھی خواہش نہ ہوگی۔

سب سے عمدہ بات

ابوسلیمان دارانی رح فرماتے تھے کہ ہم نے زہد کے متعلق

بہت سی باتیں سنی ہیں لیکن ان میں سب سے عمدہ بات یہ ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی یاد سے روکے اس سے پرہیز کرنا لازم ہے خواہ علم ہو یا عمل۔ (میں کہتا ہوں) یعنی علم و عمل میں ریا اور تکبر داخل ہو یا لوگوں کی تعریف اچھی معلوم ہونے لگے وغیرہ وغیرہ، ورنہ جو شخص علم اور عمل میں اخلاص کرے اسے ان سے پرہیز کرنا بالکل غیر مناسب ہے کیونکہ علم و عمل میں اخلاص ہی اللہ تعالیٰ پر آدمی کا دل جماتا ہے۔

عابد کب کامل ہوتا ہے؟

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ عابد اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے اخلاص کو ریا نہ سمجھے۔ بخدا اگر مجھے خبر پہنچے کہ ابھی میرے پاس خلیفہ آ رہا ہے پھر میں اس کے آنے کی خاطر اپنی داڑھی کو اپنے ہاتھ سے درست کروں تو مجھے ڈر ہے کہ میرا شمار منافقوں میں نہ ہو۔

عمل اور اخلاص

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اخلاص کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ کوئی عمل، عمل نہیں ہوتا جب تک اس میں خلوص نہ ہو۔ نیز خلوص کو عمل کے ساتھ وہی نسبت ہے جو روح کو تن کے ساتھ، تن بغیر روح کے پتھر ہے۔ اور عمل بغیر خلوص کے کھیل۔ خلوص عمل باطن ہے اور طاعت عمل ظاہر، ظاہر باطن سے پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے اور باطن کی قیمت ظاہر پر منحصر ہے۔ چنانچہ اگر کوئی ہزار سال بھی خلوصِ دل کی پرورش کرے اور اس کے اعمالِ ظاہر میں خلوص نمایاں نہ ہو تو اس کا خلوص بے معنیٰ ہے اور اسی طرح اگر کوئی ہزار سال عملِ ظاہر میں مصروف رہے اور اس کا دل خلوص سے خالی ہو تو اس کے عمل کو شاملِ عبادت نہیں کر سکتے۔

حکایت

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی کافر کو زیر کر کے اس کے سینے پر بیٹھ کر چاہتے تھے کہ اسے موت کا شربت پلائیں۔ اس نے آپ کے چہرۂ مبارک پر تھوک دیا آپ اس کے سینے سے اتر آئے تو اس نے متعجب ہو کر کہا کہ جب میں آپ کے قابو میں آ گیا تو پھر میرے قتل سے کیوں باز رہے؟ فرمایا کہ پہلے خالصتاً للہ تجھے

Marfat.com

داصلِ جہنم کرنے کا قصد تھا جب تو نے میرے چہرہ پر تھوک دیا اس سبب سے نفس کا معاملہ آ گیا اخلاص نہ رہا اسی وجہ سے میں نے تیرے قتل سے ہاتھ روک لیا۔ یہ سن کر وہ مسلمان ہو گیا۔ لہذا ہر کام میں اخلاص شرط ہے۔

حکایت

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک لونڈی بدصورت کالی حبشن ہارون الرشید کی مصاحبہ تھی، ہارون الرشید اس سے بہت محبت رکھتا تھا۔ ایک دن ہارون الرشید کے بے تکلف مصاحبوں نے عرض کیا کہ حضور کو ایسی مکروہ صورت لونڈی سے کیوں محبت ہوئی؟ ہارون الرشید یہ بات سن کر اس وقت خاموش ہو رہا مگر موقع کا منتظر رہا۔ ایک دن اتفاق سے سارے مصاحب عورت و مرد ہارون الرشید کی محل سرائے میں جمع تھے۔ بے ساختہ ہارون الرشید نے فرمایا کہ آج ہم نہایت خوشی سے کہتے ہیں کہ جو چیز میرے محل میں جس کو پسند ہو اس پر ہاتھ رکھ دے وہ چیز اسے دیدوں گا۔ یہ سن کر ہر ایک نے اپنی اپنی پسندیدہ چیز پر ہاتھ رکھا، کسی نے یاقوت کے جام پر ہاتھ رکھا، کسی نے رومی لونڈی پر ہاتھ رکھا، کسی نے آرائشی شئے کو لیا۔ غرض ہر ایک نے کچھ نہ کچھ پسند کیا مگر وہ کالی حبشن ہارون الرشید کی محبوبہ کھڑی رہی اور کسی شے پر ہاتھ نہ رکھا اور نہ کوئی شے پسند کی، ہارون الرشید نے کہا کہ تم بھی اپنی طبیعت کے موافق پسند کر لو۔ یہ سن کر اس لونڈی نے خلیفہ ہارون الرشید کی پشت پر ہاتھ رکھ دیا اور یہ کہا کہ مجھے تو جہان بھر میں آپ پسند ہیں اور کوئی چیز پسند نہیں۔ مجھے یہ میری پسندیدہ شے حسب وعدہ ملنی چاہیئے سب لوگ یہ بات دیکھ کر حیران ہوئے۔ ہارون الرشید نے فرمایا کہ تم نے دیکھا کہ کالی لونڈی کا باطن کس قدر اُجلا ہے۔ تم نے کیا پسند کیا اور اس نے کیا پسند کیا۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس حبشن لونڈی کو اپنی ساری قلمرو میں پسند کرتا ہوں۔ جس طرح دنیا کے بادشاہ کو کالی لونڈی اس لیے پسند آئی کہ وہ بادشاہ کی سچی طالب تھی اور عاشق تھی۔ اس کے مقابل بڑی بڑی حسینیں ناپسند تھیں۔ اسی طرح حق تعالیٰ جل شانہ شہنشاہِ دوجہاں کو اپنے سچے طالب پسند

Marfat.com

آئے۔ بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو مولیٰ نے پسند کیا تھا، نہایت حسین و خوبصورت ابولہب کو پسند نہ کیا کیونکہ بلال حبشی مولیٰ کے طالب تھے، ابولہب دنیا کا طالب۔ جو مولیٰ کا طالب ہو گا مولیٰ بھی اس کا حامی ہو جائے گا۔

حکایت

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا، تم نے کبھی میرے لیے بھی عمل کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا الٰہی! میں نے تیرے لیے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، صدقات دیئے، تیرے آگے سجدے کیے، تیری حمد کی، تیری کتاب کو پڑھا اور تیرا ذکر کرتا رہا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! نماز تیری دلیل، روزہ تیرے لیے ڈھال، صدقہ تیرے لیے سایہ، تسبیح تیرے لیے جنت میں درخت، کتاب کی قرأت تیرے لیے جنت میں حور و قصور اور میرا ذکر تیرا نور ہے۔ بتا تو نے میرے لیے کیا عمل کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے رب ذوالجلال اب مجھے بتا وہ کونسا عمل ہے جو میں تیرے لیے کروں؟ رب تعالیٰ نے فرمایا تو نے کبھی میری وجہ سے کسی سے محبت کی؟ تو نے میری وجہ سے کسی سے دشمنی رکھی؟ تب موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ سب سے اچھا عمل اخلاص یعنی اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے دشمنی رکھنا ہے۔

اخلاص کا نہ ہونا جہنم میں لے جائے گا

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے فقہاء کی ایک جماعت نے سند کے ساتھ یہ بات بتائی کہ سمیر اصبحی نے اپنا قصہ سنایا کہ میں مدینہ طیبہ گیا۔ وہاں ایک شخص کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو رہے تھے۔ میرے دریافت کرنے پر لوگوں نے بتایا، کہ یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں ان کے قریب گیا اور وہ لوگوں کو حدیث سنانے میں لگے رہے جب فارغ ہوئے تو کچھ تنہائی بھی ہوئی تو میں نے ان سے عرض کیا کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہو اور اسے یاد کیا ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹھیے میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں، جو

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمائی ہے جبکہ میرے اور آپ کے سوا کوئی دوسرا ہمارے پاس نہ تھا۔ پھر ایک چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑے، کچھ دیر بعد افاقہ ہوا اور چہرہ صاف کر کے فرمانے لگے میں تجھے ضرور ایک حدیث سناؤں گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمائی تھی اور پھر چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے اور دیر تک یونہی پڑے رہے۔ پھر ہوش آیا چہرہ صاف کیا اور فرمایا میں تجھے ضرور ایک حدیث سناؤں گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سنائی تھی۔ پھر چیخ مار کر دیر تک بیہوش پڑے رہے۔ ہوش آیا تو چہرہ صاف کیا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالی قیامت کے دن اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے اور تمام امتیں گھٹنوں کے بل بیٹھی ہونگی، سب سے پہلے جن آدمیوں کو بلایا جائے گا ان میں ایک وہ شخص ہوگا جس نے قرآن پاک یاد کیا ہوگا۔ اور ایک وہ ہوگا جو اللہ کی راہ میں مارا گیا ہوگا۔ اور ایک وہ جسے بہت سا مال و دولت ملا ہوگا۔ اللہ تعالی قاری سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے کیا میں نے تجھے وہ علم نہیں دیا تھا جو اپنے رسول ؐ پر نازل کیا تھا؟ عرض کرے گا یا اللہ کیوں نہیں۔ ارشاد ہوگا تم نے اس علم پر کیا عمل کیا؟ عرض کرے گا یا اللہ! اسی میں شب و روز لگا رہا۔ اللہ تعالی فرمائیں گے تو جھوٹ بولتا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے جھوٹ کہتا ہے، تیرا تو خیال تھا کہ لوگ کہیں فلاں شخص قاری ہے سو کہا جا چکا، پھر مال والے سے کہا جائے گا تو نے میرے دیے ہوئے مال سے کیا کیا؟ عرض کرے گا رشتہ داری کی صلہ رحمی میں لگا رہا اور ناداروں پر صدقہ کیا اللہ تعالی فرمائیں گے جھوٹ کہتا ہے، فرشتے بھی کہیں گے جھوٹ کہتا ہے، تیرا تو ارادہ یہ تھا کہ لوگ کہیں گے فلاں بڑا سخی ہے بہت خیرات کرتا ہے سو کہا جا چکا اور پھر وہ شخص لایا جائے گا جو اللہ تعالی کی راہ میں مارا گیا تھا۔ سوال ہوگا کیسے مارا گیا؟ عرض کرے گا تیری راہ میں جہاد کیا حتی کہ قتل ہو گیا۔ اللہ تعالی ارشاد فرمائیں گے جھوٹ کہتا ہے۔ فرشتے بھی کہیں گے جھوٹ کہتا ہے بلکہ تیرا ارادہ تو یہ تھا کہ لوگ کہیں گے بڑا بہادر ہے سو کہا جا چکا۔ اس پر

Marfat.com

حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک میرے گھٹنے پر مار کر فرمایا کہ اے ابوہریرہؓ! اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے یہ تینوں وہ پہلے شخص ہوں گے جن کے ساتھ قیامت کے دن جہنم کو دھونکا جائے گا۔

عمل کر کے اس کی حفاظت کرنا ضروری ہے

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کوئی چاہتا ہے کہ اپنے عمل کا ثواب آخرت میں پائے تو اسے چاہیئے کہ ریا اور نمود کے بغیر خالص اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کرے اور پھر اسے بھول جائے کہ کہیں عجب و خود پسندی اسے ضائع نہ کر دے کیونکہ منقول ہے کہ نیکی اور اطاعت کرنے کی بہ نسبت اسے سنبھالنا زیادہ مشکل ہے۔

ابوبکر واسطیؒ کا بھی ارشاد ہے کہ نیکی کرنے کے بعد اس کی حفاظت کرنا اور زیادہ مشکل ہے کیونکہ اس کی مثال شیشے کی سی ہے جو ذرا سی بے احتیاطی سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اور پھر اصلاح کے قابل بھی نہیں رہتا۔ ایسے ہی عمل کو بھی ذرا سی ریا اور عجب توڑ کے رکھ دیتے ہیں اور جب کوئی شخص کسی عمل کا ارادہ کرتا ہے اور اسے ریا کا بھی خطرہ ہے تو اول تو اسے پوری کوشش سے ریا کو دل سے نکالنا چاہیئے اگر نہ نکال سکے تو عمل کو نہ چھوڑے بلکہ عمل کرے اور اس میں ریا کا جو کچھ حصہ ہے اس کے لیے توبہ و استغفار کرے۔ بہت امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے آئندہ عمل میں اخلاص کی توفیق عطا فرمائیں گے۔

حکایت

حضرت جنید بغدادی رحؒ نے ایک مرتبہ وعظ کے دوران فرمایا کہ لوگو! میں نے اخلاص کی تعلیم ایک حجام سے حاصل کی ہے۔ اس زمانے میں جبکہ میں مکہ معظمہ میں مقیم تھا۔ میں نے ایک حجام کو دیکھا کہ وہ ایک امیر آدمی کی حجامت بنا رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ خدا کے لیے میری بھی حجامت بنا دے۔ اللہ کا واسطہ سن کر حجام کے حال میں ایک تغیر پیدا ہوا اور اس نے اسی وقت امیر کی حجامت چھوڑ کر میرے بال کاٹنے شروع کر دیے۔ امیر بیچارہ بیٹھا یہ ماجرا دیکھتا رہا۔ میرے بال کاٹنے کے بعد

Marfat.com

حجام نے ایک کاغذ کی پُڑیا میرے ہاتھ میں تھما دی اور امیر کی طرف متوجہ ہو گیا۔ میں نے پڑیا دیکھی تو اس میں ریزگاری تھی۔ میں نے دریافت کیا بندۂ خدا! یہ کیا ہے۔ حجام نے کہا یہ پڑیا رکھ لو اپنی ضرورت میں خرچ کر لینا۔ مسافرت میں میرے مالی حالات ٹھیک نہیں تھے اور میں بیحد ضرورت مند تھا۔ میں نے پڑیا تو رکھ لی لیکن دل میں نیت کر لی کہ اللہ تعالیٰ جونہی کوئی سبیل لگائے گا میں اسے اس احسان کا بدلہ ضرور دوں گا کیونکہ قرآن میں ہے کہ "احسان کا بدلہ احسان ہی ہوتا ہے"۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ چند دنوں بعد بصرہ سے میرا ایک دوست آیا اور اس نے اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی مجھے پیش کی۔ اشرفی کی تھیلی ہاتھ میں آتے ہی مجھے اپنا وہ عہد یاد آ گیا اور وہ تھیلی لے کر اس حجام کی تلاش میں نکلا۔ تھوڑی بہت تلاش کے بعد وہ حجام مل گیا۔ میں نے وہ تھیلی اسے پیش کر دی۔ تھیلی دیکھ کر حجام سخت برہم ہوا۔ اس نے کہا اے شخص! میں نے تیری خدمت صرف اس نام کی عظمت کا احساس کرتے ہوئے کی تھی جس کا تو نے واسطہ دیا تھا۔ تو نے میرے مولا و خالق اللہ رب العزت کا نام لیا۔ میں نے امیر کی ناراضی کی پروا نہ کی اور اس کی حجامت چھوڑ کر تیری خدمت میں لگ گیا۔ اب تو مجھے اس خدمت کا معاوضہ دینے آیا ہے۔ کیا تجھے یہ بات معلوم نہیں کہ خدا کے واسطے کام کرنے والا کسی سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا۔ میں معاوضہ لے کر اپنی نیکی اور خدمت کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ اشرفیوں کی یہ تھیلی اٹھا اور اپنی راہ لے۔ حضرت جنیدؒ بغدادی کا بیان ہے کہ میں اس حجام کا اخلاص دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک معمولی حجام عبادت کی اس روح سے آشنا ہے جس سے بڑے بڑے بھی بے خبر ہیں۔

خواجہ شمس الدین سیالویؒ کا قول

آپ کا ارشاد ہے کہ جب مومن صدق و اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ خاص مہربانیوں سے اس کی مدد فرماتا ہے۔ مزید فرمایا کہ جو عمل بھی کرو اس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مدنظر رکھا کرو۔

Marfat.com

تکمیلِ اخلاص اخلاص کے بارے میں حضرت ذوالنون مصری اکثر فرمایا کرتے تھے، کہ جب تک صدقِ صبر کی شمولیت نہ ہو اس وقت تک اخلاص مکمل نہیں ہوتا اور خود کو ابلیس سے محفوظ رکھنے کا نام بھی اخلاص ہے اور اہل اخلاص وہ ہوتے ہیں جو اپنی تعریف سے خوش اور برائی سے ناخوش نہ ہوں اور اپنے صالحہ کو اس طرح فراموش کر دیں کہ روز محشر اللہ تعالیٰ سے اس کا معاوضہ بھی طلب نہ کریں لیکن سب سے مشکل کام یہ ہے کہ خلوت میں اخلاص کو قائم رکھا جائے۔

یہ بھی آپ ہی کا ارشاد ہے کہ خدا سے خائف رہنے والے کے دل میں خدا کی محبت اس طرح جگہ بنا لیتی ہے کہ اس کو عقل کامل عطا کر دی جاتی ہے اور جو مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہتا ہے وہ شدید مشکلات میں گھرتا چلا جاتا ہے اور جو بے سود چیزوں سے حصول کی سعی کرتا ہے وہ اس شے کو کھو دیتا ہے جس سے اس کو فائدہ پہنچنے کا امکان ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تمھیں حق بات پر تھوڑا سا بھی رنج ہوتا ہے تو یہ اس چیز کی علامت ہے کہ تمھارے نزدیک حق کا درجہ بہت کم ہے۔ حضرت مصری نے مزید فرمایا کہ جس کا ظاہر باطن کا آئینہ دار نہ ہو اس کی صحبت سے کنارہ کشی اختیار کر لینی چاہیئے۔

صوفی کون ہے؟ صوفی وہ ہے جو حضرت ابراہیمؑ سے خلیل ہونے کا اور حضرت اسمٰعیلؑ سے تسلیم کا اور حضرت داؤدؑ سے غم کا اور حضرت ایوبؑ سے صبر کا اور حضرت موسیٰؑ سے شوق کا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخلاص کا درس حاصل کرے۔

شانِ اخلاص حضرت داؤد طائی چالیس برس مسلسل روزے رکھتے رہے لیکن ان کے گھر والوں کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی۔ وہ کام پر جاتے وقت دوپہر کا کھانا ساتھ لے لیتے اور راستے میں کسی کو دے دیتے تھے۔ شام کو گھر آکر روٹی کھا لیتے کسی کو معلوم نہ ہو سکتا کہ آپ روزے سے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

Marfat.com

اخلاص کی تصدیق کا واقعہ

حضرت شیخ قضیب البان موصلی کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا ذکر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی مجلس میں ہوا تو انھوں نے فرمایا کہ وہ ایسے مقرب بارگاہ ولی ہیں جو صدق واخلاص پہ قائم رہتے ہیں۔ یہ سن کر کسی نے اعتراض کیا کہ ہم نے تو انھیں کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ حضرت شیخ رح نے فرمایا کہ وہ اس طرح نماز پڑھتے ہیں جو تمھیں دکھائی نہیں دیتی اور شب و روز میں ان کی کوئی فرض نماز کبھی ترک نہیں ہوئی۔ البتہ میں کبھی ان کو موصل میں اور کبھی دنیا کے کسی دوسرے حصہ میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتا ہوں اور ان کا سجدہ بیت اللہ کے دروازے پر ہوتا ہے۔

شیخ قضیب البان موصل کے باشندے تھے اور ۵۰۷ھ میں وہیں وفات پائی اور وہیں مدفون ہیں۔ آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

حکایت

ایک بزرگ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ بزرگ نے جواب دیا کہ جو جو کچھ تو میں نے خالص راہِ خدا میں کیا تھا اسے نیکیوں کے پلڑے میں پایا (اور جو عمل اخلاص سے خالی تھا اسے یا تو گناہوں کے پلڑے میں پایا یا کہیں بھی نہ دیکھا) چنانچہ انار کا ایک دانہ جو ایک مرتبہ میں نے راہ میں پڑا دیکھ کر اٹھالیا تھا نیکیوں کے پلڑے میں پڑا ہوا دیکھا اور ایک بلی جو میرے گھر میں مر گئی تھی وہ بھی اسی پلڑے میں دھری تھی اور ایک ریشمی دھاگہ جو میں نے اپنی ٹوپی میں ٹانک لیا تھا گناہوں کے پلڑے میں رکھا ہوا پایا۔ لیکن مجھے یہ دیکھ کر حیرت سی ہوئی کہ میرا گدھا جس کی قیمت سو دینار تھی اور وہ بھی (بلی کی طرح) میرے گھر میں ہی مرا تھا مجھے نیکیوں کے پلڑے میں دکھائی نہ دیا آخر میں نے خدا سے پوچھ لیا کہ اے سبحان اللہ! بلی تو نیکیوں کے پلڑے میں ہو اور گدھا کہیں بھی نہ ہو؟ ارشاد ہوا جہاں تو نے بھیجا تھا وہیں پہنچ گیا۔ یاد ہے کہ تو نے اس کے مرنے پر کہا تھا "الی لعنت اللہ" اگر تو اس کی جگہ "فی سبیل اللہ" کہہ دیتا تو آج اسے بھی

Marfat.com

نیکیوں کے پلڑے میں دیکھتا۔ اسی طرح ایک مرتبہ میں نے خدا کی راہ میں صدقہ دیا تھا، لیکن معلوم ہوا کہ وہ ضائع ہی گیا کیونکہ نیکیوں کے پلڑے میں وہ بھی موجود نہ تھا، تب مجھے یاد آیا کہ ہاں ٹھیک ہے کیونکہ جب میں صدقہ دے رہا تھا تو لوگ دیکھ رہے تھے اور ان کا وہ دیکھنا مجھے بڑا اچھا لگ رہا تھا۔ یہ باتیں جب سفیان ثوریؒ نے سنیں تو فرمایا کہ یہ تو دولتِ گراں مایہ ہے جو اس کے ہاتھ آئی یعنی اسے نقصان زیادہ نہ پہنچا۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت سیّد احمد کبیر رفاعی کا قول آپ کا قول ہے کہ اخلاص یہ ہے، کہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عمل کیا جائے دنیا اور آخرت مقصود نہ ہو اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے امید وابستہ رکھی جائے۔ بلکہ ہر عمل اور ہر قول میں یہی کیفیت ہونی چاہیے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اس کے احکام کی اطاعت کرنی چاہیئے تاکہ اس کی رضا حاصل ہو جائے، جسے رضا حاصل ہو گی وہ سمجھے کہ اس کے اعمال میں اخلاص ہے۔

حکایت ایک شخص کا بیان ہے کہ میں جہاد پر جا رہا تھا کہ راستے میں ایک شخص نے جو کشتی پر ہمارے ساتھ سوار تھا کہا کہ یہ توبرہ میں فروخت کرنا چاہتا ہوں اگر کوئی خریدنا چاہے تو۔ میں نے کہا لاؤ میں خرید لیتا ہوں۔ فلاں شہر میں فروخت کردوں گا اور نفع حاصل کروں گا۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے دو (فرشتے) نیچے اترے، ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان میں سے تمام لوگوں کے نام لکھ لو کہ کون کس کام سے آیا ہے۔ فلاں کے بارے میں لکھو کہ غازی ہے۔ فلاں صرف تماش بینی کے لیے آیا ہے، فلاں تجارت کے لیے آیا ہے اور فلاں ریاکاری کے تحت آیا ہے، اتنے میں مجھ پر جو نگاہ پڑی تو کہا کہ اس کا بھی لکھ لو کہ تجارت کے لیے آیا ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ اللہ کیجیے، میرے کام کو دیکھیے اور پھر یہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ میرے پاس کونسا مال و اسباب تجارت ہے جو مجھے سوداگر ٹھہراتے ہو۔ میں آخر کونسی تجارت کے لیے آیا ہوں؟ جواب ملا

Marfat.com

کہ اے شیخ! وہ تو برا جو تو نے خریدا تھا تو کیا نفع کمانے کی نیت سے نہیں خریدا تھا؟ یہ سنکر میں رونے لگا اور کہا خدا کی قسم! میں سوداگر نہیں ہوں۔ ان میں سے دوسرے نے کہا چلو اس کے دفتر اعمال میں یوں لکھ دو کہ یہ جہاد کے لیے آیا تھا اور راستے میں نفع کمانے کے لیے اس نے ایک تو برا خرید لیا تھا، پھر جو حکم اللہ تعالیٰ فرمائے سو فرمائے۔ اسی لیے تو کہا گیا ہے کہ گھڑی بھر کا اخلاص بھی نجات کا سبب بن جاتا ہے لیکن اخلاص ہے بڑی نادر و کمیاب جنس۔

حکایت علامہ دمیریؒ نے حیوٰۃ الحیوان میں ذکر کیا ہے کہ آدم علیہ السلام جب زمین پر اتارے گئے تو جنگل کے تمام وحشی جانور آ کر آپ کو سلام کرتے تھے اور زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ آپ ہر جنس کو اس کے مناسب دعا دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ ہرنوں کی ایک جماعت آئی آپ نے ان کو بھی دعا دی اور کمر پر ہاتھ پھیرا۔ ان میں مشک کے نافہ پیدا ہو گئے۔ دوسرے گروہ نے ان سے اس کا سبب پوچھا انھوں نے کہا کہ ہم آدم علیہ السلام کی زیارت کو گئے تھے۔ انھوں نے ہمیں دعا دی تھی اور ہماری کمر پر ہاتھ پھیرا تھا اس وجہ سے یہ بات پیدا ہو گئی۔ اس پر وہ گروہ بھی گیا۔ انھوں نے ان کو بھی دعا دی اور کمر پر ہاتھ پھیرا لیکن انھیں کچھ نہ ملا، تب وہ کہنے لگے کہ ہم نے بھی تمہاری ہی طرح کیا تھا لیکن ہمیں کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ انھوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ ہم نے خدا کے واسطے ان کی زیارت کی تھی اور تم نے مشک کے لیے۔ اسی لیے ہم کامیاب ہوئے اور تم محروم رہے۔

محبت میں اخلاص حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا ہے کہ اللہ والوں کی عادت محبت میں اخلاص کرنا ہے۔ پھر فرمایا کہ جہان میں سب سے عمدہ بات یہ ہے کہ درویش درویش کے ساتھ مل بیٹھے اور جو کچھ دل میں ہو ایک دوسرے سے بیان کرے اور صاف صاف کہہ دے۔ اور سب سے بُری چیز یہ ہے کہ درویش درویش سے جدا رہے۔ اگر ایسی صورت ہے تو اخلاص سے خالی ہے۔

حکایت حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ پچھلے دنوں ایک درویش بہار سے آیا وہ بڑا مکلف خرقہ پہنے ہوئے تھا اور خانقاہ علی سنجری رح میں ٹھہرا تھا۔ وہ ہر جگہ جاکر دق کرتا (بھیک مانگتا) شیخ علی سنجری نے اس سے کہا کہ جب تم اس لباس میں ہو تو گدائی نہ کرو۔ میں تمھیں ایک چیز دیتا ہوں تم اس پر اکتفا کرو اور اس سے تجارت کرو۔ بس شرط یہ ہے کہ جب تم آسودہ حال ہو جاؤ تو اس میں سے درویشوں کو کچھ دو۔ یہ کہا اور اس کو پانچ سو جیتل دیئے۔ اس درویش نے ان پانچ سو جیتل سے کچھ عرصہ تجارت کی اس سے اس کے پاس تیس تنکے ہو گئے۔ پھر اس نے یہ تیس تنکے تجارت میں لگا دیے اور وہ ایک سو ہو گئے۔ ان تنکوں سے اس نے غلام خریدے۔ شیخ علی سنجری نے اس سے کہا کہ ان غلاموں کو غزنی لے جاؤ، تاکہ تمھیں زیادہ فائدہ ہو، درویش نے ویسا ہی کیا۔ اس درویش کے پاس ایک قابل اعتماد غلام تھا اس نے غلام سے کہا کہ میرے مرید ہو جاؤ۔ غلام خلوصِ دل سے اس کا مرید ہو گیا درویش نے اس غلام کا سر منڈوا دیا اس کے سر پہ کلاہ رکھی اور اس سے کہا کہ یہ کلاہ سیدی احمد رح کی ہے، درویش کا خود اس خاندان (سیدی احمد رح) سے تعلق تھا۔ الغرض وہ درویش غلاموں کو لے کر غزنی پہنچا وہاں اس نے غلام فروخت کیے اسے بڑا فائدہ ہو گیا۔ بعض لوگ اس غلام (مرید) کو بھی خریدنا چاہتے تھے۔ درویش نے کہا کہ میں اسے کیسے فروخت کروں وہ تو میرا مرید ہو گیا ہے۔ بعد ازاں درویش کے دل میں کچھ آیا اور وہ اسے فروخت کرنے پر رضامند ہو گیا، وہی سوداگر جمع ہو گئے اور انھوں نے اسے خریدنا چاہا۔ غلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس نے اس درویش سے کہا کہ اے خواجہ! جس دن میں تمھارا مرید ہوا تھا۔ اور تم نے میرے سر پر کلاہ رکھی تھی، تم نے کہا تھا کہ یہ کلاہ سیدی احمد کی ہے آج تم مجھے فروخت کر رہے ہو کل قیامت کے دن سیدی احمد کے سامنے میرا تم سے سوال وجواب ہو گا جب غلام نے یہ بات کہی تو اس درویش کا دل نرم ہو گیا اس نے حاضرین سے کہا تم گواہ رہنا

Marfat.com

میں نے اس غلام کو آزاد کر دیا ہے۔

اخلاص کی انتہا

حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آرزو ئے حق میں تیس سال تک سعی کی مگر امید بر نہ آئی۔ پھر ایک دن پہاڑی وادی کے درمیان مجھے ایک بزرگ عارف دکھائی دیے۔ میں نے ان کا دامن پکڑ لیا اور گریہ زاری کی لیکن وہ بلندی پر ساکت و جامد کھڑے رہے۔ پھر جب میری آرزو اور گریہ زاری حد سے بڑھ گئی تو وہ عارف بزرگ میری جانب متوجہ ہو کر گویا ہوئے کہ اے سری! میرا دامن چھوڑ دیں۔ اگر میں نے تمھاری طرف توجہ کی تو میرا پروردگار جو بہت غیرت والا ہے وہ مجھ سے خفا ہو جائے گا کہ میں نے اپنے محبوب کے سوا کسی اور کو اپنا دوست ٹھہرا لیا ہے۔ میرا یہ عمل مجھے عروج سے زوال کی گہرائیوں میں گرا دے گا۔

خلوصِ نیت کا اثر

ایک دن شہر مکہ معظمہ میں آگ لگ گئی اس پر قابو پانے کی تمام کوششیں بے سود گئیں اور آگ برابر پھیلتی گئی۔ لوگ خوفزدہ ہو کر حضرت عمرؓ کی خدمت میں آئے اور اپنا ہراس بیان کیا۔ آپ نے کہا صدقہ دو۔ انھوں نے کہا ہم نے بہتیرے صدقے دیے ہیں مگر کوئی اثر نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا تمھارا صدقہ ریا کی وجہ سے قبول نہیں ہوا۔ اب پھر خلوصِ نیت سے صدقہ دو۔ انھوں نے تعمیل کی اور آگ پر فوراً قابو پا لیا گیا۔

حضرت مجددّ الف ثانی کا قول

آپ کا ارشاد ہے کہ اولیاء اللہ کی صحبت بہت بڑی نعمت اور دولت ہے اور آج اس دولت کا حاصل ہونا اس طریقہ علیہ نقشبندیہ کے ساتھ توجہ اور اخلاص پر وابستہ ہے بڑی بڑی سخت ریاضتوں اور مجاہدوں سے اتنا حاصل نہیں ہوتا جو ان بزرگواروں کی ایک ہی صحبت میں وہ کچھ بخش دیتے ہیں جو دوسرے طریقہ کے منتہیوں کو نہایت میں جا کر حاصل ہوتا ہے۔ ان بزرگواروں کا طریق اصحاب کرام کا طریق ہے۔ ان کو خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی

Marfat.com

ہی صحبت میں وہ کمالات حاصل ہو جاتے تھے جو اولیائے امت کو نہایت ہی شاذ ہی میسر ہوں۔

عبادت کی بنیاد

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی بنیاد اخلاص پر ہے پس تو اخلاص اور محویت سے اس کی عبادت کر، اور اس کی رضامندی والا راستہ یعنی صراط مستقیم اختیار کر، اللہ تجھ پر مہربان ہوگا۔

حضرت شیخ سعدیؒ کا قول

حضرت شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی ہمت پہ قربان جو نیک کام اخلاص سے کرتا ہے۔

اخلاص کا بنیادی تقاضا

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے ایک مقام پر فرمایا ہے کہ اخلاص کا بنیادی تقاضا یہ بھی ہے کہ تو اپنی حاجات غیراللہ کے سامنے نہ لے جائے اور اپنی ہر ضرورت کے لیے رب واحد کے حضور التجا کرے اور جب اللہ تعالیٰ تجھے مطلوبہ نعمت عطا فرمائے تو پھر اس نعمت پر زیادہ سے زیادہ شکر بھی واجب ہے کیونکہ حمد و شکر وجہ برکات ہوگا۔

حقیقتِ اخلاص

حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندؒ نے فرمایا ہے کہ حقیقتِ اخلاص فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے کیونکہ جب تک بشریت غالب رہتی ہے اس وقت تک اخلاص کا حقیقی درجہ حاصل نہیں ہوتا۔

اخلاص کی قدر

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ قصور میں صوفی محمد ابراہیم قصوری کے پاس تشریف لے گئے وہاں اس وقت بڑا قحط پڑا ہوا تھا۔ صوفی صاحب کسی سے ثابت موٹھ کی پکی ہوئی دال لے آئے تاکہ کھانا کھلائیں آکر دیکھا تو میاں نبی بخش سدا نہ کھانا لایا ہوا تھا اور روٹی وغیرہ سب کچھ پُر تکلف تھا۔ صوفی نے آپ کی نظر بچا کر دوسرے کمرے میں وہ موٹھوں والی تھالی رکھ دی۔ جب روٹی کھانے لگے تو

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ دوسرے کمرے کے طاق میں جو کچھ رکھا ہوا ہے وہ پہلے لاؤ۔ حسب حکم وہ تھالی طاق سے اٹھا کر آپ کے آگے رکھی گئی آپ نے اسے پہلے تناول فرمایا پھر سب نے مل کر دوسری روٹی کھائی۔ چونکہ صوفی صاحب خلوصِ دل سے دال لائے تھے اس لیے حضرت میاں صاحب نے اخلاص کی قدر کے پیش نظر سب سے پہلے موٹھ کی دال تناول فرمائی۔

حضرت لاثانیؒ کا اخلاص

حضرت لاثانی صاحب بڑے خلوص والے بزرگ تھے بلکہ آپ سراپا اخلاص تھے اور اپنے مریدوں کو اخلاص اپنانے کی تعلیم دیتے تھے۔ خود تصنع۔ بناوٹ اور نمود کو برا جانتے تھے اور دوسروں کو ترغیب دیتے کہ برے اخلاق سے بچو کیونکہ ان سے اخلاص پیدا نہیں ہوتا لہذا آپ کسی سے اپنی تعریف سننے کو بہت ہی برا جانتے تھے کیونکہ اس سے نفس یاد الہٰی سے غافل ہوتا ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ کا ارشاد

حضرت سلطان باہوؒ کا ارشاد ہے کہ مجھے ان لوگوں کی حالت پر تعجب آتا ہے کہ عام وخاص کو اسم اللہ ذات سکھلاتے ہیں یا قرآن شریف حفظ کرتے ہیں یا فقہ کے مسائل بیان کرتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی زبان پر جھوٹ اور ان کے دل میں نفاق ہوتا ہے اور ان کے وجود سے حرص حسد اور کبر کیوں نہیں دور ہوتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کا نام اخلاص سے نہیں لیتے اور کلام اللہ کا علم اخلاص سے نہیں سکھاتے اس واسطے اللہ اللہ یا د صرصر کی طرح نکل جاتا ہے جو شخص اسم اللہ اور کلام اللہ کی کنہ کو پہنچتا ہے اور آشنا ہوجاتا ہے اس کا نفس فانی اور اس کا دل صاف ہوجاتا ہے اسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی حضوری مجلس حاصل ہوتی ہے۔ اس کی روح کو بقا حاصل ہوتی ہے اور دونوں جہان ناخن کی پشت پر دیکھ سکتا ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام سے آشنا ہوجاتا ہے اور اسے نہایت اخلاص سے پڑھتا ہے۔ وہ معرفت کی گیند صدق کے بلّے سے دونوں جہان کے میدان سے لے جاتا ہے۔

Marfat.com

اسم اللہ ذات وہ بابرکت نام ہے کہ اس کی ابتدا اور انتہا میں نور حضور اور معرفت کا پورا پورا مشاہدہ ہے لیکن شرط یہ ہے کہ پڑھنے والا نہایت اخلاص سے مطالعہ دل میں اس طرح مستغرق ہو جس طرح علماء کتاب کے ایک ایک ورق کے مطالعہ میں مستغرق رہتے ہیں۔ عارفوں کو یہ دونوں باتیں نصیب ہوتی ہیں۔

ایک دفعہ حضرت ابراہیم بن ادھم بلخیؒ کسی باغ میں تشریف لے گئے اور باغبان سے کہا کہ یہ جوتی لے کر ہم کو انگور دے دے۔ وہ جوتی ٹوٹی ہوئی بوسیدہ تھی اس نے کہا کہ یہ کسی کام کی نہیں۔ اس کے عوض انگور نہیں ملتے۔ آپ تشریف لے گئے۔ ان کے تشریف لے جانے کے بعد لوگوں کی زبانی اسے معلوم ہوا کہ یہ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ ہیں۔ وہ بہت سے انگور لے کر دوڑا اور کہا کہ حضور مجھے کچھ خبر نہ تھی کہ آپ سلطان ابراہیمؒ ہیں جنھوں نے سلطنت چھوڑ کر فقیری حاصل کی ہے۔ میری کیا مجال جو آپ جیسے بزرگوں کے سامنے انکار کروں، یہ لیجیے حاضر ہیں۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ اب ہم اس فقیری کو نہیں بیچتے نہیں اس کو بڑی مشکل سے سلطنت کے عوض لیا ہے۔ ایسی سستی قیمت پر ہم سے یہ اتنی بڑی نعمت نہیں بیچی جاتی۔ ہماری فقیری کی بڑی قیمت ہے۔ تیرے انگوروں کا مول ہمارے نزدیک وہ جوتی ہی تھی، جب تو نے وہ نہ لی، تو اب فقیری دے کر ہم سے یہ انگور نہیں لیے جاتے اور آخر وہ انگور نہ لیے۔

اخلاص کے درجے

حضرت امام غزالیؒ نے بیان کیا ہے کہ بزرگوں نے کہا ہے کہ عالم کی دو رکعت نماز جاہل کی سال بھر کی نمازوں سے افضل ہے کیونکہ جاہل کو اپنے اعمال کی آفتوں کی خبر ہی نہیں ہوتی اور اعمال میں اغراض کی جو ملاوٹ ہوتی ہے اس کا پتہ ہی نہیں ہوتا اس کے نزدیک ہر عمل خالص ہوتا ہے حالانکہ عبادت میں کھوٹ ویسے ہی ہو سکتا ہے جس طرح کہ سونے میں ہو سکتا ہے اور سونے کو پرکھنا کوئی آسان کام نہیں، صراف کو بھی غلطی لگ سکتی ہے اور صرافِ کامل ہی اسے صحیح طور پر پرکھنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ جاہل کے نزدیک تو سونے کا زرد ہونا ہی گویا اس کا خالص ہونا ہے۔

Marfat.com

پس وہ اسباب جن کی بنا پر عبادت میں کھوٹ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اخلاص سے خالی رہ جاتی ہے، چار ہیں۔ ان میں سے بعض بہت ہی پوشیدہ ہوتے ہیں (کہ انکی گہرائی تک پہنچنا دشوار ہوتا ہے) ہم ان کی وضاحت کے لیے انھیں ریا کے مدارج پر رکھ کر ان کا فرق بیان کرتے ہیں۔

پہلا درجہ: پہلا درجہ یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہے اسی دوران میں لوگ وہاں آجاتے ہیں تو شیطان اسے کہنے لگے کہ ذرا احتیاط سے نماز پڑھ تاکہ لوگ تجھے ہدفِ ملامت نہ بنا سکیں۔ یہ درجہ تو بالکل ظاہر ہے (یعنی اگر وہ اس کا کہا مان لے تو بالکل ہی ریاکار ہے)

دوسرا درجہ: دوسرا درجہ یہ ہے کہ نمازی اس فریب کو پہچان لے (اور شیطان کے مشورے سے عذر کرے (یعنی جیسے پڑھ رہا ہو ویسے ہی جاری رکھے) تو شیطان اسے یوں مبتلائے فریب کرنا چاہے کہ نماز پڑھتا ہے تو اس طرح پڑھ کہ ایک نمونہ بن جائے یہاں تک کہ لوگ تیری تقلید اور پیروی کرنے لگیں۔ اور اس طرح سے تجھے ان کی اقتدا کا ثواب حاصل ہو۔ اب ہو سکتا ہے کہ نمازی اس نئے (اور زیادہ پُرکشش) فریب میں آ ہی جائے۔ اور یہ بات اس کے ذہن میں نہ آ سکے کہ لوگوں کی اقتدا کا ثواب تو اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ اس کے خضوع و خشوع اور خلوص کا نور لوگوں کے دلوں میں سرایت کر جائے لیکن اگر وہ خود ان صفات سے محروم ہو اور لوگ (اس کے نور سے متاثر ہو کر نہیں بلکہ) محض اس کے ظاہری اور ریاکارانہ عمل سے اس کو صاحبِ اخلاص تصور کر کے اسی کی اقتدا کرنے لگیں تو ان کو اقتدا کا ثواب تو البتہ حاصل ہو جائے گا لیکن اس کو تو (ثواب کی بجائے) منافقت میں ماخوذ کر لیا جائے گا۔

تیسرا درجہ: تیسرا درجہ یہ ہے کہ نمازی یہ سمجھتا ہو کہ خلوت میں برملا نماز پڑھنے کے خلاف نماز پڑھنا منافقت میں شامل ہے اور خلوت میں نماز اچھی طرح ادا کرنے کی کوشش

Marfat.com

کرے تاکہ (اس طرح مشق ہو جانے کے بعد) لوگوں کے سامنے بھی اسی طرح یعنی اچھی طرح نماز ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔ یہ درجہ بڑا ہی پوشیدہ ہے لیکن ریا سے پھر بھی خالی نہیں تاہم یہ ریا اپنی ذات تک محدود ہے اس لیے کہ یہ شرم اسے صرف اپنے ہی آپ سے ہوتی ہے کہ تنہائی میں جماعت کے بغیر نماز پڑھے تاکہ جماعت میں بھی اسی طرح نماز ادا کر سکے لیکن تنہائی میں اس کا اس خیال کے تحت نماز پڑھنا اور یوں سمجھنا کہ وہ ریا سے پیچھا چھڑانے میں کامیاب ہو گیا ہے، درست نہیں کیونکہ اس کے ذہن میں جو تصور کار فرما ہے وہ بجائے خود ریا ہے۔

چوتھا درجہ: چوتھا درجہ انتہائی طور پر پوشیدہ ہے اور وہ یوں کہ وہ اس امر سے آگاہ ہو کہ خلوت ہو یا جلوت، اگر خضوع و خشوع محض لوگوں کو دکھانے کے لیے ہو تو وہ بالکل بے کار ہے اور اس کی اس (شاندار) آگہی کے باوجود شیطان اس کے کان میں یہ پھونک دے کہ عظمتِ الٰہی کا تصور کر اور یہ دیکھ کہ تو کھڑا کس کے حضور میں ہے۔ شاید تو بھول گیا ہے کہ اس کی عظمت کیا ہے اور (بیچارہ) نمازی آخر اس دامِ فریب میں آ ہی جائے اور خاشع ہونے کی کوشش میں لگ جائے اور لوگوں کی نظر میں آراستہ ہو جائے۔ اب اگر اس کے دل میں خلوت و تنہائی میں یہ خطرہ پیدا نہیں ہوتا تو صرف لوگوں کے سامنے ہی اس کا احساس آخر کیوں؟ اس کی وجہ صرف ریا کاری ہی ہو سکتی ہے اور لوگوں کے سامنے اس خطرہ کو رفع کرنے کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ آدمی اس وقت کی ہیبت و عظمت کو تصور میں لائے جبکہ لوگ باوجود ایک ہی میدان میں یکجا ہوتے کے ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکیں گے۔ پس چاہیئے یہ کہ اسے یہ خیال ہی نہ گزرے کہ دیکھنے والے آدمی ہیں یا چوپائے یا کون ہیں اور اگر اس میں ذرہ بھر بھی فرق اس میں دکھائی دے تو خود ہی سمجھ لے کہ وہ ابھی تک ریا سے خالی نہیں ہو سکا۔

اور یہ مثالیں جو ہم نے ریا کے باب میں بیان کی ہیں ان میں سے بیشتر دھوکے اور فریب

Marfat.com

ان اغراض میں بھی پنہاں ہوتے ہیں جن کا بیان سطور بالا میں کیا گیا ہے اور جب تک کوئی شخص ان گہرائیوں کی تہ تک نہ پہنچے گا تب تک عبادت کا ثواب اسے حاصل نہیں ہو سکتا یہ تو فضول اپنے آپ کو ہلکان کرنا ہے ورنہ اس سے کچھ حاصل بھی نہیں ہوتا اور سب کیا کرایا یونہی ضائع ہو جاتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

حکایت

حضرت ابو عبداللہ رح کا بیان ہے کہ ایک دفعہ وہ کہیں مسافرت میں تھے انھوں نے ایک بستی میں لوگوں کا ہجوم دیکھا تو آپ بھی اس ہجوم میں شامل ہو گئے اور دریافت کیا کہ عزیز دوستو! کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس قریبی غار میں اللہ کے ایک بزرگ رہتے ہیں اور وہ ہمہ وقت عبادتِ الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ لیکن ایک سال کے بعد اس غار کے باہر تشریف لا کر عوام الناس کے لیے دعا فرمانے کے بعد پھر غار میں جا کر محوِ عبادت و ریاضت ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابو عبداللہ نے بیان کیا کہ یہ سنکر میں بھی اس اللہ کے عارف کی زیارت کے لیے اسی ہجوم کے ساتھ رک گیا پھر جب وہ اللہ کا بندہ غار سے باہر نکلا تو میں نے اسے دیکھا کہ اس بزرگ نے بڑا بوسیدہ لباس پہن رکھا ہے اور میں نے ان کا قرب حاصل کرنے کی خاطر بزرگ کا دامن پکڑ لیا لیکن اللہ کے اس بندے نے مجھ سے اپنا دامن چھڑا لیا اور فرمایا کہ "میرا محبوب بڑا غیرت والا ہے۔ وہ میری توجہ کسی اور کی جانب پسند نہیں فرماتا۔" اور اس کے بعد وہ بزرگ حسبِ سابق دعا فرما کر اسی غار کے اندر چلے گئے۔

محبت اور خلوص والی عبادت

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رح نے فرمایا ہے کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں ایک وہ عبادت جو والہانہ جذبے اور شوق سے ظہور پذیر ہوتی ہے اور ایک وہ جو دوزخ کے خوف اور بہشت کی امید سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر فرمایا کہ سالک کو جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اسے قسم قسم کے انعامات سے نوازا ہے۔ چنانچہ کان، آنکھ، ناک، دانت، ہاتھ، پاؤں، صحت،

Marfat.com

استضاد وغیرہ کہ ان کی تعداد لا متناہی ہے۔ لہٰذا سالک یہ نیت کرے کہ اے مالک حقیقی! جو عمل خیر تیری توفیق سے اس عاجز کے ہاتھوں انجام پاتا ہے، محض تیری رضا اور شکرِ نعمت کے لیے ہے۔ خاص لوگوں کی عبادت کا یہی طریقہ ہے اور یہ غلبۂ محبت ہی کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔

بعدازاں فرمایا، اگر درویش کی عبادت محبت کے درجے تک نہ پہنچے تو پھر بھی عوامی عبادت (جو محض بیم و رجا کے لیے ہوتی ہے) سے محروم نہیں رہنا چاہیئے کیونکہ محبت آمیز عبادت کے لیے یہ زینہ ہے اور جو آدمی ان دونوں قسم کی عبادتوں سے محروم رہتا ہے وہ بے نصیب ہے اور قیامت کے دن حسرت اور پریشانی کے علاوہ اسے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

حکایت ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت توکل شاہ انبالوی نقشبندی سے دریافت کیا کہ حضور نماز میں اخلاص کیا چیز ہے۔ اس پر ارشاد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اخلاص کے معنی یہ ہیں کہ نماز میں یہ خیال رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو ہم دیکھ رہے ہیں اگر یہ نہ ہو تا تا ضرور خیال رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے عرض کیا کہ حضور یہ بات کس طرح میسر ہوتی ہے؟ فرمایا یہ بات اللہ تعالیٰ کی حضوری سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کی حضوری ہوگی اور یہ خیال پک جائے گا کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں یا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ہیبت دل میں وارد ہوگی اور اسی ہیبت کا نتیجہ ہے۔

خشوع اور خضوع: خشوع اور خضوع کے یہ معنی ہیں کہ بندہ اپنے مولا کو اس طرح سجدہ کرے جیسے کوئی مجرم عاجز و لاچار ہو کر اور اپنی عزت و شوکت اور شخصیت و وجاہت کو ہیچ اور لاشی سمجھ کر اپنے آقا کے پاؤں پر گرتا ہے اور نہایت عاجزی و زاری کے ساتھ اپنے جرم معاف کراتا ہے اسی طرح بندہ اپنے مولائے حقیقی کے سامنے سجدہ کرے اور اپنے گزشتہ گناہوں پر نادم و پشیمان ہو کر معافی کا خواستگار ہو۔ جب اس طرح کا خشوع اور ایسی حضوری میسر ہو جائے گی تو نماز میں اخلاص خودبخود متحقق ہو جائے گا اور حاصل ان

Marfat.com

سب باتوں کی یہ ہے کہ ارکان اسلام میں سے جو پہلا رکن ہے یعنی کلمہ طیبہ، اگر اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق یعنی جس طرح کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا میں چھ سال تک اسی کو پڑھا اور پکایا تھا اسی طرح پکایا جائے تو ایک اسی کلمہ شریف کے پک جانے سے از فرش تا عرش کشف ہو جائے گا اور اس کی حقیقت بندہ کے سینہ میں وارد ہو کر ڈیرہ ڈال دیگی اور اپنا گھر بنالے گی اس کے بعد نماز روزہ حج زکوٰۃ قرآن شریف کی تلاوت کلمہ شریف و درود شریف. غرض بندہ جو عبادت وطاعت بجالاوے گا اور جو کلام پڑھے گا اس کی حقیقت بندہ کے دل میں وارد ہو کر خود بخود حضوری پیدا کر دیگی اور جب ہر کلام اور عبادت وطاعت کی حقیقت مثلاً نماز کی حقیقت، قرآن شریف کی حقیقت وغیرہ وغیرہ وارد ہونے لگیں گے تو چونکہ یہ حقیقتیں حقائق الٰہیہ میں سے ہیں تو جس قدر یہ حقیقتیں زیادہ وارد ہوں گی اسی قدر قرب الٰہی زیادہ ہوگا اور تجلیاتِ ذاتیہ کا ورود شروع ہو جائے گا اور ان تجلیات میں سیر ہونے لگے گی پھر بندہ خیال کرے یا نہ کرے جب نماز پڑھنے کھڑا ہو گا یا کوئی اور عبادت وطاعت کرے گا یا کوئی کلام پڑھے گا تو ساتھ ہی اس کی حقیقت وارد ہو جائے گی اور تجلیات میں سیر ہوگی پھر خود بخود حضوری اور خشوع وخضوع حاصل ہو جائے گا اور جب یہ حاصل ہو جائے تو پھر اخلاص بھی بغیر کسی تکلف کے خود بخود پیدا ہو جائے گا. (ذکر خیر)

اللہ کا فقیر

اللہ کا ولی یعنی دوست بننے کا مکمل ضابطہ وطریقہ

باب ۵

تقویٰ

تقویٰ اللہ کے دوستوں کا طرۂ امتیاز ہے کیونکہ اللہ کے بندے بڑے متقی اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔ تقویٰ ولایت کا لازمی جزو ہے اس کے بغیر اللہ سے دوستی ناممکن ہے لہذا اللہ کے سچے طالب کے لیے تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ تقویٰ کمالِ بندگی ہے، زینتِ بشر ہے۔ تقویٰ لباسِ ایمان ہے۔ تقویٰ حسنِ شریعت ہے۔ تقویٰ نشانِ عشق ہے۔ تقویٰ اطاعتِ خداوندی ہے۔ تقویٰ اصلاحِ انسانیت ہے۔ تقویٰ آئینہ محبت ہے۔ تقویٰ سکونِ قلب کا ذریعہ ہے۔ تقویٰ جانِ معرفت ہے، تقویٰ دولتِ دین ہے۔ تقویٰ علامتِ شرافت ہے۔ تقویٰ تریاقِ گناہ ہے، تقویٰ نقارۂ عظمت ہے، تقویٰ زہد کا زینہ ہے۔ تقویٰ حسنِ خُلق کا پیغام ہے۔ تقویٰ محاسبہ نفس ہے۔ تقویٰ اتباعِ سنت ہے، تقویٰ ترکِ تمنا ہے غرضیکہ تقویٰ ہی وہ وصف ہے جسے اپنا کر انسان اللہ کا بندہ بن جاتا ہے۔

تقویٰ کا مطلب اللہ سے ڈرنا ہے لہذا اللہ تعالیٰ کی شان اور طاقت کے خوف کو اپنے اوپر طاری رکھتے ہوئے ہر وقت نیک عمل کرنا تقویٰ ہے۔ جن کاموں سے اللہ نے روکا ہے ان سے بچا جائے اور جنہیں کرنے کا حکم دیا ہے انھیں بین اللہ کی مرضی کے مطابق کیا جائے تقویٰ کہلاتا ہے۔ تقویٰ عربی لفظ "وُقیًا" سے نکلا ہے جس کا لفظی مطلب اپنے آپ کو تکلیف آفت اور مصیبت سے محفوظ کرنا ہے مگر اس لفظ سے اصطلاحی مطلب یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرا جائے اور اس ڈر کی وجہ سے اپنے آپ کو گناہوں سے بچایا جائے اور ساتھ نیکی کا راستہ اختیار کیا جائے اس طرح اللہ کی قربت پانے کے لیے جس راستے پر انسان گامزن

Marfat.com

ہو جاتا ہے، تقویٰ کہلاتا ہے۔

تقویٰ چونکہ اسلامی تعلیمات کی بنیاد ہے اس لیے ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اسے اختیار کرے کیونکہ یہ ایک ایسا خزانہ ہے کہ جو اسے پالے اسے بیش قیمت موتی اور جواہرات ملتے ہیں۔ روحانی علم کی راہیں کھلتی ہیں۔ رزق کریم ملنے کے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔ دنیا اور آخرت میں کامیابی کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔ قدم قدم پر اللہ کی مدد اور تائید حاصل ہوتی ہے دشمنوں سے حفاظت اور مامون رہنے کے ذرائع پیدا ہوتے ہیں۔ زندگی کے ہر شعبے میں خیر و برکت پیدا ہوتی ہے۔ تقویٰ کی برکت سے اللہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ تقویٰ کے باعث انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعزاز و اکرام کا مستحق بن جاتا ہے، اہلِ تقویٰ کو دوزخ سے نجات ملے گی۔ تقویٰ کے باعث اہل تقویٰ کو ہمیشہ کے لیے جنت میں رہنے کی سعادت حاصل ہوگی غرضیکہ تقویٰ ہی دین و دنیا میں کامیابی کا ضامن ہے۔

حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ بندے کی بہتری اور بھلائی کا علم اللہ کے سوا اور کسے ہو سکتا ہے اور خداوند تعالیٰ بندے کے لیے سب سے زیادہ خیر خواہ، سب سے زیادہ رحم کرنے والا اور مہربان ہے، تو جہان میں بندے کے لیے تقویٰ کے علاوہ اگر کوئی اور شے مفید ہوتی، اس میں زیادہ بھلائی ہوتی، اس کا زیادہ ثواب ہوتا، عبادت میں اس کی زیادہ ضرورت ہوتی، شان میں تقویٰ سے اوپر ہوتی اور دنیا و آخرت میں تقویٰ سے زیادہ وقعت رکھتی تو اللہ تعالیٰ تقویٰ کے بجائے اپنے بندوں کو اس کی وصیت اور اس کا حکم دیتا اور اپنے خواص کو اسی کے حکم کی تاکید فرماتا کیونکہ اس کی حکمت مکمل اور اس کی رحمت وسیع ہے تو جب رب تعالیٰ نے تقویٰ کی تاکید فرمائی اور تمام اولین و آخرین کو اسی کا حکم دیا تو ثابت ہو گیا کہ تقویٰ ہی سب سے اعلیٰ چیز ہے کوئی اور چیز نہیں اور نہ اس کے سوا کچھ اور مقصود ہے۔ پس یہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بھلائی ہر راہنمائی ہر ارشاد، ہر تنبیہ و تادیب، ہر تعلیم و تہذیب کو تقویٰ ہی سے متعلق کیا ہے اور یہ اس نے اپنی حکمت و رحمت کے عین مطابق کیا ہے۔

Marfat.com

احکام تقویٰ

تقویٰ میں چونکہ انسان کے لیے دنیا اور آخرت کی فلاح ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے پر بہت زور دیا ہے تاکہ انسان ہر لحاظ سے اللہ کا بندہ بن سکے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○ — اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور صدیقین میں سے ہو جاؤ۔ (پ ۱۱، توبہ ۱۱۹)

بتایا گیا ہے کہ مقام صدیقیت پانے کے لیے سچائی لازمی ہے اور سچائی تقویٰ اختیار کیے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ لہٰذا دل میں اللہ کا خوف رکھتے ہوئے سچائی اختیار کی جائے تاکہ درجہ صدیقیت حاصل ہو۔ اسی تقویٰ کی ایک اور مقام پر یوں تاکید کی گئی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ — اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر ایک آدمی کو غور کرنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ، جو کچھ تم کرتے ہو اس سے باخبر ہے۔

(پ ۲۸، حشر ۱۸)

اعمال کا دارومدار تقویٰ پر ہے لہٰذا جو آدمی اللہ کا خوف رکھتے ہوئے نیک عمل کرے اللہ اس سے بخوبی باخبر ہے۔ اس لیے مومنین کو چاہیے کہ اعمال کی درستگی کے لیے تقویٰ کو اپنائیں مزید ارشاد ہوا ہے کہ:

وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِیَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ط — اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان کو اور آپ کو بھی وصیت کی ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو

(پ ۵، النساء ۱۳۱)

Marfat.com

اسلام سے پہلی امتوں کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تقویٰ اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے مگر جو لوگ تقویٰ کی راہ سے ہٹ گئے انھیں دوبارہ اسی راستے پر چلنے کا یوں حکم دیا گیا ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔

اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں انھوں نے تمھارے دین کو مذاق اور کھیل بنا رکھا ہے انھیں اور دوسرے کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ (پ ۶، مائدہ ۵۷)

اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ تم اللہ سے ڈرو اور اپنے تقویٰ کی بنا پر غیر مسلموں کو دوست نہ بناؤ کیونکہ وہ تمھارے دین کا مذاق اڑاتے ہیں۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ۔

اللہ تعالیٰ نے جو نعمت آپ کو دی ہے اس کا ذکر کرو اور اس عہد کو نہ بھولو جو اس نے تم سے لیا ہے یعنی یہ قول کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کے پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے۔ (پ ۶۔ مائدہ ۷)

اللہ سے ڈرنے کا یعنی تقویٰ کا ایک تقاضا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے۔

قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ

اے محبوبؐ! ان سے کہہ دیں کہ پاک اور ناپاک چیزیں برابر نہیں ہو سکتیں خواہ ناپاک چیزیں تمھیں اچھی لگیں عقل والو! اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ ۷، مائدہ ۱۰۰)

حلال اور حرام چیزیں اپنی افادیت اور اہمیت کے لحاظ سے ایک جیسی نہیں ہو سکتیں لہٰذا اہلِ عقل کو چاہیئے کہ حلال و حرام کے سلسلہ میں تقویٰ اختیار کریں اور اسی میں ان کی بہتری ہے۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر یوں واضح کیا ہے۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۞

تمہارے لیے دریا کی چیزوں کا شکار اور ان کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے، تمہارے لیے، اور مسافروں کے لیے، اور جنگل کی چیزوں کا شکار احرام کی حالت میں ناجائز کر دیا گیا ہے۔ اللہ سے ڈرو جس کے پاس اکٹھے کیے جاؤ گے۔

(پ ۷، مائدہ ۹۶)

سمندر کا شکار یعنی مچھلی کو حلال قرار دیا گیا ہے البتہ خشکی کا وہ شکار جو عام حالات میں حلال اور جائز ہوتا ہے احرام کی حالت میں ناجائز اور حرام ہے تاکہ صرف حلال شکار کھایا جا سکے۔ حلال شکار کا استعمال اعمال تقویٰ میں سے ہے اس لیے حکم دیا گیا ہے کہ صرف حلال شکار استعمال میں لاؤ تاکہ تقویٰ قائم رہ سکے۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۞

پس جو چیز اللہ کا رسول تمہیں عطا کر دے، اسے لے لو اور جس سے منع فرما دیں اس سے منع ہو جاؤ، اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سخت عذاب والا ہے۔ (پ ۲۸، حشر ۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع تقویٰ میں شامل ہے لیکن اتباعِ سنت کا دوسرا نام تقویٰ ہے اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے جن باتوں سے منع فرمایا ہے ان سے منع رہنا تقویٰ ہے اور جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کو سرانجام دینا عین تقویٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے اور مسلمان ہوتے ہوئے ہی مرنا۔ (پ ۴، آل عمران ۱۰۲)

اس آیت میں ڈرنے سے مراد طاعت و عبادت ہے۔ تفسیر ابن عباس میں اس کی تفسیر یوں کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس طرح کرو جس طرح کہ اطاعت کرنے کا حق ہے یعنی اطاعت دل کی لگن کے ساتھ ہو اور اس میں کسی قسم کی کمی نہ ہو، پھر اطاعت کرنے میں نافرمانی کبھی نہ ہو۔ اس طرح اعلیٰ درجے کا تقویٰ حاصل ہو گا۔

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

مال غنیمت سے حلال پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا مہربان ہے۔ (پ ۱۰، انفال ۶۹)

حرام چیزیں کھانے سے تقویٰ قائم نہیں ہو سکتا اس لیے حکم دیا گیا ہے کہ اگر مالِ غنیمت بھی ہاتھ لگے تو اس سے صرف حلال اور پاکیزہ چیزیں استعمال میں لاؤ کیونکہ حرام کھانے سے گناہ ہو گا اور اللہ کا خوف ختم ہو جائے گا جس سے تقویٰ قائم نہیں ہو گا۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝

اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کے ساتھ ہے۔ (پ ۲، بقرہ ۱۹۴)

ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو جب کوئی دوسرا زیادتی کرے تو حتی المقدور تقویٰ اختیار کرو اور بدلہ لینے سے گریز کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تقویٰ کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور وہ زیادتی کا بدلہ خود دے لیتا ہے۔

ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَن تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ ۗ

یہ مناسب ہے کہ وہ صحیح شہادت دیں یا اس بات سے خوف کھائیں کہ ہماری قسمیں ان کی قسموں کے بعد رد کر دی جائیں گی اور اللہ سے ڈرو اور سنو

وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاسْمَعُوْا ۭ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۔ — کہ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا۔ (پ ۷، مائدہ ۱۰۸)

راہ ہدایت اللہ سے ڈرنے والوں کو ملتی ہے اس لیے اللہ کے خوف کے باعث اللہ کی راہ پر چل پڑو اور جو حق بات سنو اس پر عمل کرلو، یہی تقویٰ ہے۔

وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔ — یہ کتاب جو اتاری گئی ہے مبارک ہے اس کی اتباع کرو اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (پ ۸، انعام ۱۵۶)

قرآن مجید ایک مبارک کتاب ہے بس اس میں جو ضابطہ حیات دیا گیا ہے اسے اختیار کرلو اور اس کے جتنے بھی احکامات ہیں ان کی پیروی کرو اور اللہ سے ڈرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ — تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اگر ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمھارے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ (پ ۹، اعراف ۱۷۹)

اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کے بعد سب سے اہم بات تقویٰ اختیار کرنا ہے لہٰذا اہل ایمان کو تلقین کی گئی ہے کہ صاحبِ ایمان ہونے کے بعد تقویٰ کی راہ اختیار کرلو اور اس میں تمھارے لیے اجر عظیم ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ز وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط — اے ایمان والو! اللہ کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو انصاف کیا کرو کیونکہ یہ تقویٰ کے قریب ہے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو اس سے

Marfat.com

اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ باخبر ہے۔ (پ ٦، مائدہ ٨)

جب کسی کو انصاف کرنے کے لیے منتخب کیا جائے تو اسے چاہیئے کہ پوری طرح انصاف کرے کیونکہ انصاف کرنا تقویٰ میں شامل ہے اور انصاف کرتے وقت اللہ کے خوف کو مدنظر رکھنا چاہیئے اور اللہ سے ڈرتے ہوئے انصاف کرنا چاہیئے۔

فضیلتِ تقویٰ

تقویٰ اختیار کرو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم ایک مجلس میں تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کا سر مبارک تر تھا۔ ہم عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ہم آپ کو خوش دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا ہاں! پھر لوگ امیری کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لیے امیری کا ڈر نہیں جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے۔ متقی کے لیے امیری سے صحت بہتر ہے اور دلی خوشی نعمتوں سے ہے۔ (احمد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیّت

حضرت معاذ رض کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یمن کی طرف بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ وصیت کرتے ہوئے نکلے۔ حضرت معاذ رض سوار تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ جب فارغ ہو گئے تو فرمایا اے معاذ! شاید اس سال کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہ کر سکو اور شاید تم میری اس مسجد کے پاس سے گزرو یا میری قبر کے پاس سے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں حضرت معاذ رض پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ پھر آپ مڑ کر مدینہ منورہ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قرب حاصل کرنے والے متقی ہیں، وہ خواہ کوئی ہوں یا کسی جگہ ہوں۔ (مسند امام احمد)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے "یا اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور (دل کی) مالداری کا سوال کرتا ہوں (مسلم)

اللہ سے ڈرنا تقویٰ ہے

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، پانچوں نمازیں پڑھو، رمضان کے روزے رکھو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو، اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

سب سے باعزت کون؟

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا، یا رسول اللہؐ! سب سے زیادہ باعزت کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا سب سے زیادہ متقی۔ عرض کیا کہ ہم اس کے متعلق نہیں پوچھ رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت یوسف علیہ السلام جن کے والد اور دادا نبی ہیں اور جد اعلیٰ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) اللہ کے خلیل ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم اس کے متعلق نہیں پوچھتے۔ آپؐ نے فرمایا تو تم عرب کے خاندانوں کے متعلق پوچھتے ہو تو سنو جو جاہلیت میں بہتر شمار ہوتے تھے وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ دین کی سمجھ رکھتے ہوں۔ (بخاری)

دنیا سے دامن کو بچانا تقویٰ ہے

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دنیا شیریں اور سرسبز و شاداب ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس میں اپنا نائب بنایا۔ پس وہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ لہٰذا دنیا اور عورتوں سے اپنے دامن کو بچاؤ۔ بیشک بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں ہی کے باعث ہوا۔ (مسلم شریف)

اہلِ تقویٰ کو اللہ پسند کرتا ہے

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ پرہیزگار، استغناء والے اور گمنام بندے کو پسند کرتا ہے۔ (مسلم شریف)

فضیلت کا معیار تقویٰ ہے

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم کسی گورے یا کالے سے بہتر نہیں ہو مگر جبکہ تقویٰ میں بڑھ کر ہو۔ (احمد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ڈرتا ہے وہ صبح سویرے اٹھتا ہے اور جو صبح سویرے اٹھتا ہے وہ منزل پر جا پہنچتا ہے، آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کا سودا مہنگا ہے۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کا سودا جنت ہے۔ (ترمذی)

نیکیوں میں جلدی کرنا تقویٰ ہے

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت "وہ لوگ جو دیتے ہیں جو دیں اور ان کے دل ڈرے ہوئے ہیں" (۲۳ : ۶۰) کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے اور چوری کرتے ہیں؟ فرمایا نہیں اے بنتِ صدیقؓ! بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے، نماز پڑھتے اور صدقہ دیتے ہیں۔ وہ اپنے مال کی قبولیت کے بارے میں ڈرتے ہیں اور وہ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

جنت میں لے جانے والے اعمال

حضرت ابوکبشہ انماریؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن پر میں قسم اٹھاتا ہوں اور بات تم سے کہتا ہوں اسے یاد رکھنا۔ جن پر قسم اٹھاتا ہوں وہ یہ ہیں: نہیں کم ہوتا کسی بندے کا مال صدقہ کرنے سے اور نہیں کسی بندے پر ظلم کیا جاتا اور وہ اس پر صبر کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کے باعث اس کی عزت بڑھا دیتا ہے۔ اور نہیں کھولتا کوئی بندہ سوال کا دروازہ مگر اللہ اس پر غربت کا

Marfat.com

دروازہ کھول دیتا ہے جو بات میں تم سے کہتا ہوں کہ اسے یاد رکھنا ، یہ ہے کہ یہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے ۔ ایک وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم دیا ۔ پس اس میں وہ اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرتا ، صلہ رحمی کرتا اور اس میں حق کے مطابق اللہ کے لیے عمل کرتا ہے یہ اعلیٰ مقام پر ہے ، دوسرا وہ بندہ جس کو اللہ نے علم دیا اور مال نہیں دیا وہ اچھی نیت والا ہے ، کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں کی طرح عمل کرتا ان دونوں کا ثواب برابر ہے ۔ تیسرا وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور علم نہ دیا ۔ وہ علم نہ ہونے کے باعث مال میں بیہودگی کرتا ہے اور اس میں اپنے رب کا تقویٰ اختیار نہیں کرتا اور صلہ رحمی نہیں کرتا اور اس میں حق کے مطابق عمل نہیں کرتا تو یہ بُرے مقام پر ہے ۔ چوتھا وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم نہیں دیا اور وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں (تیسرے) کی طرح کرتا ۔ اس نیت کے باعث گناہ میں یہ دونوں برابر ہیں ۔ (ترمذی)

قیامت کے روز انسان کی آرزو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کو قیامت کے روز بکری کے بچے کی طرح لایا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو جائے گا ۔ اللہ اس سے فرمائے گا کہ میں نے تجھ پر عطائیں کیں احسانات کیے اور تجھے انعامات دیے تو ان کا کیا بنایا ۔ عرض کرے گا یا رب ! میں نے سب کو جمع کیا اور بڑھایا اور اس میں سے زیادہ تر کو چھوڑ آیا ، مجھے واپس بھیج کہ اس سارے کو لے آؤں ۔ اس سے فرمائے گا کہ دیکھ تو نے آگے کیا بھیجا تھا ؟ عرض کرے گا کہ اے رب ! سب کچھ جمع کیا اور بڑھایا اور جو کچھ تھا اس میں سے اکثر کو چھوڑ آیا ہوں ۔ مجھے واپس بھیج کہ اس سارے کو لے آؤں ۔ جب ظاہر ہو جائے گا کہ اس نے آگے کچھ نہیں بھیجا تو اسے جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا ۔ (ترمذی)

تقویٰ کی کمی کا نتیجہ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ دیگر امتیں تم پر چڑھنے کے لیے

Marfat.com

ایسے ایک دوسری کو بلائیں جیسے کھانے والا پیالے کی طرف۔ کوئی عرض گزار ہوا کہ کیا ہم ان دنوں کم ہوں گے؟ فرمایا بلکہ ان دنوں تمھاری تعداد بہت زیادہ ہوگی لیکن سیلاب کی جھاگ کی طرح ہوگے۔ اللہ تعالیٰ تمھارے دشمنوں کے دلوں سے تمھاری ہیبت نکال دے گا اور تمھارے دلوں میں سستی ڈال دے گا۔ کوئی عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! اَلْوَھْنُ کیا ہے فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ (ابوداؤد، بیہقی)

تقویٰ اتباعِ سنت میں ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی خدمت میں تین شخص حاضر ہوئے اور سرکار کی عبادت کے متعلق دریافت کیا جب انھیں بتایا گیا تو انھوں نے اس کو کم سمجھا، کہنے لگے ہماری سرکار کے ساتھ کیا نسبت، سرکار کے تو اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے تھے۔ ایک نے کہا اب میں ساری رات نماز میں گزاروں گا، دوسرے نے کہا میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھوں گا اور افطار نہ کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں عورتوں سے الگ رہوں گا کبھی نکاح نہ کروں گا۔ اسی وقت وہاں حضور تشریف لے آئے اور فرمایا تم آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے۔ خبردار! خدا کی قسم! میں تمھاری نسبت اللہ سے زیادہ ڈرتا ہوں اور تقویٰ اختیار کرتا ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں۔ میں نے عورتوں سے نکاح بھی کیا ہے جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں۔ (بخاری)

تقویٰ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے

حضرت حسن، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حسب مال کا نام ہے اور کرم پرہیزگاری ہے۔ (ابن ماجہ)

متقی بننے کے لیے برائی چھوڑو

عطیہ السعدی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندہ اس وقت

Marfat.com

تک متقین کا درجہ حاصل نہیں کرسکتا جب تک کہ اس کام کو جس میں برائی ہو نہ چھوڑ دے اس کام سے ڈرے جس میں برائی ہو۔ (ابن ماجہ)

عبادت، تقویٰ اور غنا کا عمل

حضرت عمران بن حصین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: میرے بندے! میں نے تیرے ذمہ جو فرض عائد کیا ہے وہ ادا کرتا رہ تو لوگوں میں سب سے بڑھ کر عبادت گزار ہوگا۔ جن باتوں سے منع کیا ہے ان سے باز رہ، تو سب سے بڑا پرہیزگار بن جائے گا اور تجھے جو رزق عطا ہوا اس پر قناعت کر، تو سب لوگوں سے غنی بن جائے گا۔ (تنبیہ الغافلین)

تقویٰ کہاں ہے؟

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ ذلیل کرے نہ تحقیر کرے۔ تقویٰ یہاں ہے اور تین دفعہ اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ آدمی کو برائی سے یہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، مال اور آبرو حرام ہے۔ (مسلم)

گناہوں سے بچنا تقویٰ ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گناہ دلوں میں خراش پیدا کرنے والا ہے یعنی جو چیز دل میں خراش اور کھٹک پیدا کرے، اس پر دل مطمئن نہ ہو تو اس سے پرہیز کرو۔ اسی سلسلہ کی ایک اور حدیث بھی ہے جس میں حضورؐ نے فرمایا کہ دل میں خراش پیدا کرنے والی چیز سے بچو وہ گناہ ہیں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ دل میں شک و شبہ ڈالنے والی چیزوں کو چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کرو جو شک و شبہ پیدا کرنے والی نہیں ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

تقویٰ تمام بھلائیوں کا مجموعہ ہے

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کچھ ہدایت فرمائیے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ اختیار کرو۔ یہ تمام بھلائیوں کا مجموعہ ہے، جہاد کے پابند رہو یہ اسلام کی (جائز) رہبانیت ہے۔ خدا کی یاد پابندی سے کرو یہ تمہارے لیے روشنی ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

ہر متقی مومن میری آل ہے

ابی ہرمز نافع بن ہرمز کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انسؓ سے سنا ہے کہ انھوں نے ارشاد فرمایا کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضورؐ! آپ کی آل کون ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہر مومن متقی میری آل ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو حضورؐ کے وصایا

حضرت عمارہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ جب بستی موتہ کو روانہ ہونے لگے تو عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ ارشاد فرمایا تو ایسے علاقہ میں جا رہا ہے جہاں خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ کم ہوتا ہے لہذا وہاں پر نماز کثرت سے پڑھنا۔ عرض کیا کچھ اور ارشاد فرمائیے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو کہ یہ ہر مطلب میں مفید ہے۔ ایک دفعہ منہ پھیر کر عبداللہ بن رواحہؓ پھر متوجہ ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کچھ اور ارشاد فرمائیے۔ ارشاد ہوا اللہ کا ذکر کرتے رہو اللہ تعالیٰ یکتا ہے اور طاق عدد کو پسند کرتا ہے۔ عرض کیا مزید ارشاد ہو۔ فرمایا ہاں ہرگز عاجزی نہ دکھا، ہرگز عاجز نہ بن، ہرگز عاجز نہ ہو اس بات سے کہ اگر تو دس برائیاں کرتا ہے تو ایک بھلائی بھی کر لے۔ (تنبیہ الغافلین)

اللہ کی پسند

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا فرمان ہے کہ تمہاری نیتیں اور سیرتیں پاک و صاف ہونی چاہئیں کیونکہ خدا ان ہی انسانوں کو پسند کرتا ہے جو پرہیزگاری کے راستہ پر چلتے ہیں۔

تقویٰ کی وصیت

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے حضرت عمر رضؓ کو خلیفہ بنانے کے بعد ہدایت کی کہ تمھیں اپنے بعد جانشین بنا کر اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ و دیگر صحابہؓ کا قول

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے کرم کو تقویٰ میں پایا اور غنا کو یقین میں اور شرف کو تواضع میں۔

حضرت علی رضؓ کا قول ہے کہ دنیا میں لوگوں کے سردار سخی ہوتے ہیں اور آخرت میں لوگوں کے سردار متقی ہوں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ایک متقی پرہیزگار فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے غالب ہے۔

حضرت علی رضؓ کا قول ہے کہ ہر عمل تقویٰ اور اخلاص سے کرو تاکہ تمھارا عمل بارگاہِ رب العزت میں مقبول ہو۔

حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا ہے کہ متقی ہر وہ شخص ہے جو کسی دوسرے شخص کو دیکھے تو یہ کہے کہ یہ مجھ سے بہتر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ قیامت کے دن باری تعالیٰ کا قرب پانے والے اہلِ تقویٰ اور زہاد ہوں گے۔

اسلام کی حدیں

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی ایک خاص حد معیّن ہے اور اسلام کی حدود یہ ہیں: پرہیزگاری، تواضع، صبر اور شکر، تقویٰ اور پرہیزگاری ان سب کی جڑ ہے۔ صبر دوزخ سے نجات کا باعث ہے اور شکر جنت کے حصول کا ذریعہ۔

تقویٰ کی مثال

حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت کعب احبارؒ سے فرمایا کہ مجھے تقویٰ کے بارے میں کچھ فرماؤ۔ تو انھوں نے فرمایا کہ کیا آپ کبھی خاردار راہ سے گزرے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں! حضرت کعبؒ نے فرمایا اس وقت اس راہ سے آپ کیسے گزرے؟ آپ نے فرمایا دامن سمیٹے ہوئے گزرا ہوں، حضرت کعبؒ نے فرمایا کہ یہی حال تقویٰ کا ہے۔

دین کا ستون تقویٰ ہے

حضرت حسن بصریؒ مکہ کو گئے تو دیکھا کہ حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ایک صاحبزادے خانہ کعبہ سے پشت لگائے لوگوں کو نصیحت کر رہے ہیں (وعظ کر رہے ہیں) حضرت حسن بصریؒ وہاں رک گئے اور ان سے دریافت کیا، میاں صاحبزادے! دین کا ستون کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا تقویٰ، پھر حضرت حسن بصریؒ نے دریافت کیا کہ دین کو تباہ کرنے والی چیز کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا لالچ، یہ سن کر حضرت حسن بصری کو کمال تعجب ہوا۔

شبہات سے بچنا تقویٰ ہے

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حرام واضح ہے اور حلال واضح ہے لیکن ان دونوں کے درمیان بکثرت شبہات ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے لہٰذا جس نے شبہات سے اجتناب کیا اس نے اپنا دین محفوظ کر لیا اور اپنی عزت بچالی۔ جس نے ایسا نہیں کیا وہ حرام میں مبتلا ہوا جس طرح چرواہا بکریاں چراتا ہے اور خیال رکھتا ہے کہ دوسرے کے کھیت میں نہ جانے پائیں کہ ہر بادشاہ کی ایک محفوظ چراگاہ ہوتی ہے اچھی طرح سن لو کہ اللہ تعالیٰ کی محفوظ چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں (تحریمی احکام ہیں) سنو! جسم میں ایک پارہ گوشت ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا جسم صحیح وسالم (صحت مند) رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے جانتے ہو وہ پارۂ گوشت کیا ہے؟ وہ دل ہے۔

تقویٰ کی تعریف

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ دن کو روزہ رکھنا رات کو نمازیں پڑھنا اور ان کے درمیان گڑبڑ کرنا (نامناسب اعمال کا ارتکاب) تقویٰ نہیں ہے۔ تقویٰ تو یہ ہے کہ جس کو اللہ نے حرام کیا ہے اُس سے بچے اور جو فرض کیا ہے اس پر عمل کرے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ تجھے جو رزق عطا فرمائے وہ خیر ہی خیر ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قبرستان سے گزر ہوا۔ آپ نے ان مُردوں میں سے ایک کو پکارا، حکمِ الٰہی سے وہ زندہ ہو گیا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا تو کون ہے؟ اس نے عرض کیا حضرت! میں ایک حمال (قلی) ہوں۔ لوگوں کے بوجھ اٹھایا کرتا تھا ایک روز ایک آدمی کا گٹھا میں نے اٹھایا اور اسے پہنچایا، اثنائے راہ میں ان لکڑیوں میں سے ایک تنکا دانت کریدنے کے لیے توڑ لیا۔ اس کا مطالبہ مرنے کے وقت سے اب تک مجھ سے کیا جا رہا ہے۔

اہلِ تقویٰ کی علامتیں

مالک نے کہا کہ مجھ سے ذہیب بن کیہان نے کہا کہ مدینہ کے کسی فقیہ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو لکھا کہ اہلِ تقویٰ کی چند علامتیں ہوتی ہیں ان کے ذریعہ ان کی شناخت کی جاتی ہے۔ مصیبت پر صبر، حکمِ الٰہی پر راضی، نعمتوں پر شاکر، احکامِ الٰہی کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔

عظمتِ تقویٰ

حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ تقویٰ ایک نہایت ہی عظیم شے ہے اس کی تحصیل ضروری ہے اور اس کی معرفت حاصل کیے بغیر چارہ کار نہیں لیکن تمھیں معلوم ہے کہ جس قدر کوئی کام اعلیٰ اور مفید ہوتا ہے اسی قدر اس کا حصول دشوار ہوتا ہے اور اتنی ہی زیادہ مشقت اور جدوجہد کا تقاضا کرتا ہے اور اتنی ہی زیادہ بلند ہمتی چاہتا ہے لہٰذا جس طرح یہ تقویٰ ایک نفیس و اعلیٰ چیز ہے اسی طرح اس کے حصول

کے لیے عظیم مجاہدے اور شدید جدوجہد کی ضرورت ہے۔ نیز اس کے حقوق و آداب کی نگہداشت کی بھی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ درجات حسب مجاہدہ عطا ہوتے ہیں۔ اور جس درجے کی کوشش کی جاتی ہے اسی درجہ کا ثمرہ اور پھل ملتا ہے۔ (منہاج العابدین)

تقویٰ کے جامع معنی

حضرت امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ تقویٰ کے جامع ترین معنی یہ ہوئے کہ ہر اس شے اور کام سے اجتناب کرنا جس سے دین کو نقصان پہنچنے کا خوف ہو۔ تمھیں معلوم نہیں کہ بخار میں مبتلا شخص کو جب وہ ہر اس چیز سے پرہیز کرے جو اس کی صحت کے لیے مضر ہو جیسے کھانا پینا اور پھل وغیرہ تو اسے اصل پرہیز کرنے والا کہتے ہیں۔ اسی طرح جو شخص ہر خلافِ شرع امر سے اجتناب کرے تو ایسا شخص درحقیقت متقی کہلانے کا حقدار ہے۔

اقوالِ تقویٰ

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ ذرہ بھر پرہیزگاری، ہزار روزے اور نماز (نفل) سے بہتر ہے۔

حضرت ابو عثمان نے فرمایا تقویٰ کا ثواب حساب میں ہلکا ہوتا ہے۔

اور یحییٰ بن معاذ رازیؒ نے فرمایا تقویٰ بغیر تاویل کے علم کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔

ابن الجلاء کا قول ہے کہ جس کی درویشی میں تقویٰ نہیں ہے وہ ظاہر میں حرام کھاتا ہے۔

ابو سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ تقویٰ زہد کا پہلا درجہ ہے جس طرح قناعت رضا کی آخری منزل ہے۔

یونس بن عبداللہؒ نے فرمایا کہ تقویٰ ہر مشتبہ چیز سے گریز کرنے (بچ نکلنے) اور ہر آن نفس کے محاسبہ کا نام ہے۔

حضرت معروف کرخیؒ کا قول ہے کہ جس طرح مذمت سے زبان روکتے ہو اسی طرح دوسروں

کی مدح سے بھی روکو۔

حضرت ابراہیم بن ادھم ؒ سے کہا گیا کہ حضرت! آپ زمزم کیوں نہیں پیتے۔ فرمایا میرے پاس ڈول نہیں ہے۔ میرا ڈول ہوتا تو پیتا۔

حضرت محمد بن علی ترمذی ؒ نے فرمایا متقی وہ ہے جس سے جھگڑا کرنے والا کوئی نہ ہو۔

حضرت سری سقطی ؒ نے فرمایا متقی وہ ہے جو اپنے نفس سے بغض رکھتا ہو۔

حضرت شبلی ؒ نے کہا کہ متقی وہ ہے جو اللہ کے سوا ہر چیز سے بچے۔

ناطق صادق ؒ نے فرمایا آگاہ رہو اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

محمد بن حنیف ؒ نے فرمایا کہ ہر وہ چیز جو تجھے اللہ سے دور کر دے اس سے کنارہ کش ہونے کا نام تقویٰ ہے۔

قاسم بن قاسم ؒ نے فرمایا آداب شریعت کی محافظت کا نام تقویٰ ہے اور حسن خلق بھی تقویٰ ہے۔

حضرت نوری ؒ نے فرمایا کہ متقی وہ ہے جو دنیا اور اس کی آفتوں سے بچے۔

ایک قول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا نام تقویٰ ہے۔

حضرت ابوحفص کا ارشاد ہے کہ تقویٰ حلال اختیار کرنے ہی سے قائم رہ سکتا ہے۔

کہا گیا ہے کہ جو شخص اپنی خواہشات کا تابع نہیں وہی متقی ہے۔

حضرت عبداللہ رودباری ؒ فرماتے ہیں کہ تقویٰ ہر اس چیز کے ترک کر دینے کا نام ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ سے دور کر دینے والی ہے۔

سہیل فرماتے ہیں کہ جو چاہتا ہے کہ اس کا تقویٰ درست ہو جائے اسے چاہیئے کہ تمام گناہوں کو چھوڑ دے۔

نصرآبادی نے فرمایا کہ تقویٰ یہ ہے کہ بندہ ماسوی اللہ سے بچے (اللہ کے سوا ہر چیز سے گریز کرے۔ لہذا جس نے تقویٰ اختیار کر لیا وہ دنیا کو چھوڑنے کا مشتاق بن گیا۔

حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ زندگی اسی کی ہے جو ایسے مردانِ خدا کے ساتھ ہو جن کے دل تقویٰ کے آرزومند ہوں اور اللہ کے ذکر میں خوشحال ہوں۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ بندہ اس وقت تک متقیوں میں سے ہرگز نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے دشمن اس سے اس طرح امن وامان میں نہ ہوجائیں جیسے اس کے دوست۔

بکر بن عبیداللہؒ فرماتے ہیں کہ انسان اس وقت تک متقی نہیں ہوسکتا جب تک اس کا کھانا حرام اور مشتبہ سے پاک نہ ہو اور وہ غضب سے بچنے کی کوشش نہ کرے۔

حضرت ابوالحسن زنجانی نے فرمایا کہ جس کا سرمایہ تقویٰ ہے اس کی تعریف سے زبانیں گنگ ہیں (یعنی اس کی تعریف نہیں کی جاسکتی)

ابن عطیہ نے فرمایا کہ متقی کے لیے ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ اس کا ظاہر حدود شرعی کی محافظت ہے اور اس کا باطن حسنِ نیت اور اخلاص ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ جو اپنے ظاہر کو مخالف شرع باتوں سے اور اپنے باطن کو خدا سے غافل رکھنے والی باتوں سے آلودہ نہ کرے، موقف الاتفاق میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ غفلتوں سے دل کو، خواہشات سے نفس کو، لذتوں سے حلق کو، اور بری باتوں سے اعضاء کو بچانا اور محفوظ رکھنا تقویٰ ہے۔ اس وقت یہ امید ہوسکتی ہے کہ زمین وآسمان کے مالک تک تیری رسائی ہوجائے۔

حضرت ابوبکر واسطیؒ نے کہا کہ تقویٰ یہ ہے کہ اپنے تقویٰ کی دید سے پرہیز کرے (ایسی صورت پیدا نہ کرے کہ اس کے تقویٰ کے اظہار کے مواقع پیدا ہوں اور اس کی نگاہوں سے گزریں، لوگ اس کے سامنے اس کے تقویٰ کی تعریف کریں)

حضرت امام قشیریؒ کا قول ہے کہ مرد کا تقویٰ تین چیزوں سے معلوم ہوتا ہے۔ جو چیز

Marfat.com

اسے نہ ملے نہ اس تک پہنچے اس پر توکل کرے۔ جو[2] چیز مل گئی ہے اس پر رضامندی کرے۔ جو[3] چیز جاتی رہی اس پر خوبصورتی کے ساتھ صبر کرے۔

بشر حافیؒ نے فرمایا۔ تین کام مشکل ترین ہیں: اول ناداری میں سخاوت، دوم تنہائی میں پرہیزگاری اور سوم ایسے شخص کے سامنے حق بات کہنا جس سے امید بھی ہو اور خوف بھی (نقصان پہنچنے کا خوف اور انعام و الطاف کی امید)

ابو یزیدؒ نے فرمایا کہ تمام شبہوں سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔ نیز فرمایا تقویٰ یہ ہے کہ جو کچھ تو کہے خدا کے لیے کہے اور جب خاموش رہے تو خدا کے لیے خاموش رہے اور جب ذکر کرے تو اللہ کا ذکر کرے۔

میمون بن مہرانؒ کہتے ہیں کہ آدمی اس وقت تک متقی نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے نفس سے اس سے بھی زیادہ حساب فہمی نہ کرے جس طرح ایک بخیل شریک تجارت اپنے شریک سے کرتا ہے یا ایک ظالم بادشاہ اپنے دیوان سے۔

کتانیؒ نے فرمایا کہ دنیا کو مصیبتوں پر تقسیم کیا گیا ہے اور جنت کو تقویٰ پر، جو شخص اپنے اور اللہ کے مابین تقویٰ اور مراقبہ کو کام میں نہ لائے وہ کشف و مجاہدہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت سہلؒ بن عبداللہ کا فرمان

حضرت سہل بن عبداللہؒ نے فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی دلیل و راہنما نہیں، تقویٰ کے سوا کوئی توشہ نہیں اور صبر کرنے کے سوا کوئی عمل نہیں۔

حضرت سہلؒ فرماتے ہیں کہ متقی وہ ہے جو اپنے وجود کی طاقت اور قوت سے بے پروا ہو جائے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس جگہ نہ دیکھے جس جگہ کے لیے تجھے منع کیا گیا ہے اور اس جگہ تو غیر موجود نہ ہو جہاں موجود ہونے کا تجھے حکم دیا گیا ہے۔

تقویٰ کی تعریف

منقول ہے کہ طلق بن حبیبؒ سے دریافت کیا گیا کہ تقویٰ کیا ہے اس کی تعریف بیان کیجئے؟ تو انھوں نے کہا اللہ کی دی ہوئی روشنی میں ثواب کی امید پر اللہ سے شرم کرتے ہوئے احکام الٰہی کی اطاعت اور ان پر عمل کرنا تقویٰ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ کے دیے ہوئے نور کے مطابق اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے معصیت کو ترک کر دینا تقویٰ ہے۔

متقی کون ہے؟

حضرت شہر بن حوشبؒ نے فرمایا کہ متقی وہ ہے جو ایسے کام کو چھوڑ دے جس کے کرنے میں کچھ مضائقہ نہ ہو اور اس کا یہ ترک اس خوف سے ہو کہ وہ کسی خطرے والے کام میں نہ پڑ جائے۔

تقویٰ ایک لگام ہے

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے فرمایا کہ متقی کو لگام دی گئی ہے جس طرح حرم میں احرام باندھنے والے کو۔ (یعنی جس طرح مُحرِم پر بہت سی چیزیں حرام ہو جاتی ہیں اسی طرح متقی کے لیے بہت سی چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔

تقویٰ سے قبل پانچ گھاٹیاں

حضرت ابو ترابؒ نے فرمایا کہ منزلِ تقویٰ سے پہلے پانچ گھاٹیاں آتی ہیں جب تک تو ان کو عبور نہیں کرے گا منزلِ تقویٰ تک نہیں پہنچ سکتا: (۱) نعمت پر فقر کو ترجیح (۲) بقدر کفایت روزی کو کثیر روزی پر ترجیح (۳) ذلت کو عزت پر ترجیح (۴) رنج کو راحت پر ترجیح (۵) موت کو زندگی پر ترجیح دینا۔

تقویٰ کی چند اقسام

حضرت عبدالکریم ہوازن قشیری نے کہا ہے کہ تقویٰ کی کئی قسمیں ہیں ان میں سے عوام کا تقویٰ ترکِ شرک ہے، خواص کا تقویٰ ترکِ معاصی کے بعد خواہشاتِ نفس کو ترک کر دینا اور ہر حال میں نفس کی مخالفت کرنا ہے۔ اولیاء خواص کا تقویٰ ہے ہر چیز میں اپنے ارادہ کا ترک کر دینا، نفلی عبادات کا خالص اللہ کے لیے

بجا لانا، اسباب سے دل بستگی کو ختم کر دینا اور ماسوی اللہ کی طرف توجہ اور میلان سے کنارہ کش ہو جانا۔ حال و مقام کی پابندی کو ترک کر کے تکمیلِ فرائض کے ساتھ تمام باتوں پہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرنا۔

تقویٰ کیسے حاصل ہوتا ہے؟

بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ آدمی جب تک ایسے مقام پر نہ پہنچ جائے کہ اس کی دلی آرزوئیں اور خواہشات کو طشت میں رکھ کر بازار میں پھرانے کے لیے کہا جائے تو اس کو جھجک محسوس نہ ہو (کیونکہ اس کے خیالات اور آرزوئیں خلافِ تقویٰ نہیں ہوں گی) اس وقت وہ تقویٰ کی چوٹی پہ پہنچ سکتا ہے ورنہ اس کی رسائی وہاں تک نہیں ہو سکتی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس طرح تم اپنا ظاہر مخلوق کے لیے آراستہ کرتے ہو اسی طرح اپنا باطن حق تعالیٰ کے لیے آراستہ کرو۔ یہی تقویٰ ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ کی توضیح

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ تقویٰ سے زیادہ آسان چیز میں نے نہیں دیکھی کہ جو چیز دل میں کھٹکی (ذرا بھی مشتبہ معلوم ہوئی) اس کو میں نے چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا بھی یہی مطلب ہے کہ جس چیز کے حلال ہونے میں تیرے دل میں شبہ ہو اور اس پر دوسرے لوگوں کا آگاہ ہونا تم پر گراں گزرے، تمھارے سینے میں اس کے لیے کشادگی پیدا نہ ہو اور دل میں کچھ شبہ ہو تو ایسی چیز گناہ ہے۔

تقویٰ کی باریکیاں

یحییٰ بن معاذ رازیؒ کا قول ہے کہ تقویٰ دو قسم کا ہے، ایک ظاہری اور دوسرا باطنی۔ ظاہری تقویٰ یہ ہے کہ تیرا ارادہ اور ہر حرکت اللہ کے لیے ہو، اور باطنی تقویٰ یہ ہے کہ تیرے دل میں اللہ کے سوا کسی کا دخل ممکن نہ ہو۔ یحییٰ بن معاذؒ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص تقویٰ کے دقائق اور باریکیوں پر نظر نہیں کرتا اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا، نہ خدا کی طرف سے اسے کچھ عطا ہوتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ جس کی

Marfat.com

نظر تقویٰ میں باریک بین ہے قیامت میں اس کا مرتبہ بلند و ارفع ہوگا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ گفتگو کا تقویٰ سونے چاندی کے تقویٰ سے زیادہ سخت ہے اور سرداری میں تقویٰ سونے چاندی کے تقویٰ سے زیادہ سخت ہے اس لیے کہ ان دونوں کو تو اس کے حصول کے لیے خرچ کیا گیا ہے۔

تقویٰ کی دو قسمیں

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا کہ تقویٰ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو فرض ہے، دوسرا وہ جو ڈر اور خوف سے ہو۔ غرض تقویٰ تو معاصی سے بچنا ہے اور خوف اور ڈر کا تقویٰ اللہ تعالیٰ کے محرمات میں شبہات سے بچنا۔ عوام کی پرہیزگاری تو حرام و شبہ کی ان تمام چیزوں سے بچنا ہے جن کا مخلوق کی نظر میں برا انجام اور شریعت کی طرف سے ان پر مواخذہ ہے اور خواص کی پرہیزگاری ہے ان تمام چیزوں سے الگ رہنا جن میں خواہش (نفس) کا دخل اور نفس کی لذت و رغبت کا شائبہ ہے اور جو حضرت خواص میں خاص ہیں یعنی خاص الخاص ہیں ان کا تقویٰ ہے ان چیزوں سے بچنا جن میں انسان کے ارادے اور رائے کو دخل ہو۔ گویا عوام کا تقویٰ ہے ترکِ دنیا ہیں، خواص کا تقویٰ ہے ترکِ جنت میں اور خاص الخاص کا تقویٰ ہے ماسوا اللہ سے ہر شے کا ترک کر دینا۔

حضرت حسن بصریؒ کا قول

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کا فرمان ہے کہ تقویٰ کے تین مدارج ہیں، اول غیظ و غضب کے عالم میں سچی بات کہنا، دوم ان اشیاء سے احتراز کرنا جن سے اللہ نے اجتناب کا حکم دیا ہے۔ سوم احکام الٰہی پر راضی برضا ہونا۔ کیونکہ اعمال میں سب سے بہتر عمل فکر و تقویٰ ہے۔

قلیل التقویٰ عالم

حضرت فضیل بن عیاضؒ کا قول ہے کہ قلیل التقویٰ عالم بہت ہی برا ہے اور اس سے بھی برا وہ عالم ہے جو کسی امیر کے مال سے حج کو جائے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ حضرت فضیل بن عیاض ؒ نے فرمایا کہ میرے دل میں بعض لوگوں کی قدر ہوتی ہے مگر جب ان کو کھانے پینے میں اسراف کرتے دیکھتا ہوں تو وہ قلتِ تقویٰ کے باعث میری نظروں سے گر جاتے ہیں۔

متقی کی تعریف

حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ متقی وہ ہے جو لوگوں کے لیے وہ چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ کیونکہ متقی وہی ہوتا ہے جو دوسروں کے لیے دل میں زیادہ وسعت رکھتا ہو (اسی طرح جس طرح اپنے لیے)

تقویٰ دل کی نگرانی ہے

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ کا ارشاد ہے کہ تقویٰ دل کی نگرانی ہے اور اس کا لحاظ ہر حالت میں رکھنا چاہیئے لہٰذا کھانے پینے کہنے سننے، چلنے پھرنے، خریدنے، بیچنے، عبادت کرنے، نماز پڑھنے اور قرآن پڑھنے، کتابت کرنے، سبق پڑھنے اور وعظ کہنے وغیرہ میں چاہیئے کہ پلک مارنے میں بھی خدائے تعالیٰ سے غافل نہ رہے تاکہ مقصود حاصل ہو۔

گناہوں سے بچنا

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا قول ہے کہ ساری عمر گناہوں سے بچنے کی کوشش میں رہنا تقویٰ ہے۔

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ نے فرمایا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ کوئی تیرا دامن نہ پکڑے، اور جوانمردی یہ ہے کہ تو کسی کا دامن گیر نہ ہو۔

بشر بن حارثؒ کا قول

بشر بن حارثؒ کا قول ہے کہ سب سے سخت تین عمل ہیں، قلت کی حالت میں بخشش کرنا تنہائی میں پرہیزگار رہنا، جس سے ڈر اور امید ہو اس کے سامنے سچ بولنا۔

داناؤں میں بڑی دانائی

داناؤں میں بڑی دانائی تقویٰ ہے اور حماقتوں میں بڑی حماقت بدکاری، سچائیوں میں بڑی سچائی امانت، اور

Marfat.com

جھوٹوں میں بدترین جھوٹ خیانت ہے۔

ایک بزرگ کا قول

ایک بزرگ کا قول ہے کہ تقویٰ ماتھے میں نہیں کہ اس پر شکن ڈالا جائے۔ نہ چہرے میں ہے کہ اس کو ترش کیا جائے۔ نہ رخسار میں ہے کہ اس کو پھیرا جائے نہ گردن میں ہے کہ اس کو جھکایا جائے، نہ دامن میں ہے کہ اس کو اکٹھا کیا جاوے۔ تقویٰ تو دلوں میں ہے۔

اولیاء کا تقویٰ

حضرت حمدون کا تقویٰ

حضرت حمدون قصار رح کا تقویٰ اس قدر تھا کہ آپ ایک رات ایک دوست کے سرہانے بیٹھے تھے اور دوست نزع کی حالت میں تھا۔ جب آپ کا دوست وفات پا چکا تو آپ نے چراغ بجھا دیا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا، اس وقت تک تو ہمارے دوست کا مال تھا لیکن اب یتیموں کا مال ہے، ہمیں تیل جلانا نہ چاہیئے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رح کا واقعہ

حضرت ابو حنیفہ رح بازار میں جا رہے تھے۔ ایک ناخن بھر مٹی آپ کے جامے پر آپڑی۔ آپ اسی وقت دجلہ کے کنارے پر گئے اور جامہ کو دھو ڈالا۔ لوگوں نے کہا اے امام! آپ نے نجاست کی ایک معین مقدار کو جائز رکھا ہے پھر اس قدر مٹی کو آپ کیوں دھوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! وہ فتویٰ ہے اور یہ تقویٰ ہے۔

حکایت

عتبہ کو لوگوں نے دیکھا کہ وہ موسم سرما میں پسینے سے شرابور ہیں۔ کسی نے وجہ پوچھی تو کہا کہ یہ مکان وہ ہے جس میں مَیں نے اپنے رب کی نافرمانی کی تھی۔ جب ان سے گناہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو بتایا کہ ہاتھ صاف کرنے کے لیے مٹی کا ڈھیلا دیوار سے اکھاڑ لیا تھا اور مالک مکان سے اس کی اجازت نہیں لی تھی۔

Marfat.com

حضرت مالک بن دینارؒ کا معمول

حضرت مالک بن دینارؒ چالیس سال بصرہ میں رہے لیکن مرتے دم تک بصرہ کا چھوہارا یا کھجور نہیں چکھی۔ جب کھجوروں کی فصل ختم ہو جاتی تو فرماتے بصرہ والو! نہ میرے اس پیٹ کا نقصان ہوا اور نہ تمہاری کھجوروں میں کچھ کمی و بیشی ہوئی۔

حضرت امام احمدؒ کا تقویٰ

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مکہ مکرمہ میں ایک دکاندار کے پاس اپنا طشت گروی رکھ دیا۔ جب اس کو واپس لینے کا وقت آیا تو دکاندار نے دو طشت آپ کے سامنے رکھ دیئے اور کہا کہ ان دونوں میں جو آپ کا ہو لے لیجئے۔ حضرت امامؒ نے فرمایا کہ اپنے طشت کا پہچاننا میرے لیے مشکل ہے لہذا یہ دونوں طشت تم ہی اپنے پاس رہنے دو۔ امام صاحب نے رہن کا روپیہ اس کو دے دیا۔ دکاندار نے کہا حضرت! میں تو آپ کی آزمائش کر رہا تھا، یہ رہا آپ کا طشت! امام صاحب نے فرمایا اب میں نہیں لوں گا، یہ کہہ کر طشت چھوڑ کر چلے گئے۔

حکایت

حضرت کہمشؒ سے منقول ہے کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک ایسا گناہ ہو گیا۔ جس کی ندامت میں میں چالیس سال سے روتا ہوں۔ میرا ایک بھائی مجھ سے ملنے کو آیا۔ میں نے اس کی مدارات کے لیے ایک دانگ کی بھنی ہوئی مچھلی خریدی۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہو گیا تو ہاتھ صاف کرنے کے لیے پڑوسی کی دیوار سے (اس کی اجازت کے بغیر) ایک ڈھیلا توڑ کر میں نے اس کو دے دیا اس نے اس مٹی سے ہاتھ مل کر صاف کر لیے اور میں نے اس فعل پر پڑوسی سے اس کی معافی طلب نہیں کی۔

حکایت

منقول ہے کہ ایک مکان میں کرایہ دار رہتا تھا اس نے کسی کو خط لکھا روشنائی تازہ تھی۔ اس نے چاہا کہ اس مکان سے تھوڑی سی لے کر سیاہی کو خشک کر دے۔ فوراً اس کے دل میں خطرہ گزرا کہ مکان اس کی ملک نہیں ہے بلکہ کرایہ پر ہے۔ چند لمحے بعد اس نے دل کو یہ کہہ کر بہلا لیا کہ تھوڑی مٹی لینے میں کیا ڈر ہے! چنانچہ مٹی لے کر خط خشک

Marfat.com

کر لیا۔ فوراً غیب سے آواز آئی کہ اے مٹی کو حقیر و خفیف سمجھنے والے بہ تجھے بہت جلد پتہ چل جائے گا جب کل تو طویل حساب میں گرفتار ہوگا۔

حضرت رابعہ عدویہؒ

مروی ہے کہ حضرت رابعہ علاویہؒ نے شاہی مشعل کی روشنی میں اپنی پھٹی ہوئی قمیص سی لی۔ اس کے نتیجہ میں ان کے دل کی حالت بدل گئی۔ (دل کو کھویا کھویا سا پانے لگیں) ان کو کچھ مدت بعد اپنی پھٹی ہوئی قمیص کا خیال آیا۔ فوراً ہی قمیص کو پھاڑ ڈالا اور رکھ دیا۔ دل کی حالت درست ہوگئی اور پھر نور پیدا ہوگیا۔

حکایت

کسی نے سفیان ثوری کو خواب میں دیکھا کہ پرندے کی طرح آپ کے دو بازو ہیں اور جنت میں وہ ایک درخت اڑ کر دوسرے درخت پر پہنچ جاتے ہیں، ان سے پوچھا کہ آپ کو یہ مرتبہ کیسے ملا؟ آپ نے جواب دیا کہ تقوٰی کے باعث۔

اکابر کا تقوٰی

حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصریؒ کو عبادت سے متصف پایا اور حضرت سہیل کو اشاروں پہ چلنے والا دیکھا اور بشر حافی کو تقوٰی میں ممتاز پایا۔ لوگوں نے پوچھا کہ پھر آپ کا رجحان کس کی طرف ہے؟ فرمایا کہ بشر حافیؒ کی طرف، کیونکہ وہ میرے استاد بھی ہیں۔

حکایت

حضرت عبدالواحد بن زیدؒ کا ایک غلام چند سال سے ان کی خدمت میں تھا وہ چالیس سال تک عبادت گزار رہا۔ عبدالواحد کے پاس وہ غلہ ناپنے کی کی خدمت پر مامور تھا اس کے انتقال کے بعد کسی شخص نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالٰی نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے جواب دیا کہ میرے ساتھ بہتر ہوا ہے لیکن مجھے جنت سے روک دیا گیا ہے کیونکہ جب میں غلہ ناپ کر دیتا تھا تو میرے پیمانے سے چالیس پیمانے گرد و غبار (میرے ذمہ) نکالی گئی۔ یعنی ہر ناپ کے ساتھ جو گرد و غبار غلہ کے ساتھ مل کر جاتا تھا وہ چالیس پیمانے نکلا اور اس کی سزا میں مجھے جنت میں جانے

سے روک دیا گیا۔

حکایت حسان بن سفیان رح کے بارے میں روایت ہے کہ وہ ساٹھ برس تک نہ لیٹ کر سوئے نہ چربی (چکنائی) کھائی اور نہ ٹھنڈا پانی پیا۔ آپ کے انتقال کے بعد کسی شخص نے آپکو خواب میں دیکھا اور آپ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا اچھا سلوک کیا لیکن میں ایک سوئی کے باعث جسے میں نے عاریۃً لیا تھا اور اسے واپس نہیں کیا تھا جنت سے روک دیا گیا ہوں۔

حضرت ابن مبارک رح کا عمل ابن مبارک رح نے فرمایا کہ حرام کا ایک پیسہ نہ لینا (رد کر دینا) سو پیسے صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

ابن مبارک کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ملک شام میں حدیث شریف کی کتابت کر رہے تھے۔ ان کا قلم ٹوٹ گیا۔ انھوں نے عاریۃً کسی سے قلم مانگا۔ جب کتابت سے فارغ ہو گئے تو قلم واپس کرنا بھول گئے اور قلمدان میں وہ قلم پڑا رہ گیا۔ جب وہ شام سے مَرو پہنچے تو قلمدان میں وہ قلم نظر پڑا۔ فوراً پہچان گئے اور پھر انھوں نے قلم واپس کرنے کے لیے ملک شام کے سفر کی تیاری شروع کر دی (اور واپس جاکر دے دیا)

حکایت حضرت سری سقطی رح کو ایک واقعہ پیش آیا، ایک روز کسی دوست نے آپ کو سلام کیا آپ نے ان کے سلام کا جواب دے دیا لیکن آپ تیوری چڑھائے رہے اور شگفتہ روئی کا اظہار نہیں ہوا۔ میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کو سلام کرتا ہے اور وہ جواب دیتا ہے تو دونوں پر سو رحمتیں تقسیم کی جاتی ہیں، نوے اس شخص کو ملتی ہیں جو زیادہ شگفتہ رُو ہوتا ہے اور دس دوسرے کو دی جاتی ہیں۔ میں چیں بجبیں اس لیے رہا کہ یہ نوے رحمتیں اس کو مل جائیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رح کا تقویٰ حضرت امام ابو حنیفہ رح بہت ہی محتاط قسم کے لوگوں میں سے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ خلیفۂ وقت

Marfat.com

نے تمام علماء سے ایک عہد نامہ تحریر کرا کر قاضیٔ وقت امام شعبیؒ کے پاس دستخط کے لیے بھجوایا اس لیے کہ آپ ضعیفی کی وجہ سے اجتماع علماء میں شریک نہیں تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنی مہر ثبت کر کے دستخط فرما دیے لیکن جب یہ عہد نامہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا کہ امیر المومنین بذات خود یہاں موجود نہیں لہٰذا یا تو اپنی زبان سے حکم دیں یا میں خود وہاں چلوں جب ہی دستخط کر سکتا ہوں۔ جب خلیفہ کے پاس یہ پیغام پہنچا تو اس نے امام شعبیؒ سے دریافت کروایا کہ کیا گواہی کے لیے دیدار بھی شرط ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ یقیناً دیدار شرط ہے۔ خلیفہ نے پوچھا کہ پھر آپ نے بغیر مجھے دیکھے ہوئے دستخط کیسے کر دیے؟ انھوں نے کہا کہ چونکہ مجھے یقین کامل تھا کہ آپ ہی کا حکم ہے اس لیے دستخط کر دیے۔ خلیفہ نے کہا کہ قضا کے عہدے پر فائز ہو کر آپ نے خلاف شرع کام کیا ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس عہدے پر کسی اور کا تقرر کر دوں۔ چنانچہ خلیفہ کے مشیروں نے امام ابو حنیفہؒ، حضرت سفیانؒ حضرت شریحؒ اور حضرت مشعرؒ کے نام قاضی کے عہدے کے لیے پیش کیے اور جب طلبی پر چاروں حضرات دربار کی طرف چلے تو حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ میں کسی بہانے سے یہ عہدہ قبول نہیں کروں گا اور سفیان تم فرار ہو جاؤ اور مشعر تم پاگل بن جاؤ۔ اس طرح شریحؒ کو اس عہدہ کے لیے منتخب کر لیا جائے گا۔

چنانچہ حضرت سفیانؒ تو راستہ ہی میں فرار ہو گئے اور جب یہ تینوں داخل دربار ہوئے تو خلیفہ نے امام ابو حنیفہؒ کو عہدہ قبول کرنے کا حکم دیا لیکن آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں عربی النسل نہیں ہوں اس لیے سرداران عرب میرے فتاوی کو غیر مستند تصور کریں گے لیکن اس وقت جعفرؒ بھی دربار میں موجود تھے، انھوں نے کہا کہ قاضی کے لیے نسب کی ضرورت نہیں بلکہ علم کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے مگر میں اپنے اندر اس عہدے کی صلاحیت نہیں پاتا۔ خلیفہ نے کہا کہ آپ جھوٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو پھر ایک جھوٹے کو یہ عہدہ تفویض نہیں کیا جا سکتا اور اگر میرا قول سچا ہے تو جس میں قاضی بننے کی

Marfat.com

صلاحیت نہ ہو وہ خلیفہ کا نائب یا قاضی کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کے بعد خلیفہ نے حضرت مشعر رح کو عہدہ قبول کرنے کو کہا لیکن وہ پاگل بن گئے تھے، دوڑ کر خلیفہ کا ہاتھ پکڑا اور بیوی بچوں کی خیریت معلوم کرنے لگے۔ چنانچہ خلیفہ نے دیوانہ سمجھ کر ان کو بھی چھوڑ دیا۔ لیکن حضرت شریح رح سے اصرار کیا گیا تو انھوں نے یہ عہدہ قبول کر لیا۔ لیکن امام ابو حنیفہ رح نے تمام عمر ان سے ملاقات نہیں کی۔

ایک شخص آپ کا قرضدار تھا اور اسی کے علاقہ میں کسی کی موت واقع ہو گئی اور جب امام ابو حنیفہ رح نماز جنازہ کے لیے وہاں پہنچے تو ہر طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور موسم بھی بہت گرم تھا لیکن آپ کے مقروض کی دیوار کے پاس کچھ سایہ تھا چنانچہ جب لوگوں نے کہا کہ آپ یہاں تشریف لے آئیں تو آپ نے فرمایا کہ صاحبِ خانہ میرا مقروض ہے اس لیے اس کے مکان کے سایہ سے استفادہ کرنا میرے لیے جائز نہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ قرض کی وجہ سے جو نفع بھی حاصل ہو وہ سود ہے۔

حضرت امام حنبل رح کا تقویٰ

حضرت امام حنبل رح کے صاحبزادے حضرت صالح رح اصفہان کے قاضی تھے اور ایک مرتبہ امام حنبل رح کے خادم نے حضرت صالح رح کے مطبخ میں سے خمیر لے کر روٹی تیار کی۔ جب روٹی امام صاحب رح کے سامنے پہنچی تو آپ نے پوچھا کہ یہ اس قدر گداز کیوں ہے؟ خادم نے پوری کیفیت بتا دی، تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص اصفہان کا قاضی رہا ہو اس کے یہاں سے خمیر کیوں لیا۔ لہٰذا یہ روٹی میرے کھانے کے لائق نہیں رہی اور یہ کسی فقیر کے سامنے پیش کر کے پوچھ لینا کہ اس روٹی میں خمیر تو صالح کا ہے اور آٹا امام حنبل کا، اگر تمھاری طبیعت گوارا کرے تو لے لو۔ لیکن چالیس یوم تک کوئی سائل ہی نہیں آیا اور جب روٹیوں میں بو پیدا ہو گئی تو خادم نے دریائے دجلہ میں پھینک دیں۔ لیکن امام صاحب رح کے تقوے کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اس دن سے دریائے دجلہ کی مچھلی نہیں کھائی اور آپ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ جس کے پاس چاندی کی سرمایہ داری ہو اس کے پاس بھی

Marfat.com

مت بیٹھو۔

تقویٰ کے بارے میں ایک روایت

روایت ہے کہ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے، جبکہ آپ مالکِ مصر ہو گئے تھے، عرض کیا اے یوسفؑ! حرص اور شہوات نے بادشاہوں کو غلام کر دیا اور صبر اور تقویٰ نے غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔ آپ نے فرمایا یہ تو خدا ہی نے فرمایا ہے انه من یتق و یصبر فان الله لا یضیع اجر المحسنین (ترجمہ: بیشک جو شخص تقویٰ اور صبر اختیار کرے تو تحقیق اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کرتا)

حکایت

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ نے کسی آتش پرست کو مسلمان ہونے کی تبلیغ کی تو اس نے جواب دیا کہ اگر اسلام اس کا نام ہے جو حضرت بایزید کو حاصل ہے تو اس کی مجھ میں طاقت نہیں اور جس طرح تم سب لوگ مسلمان ہو تو مجھے اس پر اعتماد نہیں

ایک مرتبہ آپ اپنے ارادتمندوں کے ہمراہ تشریف فرما تھے تو اچانک مرید سے فرمایا کہ خدا کا ایک دوست آ رہا ہے چل کر اس کا استقبال کرنا چاہیئے اور جب سب لوگ باہر نکلے تو دیکھا کہ حضرت ابراہیم ہروی ہیں جو خچر پر سوار چلے آ رہے ہیں اور حضرت بایزیدؒ نے ان سے کہا کہ مجھے آپ کے استقبال کا منجانب اللہ حکم ملا ہے اور یہ بھی حکم ہے کہ اس کی بارگاہ میں آپ کو اپنا شفیع بنالوں۔ یہ سن کر انھوں نے جواب دیا کہ اگر پہلی شفاعت تمھیں اور آخری شفاعت مجھے عطا کی جائے تب بھی حضور اکرمؐ کی شفاعت کے مقابلہ میں اس کا مرتبہ ایک مشتِ خاک بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد دستر خوان بچھا جس پر انواع و اقسام کے لذیذ و مرغن کھانے چنے ہوئے تھے اور آپ نے حضرت ابراہیم کے ہمراہ کھانا کھایا لیکن حضرت ابراہیم کے دل میں خیال گزرا کہ حضرت بایزیدؒ جیسے شیخ دوراں کو ایسے کھانوں سے احتراز کرنا چاہیئے اور حضرت بایزید کو آپ کی اس نیت کا اندازہ ہو گیا تو آپ نے کھانے کے بعد ان کو اپنے ہمراہ لے جا کر دیوار پر ایک گوشہ میں ہاتھ مارا تو ایک ایسا دروازہ نمودار ہوا جس کے سامنے بہت بڑا دریا ٹھاٹھیں مار

Marfat.com

رہا تھا۔ اور حضرت بایزیدؒ نے ان سے کہا کہ چلیے ہم دونوں اس میں غسل کریں۔ لیکن انھوں نے کہا کہ خدا نے یہ مرتبہ مجھے عطا نہیں فرمایا۔ یہ جواب سن کر آپ نے ان سے کہا کہ جس جَو کی روٹی تمھاری غذا ہے وہ تو وہ جو ہیں جن کو جانور کھاتے ہیں اور لید کر دیتے ہیں لیکن تم اس کے باوجود بھی یہ تصور کرتے ہو کہ عمدہ اور لذیذ کھانے کھانے والا کبھی اہل تقویٰ نہیں ہو سکتا۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم ہروی بہت نادم ہوئے اور معافی طلب کی۔

حکایت حضرت شیخ علی متقی رح سلسلہ عالیہ چشتیہ کے باکمال بزرگ تھے آپ نے بادشاہ میں کے ساتھ رہ کر بہت کچھ مالِ دنیا جمع کیا۔ جب جذبۂ حق سے سرشار ہوئے تو تمام مال و متاع راہِ مولیٰ میں لٹا کر شیخ عبدالحکیمؒ کی خدمت میں رہ کر خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ بعد ازاں گجرات تشریف لائے۔ سلطان بہاء الدین والیِ گجرات نے قدم بوسی کی اجازت چاہی لیکن حضرتؒ نے اسے اجازت نہیں دی۔ دوبارہ قاضی عبداللہ سندھی سلطان کا پیغامِ ملاقات لے کر حاضر ہوئے۔ مجبوراً حضرت نے بادشاہ کی درخواست منظور فرمائی۔ جب سلطان حضرت کی زیارت کے لیے حاضر ہوا تو ایک کروڑ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ حضرت نے وہ روپیہ قاضی عبداللہ سندھی کو دے کر فرمایا کہ تمھاری وجہ سے یہ دولت ہمیں نذرانہ میں ملی ہے۔ پس یہ تم کو دیتا ہوں۔ چنانچہ حضرت نے وہ تمام رقم قاضی عبداللہ سندھی کو دے دی۔

بادشاہ کے ایک وزیر نے اپنے گھر حضرت کی دعوت کی۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اس شرط پر دعوت قبول کرتا ہوں کہ جہاں میں چاہوں بیٹھوں گا جو چاہوں کھاؤں گا اور جب دل چاہے چلا جاؤں گا۔ وزیر نے آپ کی شرائط منظور کر لیں۔ جب حضرت دعوت میں چلے تو ایک ٹکڑا خشک روٹی کا جیب میں رکھ لیا۔ وزیر کے مکان پر پہنچے اور زمین پر بیٹھ گئے۔ وزیر نے درخواست کی کہ فرش پر تشریف رکھیے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم نے میری شرطیں منظور کی ہیں تب میں اس دعوت میں شریک ہوا ہوں۔ وزیر خاموش رہا۔ جب کھانا آیا تو حضرت نے خشک روٹی جیب سے نکال کر کھانی شروع کی۔ وزیر نے پھر اصرار کیا، حضرت نے فرمایا میرا جو جی چاہے کھاؤں گا۔

Marfat.com

اور پھر وہاں سے اٹھ کر اپنے مکان پر چلے آئے۔

بزرگی تقویٰ میں ہے

کسی بزرگ سے دریافت کیا گیا کہ بندوں میں سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ فرمایا کہ مروت اور تقویٰ والے، پوچھا کہ اعمال میں سے افضل کونسا عمل ہے؟ فرمایا کہ فرائض کا ادا کرنا اور حرام چیزوں سے اجتناب کرنا۔ پوچھا کہ کلام میں سے کونسا کلام سننے کے قابل ہے؟ فرمایا کہ سچ کہنا ایسے شخص کے سامنے جس سے بیم ورجا ہو۔ پوچھا کہ ایمان والوں میں سے کونسا دانا ہے؟ فرمایا کہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی طاعت پر عمل کرے اور لوگوں کو اس طرف بلاوے۔ پوچھا کہ اہل ایمان میں سے زیادہ خسارہ میں کون ہے؟ فرمایا کہ جو شخص اپنے ظالم بھائی کی خواہش میں چلے اور اپنی آخرت دوسرے کی دنیا کے عوض فروخت کرے۔

حکایت

کمیل رضؓ (ایک شخص ہیں) کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ جا رہا تھا۔ وہ جنگل میں پہنچے۔ پھر ایک مقبرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے مقبرہ والو! اے بوسیدگی والو! اے وحشت اور تنہائی والو! کیا خبر ہے کیا حال ہے۔ پھر فرمایا کہ ہماری خبر تو یہ ہے کہ تمہارے بعد اموال تقسیم ہو گئے، اولادیں یتیم ہو گئیں، بیویوں نے دوسرے خاوند کر لیے۔ یہ تو ہماری خبر ہے، کچھ اپنی بھی کہو۔ اس کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کمیل رضؓ! اگر ان لوگوں کو بولنے کی اجازت ہوتی اور یہ بول سکتے تو کہتے کہ بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ یہ فرمایا اور پھر رونے لگے اور فرمایا اے کمیل رضؓ! قبر عمل کا صندوق ہے اور موت کے وقت بات معلوم ہو جاتی ہے۔

حکایت

ایک دفعہ کرمان کے بادشاہ نے حضرت شاہ شجاع رحؒ کی صاحبزادی کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھیجا تو آپ نے تین یوم کی مہلت طلب کی اور تین دنوں میں مسجد کے اطراف اس نیت سے چکر کاٹتے رہے کہ کوئی درویش کامل مل جائے تو میں اس سے نکاح کر دوں۔ چنانچہ تیسرے دن ایک بزرگ خلوص قلب کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے مل

Marfat.com

گئے تو آپ نے دریافت کیا کہ کیا تم نکاح کے خواہشمند ہو ! ؟ انھوں نے کہا کہ میں تو بہت مفلوک الحال ہوں۔ مجھ سے کون اپنی لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ میں اپنی لڑکی تمھارے نکاح میں دیتا ہوں۔ چنانچہ باہمی رضامندی سے نکاح ہو گیا اور جب صاحبزادی اپنے شوہر کے ہاں پہنچیں تو دیکھا کہ ایک کوزے میں پانی اور ایک ٹکڑا سوکھی ہوئی روٹی کا رکھا ہوا ہے اور جب شوہر سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ آدھا پانی اور آدھی روٹی کل کھالی تھی اور آدھی آج کے لیے بچا رکھی تھی۔ یہ سن کر جب بیوی نے اپنے والدین کے یہاں جانے کی خواہش کی تو شوہر نے کہا کہ میں تو پہلے ہی سے جانتا تھا کہ شاہی خاندان کی لڑکی فقیر کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتی۔ لیکن بیوی نے جواب دیا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ میں تو اپنے والد سے یہ شکایت کرنا چاہتی ہوں کہ انھوں نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں تیرا نکاح کسی متقی سے کر رہا ہوں، مگر اب مجھے معلوم ہوا کہ میرا نکاح تو ایسے شخص سے کر دیا گیا ہے جو خدا پر قانع نہیں ہے اور دوسرے دن کے لیے کھانا بچا رکھتا ہے جو توکل کے قطعاً منافی ہے لہذا اس گھر میں یا تو میں رہوں گی یا یہ روٹی رہے گی۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۷۰)

حکایت حضرت بایزید بسطامیؒ نے اپنے ایک رفیق کے ساتھ جنگل میں کپڑے دھوئے دھونے کے بعد ان کے ساتھی نے کہا کہ ان کپڑوں کو انگور کی باڑھ (ٹٹی) پر پھیلا دیں۔ آپ نے کہا ہم لوگوں کی دیوار میں میخ نہیں گاڑتے۔ ساتھی نے کہا اچھا درخت سے لٹکا دیں تو آپ نے فرمایا نہیں اس کی ٹہنیاں ٹوٹ جائیں گی۔ ساتھی نے کہا تو پھر از خر دم رچیا گند) گھاس پر پھیلا دیں، تو آپ نے فرمایا یہ چوپایوں کا چارہ ہے ہم جانوروں سے اس کو نہیں چھپا سکتے (کپڑوں کے پھیلانے سے گھاس چھپ جائے گی) آخرکار آپ نے اپنی پیٹھ پر کپڑے ڈال لیے اور سورج کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو گئے۔ جب ایک رخ سے کپڑے سوکھ گئے تو ان کو الٹ دیا۔ پھر دوسرا رخ بھی سوکھ گیا۔ اس طرح آپ نے کپڑے خشک کر لیے۔

Marfat.com

حکایت خواجہ حسن بصریؒ اور حضرت رابعہ بصریؒ ہم عصر بزرگ ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے دینی اور روحانی ساتھی تھے۔ اکثر حضرت رابعہؒ، خواجہ کا درس سننے آیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ خواجہ صاحبؒ، حضرت رابعہؒ کے گھر تشریف لائے اور دروازے پر آپ نے ایک افسردہ اور آزردہ شخص کو دیکھا۔ آپ نے اس سے اس آزردگی اور افسردگی کا سبب پوچھا تو وہ بولا کہ میں حضرت رابعہؒ کے لیے اشرفیوں کی ایک تھیلی لایا ہوں مگر انھوں نے قبول نہیں کی اور خواجہ صاحب سے گزارش کی کہ وہ اس کی سفارش کریں تاکہ حضرت رابعہؒ ان اشرفیوں کو قبول کرلیں۔

اب جب خواجہ صاحبؒ نے حضرت رابعہؒ سے سائل کی درخواست قبول کرنے کے لیے کہا تو انھوں نے فرمایا، خدا جو کہ پوری دنیا کا پالنہار ہے میں اس سے دنیا کی کوئی چیز نہیں مانگتی تو کسی غیر اللہ سے میں کیوں کوئی چیز طلب کروں۔

تقویٰ کی اصل رُوح حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ تقویٰ کی اصل روح یہ ہے کہ انسان غیظ و غضب کی حالت میں بھی سچائی کا دامن نہ چھوڑے حق بات ہر حال میں کرتا رہے اور جن باتوں کو معروف قرار دیا گیا ہے اور جن کو کرنے کا حق دیا گیا ہے ان کی پابندی کرے اور جن باتوں کی ممانعت کردی گئی ہے ان کی طرف نہ دیکھے نہ ان کو کرے تو وہ صحیح متقی کہلانے کا حقدار ہوگا۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کا تقویٰ حضرت ذوالنون مصریؒ قرآن و سنت اور شریعت کے خلاف کوئی بات گوارا نہیں کرتے تھے۔ شاید یہی سبب تھا کہ اہل معرفت ہمیشہ آپ کو زندیق کہہ کر آپ کی بزرگی اور عظمت سے منکر ہوتے رہتے تھے۔ جس زمانہ میں آپ بلند مناصب پر فائز ہوئے تو بعض ناعاقبت اندیشوں نے مراتب کی ناواقفیت کی بنا پر آپ کو زندیق کا خطاب دے دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ خلیفۂ وقت سے آپ کی شکایت بھی کی۔ چنانچہ جس لمحے آپ کو بیڑیاں پہنا کرلے جایا جارہا تھا تو ایک بوڑھی

عورت نے آپ سے کہا کہ بیٹا! خوفزدہ ہرگز نہ ہوتا کیونکہ وہ بھی تمھاری طرح اللہ کا بندہ ہے۔ اسی وقت راستے میں ایک بہشتی نے آپ کو ٹھنڈے پانی سے سیراب کیا اور اس کے صلہ میں جب آپ نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس کو ایک دینار دے دو، تو بہشتی نے عرض کیا کہ قیدیوں سے کچھ لینا بزدلی کی علامت ہے، اس کے بعد دربار خلافت سے آپ کو چالیس روزہ کی قید کا حکم سنایا گیا۔ اسی عرصے میں آپ کی بہن روزانہ ایک روٹی آپ کو جیل پہنچاتیں مگر رہائی کے بعد ہر یوم کے حساب سے چالیس روٹیاں آپ کے پاس محفوظ تھیں اور جب آپ کی بہن نے کہا کہ بھیا یہ روٹیاں تو جائز کمائی کی تھیں پھر آپ نے کیوں نہیں کھائیں؟

اس پر حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا چونکہ داروغہ جیل بدباطن قسم کا انسان تھا اس لیے جو روٹی اس کے ہاتھ بھجوائی جاتی تھی مجھے اس سے کراہت محسوس ہوتی تھی۔

اس کے بعد جب آپ جیل سے روانہ ہونے لگے تو آپ گر پڑے اور سر پر شدید ضرب آئی مگر اس کے باوجود خون کی ایک بوند بھی آپ کے لباس پر نہ پڑی۔ حد تو یہ ہے کہ جو خون زمین پر گرا تھا وہ بھی غائب ہوگیا۔ پھر جب آپ کو خلیفہ کے روبرو پیش کیا گیا تو آپ نے اس کے سوالات کا منہ توڑ جواب دے کر دربار میں موجود تمام لوگوں کو حیران کر دیا۔ چنانچہ آپ کی سچائی اور بیباکی سے متاثر ہو کر خلیفہ نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر لی اور انتہائی عقیدت اور احترام کے ساتھ آپ کو سفر مصر کے لیے رخصت کیا۔

حکایت روایت ہے کہ بشر بن حارث حافیؒ کی ہمشیرہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا کہ میں اپنے کوٹھے پر سوت کاتا کرتی ہوں اس وقت ہمسائے کے گھر کی روشنی کا عکس مجھ پر پڑتا ہے، کیا اس روشنی میں مجھے سوت کاتنا جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا تو کون ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں بشر بن حافی کی بہن ہوں۔ یہ سن کر امام صاحب رو دیے۔ فرمایا پرہیزگاری کا ظہور تمھارے ہی گھر سے ہونا ہے۔ اس روشنی میں تم سوت نہ کاتا کرو۔

Marfat.com

حضرت علی عطارؒ کا قول

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرے کی گلیوں میں دیکھا کہ بوڑھے لوگ بیٹھے ہیں اور لڑکے کھیل رہے ہیں۔ میں نے لڑکوں سے پوچھا ان بوڑھوں کے سامنے تمھیں کھیلتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ وہ کہنے لگے کہ ان سے شرم کیا آئے ان میں پرہیزگاری کم ہے اس لیے ہمیں ان کا خوف بھی نہیں۔

انعاماتِ تقویٰ

اللہ تعالیٰ نے اہل تقویٰ کو بیشمار انعامات دینے کا وعدہ فرمایا ہے ان انعامات کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(۱) اہلِ تقویٰ کو اللہ تعالیٰ اپنی دوستی سے سرفراز کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ،

اِنَّھُمْ لَنْ یُّغْنُوْا عَنْکَ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝

اللہ کے مقابلے میں وہ تمھارے کچھ کام نہیں آ سکتے۔ ظالم ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور متقیوں کا دوست اللہ ہے۔

(پ ۲۵، جاثیہ ۱۹)

(۲) اہلِ تقویٰ کا ایک انعام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہوتا ہے اور ان کی مدد فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۝

اے ایمان والو اپنے نزدیک رہنے والے کافروں سے جنگ کرو اور چاہیئے کہ وہ تمھارے اندر سختی پائیں اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔ (پ ۱۱، توبہ ۱۲۳)

(۳) اہلِ تقویٰ بارگاہِ رب العزت میں سب سے زیادہ اکرام اور عزت والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

Marfat.com

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ ۭ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

بیشک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے متقی زیادہ ہے، بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔ (پ ۲۶، حجرات ۱۳)

(۴) اہلِ تقویٰ کے اعمال بارگاہ رب العزت میں مقبول ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف اہلِ تقویٰ کے اعمال قبول ہوتے ہیں۔ (پ ۶، مائدہ ۲۷)

(۵) اللہ تعالیٰ اہلِ تقویٰ کو نمایاں حیثیت عطا فرما دیتا ہے اور ان کی برائیوں کو ختم کر دیتا ہے:

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے، تو تمھیں اعزازی حیثیت سے نواز دے گا اور تمھاری برائیوں کو ختم کر دے گا اور تمھیں معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے (پ ۹، انفال ۲۹)

(۶) اہلِ تقویٰ کو نیک انجام کی خوشخبری دی گئی ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لیے بنایا ہوا ہے جو زمین میں فساد نہیں ڈالتے اور بہتر انجام اہلِ تقویٰ کا ہی ہے (پ ۲۰، قصص ۸۳)

(۷) اہلِ تقویٰ کا ایک انعام یہ ہے کہ اہلِ تقویٰ کو اللہ تعالیٰ پسند کرنے لگتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

Marfat.com

بَلٰی مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ وَ اتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝

جو شخص اپنے عہد کو پورا کرے اور تقویٰ اختیار کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (پ ۳، آل عمران ۷۶)

اہل تقویٰ سے اللہ کی محبت کے بارے میں ایک اور مقام پر یوں ارشاد ہے کہ:

کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَکُمْ فَاسْتَقِیْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝

مشرکین جنھوں نے عہد توڑ ڈالا تو پھر اللہ اور اس کے رسول کے ہاں عہد کیونکر قائم رہ سکتا ہے ہاں جن لوگوں کے ساتھ تم نے مسجد کے نزدیک عہد کیا تھا اگر وہ اس پر قائم رہیں تو آپ بھی اس پر قائم رہیں بیشک اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو پسند فرماتا ہے۔ (پ ۱۰، توبہ ۷)

(۸) آخرت میں متقیوں کا گھر بہت بہتر ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَقِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّکُمْ ؕ قَالُوْا خَیْرًا ؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَ ۝

اور جب اہل تقویٰ سے پوچھا جاتا ہے کہ اللہ نے تمھارے لیے کیا نازل فرمایا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بہترین چیز اتری ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے دنیا میں بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو بہت اچھا ہے۔ یہ اہل تقویٰ کا گھر کیا خوب ہے۔ (پ ۱۴، نحل ۳۰)

(۹) اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کے لیے حصول رزق میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ متقیوں کے لیے ایسے ذرائع بنا دیتا ہے کہ انھیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ انھیں رزق پہنچا دیتا ہے

ذٰلِکُمْ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ کَانَ

ان باتوں سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے کہ

Marfat.com

یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۬ وَ	جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور جو کوئی اللہ
مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ	سے ڈرے گا تو اسے غم سے چھٹکارا ملے گا۔
مَخْرَجًا ۙ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ	اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا کہ جہاں
لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی	سے اسے گمان تک نہ ہوگا اور جو خدا پر بھروسہ
اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ	رکھے گا تو وہ اس کے لیے کافی ہوگا اللہ اپنے
بَالِغُ اَمْرِہٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ	کام کو پورا کر دیتا ہے، اللہ نے ہر چیز کا اندازہ
لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝	مقرر کر رکھا ہے۔ (پ ۲۸، طلاق ۲ تا ۳)

(۱۰) اللہ تعالیٰ اہلِ تقویٰ پر اپنی برکات کا نزول فرماتا ہے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

وَلَوْ اَنَّ اَھْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَ	اور اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور تقویٰ
اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَرَکٰتٍ	اختیار کر لیتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکات
مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰکِنْ	کے دروازے کھول دیتے مگر انھوں نے جھٹلایا
کَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰھُمْ بِمَا کَانُوْا	پس انھیں ہم نے ان کے کیے ہوئے پر گرفت
یَکْسِبُوْنَ ۝	میں لے لیا۔ (پ ۹، اعراف ۹۶)

(۱۱) اہلِ تقویٰ کے لیے دنیا اور آخرت میں خوشخبریاں اور عظیم کامیابیاں ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ	ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بشارت ہے اور آخرت
الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ؕ لَا تَبْدِیْلَ	میں بھی اللہ تعالیٰ کی بات پختہ ہوتی ہے جو تبدیل
لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ ھُوَ	نہیں ہوتی۔ یہی بڑی کامیابی ہے
الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝	(پ ۱۱، یونس ۶۴)

(۱۲) اللہ تعالیٰ اہلِ تقویٰ کو بے خوف اور بے غم کر دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

Marfat.com

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

خبردار اللہ کے دوست بے خوف اور بے غم ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اور تقوی اختیار کرتے ہیں۔

(۱۳) اہلِ تقوی کا ایک انعام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ط وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۝

یہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں جو آپ پر نازل ہوئے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا وہ اس سے اس کے گناہ دور کر دے گا اور اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ (پ ۲۸، طلاق ۵)

(۱۴) تقوی دنیا اور آخرت میں بہترین زادِ راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ط وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ز وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

جو اچھا کام کرو گے اللہ اسے جانتا ہے۔ اور زادِ راہ ساتھ لے جاؤ پس بہترین زادِ راہ تقوی ہے اور عقل والو! مجھ سے ڈرتے رہو (پ ۲، بقرہ ۹۷)

(۱۵) اہلِ تقوی کو آتشِ دوزخ سے نجات ملے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ:

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝

پھر ہم اہلِ تقوی کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ (پ ۱۶، مریم ۷۲)

(۱۶) اہلِ تقوی کو ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہنے کی سعادت نصیب ہو گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝

بیشک اہلِ تقوی جنت میں اور چشموں میں ہوں گے

Marfat.com

اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝	جو نعمتیں اللہ تعالیٰ عطا کریگا وہ لیں گے بیشک اس سے پہلے وہ احسان کرنے والے تھے۔ (پ ۲۷، ذاریات ۱۵ تا ۱۶)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ:

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝	جنت ہمیشہ رہنے والی ہے جس میں وہ داخل ہونگے۔ ان کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔ وہاں جو چاہیں گے ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو ایسا ہی اجر دے گا۔ (پ ۱۴، نحل ۳۱)

مزید فرمایا گیا ہے کہ:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝	بیشک اہل تقویٰ سایوں اور چشموں میں ہونگے اور میووں میں جو ان کو مرغوب ہوں گے۔ (پ ۲۹، مرسلات ۴۱ تا ۴۲)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝	اہل تقویٰ کے لیے اللہ کے ہاں نعمت والی جنت ہے۔ (پ ۲۹، قلم ۳۴)

اعمالِ تقویٰ

اہلِ تقویٰ کا فرمان ہے کہ دس باتیں اعمالِ تقویٰ سے ہیں۔ جو شخص انھیں اپنا لے گا اس میں تقویٰ پیدا ہو جائے گا۔

(۱) زبان سے حق بات کہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بات کرو تو انصاف کرو۔

(۲) اللہ کا احسان مانے، اپنے نفس پر بھروسہ نہ کرے، نہ اسے اچھا جانے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ تجھ پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تجھے ایمان کا راستہ دکھایا۔

(۳) پانچوں وقت کی نماز ادا کرے، رکوع اور سجود اچھی طرح بجالائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نمازوں کو نگاہ میں رکھو، خاص کر درمیانی نماز یعنی نماز عصر کو اور اللہ کے تابعدار بنو۔

(۴) سنتِ رسولؐ کی پیروی کرے اور مسلمانوں کے ساتھ شامل رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور یقیناً یہ میری سیدھی راہ ہے تم اس پر (سنت پر) چلو۔ دوسری راہیں مت اختیار کرو۔ اگر دوسرے راستے اختیار کرو گے تو اللہ کے سیدھے راستے سے بہک جاؤ گے۔

(۵) بڑے اور بلند مرتبے حاصل کرنے کی خواہش نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخرت کا گھر (بہشت) ہم ان لوگوں کو دیتے ہیں جو دنیا میں بڑے بڑے مرتبوں کی خواہش نہیں کرتے اور نہ فساد کرتے ہیں۔

(۶) اپنے مال کو مستحق افراد پر خرچ کرے، نہ کہ ان لوگوں پہ جو اس کے مستحق نہیں یا جو باطل کام ہیں۔

اللہ تعالیٰ مومنوں کی تعریف میں فرماتا ہے کہ وہ لوگ خرچ کرنے والے ہیں، نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل کرتے ہیں یعنی گناہوں میں خرچ نہیں کرتے اور اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرنے میں سستی نہیں کرتے۔

(۷) زبان کو غیبت سے بچائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

(۸) بدگمانی سے بچے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہت بدگمانیوں سے بچو۔ اس لیے کہ بعض بدگمانی گناہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بُرے گمان سے دور رہو کیونکہ بُرا گمان ایک طرح کا جھوٹ ہے۔

Marfat.com

(۹) ہنسی مذاق اور ٹھٹھا کرنے سے پرہیز کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اُڑائے۔

(۱۰) حرام کی طرف نہ دیکھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے پیغمبر! مومنوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں ممنوعات سے بند رکھیں۔

(تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ)

آدابِ سُنّت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری سنتیں یعنی کھانے، سونے، چلنے، بیٹھنے، اٹھنے غرضیکہ زندگی کے ہر پہلو پر عمل کرنے کے آداب اور سنت طریقہ، جس پر عمل پیرا ہونے سے زندگی کا ہر لمحہ کارِ ثواب بن جاتا ہے۔

عالم فقری

Marfat.com

باب ۶

خشیّت

اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس کے تقدس اور احترام کے پیش نظر اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر طاری رکھنا خشیت کہلاتا ہے۔ خشیتِ الٰہی ہمارے ایمان کا لازمی جزو ہے۔ اور ایمانِ کامل کے لیے محبت ضروری ہے۔ جب تک اجزائے ایمان کو یقین اور دل کی محبت کے ساتھ قبول نہ کیا جائے ایمان مستحکم نہیں ہوتا اور تقاضاءِ ایمان یہ ہے کہ اعمال کو محبت اور دل کے خلوص کے ساتھ کیا جائے کیونکہ جو عمل خلوص اور محبت کے ساتھ کیا جائے وہ بارگاہ رب العزت میں فوراً قبول ہو جاتا ہے۔ خشیت محبت ہی کی ایک صورت ہے کیونکہ محبت میں جب محب محبوب کے لیے کوئی کام کرتا ہے تو اس کے دل میں محبوب کا ڈر ہوتا ہے کہ کہیں یہ میرا کام اس نے پسند بھی فرمایا ہے یا نہیں۔ محبوب سے ڈرنے کا یہی انداز دراصل خشیت ہے۔

خشیت درحقیقت خوفِ الٰہی ہی کی ایک لطیف صورت ہے کیونکہ سلوک کی منازل طے کرتے ہوئے جونہی طالب پر اللہ کی معرفت کے اسرار کھلتے ہیں اس میں خشیت کا وصف پختگی اختیار کرتا چلا جاتا ہے کیونکہ معرفت میں بندے پر اللہ تعالیٰ کے علم کے راز افشا ہوتے ہیں جو اہل دنیا پر ظاہر نہیں ہوتے، اس کے علاوہ خشیت انسان کو برائیوں سے دور رکھنے کا بھی سبب بنتی ہے، جو بندہ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے وہ دانستہ برائی نہیں کرتا اس لیے خشیت الٰہی ہمیشہ بندوں کو گناہوں سے بچانے کے لیے دفاع کرتی ہے الغرض خشیت انسان کو اللہ کے قریب کر دیتی ہے اس لیے اہل معرفت کے لیے خشیت

Marfat.com

بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

پس جب ہم نے یہ جان لیا کہ خشیت حصول معرفت کے لیے بڑی ضروری ہے تو پھر اسے پانا بھی بہت ضروری ہے اس لیے جو شخص اللہ کی معرفت کا طالب بننا چاہے تو اسے چاہیے کہ اپنے دل میں اس وصف کو فوراً پیدا کرے، یہ وصف اللہ کے ذکر اور اطاعت سے پیدا ہوتا ہے، جتنا زاہد اور عابد اللہ سے ڈرتا ہے اتنی عام انسان میں خشیت نہیں ہوتی لہٰذا اللہ کا ولی بننے کے لیے خشیت کا دامن پکڑ اور پھر اسے مضبوطی سے تھامے رہ، ان شاء اللہ پروردگار سے جو مانگے گا سو پائے گا۔

فرمان الٰہی خشیت کی خوبی کو اللہ تعالیٰ نے بہت پسند فرمایا ہے اور اس کا ذکر یوں فرمایا ہے:-

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ۝

جو رحمٰن کو دیکھے بغیر خشیت رکھتا ہے، اور اطاعت والے دل کے ساتھ آتا ہے (پ۲۶، ق ۳۳)

یوم آخرت میں خشیت یعنی اللہ تعالیٰ سے بن دیکھے ڈرنا ذریعہ نجات بنے گا کیونکہ روز محشر میں جب دربار الٰہی لگے گا اور جو شخص اس وقت اس وصف کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے اس وصف کی بنا پر جنت میں داخل ہونے کے لیے حکم صادر فرمادے گا اس لیے معلوم ہوا کہ آخرت میں نجات کے لیے اس خوبی کو دل میں پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور انداز میں ایک اور مقام پر یوں واضح کیا ہے۔

إِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝

تم تو صرف اسی کو تاکید کرسکتے ہو جو نصیحت کی اتباع کرے اور رحمٰن سے بے دیکھے ڈرے تو اس کے لیے مغفرت اور اجر کریم کی خوشخبری ہے۔ (پ ۲۲، یٰسین ۱۱)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں دو خوبیوں کا ذکر ایک ساتھ کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے اور دوسرے یہ کہ اسے بغیر دیکھے اپنے دل میں اس کا خوف رکھتے ہوئے ڈرا جائے یعنی خشیت کی کیفیت میں مگن رہا جائے اور ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دو خوشخبریوں کی بشارت دی ہے۔ یعنی ایک مغفرت اور دوسرا کرم والا اجر یعنی جنت۔

خشیتِ علماء: اہل علم کی خشیت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَ الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝	اور اسی طرح لوگوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ ان کے رنگ مختلف ہیں بے شک اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ زبردست بخشنے والا ہے (پ ۲۲، فاطر ۲۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے کمالات میں سے ایک کمال کا یوں ذکر فرمایا ہے کہ یہ بات بڑی قابلِ غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مخلوقات پیدا کی ہیں وہ اپنی شکل و صورت اور رنگوں کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ انسانوں میں کسی کی رنگت گوری، کسی کی کالی، کسی کی درمیانی ہے۔ ایسے ہی جانوروں میں سے کسی کا رنگ بڑا کالا ہے کسی کا بہت سفید ہے، کسی کا سبز کسی کا سُرخ، گویا کہ جانور اور چوپائے اپنی نسل اور رنگت کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ یہ رنگوں کا اختلاف اہل علم کے لیے اللہ کی قدرت کی کامل نشانی ہے۔ ایسی نشانیوں کے پیش نظر علماء میں خشیت الٰہی کا وصف پیدا ہوتا ہے کیونکہ جس قدر خشیتِ الٰہی انسان میں ہونی چاہیئے وہ تو صرف اللہ کے بندوں میں ہوتی ہے پھر خاص کر اللہ کے بندوں میں سے علماء میں زیادہ ہوتی ہے کیونکہ وہ جانتے بوجھتے ہوتے ہیں۔ حقیقتاً جو جس قدر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور کمالات کے بارے میں زیادہ علم رکھے گا اسی قدر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت

اور ہیبت زیادہ ہوگی اور اسی قدر اللہ تعالیٰ کی خشیت اس کے دل میں زیادہ ہوگی کیونکہ جو یہ جانتا ہو کہ اللہ قادر ہے وہ قدم قدم پر اس سے ڈرے گا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی خشیت کی تعریف فرمائی ہے۔

خشیت میں تزکیہ نفس ہے

خشیتِ الٰہی تزکیہ نفس کا ذریعہ بھی ہے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَمَنْ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفْسِہٖ ؕ وَاِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ	بیشک آپ ان لوگوں کو نصیحت کریں جو اللہ تعالیٰ سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں جو شخص پاک ہوتا ہے وہ اپنے لیے ہی تزکیہ کرتا ہے اور سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(پ ۲۲، فاطر ۱۸)

اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ اہلِ خشیت پر اللہ تعالیٰ کے کلام کا اثر ہوتا ہے اور وہی لوگ نماز پڑھتے ہیں اور ہر لحاظ سے خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اسی کی بنا پر ان کے قلوب میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے اور یہ پاکیزگی ان کے لیے نفع بخش ہے۔

خشیتِ الٰہی کی شان

اللہ تعالیٰ ہمارا مالک، حاکم اور خالق ہے، اقتدار اور اختیارات کا ہر لحاظ سے وہی مالک ہے اس لیے اس کا کلام بے پناہ طاقت اور قوت کا حامل ہے لہذا اس قرآن پاک کا بوجھ کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کلام الٰہی کا اظہار خشیتِ الٰہی کا اظہار ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی شان سب سے بلند و بالا ہونے کی وجہ سے کوئی چیز اس کی تاب نہیں لا سکتی لہذا اگر اس کا کلام جو اس کے جلال و جمال کا مظہر ہے اگر کسی پہاڑ پر نازل ہوتا تو وہ اس کے جلال کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے یوں واضح کیا ہے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ	اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو

Marfat.com

لَرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○

تو دیکھتا کہ وہ خشیت الٰہی سے پھٹ جاتا۔ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ ان میں غور و فکر کریں۔

(پ ۲۸، حشر ۲۱)

خشیت الٰہی کا مقام بہت بلند ہے اس لیے اہل علم کو دعوت دی گئی ہے کہ خشیت اختیار کرو تاکہ زندگی کے اعمال درست ہو جائیں۔

خشیت اختیار کرنے کا حکم

خشیت اختیار کرنے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:-

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

پس ان سے مت ڈرو بلکہ مجھ ہی سے ڈرو تاکہ تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کر دوں اور تاکہ تم راہ ہدایت پر قائم رہو (پ ۲، بقرہ ۱۵۰)

لوگوں سے ڈرنے کی ممانعت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھ ہی سے ڈرو کیونکہ دوسرے لوگ بھی تمہاری طرح مخلوق ہی ہیں اس لیے ان سے ڈرنا کچھ وقعت نہیں رکھتا بلکہ خشیت تو صرف اللہ تعالیٰ سے اختیار کی جائے کیونکہ خشیت کے بدلے میں وہ تم پر اپنی نعمت کو پورا کرے گا اور نعمت کے پورا ہونے سے انسان ہدایت کی راہ پر گامزن ہو جائے گا، اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور انداز میں یوں بیان فرمایا ہے:

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○

پس آپ کو چاہیئے کہ لوگوں سے نہ ڈریں بلکہ مجھ ہی سے ڈریں اور میری آیتوں کا بدل اشتراک نہ لیں (تھوڑا نہیں) جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل شدہ کلام کے ساتھ فیصلہ نہ کریں وہی لوگ کافر ہیں۔

(پ ۶، مائدہ ۴۴)

Marfat.com

اس آیت میں بھی پہلے والی بات کی مزید تاکید فرمائی گئی ہے کہ خشیت صرف پروردگار عالم سے اختیار کی جائے، لوگوں سے بالکل نہ ڈرا جائے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا	اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کی
یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ	خشیت رکھو جس دن باپ اپنے بیٹے کو کوئی نفع
وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ	نہ پہنچا سکے گا اور نہ بیٹا باپ کے کچھ کام آئے گا
شَیْـٴًـاؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا	اللہ کا وعدہ سچا ہے پس دنیا کی زندگی تمہیں
تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ	دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ دھوکے باز شیطان
وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ۝	تمہیں اللہ سے دھوکے میں ڈال دے۔

(پ ۲۱، لقمان ۳۳)

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو قیامت کے دن سے ڈرایا ہے کہ اس دن کا خوف رکھو کہ جس دن تمہاری اولاد تمہارے کام نہیں آئے گی، قیامت چونکہ اللہ کے حکم سے قائم ہوگی اس لیے اس سے ڈرنا بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اختیارات کی خشیت بھی دراصل خشیتِ الٰہی ہی ہے۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اَلْیَوْمَ یَىٕسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ	آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے ہیں پس
دِیْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِؕ	ان سے مت ڈرو بلکہ مجھ ہی سے ڈرو، آج میں
اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ	نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنا
اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ	انعام پورا کر دیا اور تمہارے لیے دینِ اسلام کو
لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ فَمَنِ	ہی پسند کیا۔ پس جو شخص شدتِ بھوک سے مجبور
اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ	ہو جائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان

Marfat.com

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (پ ۶، مائدہ ۳)

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کا انعام مکمل کرتے کے بعد یہ ہدایت کی ہے کہ اہل دنیا سے مت ڈرنا بلکہ مجھ ہی سے ڈرتے رہنا کیونکہ دین کا تقاضا بھی یہی ہے۔

خشیت کا اجر

اللہ تعالیٰ نے خشیت کے اجر کا ذکر یوں فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ کَبِیْرٌ ۔ بیشک جو لوگ اپنے رب سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لیے مغفرت ہے اور اجر کبیر ہے۔ (پ ۲۹، ملک ۱۲)

اللہ تعالیٰ نے خشیت کے اجر کی خوشخبری دی ہے کہ جو لوگ صرف مجھ ہی سے ڈرتے ہیں ان کے لیے مغفرت ہے یعنی ان کے گناہ معاف کر دے گا اور بہت زیادہ ثواب عطا کر کے انھیں جنت میں داخل فرمائے گا یہی ان کے لیے اجر کبیر ہو گا۔

فضیلتِ خشیت

کلماتِ خشیت

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس سے اٹھتے تو ان کلمات کے ساتھ حاضرین صحابہ کے لیے دعا فرماتے "خداوندا تو ہمیں اپنی اتنی خشیت عطا فرما جو ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمیں اپنی اطاعت کی اتنی توفیق دے جس کے سبب تو ہم کو جنت میں داخل فرما دے اور ہمیں اتنا یقین عطا کر کہ دنیا کی مصیبتیں ہم پر آسان ہو جائیں۔ خداوندا زندگی میں ہمیں اچھی سماعت، بصارت اور قوت عطا فرما جو ہماری دنیا سے واپسی پر ہمارے ساتھ ہوں اور ہماری کینہ کشی کو ہمارے دشمنوں کے لیے کر دے اور جو ہم پر ظلم کرے ہمیں اس پر

غلبہ عطا فرما اور دنیا کو ہمارے اور ہمارے علم کے لیے مرکز آزمائش نہ بنا اور جو ہم پر رحم نہ کرے اس کو ہم پر غلبہ عنایت نہ کر۔ (ترمذی)

خشیت الٰہی سے رونا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی خشیت سے رویا وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس نہ آجائے اور نہیں جمع ہونگے کسی بندے پر اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں۔ (ترمذی)

خشیت باعثِ مغفرت ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "وہ صاحبِ تقویٰ اور بخشش والا ہے" نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ رب کریم فرماتا ہے کہ میری شان کے لائق یہ ہے کہ لوگ مجھ سے ڈریں اور جس کے دل میں میری خشیت پیدا ہوئی تو میری شان یہ ہے کہ اس کی مغفرت کر دوں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

رونا باعثِ نجات ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو قسم کی آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں نگرانی کرتے ہوئے رات گزاری۔ (ترمذی)

خشیت والی سورتیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ تو بوڑھے ہوگئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے سورت ہود، سورت واقعہ، المرسلات، عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (ترمذی)

نو چیزوں کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھے نو چیزوں کا حکم فرمایا ہے، چھپے

Marfat.com

اور علانیہ اللہ سے ڈرنا، ناراضگی اور رضامندی میں انصاف کی بات کہنا، غریبی اور امیری میں میانہ روی اختیار کرنا، اس سے بھی صلہ رحمی کروں جو مجھ سے توڑے۔ اسے بھی دوں جو مجھے محروم رکھے، اسے معاف کردوں جو مجھ پر ظلم کرے، میری خاموشی فکر ہو، میرا بولنا ذکر ہو، میرا دیکھنا عبرت اور نیکی کا حکم دینا ہو۔ (زرین)

حضورؐ پر خشیت الٰہی کا اثر

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپ پر تو بڑھاپا جلدی آگیا، آپ نے فرمایا کہ مجھے سورۂ ہود اور اس جیسی سورتوں، سورۂ واقعہ، اور سورۂ عم یتساءلون اور سورۂ اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔ (اس لیے کہ ان سورتوں میں قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر ہے)

صور پھونکنے کا ڈر

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کس طرح خوشی کے ساتھ زندگی بسر کروں، صور پھونکنے والے نے صور منہ میں رکھ لیا ہے اور اپنا کان لگا کر انتظار کر رہا ہے کہ کب اسے پھونکنے کا حکم دیا جائے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! ہم مسلمانوں کے لیے آپ کیا حکم دیتے ہیں کہ ہم اسے پڑھ لیا کریں؟ آپ نے فرمایا تم پڑھ لیا کرو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ہم کو حق تعالیٰ کافی ہے وہی سب کام سپرد کرنے کے لیے اچھا ہے۔ ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

خشیت الٰہی میں حضورؐ کی کیفیت

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ جب ہوا بدلتی تھی اور آندھی چلتی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل جاتا تھا اور کھڑے ہو کر حجرے میں پھرنے لگتے تھے اور باہر اندر جاتے تھے۔ یہ سب باتیں خدا تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے ہوتی تھیں۔

Marfat.com

فرشتوں پر اللہ کی خشیت

حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ میکائیل علیہ السلام کو میں نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ انھوں نے کہا کہ جب سے اللہ نے دوزخ کو پیدا کیا ہے تب سے وہ نہیں ہنسے۔

حضرت جبریلؑ پر خشیت الٰہی کا اثر

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل امینؑ میرے پاس آتے تو خوفِ خداوندی سے لرزاں و ترساں آتے۔

فرشتوں کو اللہ کا حکم

روایت ہے کہ جب شیطان مردود ہوا تو حضرت جبریلؑ اور حضرت میکائیلؑ نے رونا شروع کر دیا۔ ان کو وحی آئی کہ تم اتنا کیوں روتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا کہ الٰہی! ہم تیرے ڈر سے بے خوف نہیں۔ حکم ہوا کہ تم ایسے ہی رہو۔ میرے ڈر سے بے خوف نہ ہو۔

خشیت الٰہی کا فرشتوں پر اثر

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں کہ جب سے آگ پیدا ہوئی ہے وہ نہیں ہنسے۔ اس خوف سے کہ کہیں خدا تعالیٰ ہم پر غصہ ہو کر اسی سے ہم کو عذاب نہ دیدے۔

صحابہ کرامؓ پر خشیتِ الٰہی کا غلبہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی التجا

حضرت نافع رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضؓ کعبہ میں داخل ہوئے۔ میں نے ان کو سنا کہ وہ سجدہ میں سر رکھے کہہ رہے تھے (اے اللہ!) تو خوب جانتا ہے کہ مجھے اس دنیا کے بارے میں قریش سے مزاحمت کرنے سے صرف تیرا خوف مانع ہے۔

Marfat.com

حضرت عمرؓ کی عیادت

حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ بیمار ہوئے تو حضورؐ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا اے عمرؓ! تم کس حال میں ہو؟ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ مجھے امید بھی ہے اور ڈر بھی ہے، آپؐ نے فرمایا کہ جب کبھی کسی مومن کے دل میں امید (مغفرت) اور خوف (عذاب) جمع ہو جاتے ہیں تو اللہ پاک اس کی امید کو پورا کرتا ہے اور اس خوف سے اسے نجات بخشتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا قول

حضرت ابو حازم سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کا اہلِ عراق میں سے ایک شخص پر گزر ہوا جو گرا پڑا ہوا تھا۔ آپ نے دریافت کیا اس کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کی یہ حالت ہے کہ جب اس پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو اس کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم بھی اللہ پاک سے ڈرتے ہیں اور اس طرح نہیں گرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا فرمان

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ پاک نے نرمی کی آیت کو سختی کی آیت کے ساتھ اور سختی کی آیت کو نرمی کی آیت کے ساتھ ذکر کیا ہے تاکہ مومن اللہ کی رحمت کی طرف راغب اور اس کے عقاب سے ہراساں رہے۔ اللہ پاک سے غیر حق کی تمنا نہ کرے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔

حضرت شداد بن اوس انصاریؓ

حضرت شداد بن اوس انصاری جب بستر پر لیٹتے تو اپنے بستر پر کروٹ بدلتے اور انھیں نیند نہ آتی تھی۔ اور کہتے تھے اے میرے اللہ! خوفِ دوزخ میری نیند لے گیا۔ اس کے بعد کھڑے ہوتے اور صبح تک نماز میں مشغول رہتے۔

Marfat.com

حضرت عثمان غنیؓ کا فرمان

حضرت عبداللہ بن رومیؒ کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اگر میں جنت اور دوزخ کے درمیان ہوں اور مجھے یہ علم نہ ہو کہ ان میں سے کس کے لیے (میرا رب) میرے بارے میں حکم دے گا تو مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اس سے پہلے ہی راکھ ہو جاؤں کہ ان دونوں میں سے کس میں جاؤں گا۔

حضرت معاذ بن جبلؓ

حضرت طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبلؓ جب ہماری سرزمین میں تشریف لائے تو ہمارے بڑے بوڑھوں نے ان سے عرض کیا کہ اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم آپ کے لیے یہ پتھر اور لکڑیاں اٹھا لائیں اور آپ کے لیے ایک مسجد بنا دیں۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا مجھے یہ خوف ہے ایسا نہ ہو کہ کل بروز قیامت مجھے ان چیزوں کو اپنی پشت پر لادنے کی تکلیف دی جائے۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا

حضرت عمرو بن سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا خدا کی قسم! مجھے تمنا ہے کہ میں درخت ہوتی، خدا کی قسم! مجھے تمنا ہے کہ میں مٹی کا ڈھیلا ہوتی، خدا کی قسم! مجھے تمنا ہے کہ اللہ پاک نے مجھے کبھی کوئی چیز نہ بنایا ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا واقعہ

حضرت ابن ابی ملیکہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ، حضرت عائشہؓ کی وفات سے قبل ان کے پاس تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ کی تعریف کرتے ہوئے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مبارک! آپ کو بشارت ہو، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی کنواری سے شادی نہیں کی۔ اور آپ کا عذر (الزام کی صفائی) آسمان سے اترا ہے اتنے میں ان کے پاس حضرت زبیرؓ کے بیٹے، حضرت ابن عباسؓ کے بعد ہی آگئے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا میری عبداللہ بن عباسؓ نے تعریف کی اور مجھے یہ پسند نہیں تھا کہ میں آج کے دن کسی سے

Marfat.com

اپنی تعریف سنوں، مجھے تو اس بات کی تمنا ہے کہ کاش میں بھولی بسری ہو جاتی۔

حضرت عمرؓ کی خشیتِ الٰہی

حضرت عمرؓ کے ساتھ کبھی کبھی یوں ہوتا کہ قرآن پاک کی کوئی آیت سنتے تو بیہوشی طاری ہو جاتی اور کئی کئی دن تک لوگ مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوتے رہتے اور ہمیشہ یہی دیکھتے کہ بہت زیادہ آنسو بہانے کے باعث چہرے پر دو سیاہ دھاریاں سی پڑ رہی ہیں اور زبان پر یہی الفاظ بار بار جاری رہتے کہ اے کاش! میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ ایک دن کسی کے مکان کے دروازے پر سے گزر رہے تھے کہ کوئی شخص تلاوت کرتا ہوا سنائی دیا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچا "بیشک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا۔" تو اونٹ سے نیچے اترے، ایک دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے اور کمزوری کی وجہ سے خود کو وہیں ڈال دیا۔ آخر لوگ اٹھا کر گھر تک پہنچا آئے۔ مہینہ بھر بیمار رہے اور کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ آخر وہ بیماری کیا تھی اور کیوں تھی۔

حضرت امام زین العابدینؓ

علی بن حسینؓ جب وضو کرتے تو چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا اور اگر کوئی اس کی وجہ پوچھتا تو کہتے کہ تجھے معلوم نہیں کہ مجھے کس کے حضور میں کھڑا ہونا ہے۔

حضرت ابو میسرہؓ

حضرت ابو میسرہؓ جب بستر پر گرتے تو کہا کرتے اے کاش! میری ماں مجھے نہ جنتی، ایک دفعہ بیوی نے کہا ابو میسرہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر بہت احسانات کیے ہیں، اسلام کی ہدایت و توفیق عطا فرمائی ہے پھر ایسے کیوں، فرمایا یہ تو ٹھیک ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ہمارا دوزخ کا وارد ہونا تو بیان فرمایا ہے وہاں سے لوٹنا ذکر نہیں فرمایا۔

وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ اور تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا اس پر (دوزخ) گزر نہ ہو۔

حضرت داؤد علیہ السلام پر خشیتِ الٰہی کا اثر

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام چالیس دن برابر سجدہ میں

Marfat.com

پڑے روتے رہے حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں سے گھاس اُگ آئی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ اے داؤدؑ! تم کیوں روتے ہو، اگر تم ننگے، بھوکے، پیاسے ہو تو بتلاؤ تاکہ میں کپڑا کھانا اور پانی بھیجوں۔ اس پر انھوں نے ایسا سانس لیا کہ ان کی سانس کی گرمی سے لکڑی میں آگ لگ گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، انھوں نے عرض کی کہ اے اللہ! میرا گناہ میری ہتھیلی پر نقش فرما دے تاکہ میں اسے ہمیشہ یاد رکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی درخواست قبول فرمالی، پھر جب وہ کھانے پانی کے واسطے ہاتھ بڑھاتے تو اپنے اس نقش کو دیکھ کر روتے اور اتنا روتے کہ پیالہ جو پانی سے بھرا ہوا نہ ہوتا ان کے آنسوؤں سے بھر جاتا۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ کبھی اپنا سر مارے حیا کے آسمان کی طرف نہیں اٹھایا۔ یہاں تک کہ وفات پائی اور دعا میں یوں عرض کیا کرتے کہ الٰہی اگر میں اپنی خطا یاد کرتا ہوں تو زمین باوجود وسعت کے مجھ پر تنگ ہو جاتی ہے اور جب تیری رحمت کو یاد کرتا ہوں تو جان میں جان آجاتی ہے۔ تو پاک ہے بار خدایا میں تیرے بندوں میں سے جو طبیب ہیں ان کے پاس گیا کہ میری خطا کا علاج کریں، وہ سب کے سب تجھے ہی بتلاتے ہیں۔ تو خرابی ہے اس کی جو تیری رحمت سے آس توڑے۔

اور حضرت فضیل رحؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنا گناہ یاد کیا اسی وقت چیختے اپنا ہاتھ سر پر رکھے اٹھے، یہاں تک کہ پہاڑوں میں چلے گئے۔ آپ کے گرد درندے اکٹھے ہوئے۔ آپ نے فرمایا تم چلے جاؤ مجھے تم سے کچھ مطلب نہیں، مجھ کو وہی چاہیے جو اپنی خطا پر روئے اور میرے سامنے رونا ہی آئے اور جو خطاوار نہیں اس کا داؤدؑ خطاوار کے پاس کیا کام ہے اور جب آپ کو کوئی کثرتِ گریہ سے منع کرتا تو فرماتے کہ مجھے رونے دو، پہلے اس سے کہ رونے کا دن ہاتھ سے جاتا رہے اور ہڈیاں جل جاویں اور آتشیں بھڑک اٹھیں۔ اور پیشتر اس کے کہ میں ایسے فرشتوں کے حوالے ہوں

Marfat.com

جن کی شان یہ ہے کہ: ملائکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون۔

عبدالعزیز بن عمیر رح فرماتے ہیں کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام سے بھول ہوئی تو آپ کی آواز آسمان پر گئی۔ آپ نے فرمایا کہ صدیقین کی آواز صاف ہے اور میرا گلا پڑ گیا اور روایت ہے کہ جب آپ بہت روئے اور کچھ فائدہ نہ ہوا تو آپ کا دل تھک گیا اور بہت رنج ہوا۔ جناب باری میں عرض کیا کہ الٰہی تو میرے رونے پر رحم نہیں کرتا۔ حکم ہوا کہ اے داؤدؑ! اپنا گناہ بھول گیا رونا یاد ہے۔ عرض کیا کہ اے اللہ اے میرے آقا اپنے گناہوں کو کیسے بھولوں گا میرا تو یہ حال تھا کہ جب زبور پڑھتا تھا تو پانی اور ہوا چلنے سے رک جاتے تھے اور پرندے میرے سر پر سایہ کرتے تھے، وحشی میری محراب میں مانوس ہوتے تھے، اے اللہ اب یہ کونسا حجاب ہے جو مجھ میں اور تجھ میں ہے۔ حکم ہوا اے داؤد! وہ انس اطاعت تھا، اور یہ حجاب بھول کا ہے، اے داؤد! آدم ایک میری مخلوق ہے جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح اس میں پھونکی اور اپنے فرشتوں سے اس کو سجدہ کرایا اور اپنے اکرام کا خلعت اس کو پہنایا اور اپنے وقار کا تاج اس کے سر پہ رکھا۔ اور مجھ سے تنہائی کی شکایت کی تو اس کا جوڑا اپنی لونڈی حوّا کو بنایا اور اپنی جنت میں اس کو رہنے دیا۔ مگر جب اس نے نافرمانی کی تو اس کو اپنے پاس سے ننگا اور ذلیل کر کے نکال دیا، اے داؤدؑ! میرا قول سن اور میں سچ کہتا ہوں کہ تو نے ہماری اطاعت کی تو ہم نے تیرا کہنا مانا اور جو مانگا سو دیا اور نافرمانی کی تو ہم نے چھوڑ دیا اور باوجود اس کے اگر تو ہماری طرف رجوع کرے گا ہم تجھ کو قبول کریں گے۔

اور یحییٰ بن کثیر فرماتے ہیں کہ مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب گریہ کرنا چاہتے تھے تو سات روز پیشتر نہ کچھ کھاتے تھے نہ پیتے تھے نہ عورتوں کے پاس جاتے تھے۔ جب ایک روز رہتا تھا تو ان کے لیے ایک منبر جنگل میں نکالا جاتا تھا اور

Marfat.com

حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم کرتے تھے کہ شہروں اور حوالی شہروں میں اور جنگلوں اور پہاڑوں اور ٹیلوں اور بت خانوں اور کنیسوں سے پکاریں کہ لوگو! جس کو حضرت داؤدؑ کا گریہ اپنے نفس پر سننا منظور ہو وہ آئے، تو جنگلوں اور ٹیلوں سے وحشی اور نیستانوں سے درندے اور پہاڑوں سے جانور اور گھونسلوں سے پرند اور باکرہ عورتیں اپنے پردوں سے آتی تھیں اور لوگ وہاں جمع ہوتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام آکر منبر پر چڑھتے تھے اور آپ کے گرد بنی اسرائیل ہوتے تھے اور ہر ایک قسم علیحدہ علیحدہ آپ کے گرد جمع ہوتی تھی اور حضرت سلیمان علیہ السلام آپ کے سر پر کھڑے ہوتے تھے۔ اول آپ خدا کی ثناء شروع کرتے تھے اور لوگ روتے میں چیخیں اور دھاڑیں مارنے لگتے تھے پھر آپ جنت اور دوزخ کا ذکر فرماتے تھے تو زمین کے اندر رہنے والے جانور اور کچھ وحشی درندے اور آدمی مر جاتے تھے۔ پھر قیامت کی دہشتوں اور اپنے اوپر نوحہ کا بیان فرماتے تھے تو ہر قسم کے جانداروں میں سے پرے کے پرے الٹ جاتے تھے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام مُردوں کی کثرت دیکھتے تھے تو والد بزرگوار کی خدمت میں عرض کرتے تھے کہ آپ نے سننے والوں کے ٹکڑے بکھیر دیئے اور بنی اسرائیل میں سے بہت سے گروہ مر گئے اور وحوش و حشرات زمین کے بہت سے فنا ہوئے تب آپ دعا مانگنی شروع کرتے وہ دعا ہی میں ہوتے تھے کہ کوئی بنی اسرائیل عابدان کو پکارتا تھا کہ اے داؤدؑ! جزا کے مانگنے میں آپ نے جلدی فرمائی۔ یہ سن کر آپ بیہوش ہو کر گر پڑتے تھے۔ جب حضرت سلیمانؑ آپ کا یہ حال دیکھتے تھے تو ایک چارپائی لاتے اور اس پر ان کو اٹھاتے۔ پھر ایک پکارنے والے کو فرماتے کہ یوں پکارے کہ اگر کسی کا دوست دآشنا یا قریبی داؤدؑ کے ساتھ تھا تو وہ چارپائی لا کر اسے اٹھا لاوے کیونکہ جو لوگ ان کے ساتھ تھے ان کو جنت اور دوزخ کے بیان نے مار ڈالا ہے، اے وہ شخص جس کو خوفِ خدا تعالیٰ نے فنا کیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام کو جب افاقہ ہوتا تو کھڑے ہوتے اور اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے اپنے عبادت خانے میں جا کر دروازہ

Marfat.com

بند کر لیتے اور کہتے کہ اے داؤد کے مالک! کیا تو داؤد سے ناراض ہے، اور اسی طرح مناجات میں رہتے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام دروازہ پر آ کر اندر آنے کا اِذن چاہتے اور ایک ٹکیہ جو کی اندر لے کر جاتے اور عرض کرتے بابا جان! اس کو کھا کر جو بات چاہتے ہو اس کی قوت پیدا کر لو۔ آپ اس میں سے کسی قدر کھاتے، پھر بنی اسرائیل میں نکل کر رہتے اور یزید رقاشی راوی ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک روز چالیس ہزار آدمیوں کے ساتھ نکلے کہ ان کو وعظ سناتے تھے ان میں سے تیس ہزار مر گئے اور دس ہزار کے ساتھ آپ واپس آئے اور آپ کی دو لونڈیاں تھیں اور ان کے سپرد یہ کام تھا کہ جب آپ پر خوف آتا اور آپ گر کر تڑپتے تو وہ دونوں سینے اور پاؤں پر بیٹھ جاتیں کہ کہیں جوڑ علیحدہ ہو کر مر نہ جاویں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر خشیت کا اثر

حضرت ابو درداء رض فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو ان کے دل کا جوش خدا کے خوف سے ایک کوس کے فاصلے سے سنائی دیتا تھا۔

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام جب خدا کو یاد کرتے تھے بیہوش ہو جاتے تھے اور آپ کے دل کی تڑپ ایک کوس سے سنی جاتی تھی۔ اس وقت آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لاتے اور کہتے کہ خدائے تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے کبھی دیکھا کہ کوئی خلیل اپنے خلیل سے ڈرتا ہو۔ آپ فرماتے کہ اے جبریلؑ! جب میں اللہ کو یاد کرتا ہوں تو اپنی خلعت بھول جاتا ہوں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا رونا

حضرت یحییٰ علیہ السلام بچپن میں ہی اتنا روتے تھے کہ ان کے رخسار کا گوشت اور چمڑا جگہ جگہ سے چھل گیا تھا۔ الغرض ایک روز وہ ایک پہاڑ پر سر بسجود گریہ وزاری کر رہے تھے اور

Marfat.com

ٹھیک اسی وقت ان کی والدہ پہنچ گئیں اور ان کو اس حال میں دیکھ کر شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے سمجھا کہ ملک الموت آ پہنچا یہ اسی کا ہاتھ ہے انھوں نے کہا ذرا صبر کرو میں اپنی ماں سے ملاقات کرلوں۔ جیسے ہی حضرت یحییٰ علیہ السلام نے یہ بات کہی، ان کی والدہ نے ایک نعرہ لگایا اور کہا اے ماں کی جان! میں ملک الموت نہیں ہوں تمھاری ماں ہوں۔ میرے ساتھ آؤ کھانا تیار ہے۔ الغرض حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنی ماں کے حکم کے خلاف نہ کر سکے اور ان کے ساتھ گھر آ گئے ان کی ماں نے ان کو سمجھانا شروع کیا کہ اے یحییٰؑ! تم ابھی بچے ہو، ابھی تم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا ہوگا اس قدر گریہ زاری کیوں کرتے ہو اور اپنے آپ کو اور اپنی ماں کو اس قدر پریشان کیے ہوئے ہو استامت رو۔ جب ان کی ماں نے یہ بات کہی تو یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا بات تو آپ ٹھیک کہتی ہیں ماں! لیکن کل قیامت کے دن جب دوزخ کے تیز شعلے مجھے اپنے گھیرے میں لے لیں گے تو آپ صرف دیکھتی رہ جائیں گی لیکن بچا نہیں سکیں گی۔ ماں نے جواب دیا یہ تو ہے بیٹے! پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ماں! آپ کے لیے مناسب نہیں کہ مجھ کو خدا کے خوف اور گریہ وزاری سے روکیں کیونکہ آج مجھ کو کچھ تدبیر ضرور کرنی ہے کہ کل قیامت کے دن دوزخ کے شعلوں کی دستبرد سے محفوظ رہوں۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا قول

حضرت عیسٰی علیہ السلام فرماتے تھے کہ اے گروہ حوارین! خدا کا خوف اور جنت کی محبت اس بات کے باعث ہے کہ مشقت پر صبر کیا جاوے اور دنیا سے دور رہیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کا کھانا اور خس و خاشاک پر کتوں کے ساتھ سو رہنا جنت کی تلاش میں ایک ادنیٰ بات ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا واقعہ

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام بیت المقدس کے اندر

Marfat.com

آٹھ برس کی عمر میں گئے۔ عابدین کو دیکھا کہ بال اور اُون کے کپڑے پہنے ہیں اور ان میں سے جو نہایت کوشش کرنے والے ہیں۔ ان کو دیکھا کہ اپنے گلے کی ہڈیوں کو چیر کر ان میں زنجیر ڈال رکھی ہے اور اپنے آپ کو بیت المقدس کے کونے میں باندھ رکھا ہے۔ ان کو دیکھ کر آپ کو ملول ہوئی اور اپنے ماں باپ کی طرف رجوع کیا۔ کچھ لڑکوں پر آپ کا گزر ہوا کہ وہ کھیل رہے تھے، انھوں نے آپ کی خدمت میں یہی عرض کیا کہ آؤ ہمارے ساتھ کھیلو، آپ نے فرمایا کہ میں اس واسطے پیدا نہیں ہوا کہ کھیلوں۔ گھر پر آکر ماں باپ سے عرض کیا، کہ مجھ کو کرتا بالوں کا بنا دو۔ انھوں نے بنا دیا۔ آپ بیت المقدس کو چلے آئے، دن کو اس کی خدمت کرتے اور رات وہاں ہی کاٹ کر صبح کر دیتے۔ یہاں تک کہ ان پر پندرہ برس گزر گئے۔ تب آپ بیت المقدس سے نکل کر پہاڑوں اور گھاٹیوں کے غاروں میں جا رہے آپ کے ماں باپ ڈھونڈنے نکلے۔ ان کو بحیرۂ اردن پر پایا کہ پانی میں پاؤں تر کر رکھے ہیں اور پیاس کی شدت سے گویا جان نکلی جاتی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ قسم ہے تیری عزت اور بزرگی کی کہ ٹھنڈا پانی نہ پیوں گا جب تک مجھ کو یہ معلوم نہ ہو کہ تیرے نزدیک میرا ٹھکانہ کہاں ہے۔ آپ کے ماں باپ ایک جَو کی ٹکیہ ساتھ لے گئے تھے، ان سے کہا کہ اس میں سے کھا کر پانی پینا چاہیے۔ انھوں نے منظور کیا اور حکم کی تعمیل کی اور اپنی قسم کا کفارہ دیا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں دبرّا بوالدیہ فرمایا۔ غرض کہ ان کو ماں باپ بیت المقدس کو ہٹا لائے، تو آپ کا دستور تھا کہ جب نماز پڑھتے کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ درخت اور پتھر رونے لگتے اور حضرت زکریا علیہ السلام بھی آپ کے رونے سے اس قدر روتے کہ بیہوش ہو جاتے اور ہمیشہ اسی طرح رویا کرتے۔ حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں سے ان کے رخساروں کا گوشت جاتا رہا اور دیکھنے والوں کو آپ کی ڈاڑھیں معلوم ہونے لگیں۔ ان کی ماں نے ان سے فرمایا کہ بیٹا اگر تم کہو تو تمھارے لیے کوئی ایسی چیز بنا دوں جس سے تم اپنی ڈاڑھیں لوگوں کی نظر سے چھپاؤ۔ آپ نے عرض کیا کہ بہتر۔ انھوں نے دو پہل نمدے

کے لے کر آپ کے گالوں کو چمٹا دیے پس جب نماز کو کھڑے ہوتے تو روتے اور جب وہ بہل آنسوؤں سے بھیگ جاتے تو ان کی مادر مشفقہ ان کو نچوڑ ڈالتیں۔ جب آنسو اپنی ماں کے ہاتھوں پر بہتے دیکھتے تو فرماتے کہ الٰہی! یہ میرے آنسو ہیں اور یہ میری ماں ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تو ارحم الراحمین ہے۔ پس ایک روز حضرت زکریا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جانِ پدر! میں نے تو خدا سے یہ دعا مانگی تھی کہ تجھ کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے اور تو رویا ہی کرتا ہے۔ تیرے حال زار سے ہم کو کیسے چین ہو؟ انھوں نے فرمایا کہ بابا جان! حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا ہے کہ جنت اور دوزخ کے بیچ میں ایک جنگل ہے جس کو بجز رونے والوں کے اور کوئی طے نہ کریگا۔ حضرت زکریاؑ نے فرمایا کہ بیٹا تو اب رویا کرو، میرا اطمینان ہوا۔

حکایت

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ خشیتِ الٰہی سے لرزہ براندام تھے کہ کسی مرید نے سوال کر ڈالا کہ آپ کی یہ کیا حالت ہے؟ فرمایا کہ جو تیس سال ریاضت و نفس کشی کے بعد حاصل ہوتی ہے وہ ابھی تیرے فہم سے بالا تر ہے۔ جس وقت جنگِ روم میں اسلامی لشکر پسپا ہو گیا تھا تو کسی لشکری کے منہ سے نکلا کہ یا بایزید اعانت فرمائیے۔ چنانچہ اسی وقت ایک آگ نمودار ہوئی جس کے خوف سے کفار کا لشکر فرار ہو گیا اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

حکایت

فتح موصلیؒ کے بعض مصاحبین سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں فتحؒ کے یہاں گیا تو انھیں روتا ہوا پایا۔ اس کے آنسو زردی مائل تھے۔ میں نے کہا، تمھیں قسم ہے اللہ کی کیا خون روتے ہو۔ فرمایا اگر تو قسم نہ دیتا تو میں نہ بتاتا۔ میں آنسو بھی رویا ہوں اور خون بھی۔ میں نے کہا آنسو کیوں روتے ہو؟ فرمایا اللہ تعالیٰ سے دور رہنے پر۔ میں نے پھر عرض کیا کہ خون کیوں روئے؟ فرمایا اس لیے کہ شاید یہ رونا مقبول نہ ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ان کی وفات ہوئی تو میں نے انھیں خواب میں دیکھا، میں نے ان سے سوال کیا کہ حق تعالیٰ

Marfat.com

نے تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا مجھے بخش دیا اور اللہ میاں نے فرمایا اے نفع! تم یہ سارا رونا کیوں روتے تھے؟ عرض کیا پروردگار! اس لیے کہ شاید میری گریہ زاری قبول نہ ہوئی ہو۔ فرمایا اے نفع! یہ تو نے کیوں کیا، تیرے محافظ فرشتے چالیس سال تک تیرا صحیفہ میرے پاس للتے رہے اور اس میں تیرا کوئی گناہ نہ تھا۔ واللہ اعلم۔

حکایت حضرت سید امیر ابو العلیٰ حضرت خواجہ احرار کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت کے والد بزرگوار اکبری ارا کین سے تھے اور لا ولد تھے۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے آستانۂ عالیہ پر حاضر ہو کر التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں فرزند صالح سے نوازا۔ حضرت نے ہوش سنبھالا تو امارت چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ بادشاہ جہانگیر نے ایک روز دربار میں طلب کیا اور جامِ شراب اپنے ہاتھوں سے پیش کیا۔ حضرت نے انکار کیا، بادشاہ نے کہا کہ آپ غضبِ سلطانی سے نہیں ڈرتے؟ فرمایا میں غضبِ الٰہی سے ڈرتا ہوں۔ اس کے آگے بادشاہ کا غضب کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

یہ سُن کر بادشاہ نے حضرت کو گلے سے لگایا اور معذرت خواہ ہوا کہ یہ سب محض حضرت کے امتحان کے لیے تھا شکر ہے کہ آپ پورے اُترے۔ بادشاہ نے جاگیر پیش کی لیکن حضرت انکار فرماتے رہے۔ جو حاجتمند طلبِ دنیا کے لیے حضرت کے پاس حاضر ہوتے وہ آپ کی توجہ سے طالبِ عقبیٰ و مولا ہو جاتے۔

حکایت ایک دفعہ خواجہ حسن ایک جگہ بیٹھ کر زار و قطار رو رہے تھے، لوگوں نے آپ سے گریہ زاری کا سبب پوچھا کہ آپ تو نہایت نیک، عبادت گزار اور عابد و شب زندہ دار ہیں۔ آپ نے فرمایا میں یہ سوچتا ہوں کہ کہیں نادانستگی اور بھول میں مجھ سے کوئی ایسا کام نہ ہو گیا ہو یا کوئی غلط قدم مجھ سے نہ اٹھ گیا ہو۔ جو خدا کی درگاہ میں پسندیدہ نہ ہو اور مجھے خدا یہ کہہ دے کہ اے حسن! چلا جا، تیرا ہماری درگاہ میں کوئی مرتبہ و مقام نہیں اور تمھاری کوئی عبادت قبول نہیں۔

Marfat.com

حکایت ایک شخص نے لوگوں سے ملنا جلنا ترک کر دیا اور وہ نماز بھی باجماعت نہیں پڑھتا تھا۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو معلوم ہوا تو آپ اس کے پاس پہنچے اور پوچھا تمہیں کونسا ضروری کام لوگوں سے ملاقات کرنے سے روکتا ہے اور نماز باجماعت ادا کرنے میں باعث رکاوٹ ہے۔ اس شخص نے عرض کی، خواجہ صاحب میری کوئی سانس اور انسانیت کا کوئی لمحہ معیت اور گناہ سے خالی نہیں۔ اس لیے میں ہر وقت خدا کے آگے گریہ زاری میں مصروف رہتا ہوں۔ حضرت حسن بصریؒ نے اس شخص سے کہا کہ تو مجھ سے کئی درجے بہتر ہے۔

حکایت حضرت مالک بن دینارؒ قہر الٰہی سے اس قدر خوفزدہ رہتے تھے کہ آپ رات کو زیادہ اطمینان کے ساتھ سو بھی نہ پاتے تھے۔ ایک روز آپکی صاحبزادی نے کہا کہ آپ تھوڑی دیر آرام فرما لیا کریں تو بہتر ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا اے دختر نیک میرے نزدیک زیادہ سکون کے ساتھ نہ سونے کی دو وجوہات ہیں۔ اول یہ کہ میں قہر الٰہی سے ڈرتا ہوں اور دوم مجھے یہ اندیشہ رہتا ہے کہ مبادا مجھے سوتا دیکھ کر سعادت کی دولت واپس لوٹ جائے، آپ کی عظمت و برتری کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس قدر عبادت و ریاضت کے باوجود آپ خود کو ایک خطا کار بندہ تصور کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے حاضرین محفل سے فرمایا کہ اگر مسجد کے دروازے پر کوئی یہ صدا لگائے کہ تمام لوگوں میں کمتر اور بدتر کون ہے تو اسے مجھ سے بدتر اور کوئی نہیں ملے گا۔

حکایت حضرت سفیان ثوریؒ نوجوانی میں ہی درویشی کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ اگر لوگ آپ سے اس کے متعلق سوال کیا کرتے تھے کہ ایسی حالت تو عموماً پیراں سالی میں ہوا کرتی ہے آپ تو ابھی جوان ہیں یہ کوزہ پشتی چہ معنی دارد؟ آپ جواباً خاموش رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ بیمار جو کہ مرض الموت میں مبتلا تھا اس نے آپ سے اس کوزہ پشتی کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ میرے

Marfat.com

ایک استاد سخت بیمار تھے میں ان کی عیادت کو گیا اور ان کو بہت آزردہ پایا۔ میں نے اس آزردگی کا سبب پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ میں ۵۰ سال شبینہ روزہ عبادت بے لوث میں مشغول رہا مگر مجھے خدا نے اپنی بارگاہ میں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ بات کرنے کے بعد سفیان ثوریؒ مزید بولے کہ اسی طرح میرے تین اور استاد جو کہ روحانیت میں یکتائے روزگار تھے آخری عمر میں یہودی، نصرانی اور آتش پرست ہو گئے اور انھیں خدا کے دربار کی حضوری نصیب نہ ہوئی۔

ان لوگوں کے اعمالِ ریاضت اور ان کے انجام کو دیکھ کر مجھے اس قدر خوفِ الٰہی پیدا ہو گیا ہے کہ اس خشیتِ الٰہی کی وجہ سے میری کمر خمیدہ ہو گئی ہے اور اس خمیدہ کمری کے باوجود ہر وقت اپنے ایمان کی سلامتی کے لیے خدا تعالیٰ کے آگے گریہ زاری کرتا ہوں تاکہ مجھے وہ ہمیشہ اپنے مقرب مومنوں میں رکھے۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ

فضیل بن عیاضؒ نے ایک روز فجر کی نماز میں سورۂ یٰسین پڑھی اور جب اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ھُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝ (وہ ایک ہی تند آواز ہو گی جس سے تمام ہمارے پاس حاضر ہو جائیں گے) تک پہنچے تو ان کا بیٹا علی بیہوش ہو گیا۔ اور طلوعِ آفتاب تک ہوش میں نہ آیا۔ اس کی یہ حالت تھی کہ جب کسی سورت کے پڑھنے کا قصد کرتا تو اس کو تمام نہ کر سکتا تھا اور سورۂ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور سورۃ الْقَارِعَۃُ کو کبھی سن ہی نہ سکتا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے والد فضیل رحمہ اللہ مسکرائے۔ لوگوں نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے آپ تو نہایت غمگین رہا کرتے تھے انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو اس کی موت مرغوب ہے اس لیے مجھے اللہ تعالیٰ کی پسند مرغوب ہے۔ علی موصوف اپنے والد سے درخواست کیا کرتے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ میں ایک پوری سورت سن سکوں یا موت سے پہلے قرآن مجید ختم کر لوں اگرچہ

Marfat.com

ایک بار ہی ہو۔

حضرت حسن بصریؒ کا قول

حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ پہلے جب کوئی شخص رات میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا تو صبح کے وقت لوگ اس کے چہرے پر شدتِ تغیر، زردیٔ رنگ اور لاغری و پژمردگی کے اثرات محسوس کرتے تھے لیکن اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ جب کوئی رات کو پورا قرآن بھی پڑھتا ہے تو صبح کے وقت اس کے چہرہ سے اس کا کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا گویا اس نے محض اپنی چادر کا بوجھ ہی اٹھایا تھا۔

قرآنی آیت کی تلاوت کا اثر

میمون بن مہرانؒ فرماتے تھے کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے ایک قاری کو یہ آیت پڑھتے سنا وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ۔ (اور ان تمام کی وعدہ گاہ جہنم ہے) تو بے چین اٹھے اور ہاتھ سر پر رکھ لیا اور تین دن تک حیران و پریشان پھرتے رہے، انھیں معلوم نہیں تھا کہ کہاں جاتے ہیں۔

خشیتِ الٰہی اختیار کرو

حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے دروازہ بند کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گویا مخلوق سے شرم کی اور اللہ تعالیٰ سے شرم نہ کی اللہ تعالیٰ اس کا حساب سختی سے لے گا اور اس کو سخت ملامت کرے گا۔ پھر اس کی طرف غضب کی نظر سے دیکھے گا اور فرشتوں کو حکم دے گا کہ اسے پکڑ لو۔ بیس ہزار یا اس سے زیادہ فرشتے اس کے پکڑنے کو دوڑیں گے اور اس کو منہ کے بل کھینچیں گے، کہتے ہیں کہ وہ ان کے ہاتھوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ پس اے بندے اللہ سے ڈر اور خشیتِ الٰہی اختیار کر اور اپنے گناہوں کو ترک کر کے توبہ کر، تاکہ تو اللہ کے عذاب سے بچ سکے۔

Marfat.com

حضرت حبیبہ عدویہ رضؓ کا طرزِ عمل

حضرت حبیبہ عدویہ رحؒ جب عشاء کی نماز سے فارغ ہو جاتیں تو اپنے کپڑوں کو اپنے اوپر اچھی طرح لپیٹ کر چھت پر کھڑی ہو جاتیں اور دعا میں مشغول ہو جاتیں اور کہتیں یا اللہ ستارے چھٹک گئے اور لوگ سو گئے۔ بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر دیے اور ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ تخلیے میں چلا گیا اور میں تیرے سامنے کھڑی ہوں، یہ کہہ کر نماز شروع کر دیتیں اور ساری رات نماز پڑھتیں۔ جب صبح صادق ہو جاتی تو کہتیں، یا اللہ! رات چلی گئی اور دن کی روشنی ہو گئی، کاش اب مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ میری یہ رات تو نے قبول فرمالی؟ تاکہ میں اپنے آپ کو مبارکباد دوں، یا تو نے رد فرما دی تاکہ میں اپنی تعزیت کروں۔ تیری عزت کی قسم! میں تو ہمیشہ اسی طرح کرتی رہوں گی۔ تیری عزت کی قسم! اگر تو نے مجھے اپنے دروازے سے دھکیل دیا تب بھی تیرے کرم اور تیری بخشش کا جو حال مجھے معلوم ہے اس کی وجہ سے میں تیرے در سے نہیں ہٹوں گی۔

حکایت

سفیان بن عیینہ رحؒ فرماتے تھے کہ علی بن حسین رضؓ نے حج کا ارادہ کیا تو جب آپ نے احرام باندھا اور اونٹنی پر سوار ہوئے تو آپ کا رنگ بدل گیا۔ اور گھبرا گئے، رعشہ شروع ہو گیا اور ہیبت کی وجہ سے تلبیہ کہنے کی بھی ہمت نہ رہی لوگوں نے عرض کی کہ آپ تلبیہ کیوں نہیں کہتے؟ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ میں لبیک کہوں تو مجھے جواب ملے لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ (تو حاضر نہیں ہے اور تجھے سعادت نہ ہو) پھر آپ کو بتایا گیا کہ یہ کہنا تو ضروری ہے۔ چنانچہ جب آپ نے کہا تو آپ پر غشی طاری ہو گئی اور اونٹنی سے گر پڑے۔ غرضکہ حج کے تمام کرنے تک یہی حالت رہی۔ جب آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا تو فرمانے لگے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے تجھے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا۔

سات باتوں میں خشیتِ الٰہی

حضرت ابو اللیث ثمرقندیؒ نے فرمایا ہے کہ خشیتِ الٰہی سات باتوں میں ہے:۔

(۱) اس کی زبان غلط بیانی، غیبت، چغلی، تہمت اور فضول بولنے سے بچی ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے، تلاوت کلام پاک کرنے اور دینی علوم سیکھنے میں لگی ہو۔

(۲) اس کے دل سے عداوت، بہتان اور مسلمان بھائیوں کا حسد نکل جائے کیونکہ حسد نیکیوں کو چاٹ جاتا ہے جیسا کہ فرمانِ مصطفویؐ ہے

اَلْحَسَدُ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ۔ — حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ حسد دل کی رذیل ترین بیماریوں میں سے ایک بیماری ہے اور دل کی بیماریوں کا درمان صرف علم وعمل سے ہی ہو سکتا ہے۔

(۳) اس کی نظر حرام کھانے پینے سے اور حرام لباس وغیرہ سے محفوظ رہے اور دنیا کی طرف لالچ کی نظر سے نہ دیکھے بلکہ صرف عبرت پکڑنے کے لیے اس کی طرف دیکھے، اور حرام پر تو کبھی اس کی نگاہ بھی نہ پڑے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ مَلَاَ عَيْنَهٗ مِنَ الْحَرَامِ مَلَاَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَيْنَهٗ مِنَ النَّارِ۔ — جس نے اپنی آنکھ حرام سے بھری، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کو آگ سے بھر دے گا۔

(۴) اس کے پیٹ میں حرام غذا نہ جائے یہ گناہ کبیرہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةٌ مِّنَ الْحَرَامِ فِيْ بَطْنِ ابْنِ اٰدَمَ لَعَنَهٗ كُلُّ مَلَكٍ فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ مَادَامَتْ تِلْكَ — بنی آدم کے پیٹ میں جب حرام کا لقمہ پڑا تو زمین و آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت کرے گا، جب تک کہ وہ لقمہ اس کے پیٹ میں رہے گا۔

Marfat.com

اللُّقْمَةُ فِیْ بَطْنِهٖ وَاِنْ مَاتَ عَلٰی تِلْکَ الْحَالَۃِ فَمَاْوَاہُ جَهَنَّمُ۔ اور اگر اسی حالت میں مرے گا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

(۵) جانبِ حرام دست دراز نہ کرے بلکہ حتی المقدور اس کا ہاتھ اطاعتِ الٰہی کی طرف ہی بڑھے۔

حضرت کعب احبارؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبز موتی (زبرجد) کا محل پیدا فرمایا اس میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں۔ اس میں وہی داخل ہوگا جس کے سامنے حرام پیش کیا جائے اور وہ صرف خوفِ الٰہی کی وجہ سے اسے چھوڑ دے۔

(۶) اس کا قدم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہ چلے بلکہ صرف اس کی اطاعت و خوشنودی میں رہے، عالموں اور نیکوں کی طرف حرکت کرے۔

(۷) عبادت و مجاہدہ۔ انسان کو چاہیئے کہ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت کرے اور ریاکاری و منافقت سے بچتا رہے اگر ایسا کیا تو یہ ان لوگوں میں شامل ہوگیا جن کے متعلق ارشاد خداوندی ہے:

وَالْاٰخِرَۃُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ اور تیرے رب کے نزدیک آخرت ڈرنے والوں کے لیے ہے۔

دوسری آیت میں یوں ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ۔ بیشک متقی امن والے مقام میں ہوں گے۔

گویا خداوند تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ یہی لوگ (متقی و پرہیزگار) قیامت کے دن دوزخ سے چھٹکارا پائیں گے اور ایماندار آدمی کو چاہیئے کہ وہ بیم و رجا کے درمیان رہے۔ وہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہوگا اور اس سے مایوس و ناامید نہ رہے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ط اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

پس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، برائی کے کاموں سے منہ موڑ لے اور اللہ تعالیٰ کی طرف

Marfat.com

ہمہ تن متوجہ ہو۔

آسمانی کتابوں کا مطالعہ

میں نے سیدی علی خواص رح کو کہتے سنا ہے کہ جو شخص غور کرے اسے معلوم ہوگا کہ کل آسمانی کتابیں اپنے محافظوں کو کہتی ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

خوف کی قسمیں

ابوالقاسم حکیم رح فرماتے ہیں کہ خوف کی دو قسمیں ہیں۔ رہبت اور خشیت۔ رہبت والا جب ڈرتا ہے تو فرار کی راہ لیتا ہے اور خشیت والا اللہ تعالیٰ کے ہاں پناہ لیتا ہے۔

پھر فرمایا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح جذب اور جبذ دونوں ایک ہی چیز ہیں اسی طرح ہرب اور رہب ایک ہی چیز ہیں۔ لہٰذا جو بھاگ گیا ہو وہ اپنی خواہش کے تقاضوں میں کھو گیا جیسے وہ رہبانیت والے جو اپنی خواہشات کی تابعداری کرتے ہیں اور جب علم کی لگام انھیں قابو میں رکھے اور وہ شریعت کے حقوق ادا کریں تو یہ خشیت ہے۔

حکایت

حضرت صالح مری کہتے ہیں کہ ایک بار ابن السماک میرے پاس آئے اور کہا کہ مجھ کو اپنی قوم کے عابدوں کی کچھ عجیب بات دکھلاؤ۔ میں ان کو ایک محلے میں ایک شخص کے پاس لے گیا جو ایک جھونپڑے میں رہتا تھا۔ ہم نے اس سے پاس آنے کی اجازت چاہی اور چلے گئے۔ دیکھا تو ایک شخص چٹائی بنا رہا تھا۔ میں نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی اذا الاغلال فی اعناقھم والسلاسل یسحبون فی الحمیم ثم فی النار یسجرون تو وہ شخص چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ ہم اسے ویسا ہی چھوڑ کر نکل آئے اور دوسرے کے گھر گئے۔ اس کے پاس بھی میں نے وہی آیت پڑھی۔ وہ بھی چیخا اور بے ہوش ہو کر گر گیا۔ وہاں سے ہم تیسرے کے پاس گئے اور اس سے اجازت چاہی، اس نے کہا کہ اگر ہم کو ہمارے پروردگار سے نہ روکو تو چلے آؤ۔ اس

Marfat.com

کے پاس میں نے پڑھا ذٰلک لمن خاف مقامی وخاف وعید۔ اس نے ایک نعرہ مارا اور اس کے نتھنوں سے خون نکلنے لگا اور اسی خون میں تڑپنے لگا۔ یہاں تک کہ خون خشک ہوگیا اس کو بھی ہم ویسا ہی چھوڑ آئے۔

غرضکہ میں نے ابن السماک کو چھ شخصوں کے پاس پھرایا اور ہر ایک کو بے ہوش چھوڑ کر اس کے پاس سے چلے آئے۔ پھر میں ان کو ساتویں کے پاس لایا اور اجازت چاہی تو ایک شخص نے جھونپڑے کے اندر سے کہا کہ چلے آؤ۔ دیکھا تو ایک پیر اپنے مصلّے پر بیٹھا ہوا ہے اس کو ہم نے سلام کیا وہ خبردار نہ ہوا۔ میں نے بڑی آواز سے کہا کہ خبردار! لوگوں کو کل کھڑا ہوتا ہے۔ بوڑھے نے کہا کہ کم بخت! کس کے سامنے؟ اتنا کہہ کر حیران منہ کھڑا ہوا اور آنکھیں اوپر کو رہ گئیں اور ایک پست آواز سے اوہ اوہ کرنے لگا۔ یہاں تک کہ آواز بند ہوگئی۔ اس کی عورت نے کہا کہ اب اس کے پاس سے چلے جاؤ کیونکہ اس وقت تم کو اس سے کچھ نفع حاصل نہ ہوگا۔ اس کی حالت کچھ اور ہوگئی ہے۔

پھر کچھ دنوں بعد میں نے وہاں کے لوگوں سے ان ساتوں کا حال پوچھا انھوں نے کہا کہ ان میں سے تین تو اچھے ہوگئے اور تین جاں بحق ہوئے اور بوڑھے کا یہ حال ہوا کہ تین دن تک تو ویسا ہی حیران اور مبہوت رہا کہ فرض بھی نہیں پڑھتا تھا مگر تین دن کے بعد ہوش آیا۔

حکایت حضرت ابن السماکؒ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مجلس میں وعظ کہا کہ ایک جوان ان میں سے اٹھا اور کہا کہ تم نے آج ایک ایسا جملہ کہا کہ اگر ہم اس کے سوا اور کچھ نہ سنیں تو کچھ پروا نہیں میں نے پوچھا کہ وہ کیا جملہ ہے؟ اس نے کہا کہ آپ نے جو فرمایا ہے کہ خائفین کے دل کے دو خلود یعنی ٹکڑے کیے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ یا جنت میں ہمیشہ رہنا یا دوزخ میں۔ حضرت

Marfat.com

ابن السماکؒ فرماتے ہیں کہ پھر وہ چلا گیا اور دوسرے وعظ میں میں نے اس کو نہ پایا۔ لوگوں سے اس کا حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ بیمار ہے۔ میں اس کی عیادت کو آیا اور پوچھا کہ بھائی تیرا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اے ابوالعباس! یہ نوبت اسی تمھارے جملے سے ہوئی ہے کہ "دو خلود یعنی خلودِ جنت خواہ خلودِ دوزخ" نے خائفین کے دل ٹکڑے کر ڈالے ہیں۔ پھر وہ شخص اسی مرض میں مر گیا۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدائے تعالیٰ نے تجھ سے کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ مجھ کو بخش دیا اور رحم کیا اور جنت میں داخل کیا۔ میں نے پوچھا کہ کس وجہ سے؟ کہا کہ اسی جملے کی بدولت۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے فضائل کا مجموعہ

سنّی فضائلِ اعمال

عالم فقری

Marfat.com

باب ۷

صبر

اللہ کے دوست بڑے صابر ہوتے ہیں کیونکہ اللہ اپنی شان اپنے دوستوں ہی کے ذریعے ظاہر کرتا ہے اس لیے قدم قدم پر لوگ انھیں دکھ دیتے ہیں مگر وہ اللہ کے لیے انھیں برداشت کرتے ہوئے صبر کرتے چلے جاتے ہیں اور کسی کو کچھ نہیں کہتے کیونکہ دستورِ محبت ہے کہ اگر کوچہ یار سے پھول نچھاور ہوں تو شکر کر، اگر راہ محبت میں تازیانے پڑیں تو صبر کر، مگر آزمائش میں پورا اتر، جان جاتی ہے تو جائے مگر دستورِ وفا کی لاج رکھ، کیونکہ روزِ ازل میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب میں قَالُوْا بَلٰی کہہ کر تو نے وفا کا وعدہ کیا تھا۔

اب پھر چوں و چرا کیسی۔ وہ عشق کیسا جس میں محبوب کو پانے کے لیے دکھ درد نہیں، وہ وصل کیسا کہ جس میں فراق کی تڑپ نہیں، وہ نظرِ عطا کیسی جس میں سوزِ جگر نہیں، وہ عزلتِ شب کیسی جس میں ٹپکِ اشک نہیں۔ وہ تپشِ شوق کا نظارہ نہیں جس میں برقِ حنا نہیں، وہ صدائے جرس نہیں جس میں منزلِ آہ نہیں، وہ گیسوئے لیلیٰ نہیں جس میں نازِ اعجاز نہیں۔

وہ فسانۂ محبت نہیں جس میں داغِ غم نہیں، وہ رفعتِ سحر نہیں جس میں زوالِ شام نہیں، وہ جادۂ حیات کیسی جس میں ہنگامہ نازیبا نہیں، وہ لذتِ احساس نہیں جس میں محرومیِ تمنا نہیں، وہ ہیبتِ چمن نہیں جس میں خوفِ باغبان نہیں، وہ حسنِ بے مثل نہیں جس میں ناز و ادا نہیں، وہ عاشقوں کا عشق نہیں جس میں صبر کی انتہا نہیں۔

صبر ضبطِ نفس ہے، صبر وصفِ شوق ہے، صبر دوائے درد ہے، صبر چراغِ زندگی ہے، صبر حرارتِ ایمان ہے، صبر حقیقتِ قرآن ہے، صبر روحِ طریقت ہے، صبر کاسۂ قلندر ہے

Marfat.com

صبر آئینہ انسانیت ہے، صبر چشم بصیرت ہے، صبر دعوئ اخلاص ہے، صبر نجاتِ غم ہے، صبر سرمایۂ آخرت ہے، صبر متاعِ حیات ہے، صبر قبائے جذب ہے، صبر اطمینانِ قلب ہے، صبر مداوائے غربت ہے، صبر دولت لازوال ہے، صبر توشۂ درویش ہے، صبر پیامِ حق ہے، صبر تریاقِ غم ہے، صبر کمالِ فقر ہے، صبر روشن ضمیری ہے، صبر چراغ منزل ہے صبر سوزِ جگر ہے، صبر مشعلِ راہ ہے، صبر پاسبانِ خودی ہے، صبر شانِ مومن ہے۔ صبر راہِ جنت ہے۔ صبر عظمتِ حیات ہے، غرضیکہ جو صبر کر گیا وہ دین و دنیا میں نجات پا گیا۔

منہاج العابدین میں لکھا ہے کہ صبر ایک کڑوی دوا ہے اور ناخوشگوار شربت ہے مگر نہایت بابرکت اور ہر طرح کی منفعت کا موجب اور ذریعہ ہے اور ہر طرح کی مضرت کو دفع کرتا ہے۔ جب دوا ایسی بابرکت اور نافع ہو تو عقلمند انسان طبیعت پر جبر کر کے بھی ایسی دوا استعمال کرتا ہے اور گھونٹ گھونٹ کر کے اپنے پیٹ میں ڈال لیتا ہے اور اس کی تلخی اور تیزی کو برداشت کرتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ اس دوا کی تلخی تو ایک گھڑی بھر کے لیے ہے مگر اس کا نفع سالہا سال تک باقی رہنے والا ہے۔

جب کوئی صبر کی تلخی برداشت کر کے ہر لحاظ سے صبر پر کاربند ہو جائے تو اسے اطاعتِ الٰہی پر استقامت کی نعمتِ عظمیٰ نصیب ہوتی ہے، آخرت میں ثوابِ عظیم کا مستحق بنتا ہے اور ایسے شخص کو دنیا میں گناہوں اور گناہوں کے نتائجِ بد سے حفاظت نصیب ہو جاتی ہے اور آخرت میں گناہوں کے وبال میں مبتلا ہونے سے بھی بچ جاتا ہے۔ نیز ایسا شخص طلبِ دنیا کو ترک کر دیتا ہے اور اس پانچ روزہ زندگی میں مشاغلِ دنیوی سے الگ رہتا ہے۔ ایسا شخص انشاء اللہ تعالیٰ عذابِ اُخروی سے بھی محفوظ رہے گا۔ اس کے اعمالِ خیر بھی ضائع نہیں ہوتے اور دنیوی ابتلاء و آزمائش میں ثابت قدم رہتا ہے اور آسائشِ دنیا حاصل نہ ہونے پر رنجیدہ خاطر نہیں ہوتا تو اس صبر سے انسان کو طاعت، اس کے درجاتِ عالیہ، طاعت کا ثواب، تقویٰ، زہد اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچھا بدلہ، اچھی

Marfat.com

جزا اور ثواب کثیر حاصل ہوتا ہے۔

احکام خداوندی

صبر کی عظمت اور اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے ایمان والو! صبر کرو، مستحکم رہو، اور نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح حاصل کرو۔ (پ ۴، آل عمران ۲۰۰)

صبر روحانی حال کا نگہبان ہے کیونکہ نگہبانی سے تقویٰ میں اضافہ ہوتا ہے، جو فلاح کا ضامن ہے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ج فَاِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ فَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ ۝

پس صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے پس اگر ہم تمھیں کچھ دکھا دیں جس کا انھیں وعدہ دیا جاتا ہے یا تمھیں وفات دے دیں بہر حال انھیں ہماری طرف ہی لوٹنا ہے۔ (پ ۲۴، مومن ۷۷)

صبر حکم ربی ہے کیونکہ ہر روحانی مقام میں ترقی اور بلندی کا دارومدار صبر پر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

اور صبر کرو پس بیشک اللہ تعالیٰ محسنین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (پ ۱۲، یوسف ۱۱۵)

صبر کرنے سے انسان محسنین میں شامل ہوجاتا ہے اور صبر کا اجر ضرور پائے گا۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

کفار کی باتوں پر صبر کرو اور سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اللہ کی حمد کرو۔

Marfat.com

وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ٥ (پ ۲۶ ، ق ۲۹)

نہ ماننے والوں کو دعوتِ اسلام دینے پر بے شمار مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے ، بلکہ جواباً ان سے طرح طرح کی دل آزاری والی باتیں سننا پڑتی ہیں جن سے دل کو دکھ پہنچتا ہے . اس لیے اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ہے کہ ان کے رویّے پر صبر کرو۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ٥ — پس صبر کرو بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ تمھیں سبک نہ کردیں۔ (پ ۲۱، روم ۶۰)

دعوتِ حق پر صبر کرنا بہت اچھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق دعوتِ حق کی جزا بہتر طریقے سے دے گا۔

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ٥ — اے میرے بیٹے نماز پڑھتا رہ اور اچھی بات کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور جو مصیبت تجھ پر آئے اس پر صبر کر۔ بیشک یہ عزم والے کام ہیں (پ ۲۱ ، لقمان ۱۷)

دوسروں کو نماز اور امر بالمعروف کی تبلیغ میں جن مصائب سے واسطہ پڑے انھیں صبر سے برداشت کرنا چاہیے کیونکہ صبر سے کاموں میں پختگی پیدا ہوتی ہے ۔

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ٥ — پس ان کی باتوں پر صبر کر اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر، سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے تسبیح کر۔ دن کے دونوں کناروں اور رات کے دوران بھی اس کی تسبیح کر، تاکہ تم خوش ہو جاؤ (پ ۱۶، طٰہٰ ۱۳۰)

لوگوں کے باتیں بنانے پر صبر کرنا چاہیے اور صبر کی طرف اپنی طبیعت کو راغب کرنے کے

Marfat.com

لیے صبح وشام اور رات کے وقت اللہ کا ذکر کرنا چاہیئے اس سے طبیعت میں سکون رہے گا جس کی بنا پر انسان ہر مصیبت پر آسانی سے صبر کرنے کے قابل رہے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ○
اے ایمان والو! نماز اور صبر سے مدد حاصل کرو بیشک اللہ صابرین کے ساتھ ہے۔

(پ ۲ بقرہ ۱۵۳)

صبر اور نماز دو ایسے عمل ہیں جو بارگاہ رب العزت میں فوراً قبول ہوتے ہیں۔ لہذا مشکل کے وقت ان دو اعمال کی طرف توجہ دینے سے مشکل حل ہو جائے گی یہ اعمال نہایت ہی مددگار ہیں۔

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ○
پس صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرو اور صبح وشام اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو۔

(پ ۲۴، مومن ۵۵)

صبر ہی کا بالآخر بول بالا ہوتا ہے اور اللہ نے جو وعدہ حق کو بلند کرنے کا کر رکھا ہے انشاء اللہ وہی سچا ہو گا۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ○
پس آپ بھی عالی ہمت پیغمبروں کی طرح صبر سے کام لیں۔ اور ان کے لیے جلدی نہ کرو۔ جس دن اس چیز کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ ہے۔ (تو گمان کریں گے کہ) دن کی گھڑی بھر ٹھہرے تھے۔ یہ پیغام ہے۔ پس فاسق لوگوں کو ہی ہلاک کیا جائے گا۔

(پ ۲۶، احقاف ۳۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ اولوالعزم پیغمبروں نے جس طرح مصیبتیں

برداشت کیں اور زبردست مخالفت کو صبر سے درگزر کیا اسی طرح آپ بھی صبر سے ہر مخالفت کو برداشت کر لیں۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝

اور اگر تم سزا دو تو اتنی دو جتنی کہ انھوں نے تمھیں دی۔ اگر صبر کرو تو صابرین کے لیے یہی بہتر ہے۔ اور اے نبیؐ! صبر کرو اور تمھارا صبر اللہ کی توفیق سے ہے اور ان کے بارے میں غم نہ کرو اور ان کے فریبوں سے تنگ دل نہ ہو۔ (پ ۱۴، نحل ۱۲۶ تا ۱۲۷)

قصاص کے سلسلے میں وضاحت کی گئی ہے کہ جتنی اذیت پہنچی ہو اس کے برابر بدلہ لینا جائز ہے اور اگر صبر کر لیا جائے اور قصاص معاف کر دیا جائے تو یہ صبر گناہوں کا کفارہ بن جائے گا مطلب یہ ہوا کہ صبر کا اجر دنیا کے اجر سے بہت بلند ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

آپ فرما دیجیے، اے میرے صاحبِ ایمان بندو! اپنے رب سے ڈرو، جنھوں نے اس دنیا میں نیکی کی ان کے لیے بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے، جو صبر والے ہیں ان کو بغیر حساب کے اجر دیا جائے گا۔ (پ ۲۳، زمر ۱۰)

نیکی اور صبر کا گہرا تعلق ہے کیونکہ نیک کام کرنے کے لیے صبر کرنا بہت ضروری ہے اور جو صبر کرے گا اسے دنیا اور آخرت میں اجر دیا جائے گا۔

فضائلِ صبر

صبر کی فضیلت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ درج ذیل ہیں:

Marfat.com

اللہ سے ڈرو اور صبر کرو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے، وہ ایک قبر کے قریب رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا خدا سے ڈرو اور صبر کرو۔ اس نے کہا آپ اپنا کام کریں۔ کیونکہ آپ کو میری مصیبت کا سامنا نہیں ہوا۔ عورت نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، اسے بتایا گیا کہ آپ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (یہ سن کر) وہ در اقدس پر حاضر ہوئی۔ وہاں کوئی دربان نہ تھا۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا اس لیے معذرت خواہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ صبر تو پہلے صدمہ کے وقت ہوتا ہے۔

صبر میں بھلائی ہے

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کے کاموں پر تعجب ہے کہ اس کے ہر کام میں بھلائی ہے اور یہ بات مومن کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوشی پہنچے اور شکر ادا کرے تو اس کے لیے بھلائی ہے اور اگر اس کو تکلیف پہنچے اور صبر کرے تو اس کے لیے بھلائی ہے۔ (مسلم)

مقدر پر راضی رہنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاقتور مومن بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو ضعیف مومن سے زیادہ پسند ہے اور ہر بھلائی میں حرص کرو جو تمہیں نفع دے اور اللہ سے مدد مانگو اور عاجز نہ ہو۔ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یہ نہ کہو اگر میں ایسا کرتا تو یوں ہو جاتا بلکہ یوں کہو کہ جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا اور جو اس نے چاہا کیا کیونکہ اگر کا لفظ شیطان کے کام کو کھولتا ہے۔ (مسلم)

صبر کرنے کی کوشش

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا آپ نے انہیں عطا فرما دیا۔ پھر مانگا آپ نے دے دیا، یہاں تک کہ آپ کے پاس جو مال تھا ختم ہو گیا۔ جب

Marfat.com

آپ اپنے دست مبارک سے سب مال دے چکے تو ان سے فرمایا کہ میرے پاس جو مال ہوتا ہے اسے تم سے روک کر جمع نہیں کرتا، جو دست سوال دراز کرنے سے بچتا ہے، اللہ تعالےٰ اس کو بچاتا ہے اور جو مستغنی ہوتا ہے اللہ تعالےٰ اسے غنی کر دیتا ہے اور جو صبر کی سعی کرتا ہے اللہ تعالےٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ اور کوئی شخص صبر سے بہتر اور وسیع تر عطیہ نہیں دیا گیا۔ (بخاری)

ضرر رساں بات پر صبر

حضرت صہیب بن سنان رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن کس قدر اچھا ہے کہ اس کے جملہ امور خیر و برکت کا باعث ہیں اور یہ بات صرف ایمان والوں کو ہی حاصل ہے اگر اسے باعث مسرت بات پہنچے تو شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی ضرر رساں بات پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے، یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔ (مسلم)

دنیوی محبوب لینے پر صبر

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ہاں بندہ مومن کے لیے جب میں اس کے دنیوی محبوب کو لے لیتا ہوں، جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں۔ (بخاری)

تکلیف پر صبر کا ثواب

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا وہ ایک عذاب تھا اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا بھیجتا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اسے ایمانداروں کے لیے رحمت بنا دیا ہے، اب جو شخص طاعون میں مبتلا ہو اور صبر اور طلب ثواب کی نیت سے اپنے شہر ہی میں ٹھہرا ہے اور یہ یقین رکھتا ہو کہ اسے وہی تکلیف پہنچے گی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ دی۔ ایسے آدمی کو شہید کا ثواب ملے گا۔ (بخاری)

Marfat.com

بینائی جاتے پر صبر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں میں مبتلا کر دوں اور وہ ان پر صبر کرے تو میں ان کے عوض اس کو جنت عطا کروں گا۔ دو چیزوں سے مراد آنکھیں ہیں۔ (یعنی وہ نابینا ہو کر صبر کرے)۔ (بخاری شریف)

تھوڑے رزق پر صبر

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نزدیک میرے دوستوں میں قابل رشک وہ مومن ہے جو ذمہ داریوں سے سبکدوش، نماز سے دلچسپی رکھنے والا، اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرنے والا، خلوت میں بھی اس کی اطاعت کرنے والا، لوگوں میں گمنام جس کی طرف انگلی سے اشارہ نہ کیا جائے اور اس کا رزق بقدر کفایت ہو اور اس پر صبر کرے، پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کی تمنا جلد پوری ہوتی ہے۔ اس پر رونے والے کم ہوتے ہیں اور اس کی میراث تھوڑی ہوتی ہے۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

دنیوی فتنوں پر صبر

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری یہ امت رحم فرمائی گئی امت ہے اسے آخرت میں عذاب نہیں ہو گا۔ اس کا عذاب، دنیا میں فتنے، زلزلے اور قتل ہے۔ (ابوداؤد)

مصیبتوں پر صبر

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ مومن جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہو اور لوگوں کی مصیبتوں پر صبر کرتا ہو اس کا درجہ اس مومن سے زیادہ ہے جو لوگوں سے میل جول نہ رکھتا ہو اور نہ ان کی مصیبتوں پر صبر کرتا ہو۔ (ابن ماجہ)

صبر کی تاکید

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کو جتنی مناسب سمجھتے نماز پڑھتے اس کے بعد پچھلی رات کو اہل و

Marfat.com

عیال کو بیدار کر کے فرماتے کہ نماز پڑھو پھر اس آیت کی تلاوت کرتے (ترجمہ) اپنے اہل کو نماز کا حکم کرو اور صبر کرو، ہم تم سے رزق طلب نہیں کرتے بلکہ رزق دیتے ہیں اور آخرت صاحبِ تقویٰ لوگوں کے لیے ہے۔ (مالک)

بھوکا رہنے پر صبر

حضرت ابو امامہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے رب نے میرے لیے مکہ مکرمہ کی سنگستان کو سونا بنا دینے کے لیے فرمایا۔ میں عرض گزار ہوا کہ اے رب ایسا نہ کر، بلکہ میں ایک روز بھوکا رہوں اور ایک روز شکم سیر ہوں تاکہ جس روز بھوکا رہوں تو تیری بارگاہ میں صبر پیش کروں اور تیرا ذکر کروں اور جس روز شکم سیر ہوں تو تیری حمد و ثنا بیان کروں اور تیرا شکر ادا کروں (احمد، ترمذی)

سب سے عزیز چیز صبر ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جو چیزیں تمھیں سب سے کم مقدار میں عطا فرمائی ہیں وہ دو ہیں، یعنی صبر اور یقین۔ اور اگر کسی کو یہ دونوں میسر ہوں تو اس خوشی بخت سے کہہ دو کہ غم نہ کرے اور خوف نہ کھائے، خواہ نماز روزے میں اس سے کمی ہی کیوں نہ رہ گئی ہو اور اے میرے صحابہ رضؓ! مجھے تمھاری بڑی سے بڑی عبادت کی نسبت یہ چیز زیادہ عزیز ہے کہ تم اسی پر صبر کرو جس پر آج قائم ہو، اس سے روگردانی اختیار نہ کرو لیکن میں ڈرتا ہوں کہ میرے بعد دنیا کی راہوں کو تم اپنے اوپر کھول بیٹھو گے (خدا نہ کرے کہ ایسا ہو) کیونکہ یوں تو تم ایک دوسرے سے منکر ہو جاؤ گے اور اہل ایمان تم سب سے منکر ہو جائیں گے کہ ثواب تو اسی شخص کو ملے گا جو صبر کرے گا اور پھر ثواب کا امیدوار رہے گا۔ پس تم صبر کرو کہ دنیا باقی نہ رہے گی اور حق تعالیٰ کا ثواب باقی رہے گا۔

امیر کی ناپسندیدہ بات پر صبر

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو امیر سے

کوئی ایسی چیز دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو صبر کرے کیونکہ جو جماعت کو ایک بالشت برابر بھی چھوڑ کر مرے تو جاہلیت کی موت مرے گا۔ (بخاری)

صبر سے کام لینا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارا کیا حال ہوگا جب میرے بعد حکمران اس فیٔ کے معاملے میں دوسروں کو ترجیح دیں گے۔ میں عرض گزار ہوا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میں اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھوں گا اور اس کے ساتھ لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ آپ سے جا ملوں۔ فرمایا کہ کیا میں تمھیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں۔ مجھ سے ملنے تک صبر سے کام لینا۔ (ابوداؤد)

طاعون پر صبر کا اجر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی میدانِ جنگ سے بھاگتا ہے اور طاعون پر صبر کرنے والے کے لیے شہید کا سا اجر ہے۔ (احمد)

مصائب پر صبر کی توفیق

حضرت محمد خالد بن سلیمی اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے کو اللہ کی بارگاہ سے جب ایسا شرف عزت عطا ہونا مقدر ہوتا ہے جس کو وہ اپنے اعمال کی وجہ سے حاصل نہیں کر سکتا تو اس کی ذات کو بدن، مال اور اولاد میں سے کسی ایک کو مصیبت میں مبتلا فرما دیتا ہے، پھر اس کو ان مصائب پر صبر کی توفیق عطا فرما دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ (بندہ) اس منزلت کو حاصل کر لیتا ہے جو اس کے یہاں اس کے لیے مقدر کر دی گئی تھی۔ (ابوداؤد)

بیماری پر صبر کا اجر

حضرت عطاء بن رباح روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ میں تمھیں جنتی عورت نہ دکھاؤں؟

Marfat.com

میں نے کہا بیشک دکھائیں، تو آپ نے ایک کالی عورت کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ سرکارؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا یا رسول اللہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور پردہ باقی نہیں رہتا آپ میرے لیے دعا فرمائیں، تو سرکارؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اس پر صبر کرکے جنت حاصل کرلو اور چاہو تو میں دعا کردوں تاکہ اس مصیبت سے نجات حاصل ہو جائے تو اس خاتون نے کہا کہ میں اس پر تو صبر کرلوں گی لیکن دورہ کے دوران میرا ستر کھل جاتا ہے آپ یہ دعا فرمادیں کہ دورہ کے وقت ستر نہ کھلے تو حضورؐ نے اس کے لیے دعا فرمادی۔ (بخاری)

نابینا کو تاکید

حضرت عثمان بن حنیفؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ میرے لیے عافیت کی دعا فرمادیں نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کروں اور چاہو تو اس پر صبر کرلو یہ تمہارے لیے بہتر ہے تو اس نابینا نے کہا کہ آپ دعا فرمائیں تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرکے یہ دعا پڑھو "خداوندا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی رحمت (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے میں آپ کے ذریعے اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ وہ حاجت کو پورا فرمادے۔ خداوندا نبی علیہ السلام کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرمالے۔ (جامع ترمذی)

اللہ تعالیٰ کی توفیق پر صبر

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کیا تو آپ نے ان کا سوال پورا کردیا لیکن انھوں نے پھر سوال کیا تو آپ نے پھر دیا یہاں تک کہ آپ کے پاس کچھ باقی نہ رہا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ بھی ہوگا میں اس کو تمہارے لیے ذخیرہ کرکے نہیں رکھوں گا اور جو شخص سوال سے احتراز کرتا ہے اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور جو لاپرواہی کرتا ہے تو اللہ اس کو لاپرواہ بنا دیتا ہے اور جو صبر کرتا ہے تو اس کو توفیق صبر دیتا ہے اور کسی فرد کو صبر سے بہتر اور برتر عطیہ نہیں دیا گیا۔ (بخاری شریف)

اچھے انجام پر صبر

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت حارثہ بن سراقہ کی والدہ ماجدہ حضرت ربیع بنت براء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں اے نبی اللہ! کیا آپ مجھے حارثہ کے متعلق نہیں بتائیں گے جنہیں غزوۂ بدر میں نامعلوم تیر لگا تھا، اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو میں اس پر خوب گریہ وزاری کروں۔ فرمایا اے ام حارثہؓ! جنت میں کتنے ہی درجے ہیں اور بیشک تمھارا بیٹا فردوسِ اعلیٰ میں ہے۔ (بخاری)

شہادت اور صبر کا تعلق

حضرت ابو قتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں کھڑے ہوئے اور ان سے ذکر کیا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان رکھنا افضل اعمال ہیں تو ایک آدمی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ص! اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا میرے گناہ مجھ سے دور کر دیے جائیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا ہاں اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ حالانکہ تم صابر رہے، ثواب کے امیدوار رہے، آگے بڑھے، پیٹھ نہ دکھائی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کیا کہا؟ میں عرض گزار ہوا کہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ مجھ سے دور کر دیے جائیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جبکہ تم صابر رہے، ثواب کے امیدوار رہے، آگے بڑھے اور پیٹھ نہ دکھائی ہو، ماسوائے قرض کے، کیونکہ یہ مجھ سے جبرائیل نے کہا ہے۔ (مسلم)

صبر کی تلقین

فقیہ ابو اللیث رحؒ اپنی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضؓ نے بیان فرمایا کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف والا نامہ تحریر فرمایا: "یہ خط محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے معاذ بن جبلؓ کی طرف ہے۔ السلام علیکم! میں اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اس کے بعد یہ کہ اللہ تعالیٰ تیرے اجر کو بہت ہی زیادہ بڑھائے۔

Marfat.com

اور تجھے صبر نصیب فرمائے، ہمیں اور تجھے شکر کی توفیق بخشے۔ لہذا ازیں یہ کہ ہمارے نفس ہمارے مال، اہل خانہ اور اولاد اور ان کے مال وغیرہ سب اللہ پاک کے خوشگوار عطیے ہیں اور ہمارے پاس اس کی امانت ہیں جن سے ہم ایک محدود مدت تک نفع اٹھاتے ہیں اور اپنے مقررہ وقت پر وہ اس امانت کو واپس لے لیتے ہیں۔ پھر وہ کچھ عطا فرمائے تو اس عطا کے باعث ہم پر شکر لازم فرمایا اور کوئی ابتلاء مصیبت آئے تو صبر کرنا فرض قرار دیا اور تیرا بیٹا بھی اللہ پاک کے انہی خوشگوار عطیوں میں سے تھا اس سے نفع اٹھانے کا موقع بخشا اور پھر بہت بڑے اجر کے عوض اسے واپس لیا ہے۔ بشرطیکہ تو صبر کرے اور ثواب کی امید لگائے۔ لہذا تجھ پر اے معاذ! یہ نوبت کبھی نہ آنی چاہیئے کہ تیری جزع فزع، واویلا اور ماتم وغیرہ تیرے اجر کو ختم کر دے اور اپنی اس کوتاہی پر ندامت ہی کرتا رہ جائے۔ اگر تو اپنی مصیبت کے ثواب کو دیکھ پائے تو یقین کرنے لگے کہ میری مصیبت اس اجر سے بہت ہی کم ہے اور یقین جانو کہ جزع فزع میت کو واپس نہیں کرلاتی اور نہ ہی غم کو دور کرتی ہے پس تیرا غم ان حالات کے تصور سے دور ہو جانا چاہیئے جو خود تجھ پر آنے والے ہیں، گویا کہ تجھ پر آہی گئے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

قضائے الٰہی پر صبر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے بچے کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ قضائے الٰہی سے بچہ فوت ہو گیا جس کے بعد باپ بھی کچھ دن حاضر خدمت نہ ہو سکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی غیر حاضری محسوس فرمائی۔ پوچھنے پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا بچہ فوت ہو گیا ہے جو آپ نے دیکھا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں اطلاع نہ دی۔ چلو ہم اپنے بھائی کی تعزیت کو چلیں، صحابی کے گھر کو شرف و سعادت بخشا اور اسے غم و اندوہ میں مبتلا دیکھا کہنے لگا یا رسول اللہ! میں اپنے بڑھاپے اور کمزوری کے ایام کے لیے اس کے سہارے اور نفع کی امیدیں لگائے ہوئے تھا۔ آنحضرت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو قیامت کے دن حاضر ہوگا ، اس بچے کو کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جا تو وہ کہے گا یا اللہ! میرے والدین تو باہر ہیں اسے تین دفعہ جنت میں داخل ہونے کو کہا جائے گا مگر وہ ہر بار والدین کی سفارش کریگا ۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کی سفارش کو قبول فرمائیں گے ۔ اور تم سب کو اکٹھے ہی جنت میں داخل فرمائیں گے ۔ یہ بات سن کر صحابی کا غم غلط ہو گیا اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تعزیت کے لیے جانا مسنون عمل ہے ، کسی بھائی کو مصیبت پہنچے تو دوستوں اور بھائیوں کو تعزیت کے لیے جانا چاہیئے ۔ (تنبیہ الغافلین)

اللہ کا شکوہ بے صبری ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا کی وجہ سے بحالت غم صبح کرتا ہے وہ اللہ پر ناراض ہونے کی حالت میں صبح کرتا ہے ۔ اور جو شخص کسی پیش آمدہ مصیبت کا شکوہ کرتا ہے گویا وہ اللہ پاک کا شکوہ کرتا ہے اور جو شخص کسی غنی کے آگے تواضع دکھاتا ہے کہ وہ اس کے مال سے کچھ حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل کے دو تہائی اجر کو ضائع کر دیتا ہے اور جسے قرآن عطا ہوا اور پھر بھی دوزخ میں چلا گیا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے یعنی جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا اور اس نے اس پر عمل نہ کیا بلکہ سستی دکھائی حتیٰ کہ دوزخی بن گیا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے کہ اس نے خود اپنے ساتھ یہ کیا ہے کہ قرآن پاک کی حرمت و عظمت کا خیال نہیں کیا ۔ (تنبیہ الغافلین)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے صابر تھے بلکہ دعوت حق پر بے پناہ تکالیف لوگوں نے دیں اور آپ نے ان پر اتنا زیادہ صبر کیا کہ تاریخ میں مثال نہیں ملتی ۔ اس کے علاوہ ذاتی طور پر

Marfat.com

بھی جو تکلیف آئی اسے بڑے صبر سے برداشت کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ڈرایا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے اتنا ستایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ستایا گیا اور ایک دفعہ تیس رات دن مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال رضی اللہ عنہ کے لیے کھانے کی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے، سوائے اس کے جو بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی بغل کے نیچے چھپا رکھا تھا۔ (ترمذی)

بخار کی تکلیف میں صبر

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپ بخار میں مبتلا تھے آپ پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ چادر کے اوپر رکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا بخار تو بہت تیز ہے۔ آپ نے فرمایا ہم اسی طرح پر ہیں۔ ہم پر بلا بہت سخت ہوتی ہے۔ اور ہمارے لیے اجر بھی دگنا تگنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں میں سے سخت مصیبت والا کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے بعد کون؟ آپ نے فرمایا علماء، پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ آپ نے فرمایا بھلے لوگ۔ صلحاء میں سے بعض کو کثرت جُوں کے ساتھ یہاں تک مبتلا کیا گیا کہ جوؤں نے اسے مار ڈالا۔ بعض کو ان میں سے فقر میں یہاں تک مبتلا کیا گیا کہ سوائے کمبلی کے اور کوئی چیز پہننے کو میسر نہ آئی اور بیشک ان میں سے ہر ایک بلا میں مبتلا کیے جانے سے اس قدر خوش ہوتا ہے جس طرح پر کہ تم میں سے کوئی عطیہ سے خوش ہوتا ہے

درد پر صبر کا واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک درد پیش آیا آپ فریاد کرتے اور بستر پر کروٹیں بدلتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا کہ اگر ہم میں سے بعض آدمی ایسا کرتا تو آپ اس پر خفا ہوتے، آپ نے فرمایا کہ مومن پر سختی ہی کی جاتی ہے اور کوئی مومن ایسا نہیں کہ جسے کوئی مصیبت پہنچے خواہ

Marfat.com

کانٹے کا لگتا ہو یا کوئی درد، مگر اللہ پاک اس کی وجہ سے اس کی خطا کا کفارہ کر دیتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے لیے درجہ میں بلندی ہوتی ہے۔

حضرت ابن مظعونؓ کی وفات

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کا جب ان کی وفات ہوگئی، بوسہ لیا اور آپ رو رہے تھے اور آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

حبیب کا حبیب سے شوق

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ جب میرے باپ شہید کر دیے گئے۔ تو میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب آپ نے مجھے دیکھا آپ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ جب دوسرا روز ہوا میں آپ کے پاس آیا آپؐ نے فرمایا مجھے تمھیں دیکھ کر آج بھی وہی رنج ہوا جو تمھیں کل دیکھ کر ہوا تھا۔

حضرت خالد بن شمیرؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت زید بن حارثہؓ کو تکلیف پہنچائی گئی (یعنی شہید کیے گئے) آپ ان کے یہاں تشریف لائے۔ حضرت زیدؓ کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بلبلا کر روئیں تو حضورؐ بھی روئے اور یہاں تک روئے کہ آپ کی آواز بھی نکل گئی۔ یہ دیکھ کر حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ حبیب کا اپنے حبیب کے ساتھ شوق ہے۔

بیٹی کا بیٹا مرنے پر صبر

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں تھے کہ آپ کے پاس آپ کی بیٹیوں میں سے ایک نے آپ کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا اور آپ کو اطلاع دی کہ اس کا بچہ مبتلائے موت ہے تو حضورؐ نے قاصد سے کہا ان کی طرف واپس جا اور انھیں خبر دے بیشک اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ کہ وہ لے اور اسی کے لیے ہے جو کچھ کہ وہ دے اور ہر چیز کے لیے اس کے پاس

ایک میعاد مقرر ہے لہذا اس سے کہہ دو کہ صبر کرے اور ثواب کی نیت کرے۔ وہ قاصد دوبارہ حضورؐ کے پاس لوٹ کر آیا اور اس نے کہا کہ صاحبزادی نے آپ کو قسم دی ہے کہ آپ ضرور اس کے پاس جائیں۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور کچھ اور حضرات چلے اور میں بھی ان حضرات کے ساتھ چلا۔ وہ بچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لایا گیا اور اس کی جان مضطرب تھی، گویا کہ پرانی مشک میں ہے یہ دیکھ کر حضورؐ کی آنکھ سے آنسو بہ پڑے تو آپ سے حضرت سعدؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے جس کو اللہ پاک نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اور بات اسی طرح ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے رحم کھانے والوں پر رحم فرماتا ہے۔

ابن رسول مرنے پر صبر

حضرت مکحولؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ پر ٹیک لگا کر داخل ہوئے اور ابراہیمؓ جان دے رہے تھے۔ جب ان کی وفات ہو گئی تو حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑے تو آپ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہی وہ چیز ہے کہ آپ لوگوں کو اس سے منع فرماتے تھے؟ جب مسلمان آپ کو روتا ہوا دیکھیں گے رو دیں گے جب آپ کے آنسو تھمے آپ نے فرمایا یہ رحم ہے اور جو آدمی رحم نہیں کرتا، رحم نہیں کیا جاتا میں لوگوں کو نوحہ کرنے سے منع کرتا ہوں اور اس بات سے منع کرتا ہوں کہ آدمی کے وہ اوصاف جو اس میں نہیں تھے بیان کر کے رویا جائے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اگر (بروز قیامت) جمع ہونے کا وعدہ نہ ہوتا اور یہ راستہ چلا ہوا نہ ہوتا اور یہ کہ ہمارا آخر ہمارے اول کے ساتھ ملے گا اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم اس پر اس سے بھی زیادہ غم اور رنج مناتے اور بیشک ہم اس کی وفات پر رنجیدہ ہیں، آنکھ آنسو بہا رہی ہے، دل رنجیدہ ہے اور ہم وہ بات

Marfat.com

نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو اور ان کے دودھ پلانے کی باقی میعاد جنت میں پوری کی جا رہی ہے۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب شہید کر دیے گئے تو ان کے پاس حضورؐ کھڑے ہوئے اور آپ نے ایک ایسا منظر دیکھا کہ اس سے زیادہ دل کو دکھ دینے والا کوئی منظر نہیں دیکھا تھا یا آپ کے دل کو دردمند کرنے والا منظر نہیں دیکھا تھا۔ آپ نے ان کی طرف دیکھا ان کا چہرہ مثلہ کر دیا گیا تھا (یعنی ناک کان وغیرہ کاٹ دیے گئے تھے) آپ نے فرمایا تجھ پر اللہ کی رحمت ہو، جہاں تک مجھے علم ہے، تو صلہ رحمی کا کرنے والا اور بھلے کاموں کا کرنے والا تھا نیز فرمایا کہ اگر ہماری عورتوں کے رنج کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کو نہ دفناتا اور انھیں اسی طرح چھوڑ دیتا۔ اتنے میں حضرت جبرئیلؑ حضورؐ پر یہ سورت لے کر نازل ہوئے اور پڑھا وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ۝ (نحل) (ترجمہ: اور اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمھارے ساتھ برتاؤ کیا گیا اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے اور آپ صبر کیجیے اور آپ کا صبر کرنا خدا ہی کی توفیق سے ہے اور ان پر غم نہ کیجیے اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہو جیئے) پھر آپ نے ان کی لاش کے لیے حکم دیا وہ قبلہ کی طرف رکھی گئی پھر آپ نے ان پر نو مرتبہ اللہ اکبر کہا پھر ان کی طرف اور شہداء کو جمع کیا۔ جب کبھی کسی شہید کو لایا جاتا ان کے برابر میں رکھا جاتا اور آپ نے ان پر اور دیگر شہداء پر ۷۲ نماز جنازہ پڑھیں پھر آپ نے اپنے اصحاب کی معیت میں ان شہداء کو دفنایا۔ جب قرآن کی وہ آیت نازل ہوئی، تو حضورؐ نے معافی دی اور درگزر فرمایا۔

صحابہ کرامؓ کا صبر

بیماری پر صبر

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بخار حضورؐ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھے اس قوم کی طرف بھیج دیجیے جو آپ کو زیادہ محبوب ہو۔ یا اس طرح کہا کہ آپ کے اصحابؓ میں سے جو آپ کو زیادہ محبوب ہوں۔ قرۃ راوی نے اسی طرح شک کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ انصار کی طرف جا۔ چنانچہ بخار حضراتِ انصار میں گیا اور ان کو پچھاڑ دیا اور یہ حضرات آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم لوگوں کو بخار آیا اللہ سے ہمارے لیے شفا کی دعا کیجیے۔ چنانچہ آپ نے ان لوگوں کے لیے دعا کی اور ان پر سے بخار جاتا رہا۔ اس کے بعد آپ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میرے لیے دعا کیجیے میں بھی انصار میں سے ہوں۔ میرے لیے اللہ سے ایسی ہی دعا کیجیے جیسی کہ آپ نے انصار کے لیے کی۔ آپ نے فرمایا ان دو باتوں میں سے تجھے کونسی پسند ہے (ایک تو یہ کہ) میں تیرے لیے دعا کروں اور تجھ سے بخار جاتا رہے (دوسری یہ کہ) تو صبر کرے اور تیرے لیے جنت واجب ہو جائے۔ اس عورت نے عرض کیا خدا کی قسم یا رسول اللہ! میں تو بخار دور کرنے کو نہ چاہوں گی بلکہ صبر کروں گی۔ اور یہ بات اس عورت نے تین مرتبہ کہی۔ اور میں خدا کی قسم جنت کے لیے کوئی خطرہ نہ پیدا کروں گی۔

حضرت ابوبکرؓ کا صبر

حضرت ابوسفرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں کچھ لوگ ان کے مرض میں ان کی عیادت کے لیے آئے لوگوں نے عرض کیا اے خلیفۂ رسول اللہ! کیا ہم آپ کے لیے کسی طبیب کو نہ بلا لائیں جو آپ کو غور سے دیکھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا طبیب نے مجھے دیکھا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا تو پھر طبیب نے آپ سے کیا کہا؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا طبیب کہتا ہے کہ میں ہر اس کام کو کر گزرنے

والا ہوں جس کا ارادہ کرتا ہوں۔

معاویہ بن قرہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداءؓ بیمار ہو گئے۔ ان کے پاس ان کے ساتھی آئے اور انھوں نے پوچھا اے ابوالدرداءؓ! کیا تکلیف ہے؟ فرمایا میں اپنے گناہوں کے شکوہ میں مبتلا ہوں۔ لوگوں نے دریافت کیا کسی شئے کی خواہش ہے؟ فرمایا جنت کی خواہش کر رہا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ کیا ہم آپ کے لیے طبیب نہ بلا لائیں؟ فرمایا اسی نے تو مجھے اس تکلیف میں مبتلا کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے آدمی کو نہ پایا جو آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں فلاں کو نہیں دیکھتا ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ سخت بخار میں مبتلا ہے۔ آپ نے فرمایا چلو ہم اس کی عیادت کریں۔ جب آپ اس کے پاس تشریف لائے وہ لڑکا رونے لگا۔ حضورؐ نے اس سے فرمایا کہ رو نہیں اس لیے کہ حضرت جبریلؑ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ بخار میری امت کے لیے جہنم کا ایک حصہ ہے۔

مرض الموت پر صبر کا واقعہ

ابونعیم کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت معاذ اور حضرت ابوعبیدہ اور شرجبیل بن حسنہ اور ابومالک اشعری رضی اللہ عنہم ایک ہی دن طاعون میں مبتلا ہوئے۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ یہ تمھارے رب عز و جل کی رحمت ہے اور تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے اور تم سے پہلے بھلے لوگ اسی میں وفات دیے گئے۔ اے میرے اللہ! خاندانِ معاذؓ کو اس رحمت سے حصۂ وافر عطا فرما، ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ ان کے نوجوان بیٹے عبدالرحمنؓ طاعون میں مبتلا ہوئے۔

حضرت معاذؓ نے جن کے نام پر اپنی کنیت ابوعبدالرحمن رکھ چھوڑی تھی اور ان کو تمام مخلوق میں سے یہ زیادہ محبوب تھے۔ جب حضرت معاذؓ مسجد سے واپس ہوئے تو عبدالرحمن کو بے چین پایا تو کہا اے عبدالرحمن! تمھارا کیا حال ہے؟ انھوں نے جواب دیتے ہوئے عرض کیا اے میرے

Marfat.com

ابا جان! اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ○ (آل عمران)۔ (ترجمہ: آپ کے رب کی جانب سے حق آتا ہے آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں) یہ سن کر حضرت معاذؓ نے فرمایا اور مجھے بھی تم انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے۔ حضرت معاذؓ نے (ان کی اس وفات کے بعد) اس رات انھیں روکے رکھا پھر اگلے دن انھیں دفن کیا اس کے بعد حضرت معاذ مبتلائے طاعون ہوئے۔ جب ان پر تکلیف کی شدت ہوئی تو فرمایا یہ جانکنی کی تکلیف ہے اور اس قدر بے چینی میں مبتلا ہوئے کہ کوئی مبتلا نہیں ہوا تھا اور جب کبھی اپنی بے ہوشی سے ہوش میں آتے، اپنی آنکھ کھولتے اور فرماتے اے رب! میرا گلا گھونٹ! جس طرح پر کہ تو گلا گھونٹ رہا ہے۔ پس قسم ہے تیری عزت کی تو خوب جانتا ہے کہ میرا دل تجھے دوست رکھتا ہے۔

نابینا ہونے پر صبر

حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی عیادت کے لیے ان کے پاس ان کے ایک مرض میں تشریف لائے جو انھیں تھا۔ آپ نے فرمایا تمھارے اس مرض سے تم پر کوئی خطرہ نہیں لیکن تمھارا کیا حال ہوگا کہ جب تم میرے بعد زندہ رہوگے اور نابینا ہو جاؤ گے۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا اس وقت بھی صبر اور ثواب کی نیت کروں گا۔ آپ نے فرمایا تو تم جنت میں بلا حساب داخل ہو جاؤ گے۔ چنانچہ حضرت زیدؓ حضور کی وفات کے بعد نابینا ہو گئے۔

بچے کی موت پر صبر

حضرت قاسم بن محمدؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے عبد اللہؓ کو جنگ طائف میں ایک تیر لگا ان کا زخم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چالیس دن بعد خراب ہو گیا اور ان کی وفات ہو گئی تو حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور فرمایا اے میری بیٹی! خدا کی قسم! گویا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ بکری کا کان پکڑ کر میرے گھر سے نکالا گیا ہو۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ تمام تعریف اس اللہ پاک کے لیے ہے جس نے آپ کے دل کو صبر سے باندھ دیا ہے

Marfat.com

اور بھلائی کی طرف آپ کا ارادہ پختہ کر دیا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ باہر تشریف لے گئے اور پھر داخل ہوئے اور فرمایا اے میری بیٹی! کیا تم لوگوں کو یہ ڈر ہے کہ تم نے عبداللہؓ کو زندہ ہی دفن کر دیا؟ حضرت عائشہؓ نے کہا اے ابا جان! ہم سب اللہ کے لیے ہیں اور ہمیں اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے (یعنی ان کی وفات ہو چکی وہ زندہ نہیں) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے میری بیٹی! میں اللہ سننے والے اور جاننے والے کی پناہ طلب کرتا ہوں شیطان مردود سے۔ بیشک بات یہ ہے کہ کوئی ایسا نہیں جس کے لیے دو باطنی اثر نہ ہوں ایک کچھ کا فرشتہ کی جانب سے اور ایک کچھ کا شیطان کی جانب سے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس ثقیف کا ایک وفد آیا اور وہ تیر ہمیشہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہا۔ آپ نے اس تیر کو ان لوگوں کے سامنے نکالا اور فرمایا کیا اس تیر کو تم لوگوں میں سے کوئی پہچانتا ہے؟ بنو عجلان کے بھائی سعد بن عبیدؓ نے کہا یہ تیر میں نے تراشا ہے اس میں پر اور پچھلا حصہ میں نے لگایا ہے اور میں نے ہی اسے پھینکا ہے، تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اس تیر نے میرے بیٹے عبداللہؓ کو قتل کیا ہے۔ پس تمام تعریف اس اللہ کی! جس نے میرے بیٹے کا اکرام تیرے ہاتھوں سے کیا اور اس کے ہاتھوں تیری توہین نہیں ہوئی۔ وہ اللہ پاک وسیع حفاظت والا ہے۔

حضرت ابو طلحہؓ کا صبر

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ کا ایک بیٹا بیمار ہو گیا۔ یہ باہر نکلے اس بچہ کی وفات ہو گئی۔ جب واپس آئے تو حضرت ابو طلحہؓ نے پوچھا میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ حضرت ام سلیمؓ نے فرمایا وہ پہلے سے سکون میں ہے اور ان کے سامنے شام کا کھانا پیش کیا انھوں نے شام کا کھانا کھایا اس کے بعد حضرت ام سلیمؓ سے اپنی حاجت انسانی پوری کی۔ جب فراغت کر چکے، ام سلیمؓ نے کہا کہ اپنے بچہ کو دفنا آؤ۔ جب صبح ہوئی تو حضرت ابو طلحہؓ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو سارا واقعہ کہہ سنایا۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تم نے آج رات ہم بستری کی ہے؟ حضرت ابو طلحہؓ نے

Marfat.com

عرض کیا جی ہاں! آپ نے دعا دی اے میرے اللہ! ان دونوں کے لیے برکت نازل فرما۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ کے ہاں ایک صاحبزادہ ہوا۔ حضرت ابو طلحہؓ نے مجھ سے کہا کہ اس کو حفاظت کے ساتھ سرکار دو عالمؐ کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ وہ بچہ حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور حضرت ام سلیمؓ نے اس کے ساتھ چند کھجوریں بھیجی تھیں۔ اس بچہ کو حضورؐ نے لیا اور دریافت فرمایا کیا اس کے ساتھ کچھ اور بھی لائے ہو؟ حاضرین نے کہا جی ہاں! کھجوریں ہیں۔ چنانچہ حضورؐ نے ان کھجوروں کو لے کر چبایا پھر ان کو اپنے دہن مبارک سے لے کر بچہ کے منہ میں ڈال کر اس کے اوپر کے تالو سے چپکا دیا اور اس بچہ کا نام عبداللہ رکھا۔

سعد بن معاذؓ کی موت پر صبر

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم حج یا عمرہ سے آئے تھے تو لوگوں نے ذوالحلیفہ میں ہم سے ملاقات کی اور انصار کے بچے اپنے گھر والوں سے مل رہے تھے۔ جب حضرت اسید بن حضیرؓ سے یہ لوگ ملے تو انھوں نے حضرت اُسیدؓ کو ان کی بیوی کی وفات کی اطلاع دی۔ اُسیدؓ نے منہ پر چادر ڈالی اور رونا شروع کر دیا۔ میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت کرے آپ تو حضورؐ کے صحابی ہیں اور آپ کے پہلے اور پرانے کارنامے جو ہیں ان کا کیا کہنا اور تم ایک عورت کی وجہ سے روتے ہو؟ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انھوں نے اپنا سر چادر میں سے نکالا اور کہا کہ قسم ہے میری عمر کی، آپ نے سچ کہا۔ حق تو یہی ہے کہ میں حضرت سعدؓ ابن معاذؓ کے بعد کسی پر نہ روؤں اور ان کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو کچھ کہ فرمایا۔ میں نے پوچھا کہ ان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ کا عرش سعد بن معاذؓ کی وفات سے حرکت کھا گیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت سعدؓ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں چلا کرتے تھے۔

مصیبت پر صبر

حضرت عمر بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطابؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو کوئی مصیبت لگتی تو کہتے کہ حضرت زید بن

Marfat.com

خطابؓ کی وجہ سے مجھے مصیبت پہنچائی گئی۔ میں نے صبر کیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے بھائی زیدؓ کے قاتل کو دیکھا تو فرمایا تجھ پر بڑا افسوس ہے کہ تو نے میرے بھائی کو مار دیا۔ جب کبھی نسیم سحری چلتی ہے تو وہ مجھے یاد آتا ہے۔

صبر کا ثواب

حضرت عونؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے بھائی حضرت عتبہؓ کی وفات پر تشریف لائے تو رونے لگے، ان سے کہا گیا کہ آپ بھی روتے ہیں؟ فرمایا کہ یہ میرے نسبی بھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور میرے ساتھی ہیں اور میں اس بات کو پسند نہیں کرتا تھا کہ ان کی وفات مجھ سے پہلے ہو اور میں ان کی وفات سے ثواب کی نیت کروں اور مجھے یہ زیادہ پسند تھا کہ میں پہلے مرتا اور یہ میری وفات پر صبر کرنے سے ثواب کی نیت کرتے۔

بہن کے وصال پر صبر

حضرت عبداللہ بن ابی سلیطؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو احمد ابن جحش کو دیکھا کہ یہ اپنی بہن حضرت زینب بنت جحشؓ کی جنازہ کی چارپائی اٹھائے ہوئے تھے یہ نابینا تھے اور رو رہے تھے۔ میں نے حضرت عمرؓ کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اے ابو احمد! تم چارپائی کے پاس سے ہٹ جاؤ ایسا نہ ہو کہ لوگ تمھیں روند دیں اور لوگوں کا ام المومنین حضرت زینبؓ کی چارپائی پر بڑا ہجوم تھا۔ تو ابو احمدؓ نے کہا اے عمرؓ! یہ وہی (بہن) ہے جس کی بدولت ہم نے ہر بھلائی پائی۔ اور یہ چارپائی کا نے چلنا اس حرارت کو جس کو میں محسوس کر رہا ہوں ٹھنڈا کر یگا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا تو چارپائی سے لگے رہو۔

تکلیف ملنے پر صبر

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت زمانہ جاہلیت میں بڑی فاحشہ تھی اس کے پاس سے ایک آدمی گزرا، یا یہ ایک آدمی کے پاس سے گزری۔ اس آدمی نے اس کی طرف ہاتھ اٹھایا اور کہا رک، اللہ پاک شرک کو لے گیا اور اسلام کو لے آیا ہے۔ اس کے بعد اس عورت کو چھوڑا اور پیٹھ پھرائی اور

Marfat.com

اس کی طرف دیکھتا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کا چہرہ ایک دیوار سے ٹکرا گیا، تو حضور ؐ کے پاس آیا اور آپ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا تو ایسا بندہ ہے کہ اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا۔ بیشک اللہ پاک جب اپنے کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس کے گناہ کی سزا جلد (یعنی دنیا میں) دے دیتا ہے اور جب کسی بندہ کے ساتھ شر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اس کے گناہ میں روکے رکھتا ہے یہاں تک کہ اسے اس کی سزا بروز قیامت پوری پوری دیتا ہے۔

حضور ؐ کی تاکید

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے۔ آپ کے پاس ایک انصاری عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ خبیث مجھ پر غالب آگیا (یعنی اثر جن تھا یا اسے مرگی تھی) آپ نے اس سے فرمایا کہ تو جس حالت پر ہے صبر کر۔ اس صبر کی وجہ سے تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گی کہ نہ تجھ پر کوئی گناہ ہوگا اور نہ تجھ سے کوئی حساب۔ اس عورت نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں ضرور صبر کروں گی یہاں تک کہ اللہ پاک سے ملوں اور اس عورت نے کہا مجھے اس خبیث سے ننگا کر دینے کا ڈر ہے۔ آپ نے اس عورت کے لیے دعا فرمائی۔ اس کے بعد جب اس عورت کو خطرہ ہوتا کہ وہ خبیث اس کے پاس آئے وہ غلاف کعبہ کے پاس آتی اور اس سے چمٹ جاتی اور اس خبیث سے کہتی دور ہو، دور ہو سو وہ اس سے چلا جاتا۔

بیٹے کی وفات پر صبر

حضرت سفیان بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضؓ بن ابی طالب نے حضرت اشعث بن قیس رضؓ کو ان کے بیٹے کی وفات پر تسلی دیتے ہوئے فرمایا اگر تم رنج مناتے ہو تو تعلق اور رشتہ داری تم سے اسی بات کی مستحق ہے اور اگر تم صبر کرتے ہو تو اللہ کے بارے میں تمہارے بیٹے کا کوئی قائم مقام ہوگا اگر تم صبر کرو گے، جب بھی تقدیر الٰہی تمہارے اوپر جاری ہوگی اور تمہیں اجر دیا جائے گا اور اگر تم جزع و فزع سے

Marfat.com

کام لوگے جب بھی تقدیر الٰہی جاری ہو کر رہے گی اور تم گنہگار ہو گے۔

صبر کی تلقین حضرت ابو عبیدہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ جب کسی آدمی کو صبر اور تسلی دیتے تھے تو فرماتے تھے کہ صبر کے ساتھ مصیبت نہیں اور جزع فزع سے کوئی فائدہ نہیں، موت سے پہلے جو کچھ ہے آسان ہے اور اس کے بعد جو ہے دشوار ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گمشدگی کو یاد کر لیا کرو، تمہاری مصیبت ہلکی ہو جائے گی اور اللہ تمہارے اجر کو بڑا کرے گا۔

اقوال اولیاء

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا قول ہے کہ مصیبت میں صبر کرنا مشکل کام ہے مگر صبر کے ثواب کو ضائع نہ ہونے دینا مشکل ترین ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا کہ انسان کو ہر حالت میں صبر کرنا چاہیئے کیونکہ صبر ہی سے انسان نیک اعمال سرانجام پاتا ہے

حضرت عمر رضؓ کا فرمان ہے کہ صبر کی دو قسمیں ہیں، مصیبت پر صبر اور معصیت کے ترک پر صبر کرنا۔

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں اگر صبر و شکر دو اونٹ ہوتے تو مجھے قطعاً اس بات کی پروا نہ ہوتی کہ میں ان میں سے کس پر سوار ہوں۔

حضرت عمر رضؓ کے اقوال میں سے ہے کہ کسی سے بدلہ نہ چاہنا صبر ہے۔

حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا ہے کہ انسان کو ہر حال میں صبر سے کام لینا چاہیئے ورنہ ندامت کا سامنا ہو گا۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ صبر اور ایمان میں وہی تعلق ہے جو سر اور بدن میں ہے۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ ہی فرماتے ہیں کہ صبر ایسی سواری ہے جو کبھی ٹھوکر

Marfat.com

نہیں کھاتی۔

حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ جسے صبر نے نجات نہ دی اسے بے صبری نے تباہ کر دیا

آپ ہی کا ایک اور فرمان ہے کہ اگر معزز لوگوں کی طرح صبر کر لیا تو خیر ورنہ جانوروں کی طرح چپ ہونا پڑے گا۔ غم تازیانہ بن کر خود تمھیں چپ کرا دے گا۔

حضرت علیؓ نے ہی فرمایا ہے کہ صابر اپنی کامیابی ضائع نہیں کرتا زمانہ خواہ کتنا ہی گزرے (کامیاب ضرور ہوگا)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرتے وقت حضرت علیؓ نے لوگوں کو دیکھ کر فرمائی کہ صبر اچھی چیز ہے مگر آپ کے بارے میں نہیں اور صبر نہ کرنا برا ہے مگر آپ پر نہیں۔ آپ کا غم تو بہت بڑا غم ہے۔ آپ سے پہلے اور بعد تو کچھ بھی نہیں

حضرت ابن عطارؒ فرماتے ہیں کہ اچھی طرح ادب کو قائم رکھتے ہوئے مصیبت پہ قائم رہنا صبر ہے۔

حضرت خواصؒ فرماتے ہیں کہ کتاب وسنت کے احکام پر ثابت قدم رہنا صبر ہے۔

حضرت استاد، ابوعلی دقاقؒ کو فرماتے ہیں کہ صبر اپنے نام کی طرح سخت کڑوا اور مشکل ہے۔

حضرت جنیدؒ سے صبر کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا ناک بھوں چڑھائے بغیر کڑوی چیز کا گھونٹ پی جانا ہی صبر ہے۔

حضرت ابوعثمانؓ فرماتے ہیں کہ بہت صبر کرنے والا وہ شخص ہے جو مصیبت میں داخل ہونے کے ساتھ اپنے آپ کو عادی بنا لے۔

شیخ سہلؒ فرماتے ہیں کہ صبر اللہ تعالیٰ کی جانب سے کشادگی کے انتظار کا نام ہے اور یہ افضل واعلیٰ خدمت ہے۔

ابوعبداللہ بن خفیف فرماتے ہیں کہ صابر کی تین قسمیں ہیں (۱) بناوٹی صابر (۲) صابر

اور (۳) بہت زیادہ صبر کرنے والا۔

عمرو بن عثمان فرماتے ہیں کہ اللہ کے احکام پہ ثابت قدم رہنا اور اس کی آزمائش کو خندہ پیشانی اور سکون کے ساتھ قبول کرنا صبر ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ جس طرح انسان عافیت کے ہوتے ہوئے اپنی حالت پر ثابت قدم رہتا ہے اسی طرح اچھے آداب کے ساتھ مصیبت پر ثابت قدم رہنا صبر کہلاتا ہے۔

حضرت ابو محمد جریری نے فرمایا ہے، صبر یہ ہے کہ بندہ کے لیے آرام و راحت اور مصیبت کی حالتیں دونوں یکساں ہوں اور دونوں حالتوں میں اسے سکون قلب حاصل ہو اور بناوٹی صبر یہ ہے کہ مصیبت پر سکونِ خاطر تو ہو مگر بندہ تکلیف کا احساس کرتا ہو۔

حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ہے کہ مومن کے لیے دنیا سے آخرت کو جانا بہت آسان ہے مگر اللہ کی خاطر مخلوق سے جدائی بہت مشکل ہے اور خواہشاتِ نفسانی کو چھوڑ کر اللہ کی طرف جانا اور بھی زیادہ دشوار ہے اور اللہ کو ہر دم نگاہ میں رکھنے پر صبر کرنا سب سے زیادہ مشکل ہے۔

ذوالنون فرماتے ہیں کہ اللہ کے احکام کی مخالفت سے دور رہنے کا اور مصائب کے گھونٹ پینے پر سکون و اطمینان اور زندگی کے میدان میں باوجود محتاجی کے اپنے آپ کو مالدار ظاہر کرنے کا نام صبر ہے۔

ایک دفعہ حضرت احمد حریری نے ابو سلیمان سے صبر کی نسبت سوال کیا تو فرمایا اللہ کی قسم! ہم تو اپنی پسند کی چیزوں پر صبر نہیں کر سکتے تو ناپسندیدہ چیزوں پر کیسے صبر کر سکتے ہیں (یعنی اللہ کی توفیق کا ہونا ضروری امر ہے)

یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ عاشقوں کا صبر زاہدوں کے صبر کے مقابلہ میں زیادہ سخت ہوتا ہے۔ تعجب ہے کہ وہ کس طرح صبر کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ شعر پڑھا جاتا ہے:

Marfat.com

اَلصَّبْرُ یَجْمُلُ فِی الْمَوَاطِنِ کُلِّهَا ٭ اِلَّا عَلَیْكَ فَاِنَّهٗ لَا یَجْمُلُ

(اے محبوب! تمام مواقع پر صبر اچھا معلوم ہوتا ہے، سوائے تمہارے کہ یہاں صبر کرنا اچھا نہیں ہے۔)

رویم فرماتے ہیں کہ شکایت نہ کرنا صبر ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ صبر میں اس قدر صبر کرنا کہ صبر کے اندر صبر مستغرق ہو جائے اور صبر سے صبر عاجز آ جائے مصابرہ کہلاتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں اس نے صبر پر صبر کیا یہاں تک کہ صبر نے فریاد کرنا شروع کر دیا کہ صبر کرو۔

ابو عثمان فرماتے ہیں کہ اگر کسی عبادت پر بہترین جزا ہو سکتی ہے تو وہ صبر ہے۔ کیونکہ صبر کی جزا سے بڑھ کر کوئی جزا نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ (ہم صبر کرنے والوں کو ان کے اعمال کی بہترین جزا دیں گے۔

ابن شبرمہ پر جب کبھی کوئی مصیبت نازل ہوتی تو کہتے کہ یہ بادل عنقریب چھٹ جائیں گے۔

حضرت سہل بن عبداللہؒ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت مدنظر رکھنا اور تمام مصائب کو آسان جان کر اس وقت خوش رہنا صبر ہے اس لیے بھوک اور بیماری میں صبر کرو انشاء اللہ اللہ اپنا لطف و کرم کرے گا۔

نیز فرمایا کہ تمام مصائب کی وجہ بے صبری ہے سچا صبر کرو اور اس پر ثابت قدم رہو ایسا نہ ہو کہ صبر تم پر سوار ہو جائے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کا قول ہے کہ دنیا و عقبیٰ میں فلاح و بہبود کا بہترین ذریعہ صبر و تحمل ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر مومن کو حکماً صبر کی تلقین فرمائی اس لیے کہ حیاتِ انسانی ہی کی خیر و عافیت اور سلامتی صبر و تحمل اور استقامت سے ہی ہے پس جب تو نے دستورِ شریعت

اور حدود الٰہیہ کی حفاظت کرتے ہوئے صبر و تحمل اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ مصائب کو تجھ سے رفع فرمائے گا اور تجھے وسیع و بسیط رزق عطا فرمائے گا۔

حضرت سید عبد القادر جیلانی رح کا ہی ارشاد گرامی ہے کہ صبر دنیا و عقبیٰ میں ہر سعادت اور سلامتی کی اصل و بنیاد ہے اور بندۂ مومن صبر و تحمل ہی کے ذریعہ سے رضائے الٰہی، نجات اور بہشت کا مستحق بنتا ہے اور اس کی وساطت سے روحانی عروج و تفوق پاکر رشک ملائکہ بن جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا قرب ہے، ابدیت ہے اور عزت و اثر کا ایسا دوام ہے جسے کوئی چیز فنا نہیں کر سکتی۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کا قول ہے کہ تمام خواہشات سے نکل جانے اور پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کو صبر کہتے ہیں۔

صبر میں اولیاء کا مقام

تورات کی چار سطریں

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں چار سطریں مسلسل دیکھیں۔ پہلی سطر کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتا ہے اور پھر بھی یہ گمان رکھے کہ اس کی بخشش نہیں ہوئی تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ مذاق کرنے والوں میں سے ہے۔ دوسری سطر کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے اوپر آنے والی مصیبت کی شکایت کرتا ہے وہ اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے۔ تیسری سطر کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص کسی شے کے فوت ہونے پر غم کھاتا ہے وہ اپنے رب کی تقدیر پر خفا ہوتا ہے۔ چوتھی سطر میں ہے کہ جو شخص کسی غنی کے سامنے تواضع دکھاتا ہے تو اس کے دین کے دو تہائی حصے جاتے رہتے ہیں۔ یعنی اس کا یقین ناقص ہو جاتا ہے۔ تورات کی یہ چاروں باتیں اچھے انسان کے اوصاف میں سے ہیں

اسی کا نام صحت خلوص ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

صبر کی حقیقت

کہتے ہیں کہ ہر چیز کا ایک جوہر ہوتا ہے اور انسان کا جوہر عقل ہے اور عقل کا جوہر صبر ہے۔ پس صبر کرنا نفس کا مقابلہ کرنا ہے مقابلہ سے نفس میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ صبر صابر کے جسم میں سانسوں کی طرح سرایت کیے ہوئے ہے کیونکہ اسے ہر ظاہری، باطنی، مذموم، مکروہ اور ممنوع چیز پر صبر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور علم ان چیزوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور صبر ان کو قبول کرتا ہے (برداشت کرتا ہے) یہ واضح رہے کہ قبولِ صبر کے بغیر علم کی یہ رہنمائی نفع نہیں پہنچا سکتی۔

وہ شخص جس کا ظاہری و باطنی محافظ علم ہو (علم اس کے لیے مدبر اور منتظم ہو) وہ اپنے فرائض کی تکمیل اسی وقت کر سکتا ہے جب صبر اس کا مستقر اور مسکن ہو۔ علم اور صبر اسی طرح لازم و ملزوم ہیں جس طرح روح اور جسم، کہ ایک دوسرے کے بغیر استقلال حاصل نہیں ہو سکتا۔ چونکہ ان دونوں کا مرکز اور اصل قوت عقلیہ ہے اس بنا پر ان دونوں میں اتحاد اور قربت زیادہ پائی جاتی ہے۔ جب صبر کے ذریعہ نفس میں قوت برداشت پیدا ہوتی ہے تو علم کے ذریعے روح کو ارتقا نصیب ہوتا ہے گویا یہ دونوں (صبر اور علم) روح اور نفس کے درمیان حد فاصل (یا عالم برزخ) کی طرح ہیں تاکہ ہر ایک اپنے اپنے مقام پر قائم رہے اور حسین انصاف اور اعتدال صحیح برقرار رہے۔ ورنہ اگر علم اور صبر میں سے کوئی ایک دوسرے سے جدا ہو جائے تو اس جدائی کے نتیجہ میں روح اور نفس میں سے کوئی ایک دوسرے پر غالب آجائے اور اتحاد برقرار نہ رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے سوال

فقیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد مرحوم نے اپنی سند کے ساتھ حسن بصری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ مریض کی مزاج پرسی کرنے والے کو کیا اجر ملتا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ یہ عمل اسے گناہوں سے

Marfat.com

یوں پاک صاف کر دیتا ہے جیسا کہ وہ پیدائش کے وقت گناہوں سے پاک صاف تھا۔
عرض کیا اے اللہ! جنازہ کے ساتھ جانے والے کو کیا اجر ملتا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کی موت کے وقت فرشتے بھیجوں گا جو قبر تک جھنڈے لے کر ساتھ چلیں گے اور پھر میدانِ محشر تک بھی اس کے ساتھ ہوں گے، عرض کیا گیا یا اللہ کسی مصیبت زدہ کی تسلی اور تعزیت میں کیا اجر ہے؟ ارشاد فرمایا کہ میں اسے اپنے عرش کے سائے میں رکھوں گا جس دن کہ میرے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

شبلی کا صبر

کہتے ہیں کہ شبلی کو پاگل خانے میں قید کر دیا گیا تو کچھ لوگ ان کی عیادت کے لیے گئے۔ شبلیؒ نے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے جواب دیا ہم تمھارے دوست ہیں، تمھاری زیارت کے لیے آئے ہیں۔ اس پر شبلیؒ نے انھیں پتھر مارنے شروع کر دیے اور وہ لوگ بھاگنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر شبلی نے کہا اے جھوٹو اگر تم میرے دوست ہوتے تو میرے آزمانے پر صبر کرتے۔

ایک فقیر کا طرز عمل

ایک صوفی کا بیان ہے کہ میں مکہ معظمہ میں تھا وہاں میں نے ایک فقیر کو دیکھا کہ اس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور جیب سے ایک رقعہ نکال کر اسے دیکھا اور چل دیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو اس نے پھر ایسا ہی کیا وہ شخص کہتا ہے کہ میں کئی دن تک اسے تاڑتا رہا۔ چنانچہ ایک دن اس نے طواف کے بعد رقعہ کو دیکھا اور کچھ دور ہٹ کر گرا اور مر گیا۔ میں نے اس رقعہ کو اس کی جیب سے نکالا تو اس میں لکھا تھا وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ۝

ایک نوجوان اور ایک بوڑھا

کہتے ہیں کہ ایک نوجوان کو دیکھا گیا کہ وہ ایک بوڑھے آدمی کے چہرے پر جوتے مار رہا ہے کسی نے اسے کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو ایسے بوڑھے کے چہرے کو جوتے مار رہا ہے، نوجوان نے کہا کہ اس کا جرم بہت سخت ہے۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا

Marfat.com

کہ یہ بوڑھا میری محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر تین دن سے یہ مجھے دیکھنے کو نہیں آیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیٹے کی وفات

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا بیٹا فوت ہوگیا جس پر انھیں شدید غم لاحق ہوا۔ اچانک ان کے پاس دو فرشتے حاضر ہوئے جو بظاہر انسانی شکل میں باہمی تنازعہ لے کر آئے تھے۔ ایک کہنے لگا کہ میں نے فصل بوئی تھی اور ابھی کاٹی نہ تھی کہ یہ شخص آیا اور سب فصل برباد کر ڈالی۔ آپ نے دوسرے سے سوال کیا۔ وہ کہنے لگا کہ میں اپنے راستہ پر چلا آرہا تھا کہ سامنے اس کی فصل آگئی۔ میں نے دائیں بائیں ہٹا کر راستہ صاف کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام پہلے شخص سے فرمانے لگے تو نے راستہ پر فصل کیوں کاشت کی تھی۔ تجھے معلوم نہ تھا کہ لوگوں کو راستہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ فرشتہ کہنے لگا تو پھر آپ بچہ کی وجہ سے کیوں غمزدہ ہو رہے ہیں، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ موت آخرت کا راستہ ہے۔ روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور توبہ کی اور اس کے بعد اپنے بچہ پر کبھی پریشانی ظاہر نہ کی۔

کون افضل؟

ایک دفعہ حضرت جعفر صادقؓ سے کسی نے سوال کیا کہ صبر کرنے والے درویش اور شکر کرنے والے مالدار میں سے آپ کے نزدیک کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ صبر کرنے والے درویش کو اس لیے فضیلت حاصل ہے کہ مالدار کو ہمہ اوقات اپنے مال کا تصور رہتا ہے اور درویش کو صرف اللہ تعالیٰ کا خیال۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ "توبہ کرنے والے ہی عبادت گزار ہیں"۔

حکایت

حضرت مالک بن دینار نے ایک مرتبہ کسی یہودی کے مکان کے قریب کرائے پر مکان لے لیا اور آپ کا حجرہ یہودی کے دروازے سے متصل تھا چنانچہ یہودی نے دشمنی میں ایک ایسا پرنالہ بنوا دیا جس کے ذریعہ پوری غلاظت آپ کے مکان میں ڈالتا رہتا اور آپ کی نماز کی جگہ نجس ہو جایا کرتی اور بہت عرصہ تک وہ یہ عمل کرتا رہا لیکن

Marfat.com

آپ نے کبھی شکایت نہیں کی۔ ایک دن اس یہودی نے خود ہی آپ سے عرض کیا کہ میرے پرنالے کی وجہ سے آپ کو تو کوئی تکلیف نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ پرنالہ سے جو غلاظت گرتی ہے اس کو جھاڑو لے کر روزانہ دھو ڈالتا ہوں اس لیے مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ یہودی نے عرض کیا کہ آپ کو اتنی اذیت برداشت کرنے کے بعد بھی کبھی غصہ نہیں آیا؟ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ جو لوگ غصہ پر قابو پا لیتے ہیں نہ صرف ان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں بلکہ انھیں ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہ سن کر یہودی نے عرض کیا کہ یقیناً آپ کا مذہب بہت عمدہ ہے کیونکہ اس میں معاندین کی اذیتوں پر صبر کرنے کو اچھا کہا گیا ہے اور آج میں سچے دل سے اسلام قبول کرتا ہوں۔

حکایت

ایک درویش کا قصہ سناتے ہوئے حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ ایک درویش ایک غار میں رہا کرتے تھے ہر وقت وہ عبادت اور ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ وہ باہمت و باہیبت بزرگ تھے۔ ان کی خدمت میں بابا فریدؒ حاضر ہوئے اور ان کے پاس بیٹھ گئے۔ ان بزرگ کے چہرے سے نور کی لپٹیں نکل رہی تھیں، اس عالی مرتبے کے متعلق حضرت بابا فریدؒ نے دریافت کیا کہ یہ کس طرح حاصل ہوا؟ ان بزرگ نے فرمایا کہ میں ۶۰ سال سے اس غار میں ہوں، مجھ پر ہر روز نئی نئی بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ میں ان کو لقمہ شیریں سمجھ کر قبول کرتا ہوں اور بلاؤں کا اتنا لذت کش ہو گیا ہوں کہ جس دن بلا نازل نہ ہو تو انتہائی شدت سے اس کی طلب و آرزو کرتا ہوں اور میرے دل میں ایک خوف پیدا ہو جاتا ہے کہ شاید خدا نے مجھ سے نظریں پھیر لی ہیں۔ سچوں کی راہ اصل راہ ہے جس نے اس راہ میں قدم رکھا اور محبت کا دعویٰ کیا بلائیں اس کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس پر اتاری جاتی ہیں۔ طالب صادق کو لازم ہے کہ ان بلاؤں پر صبر کرے اور حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے۔ یہ بات سن کر حضرت بابا فرید بہت روئے اور جب حضرت محبوب الٰہی یہ قصہ سنا رہے تھے تو آپ کی آنکھیں بھی اشکبار تھیں۔

Marfat.com

خواجہ حسن بصریؒ کا فرمان

ایک مرتبہ ایک دیہاتی حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صبر کی اقسام کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ صبر کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ کہ بلا اور مصیبت پر صبر کیا جائے اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان پر صبر کیا جائے۔ آپ کی باتیں سن کر دیہاتی بہت زیادہ متاثر ہوا اور عرض کرنے لگا حضرت! آپ تو بہت بڑے زاہد ہیں آپ سے بڑا زاہد کوئی نہیں۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا میرا زہد مرغوب چیزوں میں ہے اور میرا صبر بیقراری میں ہے یعنی بلاؤں پر میرا صبر کرنا اور خدا کی منع کردہ چیزوں سے دور رہنا یہ اطاعت الٰہی ہے کیونکہ یہ دوزخ کی آگ کے خوف سے ہے اور یہ بیقراری ہے۔ دنیا میں جو میرا زہد ہے وہ آخرت کی رغبت کی وجہ سے ہے اور دراصل یہی حقیقی رغبت ہے۔ خوشی کی بات تو یہ ہے کہ دنیا میں اپنے نصیب کو حاصل کرے تاکہ اس کا صبر اللہ تعالیٰ کے لیے ہو نہ کہ اپنے جسم کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لیے ہو اور اپنا زہد خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو نہ کہ بہشت میں جانے کی خواہش کے لیے ہو۔

صبر سے کام لو

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی خدمت عالیہ میں ایک درویش نے کسی کے ظلم کی شکایت کی، جو اس پر کیا گیا تھا۔ مخدوم جہانیاں نے فرمایا تم اس کا ظلم برداشت کرتے رہو اور صبر سے کام لو درویش کا شیوہ یہ ہے کہ ظلم برداشت کرے اور معاف کرتا رہے۔

صبر کا اجر بہتر ہوتا ہے

حضرت عبداللہ بن حنیفؒ فرماتے ہیں کہ میں بارادۂ حج گھر سے نکلا اور جب بغداد شریف پہنچا تو حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ سوچا کہ واپسی پر حاضری دوں گا۔ راستے میں پیاس نے بہت ستایا تو ایک کنویں پر پہنچا وہاں دیکھا کہ کنارے پر کھڑے ہو کر ایک ہرن پانی پی رہا ہے میں خوش ہوا کہ کنوئیں کا پانی بہت قریب ہے۔ میں جب کنویں کے پاس پہنچا تو ہرن واپس چلا گیا تو

Marfat.com

پانی بھی نیچے چلا گیا۔ میں بڑا حیران ہوا اور واپس ہوتے ہوئے اپنی بات زبان سے نکلی کہ میرا درجہ ہرن کے برابر بھی نہ ہوا اتنے میں پیچھے سے آواز آئی، اے صبر آدمی! تمھارا تجربہ کیا گیا ہے مگر تم بے صبر نکلے، چلو واپس کنویں پر اور پانی پی لو۔ میں پھر کنویں پر پہنچا تو کنواں پانی سے کناروں تک بھرا ہوا پایا۔ میں نے پانی پیا اور مشکیزہ بھی بھر لیا۔ پھر یہ پانی مدینہ منورہ تک ختم نہ ہوا۔ حج سے واپسی پر جب پھر بغداد پہنچا ہوں تو حضرت جنید رح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت جنید رح نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ اے عبداللہ! اگر کنویں پر تھوڑی دیر اور صبر کرتے تو پانی تمھارے پیروں کے نیچے سے ابلنے لگتا۔ (روض الفائق ص ۷)

حکایت حضرت عمر بن عبدالعزیز رح اپنے بیمار لڑکے کے پاس گئے اور فرمایا کہ جانِ پدر اگر تو میری ترازو میں ہو تو میرے نزدیک اس سے اچھا ہے کہ میں تیری ترازو میں ہوں۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کی مرضی کے موافق اگر ہو تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میری مرضی کے موافق ہو۔ حاصل حضرت عمر رح کے قول کا یہ ہے کہ اگر تو وفات پا جائے اور میں صبر کروں تو اس سے اچھا سمجھتا ہوں کہ میں وفات پا جاؤں اور تو صبر کرے یعنی جزائے صبر میرے نامۂ اعمال میں رہے اور حاصل کے جواب کا ظاہر ہے کہ جو بات والد کو محبوب دیکھی اس کو محبوب جانا۔

احکامِ زکوٰۃ

زکوٰۃ و عشر کی فرضیت، فضائل، مسائلِ نصابِ زکوٰۃ، مصارف و فوائد پر دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق منہ بولتا زندہ شاہکار۔

Marfat.com

باب ۸

اللہ پہ بھروسہ

اللہ پہ بھروسہ توکل کہلاتا ہے۔ اللہ سے دوستی کا تقاضا ہے کہ اپنے ہر کام کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے، اللہ کے دوست بڑے متوکل ہوتے ہیں کیونکہ وہ ہر بات میں اللہ ہی پہ بھروسہ کرتے ہیں خصوصاً انھوں نے اپنی روزی کا مسئلہ اللہ کے سپرد کیا ہوتا ہے۔ جو مل گیا اسے ہی مقدر سمجھ لیا۔ توکل کو ولایت کی بنیاد سمجھا جاتا ہے، یہ درست ہے کہ توکل کے بغیر ولی اللہ بننا ناممکن ہے کیونکہ ولایت تو پہلا درس ہی یہی دیتی ہے کہ ہر کام کے لیے اللہ پہ اعتماد کیا جائے۔ اس لیے کہ وہ دوستی کیسی جس میں اعتماد نہ ہو۔ لہٰذا اللہ کا سچا طالب بننے کے لیے توکل ہی سے اپنی ابتدا کرنی چاہیئے۔ بہت سے لوگ اللہ کی دوستی کا دم تو بھرتے ہیں مگر توکل ان میں سرے سے موجود ہی نہیں ہوتا ایسے دعوے کا کیا فائدہ۔ پس میرے دوست! اللہ سے دوستی کے لیے توکل کی راہ اختیار کرو۔

انسانی زندگی کوشش اور تدابیر کا حسین امتزاج ہے، کوشش اور تدبیر کا انعام تو ملتا ہے، اور تدبیر انسانی تقدیر میں آسانی تو پیدا کر سکتی ہے لیکن بدل نہیں سکتی اس لیے اپنی تدابیر کے انجام کو اللہ کے سپرد کر دینا توکل کہلاتا ہے۔ توکل درحقیقت دلی جذبے کی ایک کیفیت کا نام ہے جس کی بنا پر انسان اپنے مالی وسائل اور دیگر ضروریاتِ زندگی کے لیے اللہ پہ بھروسہ کر لیتا ہے۔ اور جو شخص اللہ پر حد سے زیادہ بھروسہ کر لیتا ہے تو اللہ اس کی کفایت کرنے لگتا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اللہ کے حکم سے ہو رہا ہے اور اسی کی رحمت سے یہ کارخانۂ حیات سرگرمِ عمل ہے لہٰذا فضلِ الٰہی پہ دل کی گہرائیوں سے بھروسہ کر لینے سے توکل پیدا ہو جاتا ہے، توکل کی راہ

Marfat.com

بہت عمدہ ہے اور یہ اللہ کے خاص بندوں کا راستہ ہے کیونکہ جو شخص سچے دل سے اللہ پر بھروسہ کر لیتا ہے اللہ اسے کسی چیز کی کمی نہیں رہنے دیتا۔ توکل کی راہ بظاہر تو بڑی مشکل ہے مگر اللہ کے جن بندوں نے یہ راستہ اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے انھیں ہر نعمت سے نوازا۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا ہے کہ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دینا، تدبیر و اختیار کی تاریکیوں سے پاک ہونا اور تقدیر الٰہی کے بعد ان کی جانب قدم بڑھانا۔ بندہ جب یہ یقین کر لیتا ہے کہ قسمت میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور جو کچھ اس کے مقدر میں ہے وہ اس سے نہیں لیا جائے گا اور جو مقدر میں نہیں ہے وہ کسی صورت میں حاصل نہیں ہوگا تو اس کے دل کو سکون ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب کے وعدہ پر مطمئن ہو جاتا ہے اور اسی سے وہ قسمت کی چیز کو حاصل کرتا ہے۔

حضرت امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ توکل مقربین بارگاہِ الٰہی کے مقامات میں سے ایک عظیم الشان مقام ہے جس کا درجہ بہت بزرگ، بلند اور اعلیٰ ہے لیکن اس کا علم فی نفسہٖ نہایت نازک اور مشکل ہے اور اس پر عمل کرنا اور بھی زیادہ مشکل ہے اور یہ مشکل اس لیے آن پڑتی ہے کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھ بیٹھے کہ کاموں میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کا بھی کوئی اثر یا عمل دخل ہے تو اس کی توحید میں نقص ہے اور اگر تمام اسباب کو درمیان سے اٹھا ہی دے تو یہ بھی شریعت پر طعن ہوا۔ اور اگر اسباب کو اسباب تصور ہی نہ کرے تو یہ خلافِ عقل (بلکہ عقل کا فتور) ہے اور اگر سبب کو سبب تو جانے لیکن بھروسہ (توکل) حق تعالیٰ کے سوا کسی اور پر کر بیٹھے تو اس کی توحید ناقص ٹھہرے گی۔ پس توکل کی کوئی ایسی شرح جو عقل توحید اور شریعت سب کو جمع کر دے یا ان سب کی جامع ہو بڑی دقت طلب چیز ہے اور بڑے گہرے علم کی مقتضی ہے اور ہر کسی کے لیے اس کا جاننا اور پہچاننا کوئی مذاق نہیں ہے بلکہ خاصا دشوار ہے

Marfat.com

ارشاداتِ باری تعالیٰ

توکل کی اہمیت اور حقیقت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے ہر خاص و عام کو توکل کی تاکید فرمائی ہے اور اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات کثرت سے ہیں۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے توکل کو شرطِ ایمان قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

اِنۡ یَّنۡصُرۡکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمۡ ۚ وَ اِنۡ یَّخۡذُلۡکُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ وَ عَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝	اگر اللہ تمھاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکے گا اور اگر وہ تمھیں چھوڑ دے تو پھر کون ایسا ہے جو تمھاری مدد کرے اور مومنین کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے۔ (پ ۴، آل عمران ۱۶۰)

اپنے ہر کام کو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے کرو کیونکہ اہل ایمان کا وصف ہے کہ وہ ہر کام اللہ کے توکل اور بھروسہ پر کرتے ہیں اور ہر کام میں توکل کرنے کے بعد اللہ کی حکمت مصلحت اور مشیت پر بھی یقین رکھتے ہیں یعنی جو اللہ کر دے اس میں اپنی بہتری سمجھتے ہیں۔ غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی جو مدد فرمائی اسے توکل ہی قرار دیا اس کے بعد حق و باطل کی بے شمار لڑائیاں ہوئیں ان لڑائیوں کے بعد حکم ہوتا ہے کہ اگر اب بھی یہ صلح کی طرف مائل ہوں تو ان سے اللہ کے بھروسے پر صلح کر لو۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:-

وَ اِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَہَا وَ تَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۝	اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی صلح پر آمادہ ہو جائیں اور اللہ پر توکل کریں بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے (پ ۱۰، انفال ۶۱)

اللہ پر توکل کرنے کے بعد معاملے کو سپرد خدا کر دو اور اس کے بہتر نتیجے کی اللہ پر امید رکھو اگر کوئی تکالیف پہنچانے کے بعد بھی صلح کی طرف آمادہ ہو تو اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے صلح کر لینی چاہیئے۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے مومنین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

Marfat.com

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ٥

مومن وہ ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور جب وہ اللہ کی آیتیں سنتے ہیں تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پہ توکل کرتے ہیں۔ (پ ۹، انفال ۲)

ذکر الٰہی کی تاثیر ہے کہ دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور کلامِ الٰہی سننے سے ایمان میں استقامت پیدا ہوتی ہے اور یہ دونوں باتیں اللہ پر بھروسہ قائم رکھتی ہیں۔ ایک اور مقام پر بیان ہوا ہے کہ:

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ٥

بیشک اہل ایمان پر ان کا کچھ زور نہیں کیونکہ وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (پ ۱۴، نحل ۹۹)

متوکلین پر شیطان کا زور نہیں چلتا کیونکہ وہ ہر کام میں اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں جس سے اللہ کی مدد شامل حال ہو جاتی ہے اور شیاطین بے بس ہو جاتے ہیں۔ اسی بات کو ایک اور انداز میں یوں بیان کیا گیا ہے:۔

اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ٥

(کافروں کی) کانا پھوسی شیطانی کام ہے وہ اس لیے کی جاتی ہے کہ ایمان والے رنجیدہ ہوں مگر اللہ کے حکم کے بغیر انھیں اس سے کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا پس ایمان والوں کو چاہیئے کہ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ (پ ۲۸، مجادلہ ۱۰)

اہل ایمان کو تاکید ہے کہ کافروں کی دل آزاری والی باتوں کو خاطر میں نہ لائیں کیونکہ ان کی ایسی حرکات تمھیں کچھ نقصان نہیں دے سکتیں۔ بلکہ اللہ پر بھروسہ کرو، وہی ایمان والوں کا کارساز ہے دین حق کی تبلیغ اور اشاعت میں چونکہ بیشمار پریشانیوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے

Marfat.com

لہٰذا ان حالات میں بھی اللہ پر بھروسہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ فرمان الٰہی ہے کہ:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۙ

اور اس زندہ (رب) پر توکل کرو جسے موت نہیں اور اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر ہونے کے لیے کافی ہے۔ (پ ۱۹، فرقان ۵۸)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جب کافروں کو توحید کا پیغام قبول کرنے کی دعوت دی گئی تو یہ واضح کیا گیا کہ جو پیغامِ حق میں نے آپ کو دیا ہے اس کا میں آپ لوگوں سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا بلکہ اس کا اجر یہ ہے کہ تم اس حق کو تسلیم کر لو مگر ان کے تسلیم نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تسلی دی کہ مجھ پر بھروسہ رکھو اور میری عبادت کرتے جاؤ اور میں آپ کے لیے کافی ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو جو منافق اس مجلس میں ہوتے تو ان کا دل چاہتا کہ کسی بہانے سے مجلس سے چلے جائیں تاکہ جو حکم حضورؐ پر نازل ہوا ہے اس پر عمل نہ کرنا پڑے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۠

پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں (اور کہنا نہ مانیں) تو ان سے کہہ دو کہ اللہ میرے لیے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہ عرش عظیم کا رب ہے (پ ۱۱، توبہ ۱۲۹)

دعوتِ حق دینے والے کے لیے اللہ کافی ہوتا ہے اور وہ اللہ ہی کے بھروسے پر دعوت دیتا ہے اس لیے اللہ کے بندے جب دعوت و تبلیغ کا کام کریں تو انھیں پوری طرح اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

Marfat.com

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۙ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۙ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ۔ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔

عزیز اور رحیم (اللہ) پر بھروسہ کرو۔ جو آپ کو اٹھتے ہوئے دیکھتا ہے اور سجدہ کرنے والوں میں تمھارے لوٹنے کو دیکھتا ہے۔ بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے (پ ۱۹، شعراء ۲۱۷ تا ۲۲۰)

فرمایا گیا ہے کہ اپنے اس رب پر بھروسہ کرو جو عزیز ہے یعنی ہر لحاظ سے طاقتور پر غالب ہے اور جو رحم کرنے والا بھی ہے اس کا در رحمت ہر ایک کے لیے کشادہ ہے۔

اللہ پر توکل کے بارے میں ایک اور مقام پر یوں ارشاد ہوا ہے کہ:

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۙ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۔

بیشک تمھارا پروردگار قیامت کے روز اپنے حکم سے ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا اور وہی غالب جاننے والا ہے۔ پس آپ اللہ پر توکل کریں بیشک آپ حق مبین پر ہیں۔ (پ ۲۰، نمل ۷۸، ۷۹)

جب تمام مخالفین مل کر اسلام کو مٹانے کے درپے تھے خصوصاً بنی اسرائیل جھگڑتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تسلی دی کہ بالکل نہ گھبرائیں، جو قرآن میں نے آپ کو دیا ہے وہ سراپا ہدایت ہے اور قیامت کے روز اللہ فیصلہ کر دے گا کہ جو آپ کی ہدایت کو نہیں مانتے تھے وہ غلطی پر تھے۔ پس آپ اللہ پر بھروسہ کیے رہیں بیشک آپ واضح طور پر حق پر ہیں

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا۔

كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ ۚ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ج

اسی طرح ہم نے تمھیں اس امت میں بھیجا جس سے پہلے بھی بہت سی امتیں ہو چکی ہیں جو ہم نے وحی کی ہے اسے پڑھ کر سنا دو کیونکہ وہ رحمن کے منکر ہو رہے ہیں۔ آپ فرمائیے کہ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اسی پر

Marfat.com

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ ۝ بھروسہ کیا ہوا ہے اور اسی کی طرف متوجہ ہوں۔
(پ ۱۳، رعد ۳۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انسانی ہدایت کے لیے جتنے بھی پیغمبر آئے انھوں نے ہر مشکل اور مصیبت میں اللہ پر بھروسہ کیا اور اپنے پیروکاروں کو توکل ہی کی تعلیم دی۔ حضرت نوح علیہ السلام جب تن تنہا سالہا سال تک دشمنوں میں رہے تو انھوں نے آوازِ حق کو بلند کرتے ہوئے فرمایا:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يٰقَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوٓا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوٓا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ ۝

اور انھیں نوح علیہ السلام کا قصہ سنا دیں۔ جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! اگر تم کو میرا تم میں رہنا اور اللہ کی آیتوں سے تم کو نصیحت کرتا ناگوار گزرتا ہے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا ہوا ہے۔ تو تم اپنی تدبیر کو اپنے شریکوں سے مل کر مضبوط کر لو اور تم پر تمھاری تدبیر پوشیدہ نہ رہے۔ پھر اس کو مجھ پہ پورا کر لو اور مجھے مہلت نہ دو۔ (پ ۱۱، یونس ۷)

حضرت نوح علیہ السلام نے حق و باطل کے جھگڑے میں اللہ پر بھروسہ کیا اور دشمنوں کو للکارا کہ تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو کر لو، مجھے اپنے اللہ پر پورا بھروسہ ہے وہ میری مدد ضرور فرمائے گا۔ ایسے ہی حضرت ہود علیہ السلام کو جب ان کی قوم اپنے دیوتاؤں کے قہر و غضب سے ڈراتی ہے تو وہ جواب میں فرماتے ہیں:

إِنْ نَّقُولُ إِلَّا اعْتَرٰكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوٓءٍ قَالَ إِنِّيٓ أُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوٓا أَنِّي بَرِيٓءٌ

ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تمھیں آسیب پہنچا (کر دیوانہ کر) دیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ جن کو تم

مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۙ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

(خدا کا) شریک بناتے ہو میں اس سے بیزار ہوں ۔ (یعنی جن کی) خدا کے سوا (عبادت کرتے ہو) تو تم سب مل کر میرے بارے میں (جو) تدبیر (کرنی چاہو) کرلو اور مجھے مہلت نہ دو، میں خدا پر جو میرا اور تمھارا رب ہے، بھروسا رکھتا ہوں (زمین پر) جو چلنے پھرنے والا ہے وہ اس کو چوٹی سے پکڑے ہوئے ہے بیشک میرا پروردگار سیدھے رستے پر ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں آپ کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کے توکل کا ذکر یوں ہوا ہے۔

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝

اے میرے بیٹو ایک دروازے سے داخل نہ ہونا. بلکہ جدا جدا دروازوں سے جانا اور میں خدا کی تقدیر سے تمھیں روک نہیں سکتا بیشک حکم اسی کا ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہوا ہے ۔ توکل کرنیوالوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے ۔

(پ ۱۳، یوسف ۶۷)

اللہ کے پیغمبر متوکل تھے اور اسی پر توکل کرنے کی تاکید فرماتے تھے. حضرت شعیب علیہ السلام کے توکل کے بارے میں یوں بیان ہوا ہے:

وَقَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ

انھوں نے کہا اے میری قوم! دیکھو! میں اپنے رب کی طرف سے ظاہر دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے بہترین روزی دے رکھی ہے اور میرا یہ بالکل ارادہ نہیں کہ تمھیں پیچھے ڈال کر خود اس چیز کی

عَنْهُ ط اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ط وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ۔

طرف جھک جاؤں جس سے تمھیں منع کر رہا ہوں میرا ارادہ تو حتی المقدور اصلاح کرنے کا ہے میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے اسی پر میرا توکل ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔

(پ ۱۲، ہود ۸۸)

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ دیکھو میں اپنے رب کی طرف سے کسی دلیل اور بصیرت پر قائم ہوں اور اسی کی طرف تمھیں بلا رہا ہوں ۔ اس نے اپنی مہربانی سے مجھے بہترین روزی دے رکھی ہے ۔ جس بات پر میں خود عمل پیرا ہوں اسی بات کی تمھیں دعوت دیتا ہوں ۔ میرے ارادے کی کامیابی اللہ کے ہاتھ میں ہے اسی پر میرا بھروسہ اور توکل ہے اور اسی کی طرف ہمیشہ رجوع کرتا ہوں ۔ مقصد یہ ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہر کام اللہ کے توکل پر تھا۔

تمام رسولوں نے جب اپنی اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی تو قوم کے بیشتر لوگوں نے اس دعوتِ حق کو نہ مانا اور ایک خدا کی عبادت کی طرف مائل نہ ہوئے اور رسولوں کی رسالت کو بھی تسلیم نہ کیا بلکہ معجزات کا مطالبہ کیا اس پر پیغمبروں نے جواب دیا کہ ہم بھی انسانیت کے لحاظ سے انسانی صورت میں ہیں مگر ہمیں رسالت کا عطیہ ملا ہے ۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے :

قَالَتْ لَھُمْ رُسُلُھُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَمُنُّ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ط وَمَا کَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِیَکُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ط وَعَلَی

پیغمبروں نے ان سے کہا کہ ہم تمھارے ہی جیسے آدمی ہیں لیکن خدا اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے (نبوت کا) احسان کرتا ہے اور ہمارے اختیار کی بات نہیں کہ ہم خدا کے حکم کے بغیر تم کو تمھاری فرمائش کے مطابق معجزہ دکھائیں ۔ اور

Marfat.com

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ۭ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰي مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝

خدا ہی پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیئے اور ہم کیونکر خدا پر بھروسہ نہ رکھیں حالانکہ اس نے ہم کو ہمارے (دین کے سیدھے) رستے بتائے ہیں اور جو تکلیفیں تم ہم کو دیتے ہو اس پر صبر کریں گے اور اہل توکل کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

٭ (پ ۱۳، ابراہیم ۱۱ تا ۱۲)

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنے رسولوں کی دعا قبول کر کے انھیں جو وہ چاہتے ہیں عطا فرما دیتا ہے مگر اللہ کے بندے ہر کام میں اللہ پر ہی توکل کرتے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ پیغمبروں کو اللہ پر عام انسانوں کی نسبت زیادہ بھروسہ ہوتا ہے۔ متوکلین کے لیے اللہ کا توکل کافی ہے۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور انداز میں یوں بیان فرمایا ہے:

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ ماننا اور نہ ان کے تکلیف دینے پر نظر کرنا اور خدا پر بھروسہ رکھنا اور خدا ہی کارساز کافی ہے

٭ (پ ۲۲، احزاب ۴۸)

صوفیاء میں سے اللہ پر توکل کی کفایت کے بارے میں بعض حضرات کا ارشاد ہے کہ بندۂ حقیر کو خداوندِ عظیم کو اپنے لیے کافی سمجھنا توکل ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو اپنے لیے کافی سمجھا تھا اور حضرت جبرئیلؑ کی امداد کی پیشکش پہ نظر ڈالنا بھی گوارا نہیں کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ خالقِ دوجہاں پہ بھروسہ کر کے جد و جہد سے باز رہنے کا نام توکل ہے

اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ڰ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا

جو لوگ صبر کرتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔ خدا ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو

وَاِیَّاکُمْ ۖ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ — بھی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (پ ۲۱، عنکبوت ۵۹)

اللہ کا رزق کسی جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اللہ کا رزق ہر جگہ پہ عام ہے جو جہاں ہو اسے وہیں پہنچ جاتا ہے۔ اللہ کے جو بندے ایک مقام سے ہجرت کر کے دوسری جگہ پہ چلے جاتے ہیں اور صبر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے توکل کے باعث انھیں وہیں روزی پہنچانے کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے جس طرح کہ پرندوں اور جانوروں کو اللہ ہر جگہ روزی مہیا کر دیتا ہے مقصد یہ نکلا کہ رزق حاصل کرنے کے بارے میں انسانوں کو اللہ پہ بھروسہ کرنا چاہیئے۔ رزق پہ متوکل ہونے کے بارے میں ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ۖ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَى اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ۖ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ ۖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ○ — اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے گمان بھی نہ ہو اور جو خدا پہ بھروسہ رکھے گا تو وہ اس کو کفایت کریگا۔ خدا اپنے کام کو (جو وہ کرنا چاہتا ہے) پورا کر دیتا ہے۔ خدا نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ (پ ۲۹، طلاق ۳)

متوکل شخص کو اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے رزق مہیا کر دیتا ہے جہاں سے اسے گمان تک نہیں ہوتا اس لیے جو رزق کے سلسلے میں اللہ پہ بھروسہ کرتے ہیں تو ان کے لیے اللہ کافی ہے چنانچہ حضرت سہل نے فرمایا کہ کل مخلوق کو رزق پہنچانے والے کی معرفت کا نام توکل ہے (اس اعتبار سے) کسی کا توکل اس وقت تک کامل نہیں ہے جب تک اس کی نظر میں آسمان تانبے کی طرح اور لوہے کی طرح نہ ہو جائے، آسمان سے پانی نہ برسے اور نہ زمین سے سبزہ نہ اُگے اسے کوئی غرض نہیں وہ یقین کرے کہ ان دونوں کے درمیان میں جو مخلوق ہے، ان کے رزق کا جو ضامن ہے وہی مجھے بھی رزق پہنچائے گا اور مجھے فراموش نہیں کرے گا۔

بعض اصحاب کا کہنا ہے کہ توکل یہ ہے کہ تو رزق کی خاطر خدا کی نافرمانی نہ کرے۔ بعض

حضرات کہتے ہیں کہ بندہ کے لیے یہی توکل کافی ہے کہ وہ اللہ کے سوا اپنے لیے کوئی اور مددگار اور اپنے رزق کے لیے کوئی دوسرا خازن اور اپنے اعمال کے لیے کوئی دوسرا دیکھنے والا پسند نہ کرے۔

فضیلتِ توکّل

توکل کی فضیلت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات حسب ذیل ہیں:۔

حصولِ روزی کے لیے توکّل

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس آیت کو بخوبی جانتا ہوں جس پر لوگ عمل کریں تو وہ انھیں کفایت کرے۔ وہ ہے: "اور جو اللہ سے ڈرے تو اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دیگا جہاں اس کا گمان نہ ہو" (۶۵: ۲ تا ۳)۔ (احمد، ابن ماجہ، دارمی)

اللہ پر بھروسہ کرو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اگر تم اللہ تعالیٰ پر اسی طرح بھروسہ کرو جیسے بھروسہ کرنے کا حق ہے تو تمھیں پرندوں کی طرح روزی دی جائے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس آتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

بغیر حساب جنت میں داخلہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے، وہ نہ جھاڑ پھونک کرتے ہونگے اور نہ شگون لیتے ہوں گے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہوں گے۔ (بخاری)

اللہ رزق دینے والا ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آیت پڑھائی: "بیشک میں بہت

Marfat.com

رزق دینے والا، طاقت والا اور قدرت والا ہوں" (۵۱ : ۵۸) - (ترمذی، ابو داؤد)

توکلؒ کا اجر

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر تشریف لائے اور فرمایا مجھ پر امتیں پیش کی گئیں تو میرے سامنے سے ایک نبی گزرے جن کے ساتھ ایک آدمی تھا، دوسرے کے ساتھ دو آدمی تھے، ایک نبیؑ کے ساتھ پوری جماعت تھی۔ ایک نبیؑ کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا، پھر ایک بہت بڑی جماعت دیکھی جو حد نظر تک تھی، مجھے آرزو ہوئی کہ یہ میری امت ہو، مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰؑ اپنی قوم میں ہیں، پھر مجھ سے کہا گیا کہ دیکھیے میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی جو آسمان کے کناروں تک پھیلی ہوئی تھی، مجھ سے کہا گیا کہ ادھر بھی دیکھیے، میں نے آسمان کے کناروں تک بہت بڑی جماعت دیکھی، کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار افراد ہیں جو ان کے آگے آگے بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ وہ شگون نہیں لیتے، جاہلانہ جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور داغ نہیں لگواتے بلکہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ حضرت عکاشہ بن محصن رضؓ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مجھے بھی ان میں شامل فرمالے کہا اے اللہ! اسے ان میں شامل فرمالے، پھر دوسرا آدمی اٹھ کر عرض گزار ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مجھے بھی ان میں شامل فرمالے۔ فرمایا کہ عکاشہ رضؓ تم پر سبقت لے گئے۔ (مسلم)

اللہ پر بھروسہ اصل زہد ہے

حضرت ابو ذر رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زہد یہ نہیں کہ حلال کو اپنے اوپر حرام کر لیا جائے اور نہ یہ کہ مال ضائع کیا جائے بلکہ دنیا میں زہد یہ ہے کہ جو تیرے قبضے میں ہے اس پر اس سے زیادہ بھروسہ نہ کر جو اللہ کے قبضے میں ہے اور تو مصیبت میں ثواب حاصل کر جبکہ وہ تجھے پہنچے۔ اور ادھر راغب ہو کہ کاش وہ تیرے لیے باقی رکھی جاتی۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

رزق بندے کو تلاش کرتا ہے

حضرت ابو درداء رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جیسے اس کی موت اسے تلاش کرتی ہے۔ (ابو نعیم فی الحلیۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ کلمات کہے "بسم اللہ توکلت الخ" (اللہ کے نام سے باہر جاتا ہوں میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا۔ نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی عطا سے ہے) ان کلمات کے قائل کو کہا جاتا ہے کہ تجھے ہدایت دی گئی، کفایت کی گئی اور تجھے بچایا گیا، نیز اس سے شیطان دور رہتا ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی)

اللہ کی عنایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں رات کو ان پر بارش برساؤں اور دن میں ان پر سورج طلوع کرتا رہوں اور انھیں گرج کی آواز نہ سناؤں (مسند امام احمد)

کمالِ توکّل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں کے پاس گیا۔ جب ان کی احتیاج دیکھی تو لوگوں کی طرف باہر نکل گیا۔ جب اس کی بیوی نے یہ بات دیکھی تو اٹھی، چکی رکھی اور تنور کو گرم کیا اور کہا اے اللہ! ہمیں رزق دے۔ اس نے دیکھا کہ چکی کا احاطہ آٹے سے بھرا ہوا ہے اور تنور کی طرف گئی تو وہ بھی بھرا ہوا تھا۔ خاوند واپس آیا تو کہا کہ میرے بعد تمھیں کوئی چیز ملی ہے؟ عورت نے کہا ہاں! ہمارے رب کی طرف سے۔ وہ چکی کی طرف گیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو فرمایا اگر تم اسے نہ اٹھاتے تو وہ قیامت تک گھومتی ہی رہتی۔ (مسند امام احمد)

توکّل کیا ہے؟

حضرت عبید اللہ بن محصن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم میں سے اس حالت میں صبح کرے

Marfat.com

کہ اپنی جان سے بے خوف ہو، اس کا جسم ٹھیک ٹھاک ہو اور ایک روز کی خوراک اس کے پاس ہو تو گویا دنیا اس کے ساز و سامان سمیت اس کے پاس جمع کر دی گئی۔ (ترمذی)

توکّل کی وضاحت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا کہ فرمایا اے لڑکے! اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو تو وہ تمہارے حقوق کی حفاظت کرے گا اور تم اسے سامنے پاؤ گے اور جب کچھ مانگنا ہو تو اللہ سے مانگو اور جب مدد درکار ہو تو اس سے مدد لو اور جان لو کہ تمام امت اگر اس بات پر تل جائے کہ کسی چیز کے ساتھ تمہیں پہنچائے تو نفع نہیں پہنچا سکیں گے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر تمام لوگ تمہیں کسی چیز کے ساتھ نقصان پہنچانے پر تل جائیں تو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے اور دفتر خشک ہو چکے ہیں۔ (احمد، ترمذی)

متوکّل کی شان

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرتا اور دوسرا دستکاری کرتا تھا۔ دستکاری کرنے والے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بھائی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ شاید تمہیں اسی کی وجہ سے روزی دی جاتی ہو۔ (ترمذی)

اللہ پر بھروسے کا بدلہ

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابن آدم کے دل میں سوچ کے بہت سے راستے ہیں اس میں سے ابن آدم اپنے دل میں جتنی راہوں کو بھی جگہ دے گا، اللہ کو اس کی پرواہ نہ ہوگی چاہے وہ کسی راستے سے مر جائے اور جو کوئی خدا پر بھروسہ کرے گا اسے اللہ تمام راستوں سے بے نیاز کر دے گا۔ (ابن ماجہ)

اللہ پر توکّل کا واقعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اپنے اہل و

Marfat.com

عیال پر داخل ہوا۔ جب ان کے ساتھ حاجت دیکھی تو جنگل کی طرف نکل گیا۔ جب اس کی بیوی نے یہ بات دیکھی تو چکی کو رکھا اور تنور گرم کیا، پھر کہنے لگی اے اللہ! ہم کو رزق دے اس نے دیکھا کہ چکی کا احاطہ آٹے سے بھرا ہوا ہے اور تنور کی طرف گئی اس کو دیکھا وہ روٹیوں سے بھرا ہوا ہے۔ راوی نے کہا خاوند گھر واپس آیا اس نے کہا میرے بعد تم کو کوئی چیز ملی ہے اس کی بیوی نے کہا ہاں! اپنے پروردگار کی طرف سے ہم کو عطا ہوا۔ وہ چکی کی طرف کھڑا ہوا۔ اس بات کا ذکر اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیا تو آپ نے فرمایا اگر وہ نہ اٹھاتا تو قیامت تک چکی چلتی رہتی۔ (احمد)

اللہ پر بھروسے کا نتیجہ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نجد کی جانب جہاد کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے تو ایسے جنگل میں دوپہر کا وقت ہو گیا جہاں کثرت سے کیکر کے درخت تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتر گئے اور لوگ درختوں کے سائے میں منتشر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کیکر کے نیچے اترے اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکا دی اور ہم سو گئے۔ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا اور آپ کے پاس ایک اعرابی تھا۔ فرمایا کہ اس نے مجھ پر میری تلوار سونتی تھی اور میں سو رہا تھا۔ بیدار ہوا تو وہ اس کے ہاتھ میں تھی کہا کہ مجھ سے آپ کو کون بچائے گا، میں نے تین مرتبہ کہا اللہ! آپ نے اسے کوئی سزا نہیں دی اور وہ بیٹھا تھا۔ (بخاری شریف)

اللہ سے امید رکھنا توکّل ہے

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلالؓ کے یہاں تشریف لے گئے تو ان کے پاس کھجوروں کی ایک گٹھڑی دیکھ کر دریافت فرمایا اے بلالؓ! اس میں کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ کل کھانے کے لیے کھجوریں جمع کی ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا اے بلالؓ! تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم کل ان کی وجہ سے قیامت کے روز دوزخ کی حرارت

Marfat.com

اور تنبیش دیکھو، اے بلالؓ! ان کو خرچ کرو اور صاحبِ عرش سے فاقہ کی کمی کا خوف نہ کرو (بخاری شریف)

توکّل والے سبقت لے گئے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانۂ حج میں بہت سے رویائے صادقہ مجھے دکھلائے گئے۔ میں نے اپنی امت کو دیکھا کہ اس سے میدان اور پہاڑ بھرے پڑے ہیں، مجھے ان کی یہ وضع اور ان کی یہ کثرت پسند آئی۔ مجھ سے کہا گیا کہ کیا آپ اس پر راضی ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ جی ہاں! پھر مجھ سے کہا گیا کہ ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے بھی ہیں جو بغیر کسی حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ لوگ وہ ہیں، جو داغ نہیں لگواتے، شگون نہیں لیتے، منتر نہیں کرتے بلکہ خدا ہی پر توکل کرتے ہیں۔ یہ سن کر عکاشہ بن محصنؓ اوری کھڑے ہوئے اور بارگاہِ رسالت میں عرض کیا یارسول اللہ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ مجھے ان لوگوں میں کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ان کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب کھڑے ہوئے اور انھوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! اللہ سے دعا فرمائیے کہ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ عکاشہ رضؓ تم سے (اس معاملہ میں) سبقت لے گئے۔ (غنیۃ الطالبین)

اپنی تدبیر کر کے توکل کرو

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص ایک اونٹنی پہ سوار آیا اور حضورِ رسالت مآب میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں اس اونٹنی کو چھوڑے دیتا ہوں اور (اس کی حفاظت کے لیے) اللہ پہ توکل کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو باندھ دو اور پھر خدا پہ توکل کرو۔

توکل کی ترغیب کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک روز کا واقعہ ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ

Marfat.com

سے باہر نکلا۔ چلتے چلتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر پہنچ گئے۔ وہاں پر کھجوروں کے چند درخت تھے آپ ان کے نیچے بیٹھ گئے اور زمین پر گری ہوئی کھجوروں کو اٹھا کر صاف کرنے لگے اور کھانے لگے اور مجھ سے فرمایا اے عبداللہ! تم بھی کھجوریں کھالو، تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کھجوریں مجھ سے کھائی نہیں جائیں گی کیونکہ یہ اچھی معلوم نہیں ہوتیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تو یہ بہت اچھی معلوم ہوتی ہیں کیونکہ آج چوتھا دن ہے کہ میں نے کھانا نہیں کھایا کیونکہ مجھے ملا ہی نہیں، اے عبداللہ! سن اگر میں چاہتا تو اللہ سے دعا کرتا اور وہ مجھے قیصر و کسریٰ کا مالک بنا دیتا اے عبداللہ بن عمرؓ! تیرا کیا حال ہوگا کہ جب تو ایسے لوگوں میں ہوگا جو سال بھر کے غلے وغیرہ جمع کر لیا کریں گے ان کا یقین اور توکل بالکل ناقص ہوگا اللہ نے مجھے دنیا کے خزانے جمع کرنے اور خواہشوں کے پیچھے لگ جانے کا حکم نہیں دیا۔ جو شخص دنیا کے خزانے جمع کرے اور اس سے آخرت کی زندگی چاہے وہ یہ سمجھ لے کہ آخرت کی ابدی حیات تو اللہ کے ہاتھ میں ہے لہٰذا میں نہ درہم و دینار جمع کروں گا اور نہ کل کے لیے آج کی روزی سے ذخیرہ جمع رکھوں گا بلکہ اللہ پر توکل کروں گا یعنی جس نے آج روزی دی ہے وہ کل کو بھی دے گا۔ (ابن کثیر)

جو اللہ سے مانگے گا وہ پائے گا

مطلبؓ بن حنطب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے میں نے وہ سب باتیں تم سے کہہ دیں ان میں سے ایک بھی نہیں چھوڑی اور جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان سب سے روک دیا ہے اور سن لو! کہ جبریل علیہ السلام نے میرے جی میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی نفس اس وقت تک فوت نہیں ہوگا جب تک وہ سب کچھ وصول نہ کر لے جو اس کے لیے لکھا جا چکا ہے۔ سو اگر کسی شے میں تاخیر محسوس کرے تو اسے اچھے طریقے سے طلب کرے کہ تم اللہ کے ہاں سے طاعت کے ذریعہ ہی کچھ لے سکتے ہو۔ (تنبیہ الغافلین)

عزت تقویٰ اور غنا کا راز

حضرت ابن عباسؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جسے پسند ہے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ قوی ہو اسے اللہ پر توکل کرنا چاہیئے اور جسے یہ پسند ہے کہ وہ سب لوگوں سے بڑھ کر معزز بنے اسے چاہیئے کہ تقویٰ اختیار کرے اور جسے یہ پسند ہے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ غنی ہو تو اسے اپنے ہاں کی چیزوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر اعتماد کرنا چاہیئے۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے جنتر منتر کیا اور جسم کو داغا اس کا توکل نہیں۔ (ترمذی، نسائی)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا توکل

احیاء العلوم کی ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق سے آگ میں پھینکے جاتے کے وقت کہا کیا تمھاری کوئی حاجت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم سے میری کوئی حاجت وابستہ نہیں ہے۔ آپ اپنے اس عہد کو پورا کر رہے تھے جو انھوں نے آگ میں پھینکے جانے کے لیے گرفتاری کے وقت کیا تھا کہ مجھے میرا رب کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی — اور ابراہیم علیہ السلام جس نے اپنا قول پورا کیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ کل تک کے لیے کھانا بچا کر نہ رکھو کہ کل آئے گی تو اس کا رزق بھی ساتھ ہی آئے گا۔ ذرا چیونٹی کو تو دیکھو اور اس ذات کی طرف بھی جو اسے رزق پہنچاتی ہے اگر یہ خیال آئے کہ ان کے پیٹ تو چھوٹے ہیں تو پرندوں کی طرف نظر کرو۔ اگر یہ خیال آئے کہ ان کے تو پر ہیں جو اُڑ پھر کر کھا لیتے ہیں تو پھر وحشی جانوروں کو دیکھو کہ کس قدر لحیم وشحیم ہیں۔

Marfat.com

حضرت داؤد علیہ السّلام پر وحی

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی اے داؤد! میرا ایسا کوئی بندہ نہیں جو مخلوق کو چھوڑ کر میرا دامن رحمت تھام لیتا ہے اور زمین و آسمان اس پر سختیاں لاتے ہیں مگر میں اس کی سب دشواریاں دور کر دیتا ہوں اور اس کے لیے راستہ نکال دیتا ہوں۔

حضرت عمرؓ کا قول

ابو مجلنہ حضرت عمرؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں یہ دھیان ہی نہیں کرتا کہ صبح کس حال پر ہو رہی ہے۔ میری پسندیدہ حالت پر یا ناپسندیدہ حالت پر۔ کیونکہ مجھے یہی معلوم نہیں کہ خیر میری پسند میں ہے یا ناپسند چیز میں۔

اسلام کا قیام

حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ اسلام کا قیام چار امور سے ہے۔ یقین، عدل، صبر اور جہاد۔ علماء نے ان چاروں امور کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یقین کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو، دنیا کی متاع اور مخلوق کی رضا مطلوب نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدۂ رزق پر پورا پورا اعتماد ہو۔ ایسے ہی عدل کی بھی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ کسی کا حق اپنے ذمہ ہو تو مطالبہ سے پہلے ہی ادا کر دے۔ دوسرا یہ کہ اپنا حق کسی کے ذمہ ہو تو اس کے مطالبہ میں نرمی اختیار کرے۔ اور صبر کی بھی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی میں پختگی اختیار کرے۔ دوسری یہ کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان سے مضبوطی کے ساتھ رک جائے اور جہاد کی بھی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ اپنے دشمن شیطان سے کبھی غافل نہ ہو کیونکہ اگر تو اس سے غافل بھی ہو جائے تو وہ تجھ سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ وہ اس بھیڑیے کی طرح ہے کہ جب بکریوں میں گھس جاتا ہے تو جس بکری کو غافل پاتا ہے پھاڑ کھاتا ہے۔ دوسری یہ کہ بنی آدم کے اکثر فتنے مال کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ سو تو تھوڑے مال پر قناعت کر تا کہ دھوکا میں مبتلا نہ ہو جائے۔

Marfat.com

فکرِ آخرت سے دین و دنیا کی کامیابی ہے

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر اہلِ علم اپنے علم کی حفاظت کریں اور اس کے اہل لوگوں پر اسے صرف کریں تو وہ زمانے کے سردار بن جائیں لیکن انھوں نے اہلِ دنیا پر اسے صرف کرنا شروع کر دیا کہ ان کی دنیا حاصل کر سکیں جس سے وہ ان کی نگاہوں میں گر گئے۔ میں نے تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے سب غموں کی بجائے ایک آخرت کا غم اپنا لے اللہ تعالیٰ اس کے تمام دنیاوی افکار کی کفالت فرماتے ہیں اور جو شخص دنیاوی افکار میں الجھ کے رہ جائے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ آگ کی کونسی وادی اسے ہلاک کرتی ہے اور جہنم کی کس وادی میں اسے عذاب ہوتا ہے۔

زندگی پر توکّل

حضرت سعید بن جبیرؓ کہتے ہیں کہ مجھے بچھو نے ڈنگ مارا تو میری والدہ نے مجھے قسم دی کہ میں کسی جھاڑ پھونک کرنے والے کے پاس جا کر دم کراؤں۔ چنانچہ منتر پڑھنے والے نے میرا وہ ہاتھ پکڑا جو نہیں ڈسا گیا تھا اور یہ آیت پڑھی وَ تَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ (اور اس زندہ پر توکل کر جسے موت نہیں آئے گی) اور کہا کہ اس آیت کو سننے کے بعد کسی آدمی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی پناہ تلاش کرے۔

فرمودات توکّل

حضرت سری سقطیؒ کا ارشاد ہے کہ قوت اور اختیار کو ترک کر دینے کا نام توکّل ہے۔

حضرت جنید بغدادی کا قول ہے کہ توکل یہ ہے کہ تم اللہ کے سامنے اس طرح رہو گویا کہ تمھارا وجود ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ تمھارے سامنے اپنی ازلی صفات کے ساتھ موجود ہے۔

حضرت عثمان حیریؒ کا قول ہے کہ اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے اللہ پر ہی کفایت کرنے کا نام توکل ہے۔

Marfat.com

حضرت ابن مسروقؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی قضا کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا توکل ہے۔

حضرت ابو سعید خرازؒ فرماتے ہیں کہ توکل بغیر سکون کے اضطراب اور بغیر اضطراب کے سکون کا نام ہے۔

حضرت سہلؒ سے توکل کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا متوکل وہ شخص ہے جس کا دل اللہ کے سوا تمام لوگوں سے تعلق چھوڑ کر صرف اللہ کے ساتھ زندہ رہے۔

ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ جس کا بھروسہ خود اس کی ذات پر صحیح ہے اس کا بھروسہ غیر پر بھی صحیح ہوگا۔

کسی نے یحییٰ بن معاذؒ سے پوچھا کہ انسان کب متوکل کہلاتا ہے؟ فرمایا جب وہ اللہ کو اپنا وکیل بنانے پر راضی ہو۔

حضرت حسین بن منصورؒ نے فرمایا کہ صحیح متوکل وہ شخص ہے کہ جب تک شہر میں اس سے زیادہ حقدار لوگ موجود ہوں وہ بلا ضرورت کوئی چیز نہ کھائے۔

ذوالنون نے کہا توکل یہ ہے کہ تو نفس کی تدبیر کرنا چھوڑ دے اور اپنی طاقت و قوت سے بیزاری کا اظہار کرے، بندہ توکل کی اس وقت طاقت رکھ سکتا ہے جب اسے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کاموں کو جن میں وہ لگا ہوا ہے جانتا اور دیکھتا ہے۔

کسی نے ابو عبداللہ قرشی سے توکل کی نسبت سوال کیا تو فرمایا کہ ہر حالت میں اللہ کے ساتھ تعلق ہونے کو توکل کہتے ہیں۔ سائل نے عرض کی اور وضاحت کیجیے۔ تو فرمایا توکل یہ ہے کہ تو ہر اس سبب کو ترک کر دے جو کسی دوسرے سبب تک پہنچائے یہاں تک کہ خود حق تعالیٰ اس سبب کا والی بن جائے۔

کسی شخص نے ذوالنون مصریؒ سے سوال کیا کہ توکل کیا ہے؟ فرمایا تمام خداؤں کو (جو ماسوی اللہ ہوں) اتار پھینکنا اور اسباب و ذرائع کو توڑ ڈالنا۔ سائل نے عرض کیا ذرا

Marfat.com

اور وضاحت کیجیے۔ فرمایا توکل یہ ہے کہ نفس کو بندگی میں ڈال دیا جائے اور دل کو رب العزت کے ساتھ لگا دیا جائے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحؒ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر یقینِ واثق رکھنے کو توکل کہتے ہیں۔

حضرت بشر حافی رحؒ نے کہا ہے کہ بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کا یہ دعویٰ غلط ہے اگر ان لوگوں کو اللہ پر بھروسہ ہوتا تو یہ لوگ ان تمام امور پر رضامند ہوتے جو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کرتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحؒ اپنے توکل کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر آسمان و زمین لوہے کے بن جائیں۔ آسمان سے اگر پانی نہ برسے اور زمین سے اگر اناج پیدا نہ ہو تو بھی میں اپنے توکل سے نہ پھروں گا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحؒ نے فرمایا ہے کہ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ بجز اللہ تعالےٰ کسی سے امید نہ رکھے اور سوائے خداوند کریم کسی سے نہ ڈرے۔ متوکل وہ ہے جو خدا پر بھروسہ رکھے۔ جو کچھ کرے اس کا نہ خدا پر اتہام لگائے اور نہ اس کی شکایت زبان پر لائے یعنی ظاہر و باطن پر دل سے یقین رکھے۔

حضرت مالک بن دینار رحؒ نے توکل کی یوں تعریف کی ہے کہ ہر وقت اس کارسازِ حقیقی پر راضی رہ جو تیرا کام بناتا ہے اسی کا نام توکل ہے اور متوکل شخص ہی نجات پاتا ہے۔

حضرت معروف کرخی رحؒ کا فرمان ہے کہ خدا سے ڈرو میں نے کسی ڈرتے والے متوکل کو کسب

اپنی شکایات اسی سے کرو۔ تمام لوگ نہ تمہیں کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ تکلیف۔ جو کچھ تم نے طلب کرنا ہو خدا سے ہی کرو کیونکہ وہی ہر درد کا درمان ہے۔ جو رنج اور مصیبت یا فاقہ تمہیں پہنچے ان کے پوشیدہ رکھنے میں ہی نجات ہے اور اسی کا نام توکل ہے۔

Marfat.com

حضرت سہل بن عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ توکل کرنے والے یعنی متوکل شخص کی تین نشانیاں ہیں (۱) کسی سے سوال نہ کرے (۲) جب ملے تو قبول نہ کرے (۳) قبول کرے تو خرچ کر دے۔ پس اہل توکل کو خدا کی طرف سے تین باتیں عطا ہوتی ہیں (۱) حقیقت یقینی (۲) مکاشفہ عینی (۳) مشاہدہ قرب خداوند تعالیٰ۔

حضرت سہل بن عبداللہؒ نے ارشاد فرمایا کہ توکل کا پہلا مقام یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالےٰ کے سامنے ایسا ہو جائے جس طرح مُردہ غسال کے سامنے ہوتا ہے کہ غسل دینے والا جدھر چاہتا ہے ادھر اس کو الٹ پلٹ کرتا ہے (پھیر دیتا ہے) اور خود اس کو اپنے کسی عمل پر اختیار اور تدبیر پر زور او رقابو نہیں ہوتا۔ جو متوکل علی اللہ ہے وہ نہ کسی سے سوال کرتا ہے نہ ارادہ کرتا ہے نہ رد کرتا ہے نہ روکتا ہے (بالکل بے اختیار ہوتا ہے)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا فرمان ہے کہ توکل کے یہ معنی ہیں کہ دونوں حالتوں میں خدا کے ساتھ کا محتاج نہیں دیکھا۔

حضرت شفیق بلخیؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی روزی کا بھروسہ خدا پر کرے گا اس کی نیک عادت میں ترقی ہوگی۔ وہ سخی رہے گا اور اسے طاعت میں کچھ وسواس نہ ہوگا۔

حضرت حمدون قصار کے نزدیک توکل کرنا خدا پر بھروسہ رکھنا ہے اگر تم یہ کر سکتے ہو کہ اپنا ہر کام خداوند تعالیٰ پر چھوڑ دو تو یہ بات اس سے بہتر ہے کہ تم حیلہ و تدبیر میں مشغول ہو جاؤ۔ اگر تم پر کتنا ہی قرض ہو تو اس کی ادائیگی پر ہراساں نہ ہو۔ خدا کی درگاہ سے نا امید ہونا توکل نہیں۔

حضرت ابو حمزہ خراسانیؒ کا قول ہے کہ توکل یہ ہے کہ صبح اٹھ کر شام اس کو یاد نہ ہو اور رات ہو تو صبح یاد نہ آئے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے توکل کی یوں وضاحت کی ہے کہ جو شخص حرام کی ایک کوڑی بھی لے وہ متوکل نہیں۔ توکل یہ نہیں کہ اپنے نفس سے توکل سمجھ لے بلکہ توکل یہ ہے

Marfat.com

خداوند کریم تجھ سے توکل سمجھے۔

حضرت امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ جبکہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کے رزق کا ضامن ہو گیا ہے تو بندوں کو بھی اس کے توکل کا ضامن ہو جانا چاہیئے۔

حضرت سہل بن عبداللہ رح فرماتے ہیں کہ توکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تھا اور کسب کرنا آپ کی سنت ہے لہذا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر رہے اسے آپ کی سنت کو ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

توکل کے بارے میں حضرت جنید رح کا ارشاد ہے کہ توکل یہ ہے کہ اپنی تدبیر کو خدا کی راہ میں فنا کردے اور اللہ تعالیٰ سے جو تیرا ضامن اور مددگار ہے، راضی رہے۔

حضرت بہلول مجنون سے دریافت کیا گیا کہ بندہ کو متوکل کس وقت کہنا چاہیئے؟ انھوں نے فرمایا کہ جب اس کا نفس مخلوق میں ہوتے ہوئے بھی مخلوق سے اجنبی اور بیگانہ رہے اور اس کا دل خدا کے ساتھ ہو۔

حضرت علی رودباری رح نے فرمایا کہ توکل میں تین باتیں قابل لحاظ ہیں۔ اول یہ کہ ملے تو شکر ادا کرے، نہ ملے تو صبر کرے۔ دوم یہ کہ حصول و عدم حصول دونوں اس کی نظر میں یکساں ہوں سوم یہ کہ نہ ملنے پر اس وجہ سے شکر کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے یہی پسند کیا ہے اور اس کو یہی پسند ہے تو مجھے بھی یہ بات کیوں پسند نہ ہو۔

حضرت حاجی وارث علی شاہ بانی سلسلۂ وارثیہ دیوا شریف (ہندوستان) کا قول ہے کہ جو شخص اپنا کام آپ کرنا چاہتا ہے تو اللہ میاں بھی علیحدہ ہو جاتے ہیں اور جو اللہ کے بھروسے پر چھوڑتا ہے تو اللہ اس کے کام کو پورا کرتا ہے۔ لازم ہے کہ جو کام کرے اللہ کے بھروسے پر کرے۔

یحییٰ بن معاذ رض کا قول ہے کہ بندے کا بغیر طلب کیے رزق پا لینا اس بات کی دلیل ہے، کہ رزق کو بندے کی تلاش کا حکم دیا گیا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک راہب سے پوچھا کہ تم کہاں سے کھاتے ہو؟ اس نے کہا مجھے اس کی خبر نہیں ہے۔ رب جلیل سے پوچھ کہ وہ مجھے کہاں سے کھلاتا ہے۔

کسی شخص نے حضرت بایزید بسطامیؒ سے پوچھا کہ توکل کیا ہے؟ انھوں نے ابوموسیٰ سے پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے؟ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ صوفیاء کا قول ہے کہ اگر درندے اور سانپ تمھارے دائیں بائیں ہوں تب بھی اس سے تمھارا باطن متزلزل نہ ہو۔ ابویزیدؒ نے فرمایا ٹھیک ہے قریب قریب یہی بات ہے مگر اہلِ جنت، جنت سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں اور دوزخی دوزخ میں عذاب میں مبتلا ہوں۔ پھر تم ان دونوں میں امتیاز کرنے لگو تو تم متوکلین کی صف میں سے نکل جاؤ گے۔

کسی نے حمدون قصار سے توکل کی نسبت سوال کیا تو انھوں نے فرمایا کہ اگر تمھارے پاس دس ہزار درہم ہوں اور تمھارے ذمہ ایک دانق بھی قرض ہو تو تمھیں ڈر رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مر جاؤں اور یہ قرض میرے ذمے رہ جائے اور برعکس اس کے اگر تمھارے ذمہ دس ہزار درہم کا قرض ہو اور تم اتنی رقم نہ چھوڑ کر مرے جو اس قدر قرض کو پورا ادا کر سکے تو تو پھر بھی مایوس نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تمھاری طرف سے ادا کر دے۔

ابن عطاءؒ سے توکل کی حقیقت کے متعلق سوال کیا گیا۔ فرمایا اس کے باوجود کہ تمھیں اسباب کی اشد ضرورت ہے اگر تم اسباب کی طرف جانے کے لیے بے چین نہ ہوئے اور باوجود اس کے کہ تم اسباب و ذرائع کو استعمال میں لا رہے ہو۔ پھر بھی تم اس سکون و اطمینان سے جو تمھیں حق تعالیٰ کے ساتھ حاصل ہے نہ ہٹے (تو تم میں توکل ہے)

حضرت ابونصر السراجؒ نے فرمایا ہے کہ توکل کی شرط وہی ہے جو ابوتراب نخشبی نے بیان کی ہے اور وہ یہ ہے کہ بدن کو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لگائے رکھنا اور دل کا تعلق رب کے ساتھ ہونا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت پر مطمئن ہونا۔ لہٰذا اگر اسے کوئی چیز مل جائے تو

Marfat.com

تو وہ اس کا شکریہ ادا کرے اور کوئی چیز نہ ملے تو صبر کرے۔

حضرت ابو علی دقاقؒ نے فرمایا ہے کہ توکل کے تین مراتب ہیں، توکل، تسلیم اور تفویض توکل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کے وعدے پر اطمینان ہوتا ہے اور تسلیم کے درجہ والا صرف اس پر اکتفا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی حالت کا علم ہے اور تفویض والا شخص اللہ کے حکم پر راضی ہوتا ہے۔ توکل ابتدا ہے، تسلیم درمیانی درجہ اور تفویض انتہائی درجہ ہے

حضرت عبدالکریم بن ہوازن قشیری نے فرمایا ہے کہ توکل کا مقام دل ہے۔ جب بندے کے دل میں یہ بات اچھی طرح بیٹھ جائے کہ تقدیر اللہ کی طرف سے ہے تو پھر اگر کوئی چیز مشکل ہو تو اس کی تقدیر سے ہوگی اور اگر کوئی چیز اتفاقیہ مل جائے یا آسان ہو تو وہ بھی اللہ ہی کے آسان کرنے سے ہوگی لہٰذا اس صورت میں ظاہری حرکات و کوشش توکل کے منافی نہ ہوں گے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد ہے کہ توکل یہ ہے کہ تو اپنی محنت اور صلاحیت پر بھروسہ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ پر مکمل طور پر بھروسہ کرلے کہ وہ حقیقی رازق اور مسبب الاسباب ہے اور اپنی سوچ اور ارادے کو اللہ تعالیٰ کے تابع کر دے تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ تجھے تیرا رزق پہنچائے گا۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے تاکید کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ رزق میں فراخی، کشادگی اور خوشحالی کے لیے راہِ صبر و توکل اختیار کر۔ کیونکہ انبیاءؑ اور صلحاءؒ کے حالات دیکھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صبر و توکل ہی سے انھیں مصائب و تکالیف سے نجات بخشی، اور اپنی بے نہایت نعمتیں ان پر کشادہ کیں۔ تمام اولیاء اللہ نے بھی ہمیشہ صبر و تحمل پر استقامت کی اور اپنے مریدوں کو بھی اسی کی تلقین و تاکید فرماتے رہے۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ نے فرمایا ہے کہ توکل کرنے والے کو چاہیے کہ خود کو توکل کرنے والوں میں شمار نہ کرے اور اپنے توکل کو اسباب کے استعمال میں پوشیدہ کر دے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ باقی باللہ نے فرمایا ہے کہ خدا پر بھروسہ کر کے اسباب سے نکل جانے کو توکل کہتے ہیں اور کمالِ توکل اس میں ہے کہ اسباب کے وجود پر بھی نظر نہ رہے یہ شہود حق مطلق ہے۔ اور توکل یہ نہیں کہ ہم اسباب چھوڑ کر بیٹھ جائیں کیونکہ یہ بے ادبی ہے۔ بلکہ توکل کا مطلب یہ ہے کہ اسباب مشروع کو اختیار کریں اور سبب کی طرف نظر نہ کریں۔ کیونکہ سبب مثل دروازہ کے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مسبب کی طرف پہنچنے کا ذریعہ بنایا ہے پس اس حالت میں اگر کوئی شخص دروازہ کو اس امید پر بند کرے کہ اوپر سے اس کا رزق آئے گا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ گویا بے ادبی کی۔ کیونکہ یہ دروازہ اسی کا بنایا ہوا ہے اور اسی کا کھولا ہوا ہے اسے بند نہ کرنا چاہیئے۔ چاہے وہ دروازے سے بھیجے یا غیب سے عطا کرے یہ اس کا اختیار ہے۔

اولیاءؒ کا توکل

حضرت ابراہیم خواصؒ کا واقعہ

حضرت ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شام کے راستہ میں ایک نوجوان کو دیکھا جو بڑے اچھے اخلاق والا تھا، مجھ سے کہنے لگا کیا تم میری صحبت میں رہنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں تو بھوکا رہتا ہوں۔ کہنے لگا اگر تو بھوکا رہے گا تو میں بھی بھوکا رہوں گا۔ چار دن اسی طرح گزر گئے اس کے بعد ہمارے پاس کہیں سے کوئی چیز آگئی تو میں نے اسے کہا آؤ کھا لو۔ اس نے جواب دیا کہ میں تو عہد کر چکا ہوں کہ کسی کے ذریعہ سے کوئی چیز نہ لوں گا۔ میں نے کہا لے بچے! تم نے تو بہت باریک بات کہی، کہنے لگا اے ابراہیم! میری جھوٹی تعریف نہ کرو۔ کیونکہ پرکھنے والا تمہارے مال اور توکل کو خوب جانتا ہے۔ پھر کہنے لگا کہ توکل کا کمترین درجہ یہ ہے کہ اگرچہ تجھے فاقے پر فاقہ آئے پھر بھی تیرا دل اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے۔

Marfat.com

حکایت کسی صوفی سے مروی ہے کہ میں جنگل میں تھا کہ ایک قافلہ آیا اور میں نے اپنے آگے آگے کسی ایک شخص کو دیکھا۔ میں تیزی سے چل کر اس تک پہنچا، دیکھا تو وہ ایک عورت تھی جس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اور آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ میں سمجھا کہ وہ تھک گئی ہے لہٰذا میں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور بیس درہم نکال کر اسے پیش کیے اور کہا کہ ان درہموں کو لے اور وہاں ٹھہر جا یہاں تک کہ قافلہ آجائے اور ان درہموں سے جانور کرایہ پر لے اور اس کے بعد میرے پاس رات گزارے تاکہ میں اس کی حالت ستوار سکوں اس عورت نے ہوا میں ہاتھ سے اشارہ کیا اور اس کے ہاتھ میں دینار ہی دینار تھے۔ اور کہنے لگی کہ تم تو جیب سے درہم نکالتے ہو اور میں غیب سے لیتی ہوں۔

حکایت ابو سلیمان دارانی نے مکہ میں ایک شخص کو دیکھا جو سوائے زمزم کے پانی کے گھونٹ کے کچھ اور کھاتا پیتا نہ تھا۔ کئی روز انھیں ایسے دیکھتے گزر گئے ایک دن ابو سلیمان نے ان سے کہا فرض کرو اگر زمزم کا پانی خشک ہو جائے تو تم کیا پیوگے؟ اس پر اس شخص نے اٹھ کر اس کے سر کو بوسہ دیا اور کہا خدا تمھیں نیک جزا دے، تو نے مجھے راہ راست پر لا کھڑا کیا۔ کیونکہ میں تو کئی دنوں سے زمزم کو پوجتا تھا۔ یہ کہہ کر وہ چل دیا۔

حکایت ابن ابی شیخ نے بیان کیا کہ عمر بن سنان فرماتے تھے کہ ابراہیم خواص ہمارے پاس سے گزر رہے تھے۔ ہم نے ان سے درخواست کی کہ جو عجیب ترین واقعہ آپ کے سفروں میں پیش آیا ہو بیان فرمائیں۔ فرمایا خضر علیہ السلام مجھے ملے اور مجھ سے ساتھ دینے کو کہا، مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ ان کے پاس اطمینان سے رہنے سے کہیں میرے توکل میں فرق نہ آجائے لہٰذا میں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔

حکایت حضرت ابو یعقوب اقطع بصری فرماتے ہیں ایک بار میں حرم میں دس دن تک بھوکا رہا جس سے میں نے ضعف محسوس کیا۔ دل میں خیال آیا تو میں جنگل کی طرف نکل گیا کہ شاید کچھ کھانے کو مل جائے جس سے اپنی کمزوری کو سکون دے سکوں، مجھے ایک گرا پڑا شلجم

Marfat.com

دکھائی دیا۔ میں نے اسے اٹھا لیا مگر دل میں نفرت پیدا ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شخص مجھ سے یوں کہہ رہا ہے کہ تو دس دن بھوکا رہا اور اس کے بعد کیا تمھاری قسمت میں ایک خراب شلجم ہی لکھا ہے لہذا میں نے اسے پھینک دیا اور مسجد میں چلا گیا۔ وہاں جاکر بیٹھ گیا اس وقت ایک عجمی آکر میرے سامنے بیٹھ گیا اور اس نے آکر ایک صندوقچہ رکھ دیا اور کہنے لگا یہ تمھارا ہے میں نے پھر پوچھا کہ تم نے یہ میرے لیے کیسے مخصوص کر دیا، کہنے لگا ہم دس دن سے سمندر میں سفر کر رہے تھے اور کشتی ڈوبنے کے قریب ہو گئی تھی۔ ہم میں سے ہر ایک نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں نجات دے تو کوئی چیز صدقہ میں دیں گے۔ چنانچہ میں نے بھی نذر مانی کہ اللہ تعالےٰ مجھے نجات دے تو حرم کے مجاوروں میں سے جس شخص پر پہلے نظر پڑے گی اسے میں یہ صدقہ کے طور پر دوں گا۔ اور آپ ہی پہلے شخص ہیں جس سے میری ملاقات ہوئی ہے۔ میں نے کہا اسے کھولو۔ کھولا تو اس میں مصری میدے کا کیک، چھلے ہوئے بادام اور قند سفید کی ڈلیاں تھیں۔ میں نے کچھ اس میں سے لے لیا اور کچھ اُس میں سے۔ اور کہا کہ باقی اپنے بچوں کے لیے لے جاؤ۔ یہ ان کے لیے میری طرف سے تحفہ ہے۔ میں نے اسے قبول کر لیا ہے۔ اس پر میں نے اپنے دل سے کہا کہ تمھارا رزق دس دن سے تمھاری طرف آرہا ہے اور تو اسے وادی میں ڈھونڈ رہا ہے۔

حکایت

حسن خیاط فرماتے تھے کہ ایک بار میں بشر حافیؒ کے پاس تھا کہ کچھ لوگ آئے اور انھوں نے بشر کو سلام کیا۔ بشر نے پوچھا کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم شام سے آپ کو سلام کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں اور حج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بشر نے فرمایا خدا تمھاری سعی قبول فرمائے۔ انھوں نے پھر عرض کیا آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ فرمایا تین شرطوں پر ساتھ چلوں گا۔ پہلی یہ کہ ہم اپنے ساتھ کوئی چیز نہ لے جائیں گے۔ دوسری یہ کہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگیں گے اور تیسری یہ کہ کوئی شخص دے گا تو بھی قبول نہ کریں گے۔ انھوں نے جواب دیا کہ پہلی اور دوسری شرط تو ہمیں منظور ہے مگر تیسری شرط کہ اگر کوئی کچھ

دے بھی تو قبول نہ کریں، اس کی طاقت نہیں رکھتے، اس پر بشرؒ نے فرمایا، تم تو پھر دوسرے حاجیوں کے زادِ راہ پر توکل کر کے نکلے ہو (یعنی اللہ پر توکل نہیں ہے) اس کے بعد فرمایا اے حسن! فقیر تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ جو نہ کسی سے مانگتا ہے اور کوئی دے بھی تو لیتا نہیں، یہ فقیر روحانی ہے۔ دوسرا وہ جو خود تو مانگتا نہیں مگر اگر کوئی دے دے تو قبول کر لیتا ہے۔ اس شخص کے لیے بارگاہِ رب العزت سے دسترخوان لگائے جائیں گے اور تیسرا وہ ہے جو مانگتا بھی ہے اور اگر کوئی اسے کچھ دے تو صرف اپنی ضرورت بھر قبول کر لیتا ہے۔ اس کے سوال کرنے کا کفارہ یہ ہے کہ وہ صرف اس وقت مانگے جب اسے سخت بھوک لگے۔

حاتم اصمؒ نے حضرت شقیقؒ سے کیا سیکھا

کہتے ہیں کہ حضرت شقیقؒ نے حاتم اصمؒ سے پوچھا تو کب سے میرے پاس آمد و رفت رکھتا ہے؟ جواب دیا تینتیس سال سے۔ انھوں نے پوچھا کہ اس عرصہ میں تو نے کیا سیکھا؟ حاتم نے جواب دیا کہ چھ باتیں سیکھی ہیں اگر ان پر عمل ہو جائے تو امید ہے کہ دنیا کے فتنوں سے نجات مل جائے گی۔ شقیق فرمانے لگے کہ مجھے بھی بتلاؤ کیا بعید ہے کہ میں بھی ان پر عمل کر کے ان فتنوں سے نجات پا سکوں۔ حاتم نے جواب دیا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے قول:

وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ کہ ہر جاندار کا رزق اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔

میں غور کیا اور اپنے آپ کو بھی انھی جانداروں میں پایا جن کا رزق اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ میں نے یقین کر لیا کہ میرے لیے جو کچھ مقدر ہے وہ مجھے مل کر رہے گا اللہ تعالیٰ ہاتھی کو اس قدر جسامت کے باوجود رزق عطا فرماتے ہیں اور مچھر کو حشرہ چھوٹا ہونے کے باوجود بھولے نہیں، لہٰذا میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا اور خود اس کی عبادت میں لگ گیا اس کے ماسوا ہر فکر کو چھوڑ دیا۔ شقیق نے فرمایا تو نے بہت ہی اچھی بات سمجھی ہے

دوسری کیا ہے؟

حاتم نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے قول :

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ط سب مومن بھائی بھائی ہیں۔

میں نے غور کیا تو سب مومنوں کو اپنا بھائی جانا اور بھائی کو لائق ہے کہ وہ اپنے بھائی پر شفیق و مہربان ہو اور میں نے دیکھا کہ لوگوں کی باہمی دشمنی کی اصل جڑ حسد ہے تو میں نے ہمت کر کے حسد کو اپنے قلب سے نکال پھینکا حتیٰ کہ اب یہ حال ہو گیا ہے کہ اگر مشرق میں کسی مومن کو تکلیف ہوتی ہے تو میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ تکلیف مجھے پہنچی ہے اور اگر کسی مسلمان کو مغرب میں کوئی خیر اور بھلائی پہنچتی ہے تو میں خوش ہوتا ہوں کہ گویا وہ خیر مجھے ہی ملی ہے۔ شقیقؒ نے فرمایا کہ یہ بات بھی تم نے بہت اچھی سمجھی ہے۔ تیسری بات کیا ہے؟

حاتم نے کہا کہ میں نے غور کر کے معلوم کیا کہ ہر انسان کا کوئی نہ کوئی حبیب اور دوست ہے اور حبیب کو لازم ہے کہ وہ اپنی محبت اپنے دوست پر ظاہر کرے۔ میں نے محسوس کیا کہ میرا حبیب طَاعَۃُ اللّٰہِ (یعنی اللہ کی اطاعت) ہے کیونکہ باقی سب احباب الگ ہو جانے والے ہیں۔ بجز اس کے کہ یہ قبر میں حشر میں اور پل صراط پر میرے ساتھ رہنے والی ہے لہٰذا میں نے سب احباب سے کٹ کر ایک طاعۃ اللہ سے دوستی لگا لی۔ شقیقؒ نے فرمایا بہت ہی اچھی بات سمجھی ہے، تو اب بتاؤ چوتھی بات کیا ہے؟

حاتم نے کہا میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہر انسان کا کوئی نہ کوئی دشمن ہے۔ دشمن کو دشمنی لازم اور اس سے پرہیز بھی ضروری ہے۔ میں نے دیکھا کہ میرا دشمن کافر اور شیطان ہے مگر کافر کی عداوت شدید نہیں کہ اگر وہ مجھ سے لڑائی کرے اور قتل بھی کر دے تو میں شہید ہو جاؤں گا اور اگر خود اسے قتل کر دوں تو مجھے اجر ملے گا البتہ شیطان کی عداوت بہت سخت ہے کہ وہ مجھے ایسی جگہ سے دیکھتا ہے جہاں سے میں اسے نہیں دیکھ سکتا اور وہ چاہتا ہے کہ مجھے بھی اپنے ساتھ دوزخ میں لے جائے لہٰذا میں سب کی عداوت چھوڑ کر عمر بھر

Marfat.com

کے لیے اس کی عبادت میں مشغول ہو گیا ہوں، شقیق نے فرمایا تو نے یہ بھی بہت اچھی بات سمجھی اچھا اب بتا پانچویں بات کیا ہے؟

حاتم نے جواب دیا کہ میں نے دیکھا کہ ہر انسان کا ایک گھر ہے اور ہر گھر کی تعمیر ہوتی ہے۔ میں نے اپنا گھر قبر کو سمجھا ہے لہٰذا اس کی تعمیر میں مشغول ہو گیا ہوں، شقیق نے فرمایا بہت خوب! تو وہ چھٹی بات کیا ہے؟

حاتم نے کہا کہ میں نے ہر شے کا کوئی طالب پایا ہے اور میرا طالب ملک الموت ہے کچھ معلوم نہیں کہ کب مجھے آن دبوچے۔ سو میں اس کے لیے تیاری میں لگ گیا جیسے دلھن زفاف کے لیے تیار کی جاتی ہے جب بھی وہ میرے پاس آئے گا میں اس سے کچھ بھی مہلت نہیں مانگوں گا۔ شقیق فرمانے لگے کہ بہت ہی خوب باتیں سمجھی ہیں یقیناً ان پر عمل کرنا میری اور تیری نجات کا ذریعہ ہے۔

حضرت ابو علی دقاق ؒ کا قول

ایک درویش نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ شیخ ابو علی دقاق کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ طبری دستار باندھے تشریف فرما ہیں اور وہ دستار مجھے بہت خوبصورت معلوم ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ توکل کس کو کہتے ہیں۔ شیخ ابو علی دقاق ؒ نے فرمایا کہ مردوں کی دستار کی خواہش کو اپنے قلب سے نکال دینے کا نام توکل ہے۔ یہ فرما کر انھوں نے اپنی دستار اتار کر مجھے مرحمت فرمادی۔

توکل کی تعلیم

حضرت احمد حرب ؒ نے اپنے صاحبزادے کو توکل کی اس طرح تعلیم دی، کہ ایک دیوار میں سوراخ کر کے ان سے کہہ دیا تھا کہ جس شے کی خواہش ہوا کرے اس سوراخ سے طلب کر لیا کرو اور بیوی سے کہہ دیا کہ تم سوراخ کی دوسری جانب سے وہ چیز رکھ دیا کرو۔ چنانچہ مدتوں ایسا ہی ہوتا رہا لیکن اتفاق سے ایک دن بیوی کہیں چلی گئیں اور صاحبزادے نے سوراخ میں جا کر کھانا طلب کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو کھانا مہیا فرما دیا اور

Marfat.com

جب آپ مصروفِ طعام تھے تو والدہ آگئیں اور پوچھا کہ تمھیں کھانا کہاں سے ملا؟ انھوں نے کہا جہاں سے روزانہ ملتا تھا۔ اس وقت احمد حرب نے بیوی سے فرمایا کہ آئندہ تم کوئی چیز سوراخ میں نہ رکھنا کیونکہ اب مقصد حاصل ہو چکا ہے اور اب اللہ تعالیٰ بلا واسطہ پہنچاتا رہے گا۔

حکایت ایک دفعہ حضرت امیر علی ہمدانی نے حج کا ارادہ کیا۔ سفر کے دوران آپ کے پاس جتنا زادِ راہ تھا ختم ہو گیا۔ آپ بہت پریشان ہوئے کہ حج پر کیسے جائیں اور اگر حج پر نہ جائیں تو واپس گھر کیسے لوٹیں؟ کوئی واقف و شناسا پاس نہ تھا جس سے مدد طلب کرتے۔ اسی پریشانی میں آپ نے خدا سے دعا کی لے اللہ! میرے حق میں تو وہ بہتری کر جس میں تیرا بھلا اور خوشی ہو۔ اس کے بعد آپ مطمئن ہو کر درخت کے نیچے لیٹ گئے آپ کی آنکھ لگ گئی تھوڑی دیر بعد آپ کو ایک ضعیف عورت نے آکر جگایا اور کہا:

اے ولی! اس حج کرنے کے لیے کافی مدت سے رقم جمع کرتی رہی اب جب رقم جمع ہو گئی تو میں عمر کے اس حصہ میں پہنچ چکی ہوں کہ حج کے لیے سفر کرنے سے معذور ہو گئی ہوں شاید اللہ کو میرا حج کرنا منظور نہیں۔ میں اس معذوری کی وجہ سے سخت پریشان تھی کہ ایک روز خواب میں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں اپنی ساری جمع شدہ پونجی امیر علی کو دیدوں۔ کیونکہ اس کا زادِ راہ ختم ہو چکا ہے میں کئی سالوں سے حجاز کے قافلے دیکھتی ہوں مگر تم مجھے کہیں نظر نہیں آئے۔ آج میری مراد بر آئی ہے تم نظر آگئے لہٰذا یہ لو میری جمع شدہ پونجی جو میں نے حج کے لیے جمع کی تھی تم حج پر جاؤ اور روضہ رسول پر پہنچ کر میرا سلام عرض کرنا اور کہنا خدا کے حبیب! میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔

حکایت حضرت ابراہیم بن خواص کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ میں ایک جنگل میں جا رہا تھا کہ آواز سنائی دی۔ میں اس طرف متوجہ ہوا تو کیا دیکھا کہ ایک بدوی جا رہا ہے، اس نے مجھ سے کہا اے ابراہیم! ہمارے ہاں توکل ہے ہمارے ہاں قیام کرو تاکہ تمھارا توکل درست ہو جائے کیا تجھے معلوم نہیں کہ تمھارا ایسے شہر میں داخل ہونے کی امید کرنا جہاں مختلف قسم کے

Marfat.com

کھانے مل جاتے ہوں تجھے اس شہر میں مقیم ہونے پر اکساتا ہے، شہروں سے امید منقطع کرلو اور توکل کرو۔

حضرت ابوبکر شبلیؒ کا قول

ایک شخص شبلیؒ کے پاس آیا اور کثیر العیال ہونے کی شکایت کی، تو فرمایا گھر جاکر ان تمام لوگوں کو گھر سے نکال دو جن کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے نہیں ہے۔

حضرت اویس قرنیؒ کا فرمان

جناب ہرم بن حیان نے حضرت اویس قرنیؒ سے کہا آپ مجھے کہاں جانے کا حکم دیتے ہیں؟ انھوں نے شام کی طرف اشارہ کیا۔ ہرم بولے وہاں گزر اوقات کیسے ہوگی؟ حضرت اویسؒ نے فرمایا ہلاک ہو جائیں وہ دل جن میں خدا پر اعتماد نہیں ہے اور وہ شک میں پڑگئے ہیں ایسے دلوں کو نصیحت کوئی فائدہ نہیں دیتی ہے۔

ایک اعرابی کے توکّل کا واقعہ

ابن طاؤس نے اپنے والد حضرت طاؤسؒ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی نے اپنی سواری کا اونٹ ایک جگہ بٹھا کر باندھ دیا۔ پھر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا کہ الٰہی! یہ سواری کا اونٹ مع تمام سامان کے جب تک یہ لوگوں میں ہے تیری ضمانت میں ہے۔ یہ کہہ کر وہ مسجد الحرام میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہاں سے نکل کر اس جگہ پہنچا جہاں اونٹ باندھ دیا تھا۔ دیکھا کہ اونٹ اور سامان سب کچھ غائب ہے۔ اس نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا کہ الٰہی! میری کوئی چیز تو چوری نہیں ہوئی جو کچھ چوری ہوا ہے وہ تیرا ہی تھا۔ تیری ہی چیزیں چوری کی گئی ہیں۔ طاؤسؒ کہتے ہیں کہ ہم یہ حال دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک کوہ ابوقبیس کی چوٹی سے ہم نے ایک شخص کو اترتے دیکھا جو بائیں ہاتھ سے اونٹ کی مہار پکڑے اس کو کھینچ کر لا رہا تھا اور اس کا دایاں ہاتھ کٹا ہوا اس کے گلے میں جھول رہا تھا وہ شخص اعرابی کے پاس آیا کہ لو اپنی سواری اور سامان! میں نے اعرابی سے کیفیت دریافت

کی تو اس نے کہا کہ میں اس اونٹ اور سامان کو لے کر جب ابو قبیس پر پہنچا تو ایک سوار آیا اور مجھ سے کہا کہ اے چور! اپنا داہنا ہاتھ نکال۔ میں نے داہنا ہاتھ بڑھا دیا اس نے میرا داہنا ہاتھ پتھر پر رکھ کر کاٹ دیا اور میری گردن میں لٹکا دیا اور مجھ سے کہا کہ نیچے اترو اور یہ سواری اور سامان جس اعرابی کا ہے اس کو واپس کر دے۔

زادِ راہ

ابو مطیع بلخی نے حاتم اصمؒ سے فرمایا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ جنگلوں کے جنگل زادِ راہ کے بغیر توکل پہ طے کر لیتے ہیں۔ کہنے لگے نہیں بلکہ زادِ سفر کے ساتھ طے کرتا ہوں۔ پوچھا وہ کیا؟ جواب دیا چار چیزیں میری زادِ راہ ہوتی ہیں۔ وہ یہ کہ میں پوری کی پوری دنیا کو اللہ تعالیٰ کی ملک تصور کرتا ہوں اور ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا کنبہ خیال کرتا ہوں۔ اور تمام اسباب اور ارزاق کو اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں یقین کرتا ہوں اور پوری مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کو نافذ سمجھتا ہوں۔ ابو مطیع یہ سن کر فرمانے لگے۔ حاتم! آپ کا یہ زادِ راہ تو بہت ہی اچھا ہے اور اس کے ذریعے دنیا کے جنگل تو کیا آپ آخرت کی وادیاں بھی بخوبی طے کر لیں گے۔

توکل کے تین درجے

حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ نے فرمایا ہے کہ توکل کے تین درجے ہیں۔ اس کا پہلا درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی اور کو اپنے مقدمے میں وکیل مقرر کرتا ہے اور وہ وکیل عالم بھی ہو اور مؤکل کا دوست بھی، پس یہ مؤکل یعنی وکیل مقرر کرنے والا بالکل مطمئن و مامون ہو گا۔ اور کہے گا کہ میرا ایک وکیل ہے جو مقدمے کے بارے میں دانا اور سمجھ دار بھی ہے اور میرا دوست بھی ہے۔ اس صورت میں دوسرے کو اپنا وکیل بنانے کے باوجود اس پہ سوالات بھی ہوں گے چنانچہ مؤکل گاہ بگاہ وکیل سے کہے گا کہ اس دعوے کا یوں جواب دو اور اس کام کو اس طرح انجام تک پہنچاؤ۔ غرض توکل کا پہلا درجہ یہ ہے کہ توکل بھی ہو اور سوال بھی۔ توکل کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ ایک شیر خوار بچہ ہے ماں اسے دودھ پلاتی ہے۔ یہ توکل ہو گا اس میں سوال نہیں ہو گا۔ یہ بچہ ماں

Marfat.com

سے یہ نہیں کہے گا کہ مجھے فلاں وقت دودھ پلانا۔ ہاں وہ دودھ کے لیے روئے گا ضرور۔ لیکن وہ ماں سے تقاضا نہیں کرے گا اور یہ نہ کہے گا کہ مجھے دودھ پلاؤ، اسے اپنی ماں کی شفقت و محبت پر پورا بھروسہ ہے۔ توکل کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ جیسے ایک مردہ ہو۔ غسل دینے والے یعنی غسال کے روبرو یہ مردہ نہ ہل جُل سکتا ہے نہ کوئی تصرف کرسکتا ہے اور نہ سوال۔ اسے غسال جس طرف چاہے لٹادے اور نہلائے۔ یہ توکل کا تیسرا درجہ ہے۔ یہ سب سے اعلیٰ ہے اور سب سے بلند مقام رکھتا ہے۔ (فوائد الفوائد)

توکّل میں بدعہدی کا انجام

ایک دفعہ اہل سلوک میں سے چند حضرات خانہ کعبہ شریف کے لیے توکل علی اللہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور یہ عہد کیا کہ اپنی ضرورت کے بارے میں کسی سے ہرگز اظہار نہ کریں گے اور کچھ نہ مانگیں گے۔ آخر ایک جنگل میں پہنچ گئے جہاں کسی اور انسان کا گزر بالکل نہ تھا اس جنگل میں ایک چشمہ تھا چشمے پر ٹھہر گئے۔ وضو کیا اور حسبِ معمول نماز دوگانہ ادا کی۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ سیدنا خضر علیہ السلام چند جَو کی روٹیاں لیے ہوئے تشریف لائے۔ وہ سب ان کی طرف لپکے اور بڑی خوشی کا اظہار کیا اور کہا اللہ کریم کا شکر ہے کہ سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت بھی نصیب ہو گئی اور ہم بھوکے تھے ہمیں کھانا بھی مل گیا۔ جب یہ بات ان کے دل میں آئی تو آواز آئی کہ اے بد عہد دعویدارو! کیا تم نے ہم سے یہی عہد کیا تھا اور یہی بات طے کرکے گھر سے نکلے تھے۔ ہوا میں ایک تلوار نمودار ہوئی اور تمام کے سر جسم سے جدا کرکے پھینکتی گئی۔ فرمایا اے درویش! جو عہد شکنی کرتا ہے اور توکل علی اللہ میں ثابت قدم نہیں رہتا ان کی سزا یہی ہے جو انھیں مل گئی۔

توکّل کی حقیقت

ابو موسیٰ دبیلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن یحییٰؒ سے توکل کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ توکل یہ ہے کہ تو اژدہے کے منہ میں بھی ہاتھ ڈال دے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے تجھے

Marfat.com

کسی قسم کا گزند نہ پہنچنے کا یقین ہو اور تجھے اس سے کچھ خوف نہ آئے۔ اس کے بعد ابو موسیٰ نے کہا کہ میں یہی سوال حضرت بایزید بسطامیؒ سے کرنے کے لیے نکلا۔ چنانچہ شہر بسطام میں داخل ہوا اور ان کا دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے ان کی آواز آئی، "ابو موسیٰ! کیا تمھارے لیے عبدالرحمٰن کا جواب کافی نہیں ہے جو توکل کی حقیقت دریافت کرنے یہاں آئے ہو اور مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ میں نے عرض کیا اے آقا! دروازہ کھول دیجیے، اندر سے جواب آیا کہ اگر تم ملاقاتی کی حیثیت سے میرے پاس آتے تو میں ضرور دروازہ کھول دیتا (تم سے ملتا) تم دروازہ ہی پر جواب سن لو اور لوٹ جاؤ۔ سنو! توکل یہ ہے کہ اگر وہ سانپ جو عرش کے گرد حلقہ زن ہے اگر تمھاری طرف بڑھے تو تم اس بنا پر ذرا بھی نہ ڈرو کہ خدا تمھارے ساتھ ہے۔ ابو موسیٰؒ کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر اپنے وطن دبیل لوٹ آیا اور ایک سال تک مقیم رہا۔ پھر میں حضرت بایزیدؒ کی ملاقات کے ارادہ سے وہاں سے روانہ ہو کر بسطام پہنچا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا، تو انھوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور فرمایا اب تم میرے پاس ملاقاتی کی حیثیت سے آئے ہو میں ان کے پاس تقریباً ایک ماہ ٹھہرا رہا اور اس عرصے میں جب میں نے ان سے کوئی بات دریافت کرنا چاہی تو میرے سوال سے پہلے ہی انھوں نے اس کا جواب دے دیا۔ ایک ماہ بعد میں نے ان سے رخصت طلب کی اور عرض کیا کہ مجھے آپ سے کچھ بھی فائدہ حاصل ہونا چاہیئے۔ انھوں نے فرمایا جان لو مخلوق کا فائدہ کوئی فائدہ نہیں ہے لہٰذا جاؤ! میں نے اسی قول کو فائدہ سمجھ لیا اور وہاں سے لوٹ آیا۔

توکل حاصل کرنے کے مقامات

حضرت اصمؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو توکل کا یہ مقام کس طرح حاصل ہوا؟

آپ نے فرمایا چار باتوں کی وجہ سے۔ اول یہ کہ مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ میرا رزق کوئی دوسرا نہیں کھائے گا لہٰذا میں اس کی تلاش میں مشغول نہیں ہوا اور دوسرے یہ کہ میں نے جان لیا کہ میرا عمل کوئی دوسرا انجام نہیں دے گا پس میں اس میں مشغول ہو گیا۔

Marfat.com

تیسرے میں نے یقین کر لیا کہ موت اچانک آتی ہے لہذا میں اس کے پانے کی جلدی کرتا ہوں۔
چہارم میں نے جان لیا کہ میں ہر حال میں خدا کے سامنے موجود ہوں پس میں نے اس سے حیا کی۔

حضرت ابراہیم خواص کا توکل

ایک محترم شیخ نے شیخ ابراہیم الخواص رح سے دریافت کیا کہ آپ کو تصوف نے کہاں تک پہنچا دیا ہے
انھوں نے جواب دیا کہ توکل تک۔ یہ سن کر انھوں نے فرمایا کہ ابھی تم تو اپنے باطن کو آباد کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ ابھی تم اس منزل سے دور رہو جہاں منزلِ توکل میں فنا ہو کر وکیل کا مشاہدہ کر سکو (دیدارِ الٰہی کر سکو)

حکایت

حضرت شفیق بلخی رح ایک خاص واقعہ سے متاثر ہو کر تائب ہوئے اور وہ یہ کہ جب آپ بغرضِ تجارت ترک پہنچے تو وہاں کا ایک مشہور بتکدہ دیکھنے پہنچ گئے اور وہاں ایک پجاری سے فرمایا کہ تجھے قادر و زندہ خدا کو نظر انداز کر کے ایک بے جان بت کی پوجا کرتے ہوئے ندامت نہیں ہوتی؟ اس نے جواب دیا کہ آپ جو حصولِ رزق کے لیے دنیا بھر میں تجارت کرتے پھرتے ہیں اس سے ندامت نہیں ہوتی اور کیا آپ کا خالق گھر بیٹھے رزق پہنچانے پر قادر نہیں ہے؟ یہ سن کر اسی وقت وطن لوٹے تو راستہ میں کسی نے پیشہ دریافت کیا، آپ نے فرمایا میں تجارت کرتا ہوں۔ اس نے طعنہ دیا کہ آپ کے مقدر کا جو کچھ ہے وہ تو گھر بیٹھے بھی میسر آ سکتا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید آپ خدا پر شاکر نہیں ہیں۔
اس واقعہ سے آپ اور زیادہ متاثر ہوئے اور جب گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ شہر کے ایک سردار کا کتا گم ہو گیا ہے اور شبہ میں آپ کے ہمسایہ کو گرفتار کر لیا گیا ہے چنانچہ آپ نے سردار کو یقین دلایا کہ تمھارا کتا تین یوم کے اندر مل جائے گا اور اپنے ہمسایہ کو رہا کروایا اور جس کے کتا چوری کیا تھا وہ تیسرے دن آپ کے پاس لے کر پہنچ گیا اور آپ نے سردار کے یہاں کتا بھجوا کر دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا توکل

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں توکل کر کے ایک جنگل میں پہنچا اور جب وہاں کچھ یوم کچھ نہ کھاتے کے بعد یہ خیال آیا کہ قریب میں میرے ایک دوست رہتے ہیں ان کے ہاں چل کر کچھ کھالیا جائے لیکن اسی وقت یہ تصور بھی آیا کہ اس طرح تو میرا توکل ہی کالعدم ہو جائے گا تو ایک مسجد میں پہنچ کر یہ کلمہ ورد کرنا شروع کر دیا کہ تَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ (یعنی میرا توکل اس پہ ہے جو زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا) اس کے بعد ندائے غیبی آئی کہ اللہ نے متوکلین سے عالم کو پاک کر دیا ہے اور میں نے جب سوال کیا کہ یہ ندا کیسی ہے؟ تو پھر ندا آئی کہ اس کو کسی طور پر بھی متوکل تصور نہیں کیا جا سکتا جو دوستوں کے یہاں کھانے کا ارادہ کرتا ہو آپ اکثر یہ بھی فرمایا کرتے کہ میں نے ایک متوکل سے جب یہ دریافت کیا کہ تمہارے پاس کھانا کہاں سے آتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ یہ سوال تو آپ اللہ تعالیٰ سے کریں۔ میرے پاس تو ایسی بیہودہ بات کا جواب نہیں ہے۔

حکایت

حضرت شقیق بلخی کا ایک ارادت مند سفر حج پر روانہ ہوتے ہوئے حضرت بایزیدؒ کے یہاں شرف نیاز کے لیے حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ کس سے بیعت ہو؟ اور جب اس نے اپنے مرشد کا نام بتا دیا تو فرمایا کہ تمہارے مرشد کے اقوال و اعمال کیا ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ ان کا عمل تو یہ ہے کہ مخلوق سے بے نیاز ہو کر متوکل علی اللہ ہو گئے ہیں اور قول یہ ہے کہ اگر بارش نہ ہونے سے غلہ پیدا نہ ہو اور پوری مخلوق میرے عیال میں داخل ہو جب بھی میں توکل ترک نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر حضرت بایزید نے فرمایا کہ وہ تو بہت بڑا کافر مشرک ہے اور اگر میں پرندہ بن جاؤں جب بھی اس کے شہر کا رخ نہ کروں لہٰذا اس کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ صرف دو روٹیوں کی خاطر تو خدا کو آزماتا ہے اور جب بھوک لگے تو کسی سے مانگ کر کھا لینا لیکن توکل کو رسوا نہ کرنا کیونکہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ کہیں تیری وجہ سے تیرا شہر نہ تباہ ہو جائے۔ یہ سن کر ان کا مرید حج کا قصد ترک کر کے حضرت بایزیدؒ

کا پیغام لے کر حضرت شقیق کی خدمت میں پہنچا اور جب حضرت شقیق نے اس پیغام پر غور کیا تو محسوس ہوا کہ وہ عیب واقعی ان کے اندر موجود ہے لیکن انھوں نے اپنے مرید سے پوچھا کہ تم نے حضرت بایزیدؒ سے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ اگر مجھ میں یہ خامی ہے تو پھر آپ کا کیا مرتبہ ہے؟ چنانچہ اس مرید نے دوبارہ آپ کی خدمت میں پہنچ کر یہی سوال دہرایا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اس کی دوسری حماقت ہے لیکن میں جو کچھ جواب دوں گا وہ تیرے فہم سے بالاتر ہے۔ لہذا کاغذ پر یہ تحریر کر کے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بایزید کچھ بھی نہیں ۔ اور کاغذ لپیٹ کر اس کو دے دیا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب بایزید ہی خود کچھ نہیں ہے تو اس کے اوصاف کیا ہو سکتے ہیں لہذا اس کا مرتبہ دریافت کرنا بے سود ہے اور توکل و اخلاص تو سب مخلوق کی باتیں ہیں۔ ہماری شہرت تو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے ہونی چاہیے نہ کہ توکل سے۔ چنانچہ جب وہ مرید پیغام لے کر پہنچا تو حضرت شقیق بالکل برلبِ مرگ تھے اور یہ کاغذ پڑھ کر کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے۔

حضرت فضیلؒ کا توکل

حضرت فضیل بن عیاض کا آخری وقت آیا تو انھوں نے اپنی اہلیہ کو وصیت کی کہ جب تم مجھے دفن کر چکو تو دونوں لڑکیوں کو ساتھ لے کر کوہ بوقبیس پر جا کر آسمان کی طرف منہ کر کے کہنا کہ الٰہی فضیل نے مجھ کو وصیت کی ہے کہ جب تک میں جیتا تھا ان دونوں لڑکیوں کی پرورش اور نگہداشت اپنی بساط کے مطابق کرتا رہا اب تو نے مجھے قبر کے قید خانہ میں مقید کر دیا ہے تو یہ یتیم لڑکیاں تیرے سپرد ہیں۔

حضرت فضیلؒ کی تدفین کے بعد ان کی اہلیہ دونوں بچیوں کو ساتھ لے کر کوہ بوقبیس پر گئیں اور وصیت کے مطابق بارگاہ الٰہی میں دیر تک دعا کرتی رہیں اور پھر زار زار رونے لگیں۔ اتفاقاً اسی وقت امیر یمن کا ادھر سے گزر ہوا اس نے اس خاتون کی گریہ وزاری سنی تو ان کے پاس آکر رونے کا سبب پوچھا۔ انھوں نے حضرت فضیلؒ کی وفات اور وصیت

Marfat.com

کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا۔ امیر نے کہا بی بی! تم فکر نہ کرو اور یہ دونوں بچیاں مجھے بخش دو۔ میں ان کا عقد اپنے لڑکوں سے کر دوں گا۔ حضرت فضیلؒ کی اہلیہ نے کہا میں راضی ہوں۔ امیر نے کہا تو ابھی میرے ساتھ چلو۔ چنانچہ وہ بچیوں اور ان کی والدہ کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ اونٹوں پر بٹھا کر یمن لے گیا اور اپنے بزرگوں کو جمع کر کے اپنے بیٹوں کا نکاح حضرت فضیل کی صاحبزادیوں کے ساتھ کر دیا اور دونوں کا ایک ایک ہزار مہر باندھا۔

اللہ پہ بھروسہ

حضرت حبیب عجمیؒ کا حجرہ بصرہ کے بازار میں چوراہے پر تھا اور آپ کے پاس ایک پوستین تھی جس کو سردی گرمی میں برابر استعمال کرتے تھے۔ ایک دن وضو کرنے کے لیے گئے اور پوستین وہیں چھوڑ گئے، اتنے میں حضرت خواجہ حسن بصری ادھر آ نکلے۔ دیکھا کہ پوستین پڑی ہے، پہچان لی اور فرمایا حبیب اپنی پوستین یہیں چھوڑ گیا ہے اسے یہ خیال ہی نہیں آیا کہ اس کو کوئی اٹھا کر بھی لے جا سکتا ہے۔ پھر آپ وہیں ٹھہر گئے حتیٰ کہ حبیب واپس آ گئے۔ آپ کو سلام کیا اور پوچھا اے امام المسلمین! آپ یہاں کیسے کھڑے ہیں؟ خواجہ حسن بصریؒ نے جواب دیا کہ تمھاری پوستین کی حفاظت کر رہا ہوں تم اسے کس کے بھروسے پر چھوڑ گئے تھے۔ حضرت حبیب عجمیؒ نے فرمایا اس ذات کے بھروسے پر جس نے آپ کو میری پوستین کی حفاظت کے لیے یہاں بھیج دیا۔

حکایت

ایک عابد و زاہد شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک سنا کہ تو خدا سے رزق طلب کر خواہ نہ کر وہ تیرے پاس دوڑا آئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد اقدس کی آزمائش کے لیے یہ شخص ایک بیابان میں گیا اور بے آب و گیاہ پہاڑی کے دامن میں ایک جگہ جا کر لیٹ گیا کہ دیکھوں خدا یہاں کیونکر رزق دیتا ہے۔

ابھی اس شخص کو وہاں لیٹے ہوئے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایک قافلہ راستہ بھول کر

ادھر آنکلا۔ قافلے والوں نے دیکھا کہ ایک شخص دنیا و مافیہا سے بے خبر اس ویران علاقے میں پڑا ہے۔ حیرت ہے کہ اسے نہ بھیڑیے کا ڈر ہے نہ کسی دشمن کا خوف۔ اللہ جانے زندہ بھی ہے یا مر گیا۔ یہ سوچ کر قافلے میں سے چند آدمی اس کے قریب آئے اسے ہلایا جُلایا لیکن وہ جان بُوجھ کر نہ اٹھا بلکہ اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کی۔ حتیٰ کہ آزمائش کے شوق میں آنکھیں تک نہ کھولیں۔

اس کا یہ حال دیکھ کر قافلے والے آپس میں کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے یہ بیچارہ کئی دن کے فاقے سے ہے اور بھوک کے مارے نقاہت کا یہ عالم کہ اس پر سکتہ طاری ہو گیا ہے۔ آؤ اسے کچھ کھلائیں پلائیں تاکہ جسم میں قوت آئے اور یہ مرنے سے بچ جائے۔ چنانچہ اسی وقت دوڑے دوڑے گئے۔ ایک دیگچی میں شوربا اور روٹیاں لائے پھر نوالے بنا بنا کر اس کے منہ میں رکھنے کی کوشش کی لیکن اس شخص نے اپنا منہ سختی سے بھینچ لیا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک کی سچائی کسوٹی پر پرکھے۔

جب ان لوگوں کی یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی تو انھیں اس شخص پر بے حد ترس آیا کہنے لگے، یارو یہ بدنصیب تو نزع کے عالم میں ہے۔ بھوک نے اسے موت کے بے رحم جبڑوں میں لے جا کر پھینک دیا ہے۔ اگر جلد کوئی تدبیر نہ کی گئی تو یہ چل بسے گا۔ قافلے میں ایک دانا بھی تھا اس نے مشورہ دیا کہ ایک چھری لو اور اس شخص کے منہ میں ڈال کر بتیسی کھولو۔ انھوں نے ایسا ہی کیا، زاہد نے چھری کے خوف سے فوراً منہ کھول دیا لوگ اس کے منہ میں شوربا ڈالتے اور روٹی کے ٹکڑے شوربے میں چُور چُور کر کے کھلاتے تھے جب تک اس کا پیٹ ناک تک نہ بھر گیا۔ انھوں نے اس کی جان نہ چھوڑی تب اس شخص نے اپنے دل سے کہا۔

"اے دل! اگرچہ میں اپنے بدن کو بےکار کیے پڑا ہوں لیکن تجھے تو اصل بھید معلوم ہو گیا۔"

دل نے جواب دیا ہاں! میں جانتا ہوں اور میں نے یہ آزمائش اس لیے کرائی کہ تو کبھی

Marfat.com

توکل سے منہ نہ موڑے۔ یاد رکھ حرص وہوس تو عین گدھا پن ہے۔

اس سوال وجواب کے بعد زاہد نے توبہ کی اور کہا بیشک اب میں نے رزق کی پوری پوری آزمائش کرلی، جو کچھ نبی برحقؐ نے فرمایا وہ بالکل سچ ہے اس میں ذرہ برابر بھی شک وشبہ نہیں۔

حکایت

حضرت یعقوب بصریؒ، ایک مرتبہ جب آپ حرم شریف میں تھے، دس دن تک بھوکے رہے یہاں تک کہ جسم میں شدت کے ساتھ کمزوری طاری ہونے لگی تب آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہونے لگی کہ جنگل میں جائیں شاید وہاں کھانے پینے کی کوئی چیز دستیاب ہوسکے۔ اس ارادے سے آپ جنگل میں نکل گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ کی نگاہ ایک جگہ پڑے ہوئے گلے سڑے شلجم پر پڑی۔ آپ نے اسے اٹھا لیا لیکن اس عمل سے دل میں ایک عجیب سا اضطراب اور بے چینی سی پیدا ہوئی۔ یوں محسوس ہوا جیسے کوئی آپ سے کہہ رہا ہو "اے یعقوب بصری! تم دس روز تک بھوکے رہے۔ آخر تمہارا حصہ یہ سڑا ہوا شلجم نکلا۔"

آپ نے وہ شلجم اسی وقت زمین پر پھینک دیا اور خدا کی رضا پر راضی رہتے ہوئے مسجد حرام میں تشریف لے آئے اور بیٹھ رہے۔ تھوڑی دیر گزری ہوگی کہ اچانک ایک شخص داخل ہوا اور آپ کے قریب آکر بیٹھ گیا۔

اس نے اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی نکالی اور آپ کو پیش کرتے ہوئے بولا کہ یہ خصوصی طور پر آپ کے لیے ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ میرے لیے خصوصی طور پر کیوں؟ اس نے جواب دیا کہ میں ایک روز دریا میں سفر کر رہا تھا اور میری کشتی طوفان میں آپھنسی تھی کشتی میں ایک شخص نے یہ دعا کی کہ اگر خدا ہمیں غرقابی سے نجات دے تو اس کی راہ میں ہم کچھ خیرات کریں گے۔ میں نے بھی یہ منت مانی تھی کہ اگر خدا نے میری جان بچائی تو میں پانچ سو اشرفیاں خیرات کروں گا اور مسجد حرام میں جس شخص پر سب سے پہلے میری نظر پڑے گی اسی کو دوں گا

Marfat.com

آپ چونکہ سب سے پہلے ملے اس لیے یہ آپ کی نذر ہیں۔

آپ نے جب تھیلی کھولی تو اس میں اشرفیوں کی بجائے میدے کی روٹی، مصری اور بادام نکلے۔ آپ نے اس میں سے ایک مٹھی خود لی اور باقی اسے واپس کرتے ہوئے کہا کہ اسے جا کر اپنے بچوں میں تقسیم کر دے۔ پھر اپنے نفس سے فرمایا کہ اے نفس! تیرا رزق تیری طرف خود چلا آرہا ہے اور تو اسے جنگل میں جا کر ڈھونڈتا ہے۔

حضرت ذوالنون مصری کا واقعہ

ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ مصر سے نکل کر میں ایک گاؤں کو چلا، راستہ میں ایک جگہ سو رہا جب آنکھ کھلی تو ناگاہ ایک اندھی چڑیا درخت سے نیچے گر پڑی اس وقت زمین پھٹی اور اس میں سے دو طشتریاں نکلیں، ایک سونے کی، دوسری چاندی کی۔ ایک میں تل تھے اور دوسری میں گلاب تھا یا خالص پانی تھا۔ اس سے کھاتی اور اس سے پانی پیتی تھی۔ یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ مجھے یہ عبرت کافی ہے اور اپنے مولیٰ کے دروازہ کو پکڑ لیا یہاں تک کہ مجھے مقبول کر لیا گیا۔

منقول ہے کہ ایک نیک مرد طلبِ رزق میں چلا۔ کھیتوں کی کٹائی کا زمانہ تھا۔ راستہ میں بارش ہوئی تو وہاں ایک غار میں نظر ڈالی وہاں ایک اندھا عقاب نظر آیا۔ یہ دیکھ کر اسے فکر ہوئی کہ یہ کہاں سے کھاتا ہوگا۔ ناگاہ ایک کبوتری غار میں گھونسلا بنانے کے واسطے آئی اور اتفاق سے اس عقاب پر گر پڑی۔ عقاب نے اسے پکڑ کر کھایا۔ وہ شخص یہ دیکھ کر اپنے گھر آیا اور خدا پر متوکل رہا۔

اللہ پر بھروسہ

ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ بیمار تھے اور لکڑی کے سہارے چل رہے تھے۔ یکایک لکڑی انھوں نے اپنے ہاتھ سے پھینک دی۔ حاضرین نے وجہ پوچھی تو حضرت نے فرمایا میرے دل میں خیال آیا کہ میرا چلنا اس لکڑی کے بھروسہ پر ہے اس لیے میں نے اس کو پھینک دیا، انسان کا بھروسہ صرف اللہ پر ہی ہونا چاہیے۔

حکایت

ایک مرتبہ کلیم اللہ حجؒ کی نیت سے مکہ کی طرف گامزن تھے۔ ہمراہ ایک قافلہ بھی تھا۔ قافلے کے شرکا، سفر کی طوالت سے کماحقہٗ آگہی نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ

راستہ بھر لاپرواہی سے زادراہ کا استعمال کرتے رہے، پیٹ میں گنجائش نہ بھی ہوتی تو خود کو اس دلیل سے آمادہ پیٹ پوجا کر لیتے کہ سفر میں طاقت ہی کام آتی ہے۔ جسم میں قوت ہوگی تو سفر آسانی سے طے ہوگا۔ سفر نے تو کیا طے ہونا تھا نہا دِ راہ منزدران کا ساتھ چھوڑ گیا۔ بقول ایک شریک قافلہ ابو حمزہ، ہمارے پاس کھانے کے لیے ایک دانہ تک نہ تھا۔ حضرت کلیم اللہ کو اس کی اطلاع ملی تو انھوں نے بے نیازی سے فرمایا اللہ پر توکل اختیار رکھو اور بے فکری سے راستہ طے کرتے رہو۔ لوگوں نے آپ کی ہدایت پر عمل کیا لیکن دل ہی دل میں خوفزدہ تھے کہ نجانے آگے کیا حشر ہو مگر جلدی انھیں حیرت کا سامنا کرنا پڑا۔ جب شام ہوتے ہی ان کے لیے روٹی کھجور اور پانی کا خود بخود بندوبست ہو گیا اور راستہ بھر خوان خود بخود نجانے کہاں سے آتا رہا۔ قافلے کے شرکا نے بہت چاہا کہ اس بھید کو پالیں مگر سوائے ناکامی کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔

صرف اسلامی اخلاق کا انمول مخزن

خزینۂ اخلاق

عالم فقری

Marfat.com

باب ۹

استغفار

اللہ تعالیٰ سے بخشش اور مغفرت مانگتے رہنا استغفار کہلاتا ہے جب گناہ انسان سے بار بار سرزد ہوتا رہتا ہے تو اس سے معافی طلب کرتے رہنا بھی ضروری ہے اور خاص کر اللہ سے دوستی کے لیے تو یہ لازم و ملزوم ہے کیونکہ استغفار ہی سے راہِ معرفت کھلتی ہے گناہ معاف ہوتے ہیں، بخشش اور مغفرت کے خزانے ملتے ہیں، حُبِ الٰہی میں اضافہ ہوتا ہے، عشق عروج کی منازل طے کرنے لگتا ہے خوفِ خدا اور خشیتِ الٰہی کے جذبات موجزن رہتے ہیں استغفار سے گزشتہ گناہوں کی تلافی ہوتی ہے اور قربِ الٰہی میں دن بدن اضافہ ہوتا ہے۔ توبہ پر استقامت رہتی ہے۔ ایمان کامل کو مزید تقویت ملتی ہے۔ اخلاق حسنہ میں حُسن پیدا ہوتا ہے، دشمن ازلی کے حملوں کا دفاع ہوتا ہے لہذا سچ تو یہ ہے کہ جو استغفار پر قائم ہوا وہی اللہ کا دوست ہوا اس لیے اپنی منزل کو آگے بڑھانے کے لیے استغفار کا سہارا لو۔ کیونکہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بہت دفعہ استغفار کا حکم دیا ہے۔ لہذا ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

پھر جہاں سے اور لوگ واپس ہوں وہیں سے تم بھی واپس ہو اور خدا سے بخشش مانگو بیشک اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (پ ۲، بقرہ ۱۹۹)

استغفار کے حکم سے یہ بات واضح ہے کہ اللہ کے حضور معافی مانگتے رہنا چاہیے یعنی دن رات میں اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرنا ضروری ہے

Marfat.com

کیونکہ گناہوں سے بچنے کے باوجود کچھ گناہ ایسے بھی انسان سے ہو جاتے ہیں جو اس کی سوچ میں نہیں ہوتے اس لیے کہا ہے کہ استغفار سے وہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگر انسان استغفار نہ کرے تو وہ گناہ انسان کے ذمے رہ جائیں گے اس لیے کثرت سے استغفار کرنا ضروری ہے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ — تو صبر کرو بیشک خدا کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور صبح و شام اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو (پ ۲۴، مومن ۵۵)

استغفار کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بچنا بہت ضروری ہے اور یہ بات سوچ کر گناہ کرنا قابل گرفت ہے کہ بعد میں استغفار کر لیں گے۔ استغفار کے ساتھ صبح و شام اللہ کی حمد و ثنا کرنا بھی ضروری ہے جیسا کہ آیت میں بیان کیا گیا ہے:

وَّ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْہِ یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّ یُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَہٗ ؕ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ کَبِیْرٍ — اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو، وہ تم کو ایک وقت مقرر تک متاع نیک سے بہرہ مند کرے گا اور ہر صاحب بزرگی کو اس کی بزرگی (کی داد) دیگا۔ اور اگر روگردانی کرو گے تو مجھے تمہارے بارے میں (قیامت کے) بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ (پ ۱۱، ہود ۳)

اس دنیا میں راحت اور خوشی کے ساتھ ساتھ غم اور تفکرات بھی ہیں اور خاص کر جوں جوں قرب قیامت کا دور آ رہا ہے، مشکلات اور مصائب میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے کسی کو فکر معاش ہے تو کسی کو رہائش کا مسئلہ درپیش ہے اور کسی کی گزر اوقات آسانی سے ہو رہی ہے تو اسے بیماری گھیرے بیٹھی ہے۔ گویا کہ ہر شخص کسی نہ کسی مسئلے میں پھنسا ہوا ہے اور سکون قلب حاصل نہیں تو ان دشواریوں سے نجات اور سکون قلب کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک آسان سا

Marfat.com

نسخہ تجویز کیا۔ وہ ہے استغفار۔ لہٰذا جو شخص استغفار پڑھے اس کی ہر مشکل حل ہو جائے گی۔ اس کے لیے ایسے ذرائع معاش بن جائیں گے جن کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۔ پس اس سے استغفار کرو پھر اس کی طرف رجوع

اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۔ کرو بیشک میرا رب قریب اور دعا سننے والا ہے۔

(ہود ۶۱)

جس شخص سے بار بار ایک ہی طرح کا گناہ سرزد ہو جاتا ہو تو اسے اس سے بچنے کے لیے استغفار کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

بعض گناہ ایسے ہیں جو انسان سے بھولے میں ہو جاتے ہیں لیکن یوں بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض حضرات بار بار گناہ کرتے ہیں مثلاً فلم دیکھنا گناہ ہے لیکن اس کے باوجود لوگ اسے گناہ تصور نہ کرتے ہوئے بار بار دیکھتے ہیں اس طرح گناہوں کا اصرار انسان کی عاقبت خراب کرتا ہے اور بار بار گناہ بغاوت اور سرکشی کی علامت ہے اس لیے بار بار گناہوں سے بچنے کے لیے استغفار بہت اچھا ہے۔

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اور اپنے رب سے معافی چاہو۔ پھر اس کی طرف

اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ رجوع کرو بیشک میرا رب مہربان محبت والا

وَّدُوْدٌ ۔ ہے۔ (ہود ۹۰)

اللہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے بذریعہ استغفار گناہوں سے بچیں اس لیے جو شخص گناہ سرزد ہونے کے فوراً بعد احساسِ ندامت کے تحت توبہ اور استغفار کرنے لگتا ہے تو اس کا گناہ فوراً معاف ہو جاتا ہے بلکہ وہ فرشتے جو انسان کا اعمالنامہ لکھتے ہیں انھیں حکم ہے کہ انسان سے گناہ سرزد ہو جانے کے بعد کچھ دیر توقف کرو تاکہ بندہ اپنے گناہ پر معافی مانگ لے، اگر گناہ کرنے والا استغفار کرلے تو وہ فرشتہ اس گناہ کو نہیں لکھتا، نہ فرشتہ لکھے گا نہ قیامت میں اس گناہ کی پیشی ہوگی نہ اس پر عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی مہربانی

Marfat.com

ہے کہ ایک نیکی کی کم از کم دس گنتی لکھی جاتی ہے اور گناہ ہو جائے تو اول تو فرشتہ لکھنے میں دیر لگاتا ہے، بندہ کے استغفار کا انتظار کرتا ہے اگر استغفار کر لیا تو اس کا لکھا جانا ہی ختم ہوا اور اگر استغفار نہ کیا تو ایک گناہ ایک ہی لکھا جاتا ہے، پھر صغیرہ گناہ حسنات کے ذریعہ معاف ہوتے رہتے ہیں اور کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنے کے لیے ہر وقت رحمتِ حق کا دروازہ کھلا ہوا ہے اللہ بڑا حلیم و کریم ہے اور ستار و غفار ہے۔ اس کی شانِ کریمی کو جانتے ہوئے بھی کوئی شخص گناہ کی مغفرت کرائے بغیر مر جائے تو بڑے خسارے کی بات ہے۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ قف اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو۔ وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے۔ (نوح : ۱۰)

اہلِ تقویٰ اور اہلِ روحانیت کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کے لیے بھی اللہ کے سامنے استغفار کریں جو ان کی صحبت یا قربت میں ہوں کیونکہ جن کے لیے استغفار کی دعا کی جاتی ہے تو اللہ انھیں بھی اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کی توفیق عطا کر دیتا ہے اس طرح اہلِ روحانیت کی توجہ سے گنہگاروں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اور خدا سے بخشش مانگو، بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ۵، نساء ۱۰۶)

گناہ انسان کے دل پر سیاہ داغ پیدا کرتا ہے حتیٰ کہ جب گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں، تو سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور دل کی صفائی اور پاکیزگی کے لیے استغفار نسخۂ کیمیا ہے۔ دل کو گناہوں کی آلائش سے صاف کرنا ضروری ہے لہٰذا اگر کبھی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ اور استغفار کرنا چاہیئے۔ جو لوگ توبہ و استغفار کی طرف متوجہ نہیں ہوتے گناہوں کی وجہ سے ان کے دل میں نیکی بدی کا احساس تک نہیں رہتا اور اس احساس کا ختم ہو جانا بدبختی کی علامت ہے۔

بری محفل انسان کے دل پر برے اثرات کا تاثر ڈالتی ہے۔ خاص کر فاسقوں اور

Marfat.com

فاجروں کے پاس اٹھنا بیٹھنا دل کی خرابی کا باعث ہے۔ لہٰذا بُرے مجمعوں سے گریز کریں۔ اگر سفر وغیرہ میں کہیں ان کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا پڑ جائے تو استغفار کرتے رہیں اور ان سے جدا ہونے کے بعد بھی استغفار جاری رکھیں تاکہ دل پر جو غلط اثرات ہوئے ہوں وہ زائل ہو جائیں۔ بزرگوں کی مجلس سے انسان متاثر ہو کر ہمیشہ نیکیوں کی طرف مائل ہوتا ہے اس لیے ہمیشہ اچھی صحبت اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۔ اور خدا سے دعا کرو کہ میرے پروردگار مجھے بخش دے اور (مجھ پر) رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔ (پ ۱۸، مومنون ۱۱۸)

اس آیت میں کہا گیا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کہیے کہ اے میرے رب! مغفرت اور رحم کر، کیونکہ تو سب سے اچھا رحیم ہے۔ یہ ایک طرح کے دعائیہ جملے ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفرت مانگنے اور رحمت طلب کرنے کا حکم دیا ہے۔ ابتدائے اسلام میں رسول پاکؐ اور صحابہ کرامؓ جب یہ دعا مانگتے تو کافر مسلمانوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر مسلمانوں کو تاکید کی کہ کافروں کی پروا مت کریں اور اللہ سے ہمیشہ رحمت کے طلبگار رہیں۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۔ پس جان لیں کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اے محبوب، اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی بخشش مانگو اور اللہ دن کو تمھارا پھرنا اور رات کو تمھارا آرام لینا جانتا ہے۔ (محمد: ۱۹)

اللہ تعالیٰ نے رسول پاکؐ کو حکم دیا کہ اے نبیؐ! خوب جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ چنانچہ اپنے مسلمان مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بخشش کی دعا کرو تاکہ

Marfat.com

اللہ انھیں معاف کرے۔

نبی پاکؐ کی زندگی انسانیت میں انسانِ کامل کا ایک نمونہ ہے اور ان کو توبہ اور استغفار کا حکم دے کر اصل میں دوسروں کے لیے ایک مثال قائم کرنا ہے تاکہ دوسرے انسان رسول پاکؐ کی پیروی میں اللہ سے گناہوں پر توبہ کریں اور دنیا کے کسی بڑے سے بڑے فاضل عابد عالم صوفی پیر اور شیخ طریقت کے دل میں یہ خیال تک پیدا نہ ہوسکے کہ عبادت اور اطاعت کا جو حق تھا اس نے ادا کر دیا ہے اور وہ اپنے دل میں اس پر فخر اور غرور کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کے قریب خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو وہ عاجزانہ انداز میں رہے۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ — تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو
اسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ — اور اس سے بخشش چاہو۔ بیشک وہ بہت
تَوَّابًا ۝ — قبول کرنے والا ہے۔ (النصر: ۳)

سورۂ نصر میں فرمایا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں دینِ اسلام کی جب تکمیل ہوئی اور اسلامی ضابطۂ حیات کے احکامات ہر لحاظ سے پورے ہو گئے، تو اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کو غالب کر دیا اور اس وقت لوگ اللہ کی مدد اور نصرت سے فوج در فوج دینِ اسلام میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے نبی پاکؐ کو ارشاد فرمایا کہ اے نبیؐ! اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو اور اس سے مغفرت کی دعا مانگو۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ یہاں پر بھی خطاب اگرچہ براہِ راست رسول پاکؐ کو ہے لیکن ہر مسلمان کے لیے پیغام ہے کہ وہ اسلام کو عملی طور پر خود اپنائے اور پھر دوسروں کو اسلام پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرے۔

نیکیوں پر عمل پیرا ہونے کے باوجود اگر کوئی خطا ہو جائے تو اس پر توبہ کرے کیونکہ انسان سے خطا کا سرزد ہو جانا بعید از قیاس نہیں۔ انسان نے اسلام کے لیے خواہ کتنی قربانیاں دی ہوں، اسلام پر عمل پیرا ہونے میں کتنی جانفشانی سے محنت کی ہو، مگر

Marfat.com

اس کے دل میں کبھی بھی خیال پیدا نہیں ہونا چاہیئے کہ اس نے جو کچھ سرانجام دیا ہے وہ بے عیب ہے بلکہ اس کی بے عیبی تو صرف اللہ کی ذات کو معلوم ہے اور اسے اللہ سے دعا مانگنی چاہیئے کہ جو خدمت اس نے سرانجام دی ہے اس کو اللہ تعالیٰ قبول کرے اور میری کوتاہیوں کو معاف کردے۔

ایک اور موقع پر سورت آل عمران میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ ان سے درگزر کرو اور ان کے لیے استغفار کرو۔ یہاں پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ ان کے لیے یعنی مومنین کے لیے خاص کر صحابہ کرامؓ کے لیے دعا کریں۔ رسول پاکؐ اللہ کی رحمت کے باعث انتہائی نرم دل اور اپنے صحابہؓ سے اور دوسرے انسانوں سے بڑی شفقت اور پیار سے پیش آتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا ہے کہ اگر ان سے غلطی ہو جائے تو اسے درگزر کرتے ہوئے ان کے حق میں استغفار کیا کریں۔

فضیلتِ استغفار

احادیث میں بھی استغفار کی بہت تاکید کی گئی ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود کثرت سے استغفار کیا کرتے تھے اور یہی راستہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے پسند فرمایا جن احادیث میں استغفار کی ترغیب دی گئی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

اہلِ استغفار کے لیے خوشخبری

حضرت عبداللہ بن بسرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے لیے خوشخبری ہے جس نے اپنے نامہ اعمال میں استغفار کی کثرت دیکھی (ابن ماجہ نسائی)

گناہوں کی معافی کا ذریعہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جب مومن بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ داغ لگ جاتا ہے پس اگر توبہ و استغفار کرلے تو

Marfat.com

اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر گناہ زیادہ کرے تو یہ سیاہ داغ بھی بڑھتا جائے گا یہاں تک کہ اس کے دل پر چھا جائے گا۔ یہی وہ زنگ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کے اعمال نے ان کے دلوں پر زنگ لگا دیا۔ (ترمذی)

استغفار کو لازم کرلو

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص استغفار کو اپنے اوپر لازم کرلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر دشواری سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دے گا۔ اور ہر دکھ سے نجات دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔ (ابوداؤد)

استغفار کی تاکید

حضرت حذیفہ رضؓ نے بیان فرمایا کہ میں اپنے گھر والوں سے فحش کلامی کے ساتھ پیش آتا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ڈر ہے کہ میری زبان مجھے دوزخ میں داخل نہ کر دے، آپؐ نے فرمایا تم استغفار سے کیوں دور ہو؟ میں روزانہ سو مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

استغفار کا اجر

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محافظ فرشتے اللہ کے حضور جب کسی کا اعمال نامہ پیش کرتے ہیں جس کے اول و آخر میں استغفار لکھا ہوا ہو تو اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ میں نے اپنے بندہ کو وہ سب کچھ بخش دیا جو اس کے اعمال نامہ کے اول و آخر کے درمیان میں ہے۔ (بزاز)

گناہوں کی مغفرت

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بندے نے گناہ کر کے یہ کہا کہ خداوندا! مجھ سے صدور گناہ ہوا ہے۔ میری مغفرت فرما دے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کو یہ معلوم ہے کہ اس کا پروردگار بخشش فرمانے والا ہے جو گناہوں پر مؤاخذہ کرتا ہے لہذا

Marfat.com

میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا۔ پھر وہ بندہ جب تک اللہ چاہے زندگی کے لمحات گزارتا رہتا ہے لیکن پھر اس سے گناہ ہو جاتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے کہتا ہے خداوندا مجھ سے گناہ ہو گیا تو اس کی مغفرت فرما دے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا رب گناہ پر مواخذہ کرتا ہے اور مغفرت بھی کر دیتا ہے لہٰذا میں نے اس کو بخش دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ایک زمانہ گزرتا ہے پھر اس بندے سے گناہ سادر ہوتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے کہتا ہے کہ اللہ! میری مغفرت فرما! تو اللہ کہتا ہے کہ کیا میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا رب گناہوں پر مواخذہ کرتا ہے۔ (مسلم)

اللہ کا انداز کرم

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان نے رب تعالیٰ سے کہا اے میرے رب! تیری عزت و جلال کی قسم! میں تیرے بندوں کو جب تک کہ روح ان کے جسموں میں ہے بہکاتا رہوں گا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال اور بلند مقام کی قسم! میں ہمیشہ اس وقت تک ان کی مغفرت کرتا رہوں گا جب تک کہ وہ مجھ سے مغفرت مانگتے رہیں گے۔ (احمد)

فرشتے کا انتظار

حضرت ام عصمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کوئی مسلمان گناہ کرتا ہے تو اعمال لکھنے والا فرشتہ تین گھڑی انتظار کرتا ہے پس اگر وہ استغفار کر لے تو وہ گناہ اس کے اعمالنامہ میں نہیں لکھتا اور نہ اس پر اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن عذاب نہ دے گا۔ (مستدرک حاکم)

استغفار کا فائدہ

حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص استغفار کرتا رہتا ہے، وہ ان لوگوں میں شمار نہیں ہے جو گناہوں پر اصرار کرنے والے ہیں اگرچہ ایک دن میں ستر مرتبہ گناہ ہو جائیں۔ (ابو داؤد)

Marfat.com

حضورؐ کا فرمان

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ارشاد ربانی الا اللمم کے بارے میں سرکار دو عالم ؐ نے کہا، خداوندا اگر تو مغفرت فرماتا ہے، تو گناہِ کبیرہ معاف فرما۔ نیز وہ کونسا بندہ ہے جس سے گناہ صغیرہ کا ارتکاب نہ ہوا ہو۔ (جامع ترمذی)

اچھے بندوں کا وصف

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے کر کہ جب نیکی کریں تو خوش ہوں اور جب برائی کریں تو استغفار کریں۔ (ابن ماجہ)

مغفرت طلب کرنا ضروری ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اس ذاتِ اقدس کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم ارتکاب گناہ نہ کرو، تو اللہ تعالیٰ تم کو لے جا کر ایسی قوم کو لائے گا جو ارتکابِ گناہ کر کے اللہ سے مغفرت طلب کرے اور وہ ان کی مغفرت فرمائے۔ (مسلم)

روزانہ سو بار استغفار

حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض اوقات میرے قلب پر حجابات کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ میں روزانہ اللہ تعالیٰ سے سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ (مسلم)

مغفرت کی قدرت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس بندہ نے یہ جان لیا کہ میں گناہوں کی مغفرت کی قدرت رکھتا ہوں تو میں اس کی مغفرت کر دیتا ہوں اور میری ذات بے نیاز ہے جب تک کہ وہ بندہ شرک نہ کرے۔ (شرح السنۃ)

اللہ بخشنے والا ہے

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ یہ آیت تلاوت فرماتے

Marfat.com

تھے۔ اے میرے بندو جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کی مغفرت فرمانے والا ہے اور وہ بے نیاز ہے (احمد، جامع ترمذی)

مغفرت طلب کی جائے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب تعالیٰ فرماتا ہے اے ابنِ آدم! تو نے مجھے جب بھی پکارا اور مجھ سے رجوع ہوا میں نے تیرے گناہوں کی بخشش کی اور مجھے اس کی پرواہ نہیں اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچیں پھر تو نے مجھ سے مغفرت طلب کی تو میں نے تیری مغفرت کی اور میری ذات بے نیاز ہے۔ اے ابن آدم! اگر تیری مجھ سے ملاقات اس حالت میں ہو کہ تیرے گناہ پوری زمین کو محیط ہو جائیں لیکن تو نے شرک کا ارتکاب نہ کیا ہو تو میں تیرے لیے اتنی ہی مغفرت مقرر کردوں۔ (احمد، دارمی)

اللہ کا اندازِ مغفرت

حضرت جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے کہا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں کی مغفرت نہیں فرمائے گا لیکن رب کریم نے فرمایا ہے، کون شخص یہ گمان کرتا ہے کہ میں فلاں شخص کو نہیں بخشوں گا۔ میں نے تو اس کی مغفرت کر دی اور اس شخص کے ایسا کہنے پر اس کے عمل ضائع کر دیے۔ (مسلم)

جنت میں بلندیٔ درجات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کے درجات کو جنت میں بلند فرماتا ہے تو یہ نیک بندہ کہتا ہے کہ یہ درجہ مجھے کس طرح مل گیا؟ تو رب کریم فرماتا ہے کہ تجھے یہ منزلت تیرے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے ملی ہے۔ (احمد)

فوت شدہ کے لیے تحفہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر میں مردہ کی حالت

Marfat.com

ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی ہوتی ہے وہ دعاؤں کا انتظار کرتا ہے خواہ وہ ماں باپ کی طرف سے ہو یا بھائی اور دوست کی طرف سے اور جب یہ دعا اس مردہ کو پہنچتی ہے تو وہ اس کو دنیا ومافیہا سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور بیشک رب کریم دنیا والوں کی دعائیں مردوں کو پہاڑوں کی طرح کر کے پہنچاتا ہے اور زندوں کا اپنے مردوں کی طرف تحفہ ان کے لیے مغفرت کی طلب ہوتی ہے۔ (شعب الایمان)

روزانہ مغفرت طلب کرو

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے دن میں ستر بار سے زیادہ مغفرت طلب کرتا ہوں۔ (بخاری)

بندوں پر اللہ کی شفقت

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو نیکی کرے اس کے لیے اس کے دس مثل یا اس سے بھی زیادہ ثواب ہے اور جو برائی کا مرتکب ہو تو برائی کی سزا اس کی مثل ہے یا میں معاف کردوں۔ جو آدمی مجھ سے ایک بالشت قریب ہوگا میری رحمت ایک ہاتھ اس کے قریب ہوگی اور جو ایک ہاتھ میرے قریب ہوگا میری رحمت دو ہاتھ اس کے قریب ہوگی جو میرے پاس چل کر آئے گا میری رحمت دوڑ کر اس کی طرف جائے گی اور جو زمین بھر گناہ لے کر میرے پاس آئے گا تو میں اس کے گناہوں کے برابر مغفرت کے ساتھ اس سے ملوں گا بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔ (مسلم)

حضرت آدم علیہ السلام کا استغفار

ایک روایت میں ہے کہ حضرت آدم کو خدا نے اپنے یدِ قدرت سے پیدا کیا اور سب فرشتوں سے سجدہ کرایا اور اپنے جوارِ رحمت میں رہنے کا حکم کیا۔ انھوں نے صرف ایک گستاخی کی وا غوائے شیطانی سے کہ ایک کھانے کی چیز بلا اجازت کھالی تو یہ آواز آئی کہ جو کوئی نافرمان

ہو۔ ہمارے ہمسایہ ہیں نہ رہے اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ ایک آسمان سے دوسرے تک اپنی اپنی حد سے باہر نکال دو یہاں تک کہ فرشتوں نے ارشاد کے مواقع زمین پر گرا دیا دو برس تک روتے رہے تو یہ استغفار کی رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ه یعنی اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور رحم نہ فرمائے گا تو ضرور ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمؑ سے یہ گناہ سرزد ہوا تو آپ پریشان تھے بسبب نازل ہونے عذابِ الٰہی کے۔ آپ کو یاد آ گیا کہ جس وقت مجھے خدا تعالیٰ نے پیدا کر کے روح خاص میرے اندر پھونکی تھی اس وقت میں نے اپنے سر کو عرش کی طرف اٹھایا تھا اور اس جگہ لکھا دیکھا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پس آپ نے دعا میں کہا اسئلك بحق محمد ان تغفرلی۔ حق تعالیٰ نے ان کی بخشش کی اور وحی بھیجی کہ محمدؐ کو تو نے کہاں سے جانا؟ تو انھوں نے تمام ماجرا عرض کیا اللہ نے فرمایا اے آدم محمدؐ سب سے پچھلا پیغمبر ہے اور تیری اولاد میں سے ہے اگر وہ نہ ہوتا تو تجھ کو پیدا نہ کرتا۔ استغفار سے آدم کا گناہ معاف ہوا۔

حکایاتِ استغفار

حکایت حضرت ابوالحسن شاذلیؒ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں روتا ہوا حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت! میں نے بڑی محنت اور عبادت و ریاضت کے بعد ایک خاص کیفیت حاصل کر لی تھی اور میں اس میں بڑی لذت اور آسودگی محسوس کرتا تھا لیکن چند دنوں سے میں اس حلاوت سے محروم ہو گیا ہوں۔ میں کیا کروں؟ میں تو اپنی متاعِ حیات گنوا بیٹھا ہوں، میرے لیے کچھ کیجیے ورنہ میں ہلاک و برباد ہو جاؤں گا۔ آپ نے قدرے سکوت کے بعد فرمایا تمھاری اس حالت کے تین اسباب ہیں۔ یا تو

تم کوئی کبیرہ گناہ کر بیٹھے ہو۔ یا دنیا چھوڑ دینے کے بعد اس کے وسوسوں نے تمھیں فکر مند کر دیا ہے اور غیر یقینی سوچوں کا شکار ہو گئے ہو۔ یا پھر تمھارے ذہن پر کسی ایسے شخص کا ڈر سوار ہے جو تمھیں عزت وحیات کے معاملے میں آزار پہنچانے کے درپے ہو اور تمھارے ڈر اور فکر نے تمھارے اندر سے وہ چیز چھین لی ہے جس کو تم نے محنت سے حاصل کیا تھا۔

وہ شخص بولا آپ بالکل بجا فرماتے ہیں مگر ان چیزوں کا کوئی علاج بھی فرمائیں۔

آپ نے فرمایا اگر تم گناہ کے مرتکب ہو چکے ہو تو استغفار کرو اور اگر دنیا چھن گئی ہے تو اس کے لیے اپنے رب سے رجوع کرو، وہ اپنے بندوں کو مایوس نہیں کرتا اور اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم نے ظلم کیا ہے اور کوئی تمھاری جان یا آبرو کے درپے ہے تو صبر اور تحمل سے کام لو اور اگر ان وجوہات میں سے کوئی بھی تم سے سرزد نہیں ہوئی تو پھر خدا کے فضل اور فیصلہ کا انتظار کرو وہ تم پر ضرور کرم کریگا۔

وہ شخص نہایت مطمئن ہو کر اپنے گھر چلا گیا اور دوبارہ اپنے معمولات کی طرف متوجہ ہو گیا۔

حضرت ابوالحسن شاذلیؒ کا طرز عمل

حضرت ابوالحسن شاذلیؒ کو ہر وقت استغفار کرتے دیکھ کر لوگ حیران ہوتے کہ اتنا کامل شخص بھی ہر وقت توبہ کرتا رہتا ہے اس کی وجہ جب آپ سے دریافت کی گئی تو فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ میرے کونسے اعمال قبول فرماتا ہے اور کونسے مسترد کرتا ہے۔ اس لیے استغفار کا عمل بہت ضروری ہے۔ سائل نے دوبارہ سوال کیا کہ دل اور ضمیر مطمئن ہو تو اعمال کی مقبولیت کا یقین تو ہو ہی جاتا ہے۔

حضرت بولے، یہ دونوں دھوکہ دینے والی چیزیں ہیں ان پر یقین کر لینا عقلمندی نہیں ہے اس لیے ہر وقت خدا سے خوفزدہ رہنا چاہیئے، توبہ استغفار صرف اپنے اعمال و کردار کے لیے ضروری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے استعانت کی بھی ایک درخواست ہے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کی ایک تدبیر بھی ہے۔

حکایت ایک مرتبہ شاہ ابو المعالی مسجد میں نماز کی غرض سے جا رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ راستے میں ایک فقیر سویا ہوا ہے۔ آپ نے اس کو بیدار کیا اور فرمایا کہ فقیروں کو کسی کے ساتھ لڑنا زیب نہیں دیتا۔

فقیر سخت شرمندہ ہوا اور بولا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں خواب میں کسی کے ساتھ لڑ رہا ہوں؟

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کوئی بات اپنے بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے اس میں بندے کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہ سب اس مالک کی مرضی پر منحصر ہوتا ہے۔

فقیر بولا، حضرت! پھر تو آپ اس کے مقرب بندے ہوئے جن کو اس نے یہ قوت عطا فرما رکھی ہے۔

شاہ ابو المعالیؒ نے فرمایا کہ یہ خدا کی مہربانی ہے میں کس قابل ہوں۔

فقیر بولا، اللہ نے آپ پر مہربانی کی ہے تو آپ مجھ پر مہربانی فرمایئے۔

آپ نے فرمایا ٹھیک ہے تم پاک صاف ہو کر ابھی مسجد میں آجاؤ اللہ کے آگے سجدہ ریز ہو کر استغفار کرو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو تو وہ خود بخود مہربان ہو جائے گا۔

اس فقیر نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور فوراً پاک صاف ہو کر مسجد میں گیا اور اس روز کے بعد اس نے ایسی استغفار شروع کی اور عبادت و ریاضت میں بہت بڑے درجات حاصل کیے اور یہ شاہ ابو المعالی کی صالح صحبت اور خدا کی مہربانی سے ہوا۔

حکایت ابو الحسین احمد بن محمد النوری، یہ تمام جنیدؒ کے دوستوں میں سرفہرست ہے نوری شیخ سقطیؒ کے بھی مرید رہ چکے تھے حضرت جنید بغدادیؒ اور نوریؒ میں بڑی گہری دوستی تھی۔ ایک دن جنیدؒ نوریؒ سے ملنے ان کے حجرے میں گئے تو انھیں محسوس ہوا کہ جیسے حجرے میں روشنی کا سیلاب امڈ پڑا ہے۔ حیرت سے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ نوریؒ اس حالت میں ہے کہ قرآن کی تلاوت میں محو ہے اور جسم سے روشنی اس قدر پھوٹ رہی ہے

Marfat.com

کہ پورا حجرہ منور ہو چکا ہے۔ آپ نے یہ منظر دیکھا تو خاموشی سے جا کر حجرے میں بیٹھ گئے ابوالحسین جب تلاوت سے فارغ ہو کر مڑے تو حضرت جنیدؒ کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے، حضرت جنیدؒ نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا احمد! اس تماشا کی کیا ضرورت تھی، کیوں اس حال میں بیٹھا تھا، اگر میری جگہ کوئی اور حجرے میں آجاتا تو تمھاری اس حالت کو دیکھ کر اس کا کیا حال ہوتا؟۔

ابوالحسین جن کے جسم سے ابھی تک یہ شعاعیں پھوٹ رہی تھیں مسکرا کر بولے، تماشا! کیسا تماشا جنیدؒ! بھلا چاند کی روشنی دیکھ کر کسی نے یہ کہا کہ چاند! یہ کیا تماشا دکھا رہا ہے۔ کیا چاند کو یہ اختیار ہے کہ وہ طلوع ہو یا نہ ہو؟ میرا دل جب بھی میرے وجود پر طلوع ہوتا ہے میں روشن ہو جاتا ہوں۔ جس طرح سورج چاند کو طلوع ہونے پر کوئی اختیار نہیں اسی طرح مجھے بھی اس پر کوئی اختیار نہیں۔ یہ تو نور عطا کرنے والے کا کام ہے کہ اس بات کو جانے کہ آیا یہ تماشا ہے، کیا اس نے یہ نہیں سوچا ہوگا کہ جب لوگ اسے تماشا کہیں گے تو اس تماشا دکھانے والے کو کیا کہیں گے؟

یہ سن کر حضرت جنیدؒ کی حالت غیر ہو گئی۔ ساری رات عبادت میں گزاری اور توبہ استغفار کرتے رہے۔ یہیں سے ابوالحسین نوری کہلائے۔

حکایت سید اشرف کے ایک مرید شیخ کمال، جو ان کے خلیفہ بھی تھے، لوگوں کے روحانی پیشوا تھے۔ ایک دن ان کے مریدوں کو کسی ضیافت کے اہتمام کا حکم دیا گیا لیکن کسی وجہ سے ضیافت کا انتظام بروقت نہ ہو سکا۔ شیخ کمالؒ نے جلال میں آکر ضیافت کے منتظمین کو بددعا دی۔ اچانک پورا قصبہ آگ کی لپیٹ میں آگیا جن میں بے گناہ طفل و مستورات بھی خاکستر ہو گئیں۔ بعد میں شیخ کمال کو بہت پچھتاوا ہوا۔ وہ شرمندگی کے اظہار کے لیے سید اشرف کے پاس پہنچے مگر سید اشرف بہت غصہ میں تھے، انھوں نے کہا تم نے میری ذریت کو بے خانماں برباد کر دیا لہذا میں تمھارے ساتھ ملاقات بالکل نہیں کروں گا۔ یہ بات سن کر شیخ کمال مہینوں اپنے مرشد سید اشرف کے در پر پڑے استغفار کرتے رہے اور کئی مہینوں کے

Marfat.com

بعد ایک دن سر پہ انگاروں سے بھرا ہوا طشت لے کر مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سید اشرف نے معاف تو کر دیا مگر فرمایا کہ تم اور تمھاری نسلِ آئندہ بہت پریشان رہا کرے گی۔ تم نے معافی مانگی ہے چنانچہ تمھیں ہی معاف کہہ دیتا ہوں۔

حکایت حسن بصریؒ سے کسی نے کہا اے ابوسعید! یہاں ایک شخص ہے ہم نے اسے ہمیشہ تنہا درختوں کی آڑ میں بیٹھا ہوا دیکھا ہے۔ ایک دن حسن بصریؒ اس طرف تشریف لے گئے اور اس شخص سے فرمایا اے شخص! تم خلوت پسند معلوم ہوتے ہو کیا وجہ ہے کہ لوگوں سے نہیں ملتے۔ اس شخص نے کہا میں ایک ایسے کام میں مشغول ہوں جو لوگوں سے ملنے کی مہلت نہیں دیتا۔ حسن بصریؒ نے فرمایا یہاں جو حسن بصری رہتے ہیں ان کے پاس تو جایا کرو۔ اور ان کے پاس بیٹھا کرو۔ اس شخص نے کہا کہ جس کام کی وجہ سے لوگوں سے نہیں مل سکتا اسی وجہ سے حسن بصریؒ سے بھی نہیں مل سکتا۔ حسن بصریؒ نے فرمایا ایسا کیا کام ہے؟ اس شخص نے کہا جب صبح ہوتی ہے تو اللہ کی نعمتیں اور اپنے گناہ دیکھتا ہوں، نعمتوں کا شکر، اور گناہوں سے استغفار کرتا ہوں۔ حسن بصریؒ نے کہا اے عبداللہ! تو حسنؒ سے بھی زیادہ سمجھدار ہے۔ میں تیری محفل میں آیا کروں گا۔

حکایت ایک قاتل کو تختۂ دار پر چڑھایا گیا تو اس شب لوگوں نے خواب میں عمدہ لباس زیب تن کیے جنت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا اور جب اس سے پوچھا کہ تم نے تو قتل کا ارتکاب کیا تھا پھر اس مرتبہ تک کیسے پہنچ گئے۔ اس نے کہا کہ سولی دیتے وقت حبیب عجمیؒ ادھر آنکلے اور میری جانب متوجہ ہو کر دعائے مغفرت فرمائی یہ اسی دعائے مغفرت کی برکت کا نتیجہ ہے۔

استغفار کی دُعائیں

قرآن پاک میں توبہ و استغفار کے متعلق حسبِ ذیل دعائیں بیان ہوئی ہیں:

Marfat.com

۱۔حضرت آدمؑ کی دعا

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا کو جب جنت سے اس زمین پہ اتار دیا گیا تو انھوں نے اپنے کیے پر اللہ کے حضور معافی اور مغفرت طلب کی اور کثرت سے اس دعا کا ورد کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول فرمائی۔ لہذا آج بھی اگر کوئی شخص اپنی غلطی پر نادم ہو کر اس دعا کو کثرت سے پڑھے تو اس کی خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ لہذا ہر نماز کے بعد اس دعا کو ایک مرتبہ یا تین مرتبہ پڑھنا بھی بہت ہی نفع بخش ہے:۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے اور ہم پہ رحم نہ فرمائے تو واقعی ہم خسارہ والوں میں سے ہو جائیں گے۔ (الاعراف: ۲۳)

☆

۲۔حضرت نوحؑ کی دعائے استغفار

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم جب بت پرستی سے باز نہ آئی تو اس پر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کے حضور ان ظالموں کی بربادی کی التجا کی اور اس کے ساتھ ہی انھوں نے اپنے لیے اور اللہ پہ ایمان لانے والوں کے حق میں بخشش اور مغفرت کی دعا کی تاکہ اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور عورتوں کو اپنی پناہ میں رکھے۔ لہذا مغفرت اور بخشش کے لیے یہ دعا بھی بڑی اکسیر ہے:۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝

اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور جو شخص میرے گھر میں بحالتِ ایمان داخل ہو اس کو، اور تمام مومنین و مومنات کو بخش دے اور ظالموں کی بربادی اور بڑھا دے۔

(نوح: ۲۸)

☆

۳۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوم حساب کو اپنی اور اہل ایمان کی بخشش کے لیے مندرجہ ذیل دعا کی ہے لہٰذا جو شخص روز قیامت میں بخشش کے لیے یہ دعا پڑھے انشاء اللہ اس کی بخشش ہوگی۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝ (ابراہیم: ۴۱)

اے ہمارے رب! مجھے اور میرے والدین کو، اور اہلِ ایمان کو، جس دن حساب ہوگا، بخش دے۔

کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حضور یہ دعا کی۔ اس دعا کے پڑھنے سے انسان کو توبہ کی توفیق حاصل ہو جاتی ہے لہٰذا نماز کے بعد اس دعا کو ایک بار پڑھنا بہت بہتر ہے۔

وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ (البقرہ: ۱۲۸)

اور ہم کو ہمارے حج کے احکام بتا اور ہماری توبہ قبول فرما۔ تو ہی بڑا درگزر کرنے والا مہربان ہے۔

۴۔ حضرت یوسفؑ کی دعا

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی مغفرت کے لیے یہ دعا کی۔ لہٰذا رشتہ داروں اور دوسروں کی مغفرت کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیے:۔

يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝

اللہ تمہاری مغفرت فرمائے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ (یوسف: ۹۲)

۵۔ حضرت موسیٰؑ کی دعا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توبہ اور مغفرت کے لیے مختلف اوقات میں حسب ذیل دعائیں کیں ان دعاؤں کو پڑھنے سے بخشش اور رحمت حاصل ہوتی ہے:۔

(۱) أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا

تو ہمارا کارساز ہے پس ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم

Marfat.com

وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ۔ فرما اور تو سب بخشنے والوں سے بہتر بخشنے والا ہے۔ (اعراف : ۱۵۵)

(۲) رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ۔ اے میرے رب! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا پس تو مجھے بخش دے۔ (قصص : ۱۶)

(۳) رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِاَخِیْ وَ اَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۔ اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے بھائی کو معاف کر دے اور ہم کو اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ (اعراف : ۱۵۱)

۶۔ حضرت یونسؑ کی دعا

حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا پڑھی۔ یہ دعا استغفار اور توبہ کے لیے بہت مؤثر ہے جو شخص یہ آیت کریمہ سوا لاکھ مرتبہ پڑھے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں خواہ وہ ریت کے ذروں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ بیشک میں ہی زیادتی کرنے والوں سے ہوں۔ (انبیاء : ۸۷)

۷۔ متفرق دعائیں

استغفار کی متفرق دعائیں حسب ذیل ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں:۔

(۱) رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۔ اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما اور تو ہی سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔ (مؤمنون : ۱۱۸)

(۲) رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۔ اے ہمارے رب! تیرا رحم اور تیرا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے پس تو بخش دے ان کو جنھوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (مؤمن : ۷)

Marfat.com

(۳) سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝

ہم نے سن لیا اور مان لیا اے ہمارے پروردگار! ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (البقرہ: ۲۸۵)

(۴) رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَاغْفِرْ لَنَا وقفہ وَارْحَمْنَا وقفہ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اے ہمارے پروردگار! نہ پکڑ کر ہم کو اگر ہم بھول یا چوک جائیں، اے ہمارے رب! نہ رکھ ہم پر بھاری بوجھ جیسا کہ رکھا تو نے ان پر جو ہم سے پہلے ہوئے اے ہمارے رب اور نہ اٹھوا ہم سے وہ چیز کہ نہیں طاقت ہم کو اس کے اٹھانے کی اور درگزر فرما ہم سے اور بخش دے ہم کو اور رحم فرما ہم پر۔ تو ہی ہمارا مالک ہے۔ پس کافروں کی قوم پہ ہماری مدد کر۔ (بقرہ: ۲۸۶)

(۵) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دل میں ایمان لانے والوں کی طرف سے کدورت نہ رکھ اے ہمارے رب! بیشک تو بہت مہربان، نہایت رحم والا ہے۔ (حشر: ۱۰)

(۶) رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اے ہمارے رب! کامل کر دے ہمارے لیے ہمارا نور اور بخش دے ہم کو۔ بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے (تحریم: ۸)

(۷) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ

اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں حد سے بڑھ جانے کو بخش دے اور ہمارے

Marfat.com

اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ہ	قدموں کو جما دے اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ (آل عمران : ۱۴۷)
(۸) رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہ	اے ہمارے رب! بیشک ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرما۔ (آل عمران : ۱۶)
❊	
(۹) رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ہ	اے ہمارے رب! بیشک ہم نے سنا ایک پکارنے والے سے جو ایمان کے لیے ندا دے رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ، سو ہم ایمان لے آئے پس تو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری برائیوں کو فراموش کر دے اور ہم کو نیک بندوں میں شامل کر کے موت دینا۔ (آل عمران : ۱۹۳)
❊	
(۱۰) اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا ہ	بیشک ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کر دے۔ (طٰہٰ : ۷۳)
(۱۱) سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔	اے اللہ! تو پاک ہے میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔ (اعراف : ۱۴۳)
(۱۲) سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ہ	بیشک ہم ہی خطا دار ہیں ہمارا پروردگار پاک ہے (القلم : ۲۹)
❊	
(۱۳) اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔	اگر تو انھیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں معاف کر دے تو بیشک تو زبردست حکمت والا ہے۔ (مائدہ : ۱۱۸)

Marfat.com

احادیث اور استغفار کی دُعائیں

استغفار کے متعلق احادیثِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ ذیل ہیں:۔

ا۔ سیّد الاستغفار

سیدالاستغفار کا مطلب ہے سب سے بڑا استغفار۔ اس استغفار کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اس استغفار کو ایک مرتبہ دن یا رات میں یقین کامل کے ساتھ پڑھ لے اور اگر وہ اس دن یا رات میں وفات پا جائے تو وہ ضرور جنتی ہوگا۔ اس استغفار کے متعلق اللہ والوں کا کہنا ہے کہ اس کے ورد سے انسانی طبیعت میں خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے اور دل اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہوتا ہے۔ جو شخص اس استغفار کا ورد زیادہ کرے تو اس کے گناہ بالکل معاف ہو جاتے ہیں لہٰذا ہر انسان کو چاہیئے کہ وہ ہر نماز کے بعد اسے ایک مرتبہ ضرور پڑھے۔ اکثر بزرگ اسے صبح و شام پڑھتے ہیں۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیدالاستغفار یوں ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ ؕ

اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد اور تیرے وعدہ پر قائم ہوں۔ جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا میں نے جو گناہ کیے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

۲۔ کلمہ استغفار

اسلام کے چھ کلموں میں سے پانچویں کلمے کو استغفار کہا جاتا ہے جس کے کلمات یہ ہیں:۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ	میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں جو میرا رب ہے
اَذْنَبْتُہٗ عَمَدًا اَوْ خَطَأً سِرًّا اَوْ	تمام گناہوں سے، وہ گناہ جو عمداً ہوں یا خطا سے
عَلَانِیَۃً وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنَ	پوشیدہ ہوں یا ظاہر اور اس کی طرف رجوع کرتا
الذَّنْبِ الَّذِیْٓ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ	ہوں اس گناہ سے کہ میں جانتا ہوں اور اس گناہ
الَّذِیْ لَآ اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ	سے کہ میں نہیں جانتا۔ تحقیق تو جاننے والا ہے
الْغُیُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ وَغَفَّارُ	غیبوں کا اور چھپانے والا ہے عیبوں کا۔ اور
الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ	گناہوں کا بخشنے والا ہے، نہ کوئی طاقت اور نہ کوئی
اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔	قوت مگر ساتھ اللہ کے ہے جو بلند عظیم ہے۔

۳۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ استغفار

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے یہ الفاظ پڑھے اس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ میدانِ جہاد سے بھاگا ہو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ	میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی
اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ	معبود نہیں ہے وہ زندہ اور قائم رکھنے والا ہے
اِلَیْہِ ؕ	اور میں اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ (ترمذی)

اس استغفار کی انتہائی فضیلت ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ اگر صدق دل سے تین یا پانچ مرتبہ اس کا ورد کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی جائے تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

دوسری روایت میں ہے کہ اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے مانند ہی کیوں نہ ہوں

اللہ کا راستہ تلاش کرنے کے لیے اس استغفار کا ورد بہت ضروری ہے۔ اس کو جتنا کثرت سے پڑھا جائے گا اتنے ہی زیادہ اسرار ظاہر ہوں گے اور وہ شخص اللہ کے قریب ہوتا جائے گا۔

ہر نماز کے بعد اس استغفار کو تین مرتبہ ضرور پڑھنا چاہیئے اور اگر رات کو سوتے وقت اس دعا کو تین مرتبہ پڑھا جائے تو بہت عمدہ ہے۔ اگر کوئی شخص سوا لاکھ مرتبہ رمضان المبارک میں اس کا ورد کرے تو اللہ سے جو مانگے سو پائے۔ اس استغفار کو بعد نماز فجر گیارہ سو مرتبہ پڑھنا اضافہ رزق کا باعث بنتا ہے۔

۴۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دُعائے استغفار

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔ (مسلم شریف)

اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا۔ اور گناہوں کو صرف تو ہی بخش سکتا ہے لہذا تو مجھے اپنی مغفرت کے ذریعہ بخش دے اور مجھ پر رحم فرما بیشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ دعا حضرت ابو بکرؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تھی اور دعا میں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ کے حضور اپنے نفس پر ظلم کرنے کا اقرار کرو اور اس سے بخشش اور رحمت طلب کرو کیونکہ اللہ کے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا اس لیے عبادت کے بعد خاصکر نماز کے بعد یہ دعا مانگنی چاہیئے تاکہ وہ کوتاہیاں جو انسان سے عبادت کرتے وقت ہو جاتی ہیں ان کی معافی ہو جائے۔

۵۔ ہر مجلس میں استغفار کا حکم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجلس میں استغفار اس طرح پڑھتے تھے:

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ اِنْ کُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَجْلِسِ یَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ مِائَۃَ مَرَّۃٍ۔

حضرت ابن عمرؓ نے بیان فرمایا کہ بلاشبہ ہم ہر مجلس میں یہ شمار کرتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سو مرتبہ یہ الفاظ ادا فرماتے تھے: رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ۔

(ترمذی، ابوداؤد)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے استغفار کرتے تھے جس کا متعدد احادیث میں ذکر ہے۔ آپ تو معصوم تھے پھر بھی اس قدر استغفار کی طرف آپ کی توجہ تھی کہ جب کبھی آپ کسی مجلس میں بیٹھتے تو سو مرتبہ مندرجہ بالا دعا پڑھتے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے ہمیں یہ سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ جب ہم کسی خاص محفل میں جائیں تو سو مرتبہ مندرجہ بالا دعا پڑھیں تاکہ اللہ کی پناہ میں رہیں اور برائیوں سے بچے رہیں۔

۶۔ نماز کے بعد دعائے استغفار

ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط

اے اللہ! تو سلام ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے اور تو بابرکت ہے اے جلال واکرام والے

(مسلم شریف)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ کار تھا کہ نماز کا سلام پھیر کر تین بار استغفار پڑھتے تاکہ آنے والی امت آپ کی اتباع میں نماز کے بعد استغفار پڑھے اس کے بعد اللہ کے حضور سلامتی اور برکت کی دعا کرتے لہذا ہمیں بھی نماز کے بعد یہی دعا پڑھنی چاہیئے۔

Marfat.com

۷۔ نمازِ تہجد کے وقت کا استغفار

نمازِ تہجد کے وقت اٹھتے ہوئے یہ استغفار پڑھنا چاہیئے :۔

(۱) اَنْتَ رَبُّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ۔ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ! آپ ہمارے پروردگار ہیں اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے پس بخش دے میرے پچھلے اور اگلے اور پوشیدہ اور کھلے گناہ اور وہ گناہ جن کا تجھے مجھ سے زیادہ علم ہے تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہی میرا معبود ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ۔

اے اللہ مجھ کو بخش دے اور مجھے ہدایت دے اور مجھ کو رزق اور عافیت عطا فرما۔ (مشکوٰۃ شریف)

۸۔ وضو سے پہلے دعائے استغفار

وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھ کر بعد میں دعائے ذیل پڑھنی چاہیئے :۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ۔

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر میں وسعت دے اور میرے رزق میں برکت عطا فرما (مشکوٰۃ شریف)

۹۔ وضو کے بعد دعائے استغفار

وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھنا مسنون ہے :۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَقَالَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کر کے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔ کُتِبَ فِیْ رَقٍّ ثُمَّ جُعِلَ فِیْ طَابِعٍ فَلَمْ یُکْسَرْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ پڑھے تو یہ الفاظ ایک مہر شدہ ظرف میں محفوظ کر کے عرش کے نیچے رکھ دیے جائیں گے پھر قیامت تک یہ مہر نہ توڑی جائے گی۔ (نسائی)

وضو نماز کے لیے شرط اول ہے کیونکہ وضو کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی اور وضو کے بارے میں اکثر احادیث میں بیان ہوا ہے کہ وضو میں جو اعضاء دھوئے جاتے ہیں ان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگرچہ ہر عضو دھوتے وقت دعا پڑھنی چاہیے لیکن اس حدیث میں اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ وضو کے بعد بھی استغفار کے لیے مندرجہ بالا دعا پڑھنی چاہیے تاکہ وضو میں اگر کوئی کمی سنت یا مستحب کے خلاف ہو گئی ہو تو استغفار سے اس کی تلافی ہو جائے۔

۱۰۔ مسجد میں داخل ہوتے کا استغفار

مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ استغفار پڑھنا چاہیے:۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

۱۱۔ مسجد سے باہر نکلتے وقت کا استغفار

مسجد سے باہر نکلتے وقت یہ استغفار پڑھنا چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی فضل کے دروازے کھول دے۔

۱۲۔ قضائے حاجت کے بعد کا استغفار

قضائے حاجت سے فارغ ہو کر استغفار کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر آتے تھے تو غُفْرَانَكَ کہتے تھے۔ (ترمذی)

قضائے حاجت کے بعد بیت الخلاء سے باہر آکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غُفْرَانَكَ کہتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے تھے۔

۱۳۔ اگلے پچھلے گناہوں کی معافی کا استغفار

جو شخص یہ استغفار پڑھے اس کے ظاہر اور پوشیدہ اور اگلے پچھلے ہر قسم کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ رات کو سوتے وقت گیارہ مرتبہ یہ پڑھنا چاہیئے:۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَغْفِرُكَ لِمَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اے اللہ! میں تجھ سے ان سب گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں جو میں نے پہلے کیے اور بعد میں کیے اور جو ظاہر میں کیے اور جو پوشیدہ طریقے پر کیے، تو آگے بڑھانے والا ہے اور تو پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۴۔ بخشش اور توبہ

بخشش اور توبہ کے لیے بعد نماز ظہر یہ استغفار کثرت سے پڑھنا چاہیئے:۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ط

اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما۔ بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا ہے اور مہربان ہے۔

Marfat.com

۱۵۔ وسعت رحمت کا استغفار

جو شخص یہ استغفار بعد نماز جمعہ ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے وہ اللہ کی رحمت اور بخشش کو بڑا ہی قریب پائے گا۔

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَ رَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ ؕ

اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور تیری رحمت میرے نزدیک میرے عمل سے بڑھ کر امید والی ہے۔

۱۶۔ نادانستہ گناہوں سے معافی

صبح سے شام تک انسان کئی ایسے گناہ کر جاتا ہے جو انسان کے تصور میں بھی نہیں ہوتے کہ وہ گناہ ہیں لہذا ایسے گناہوں کی معافی کے لیے بعد نماز عشاء اکیس مرتبہ یہ استغفار پڑھنا چاہیئے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْئَتِیْ وَ جَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ ؕ

اے اللہ! میری خطا اور میری نادانی اور میرا اپنے کام میں حد سے بڑھ جانا اور وہ سب گناہ بخش دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔

۱۷۔ دل کی پاکیزگی کے لیے

دل کو گناہوں کی آلودگی سے صاف کرنے کے لیے بعد نماز صبح تین مرتبہ یہ استغفار پڑھنا چاہیئے۔ اس کے پڑھنے سے انسان کا دل ایسے صاف ہو جاتا ہے جیسے سفید کپڑا ہوتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ عَنِّیْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَ نَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ دَیَاعِدْ

اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو گناہوں سے ایسا صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف فرمایا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے

Marfat.com

بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ؁

درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا فاصلہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان رکھا ہے۔

۱۸۔ ہنسی مذاق کے گناہوں سے معافی کا استغفار

بعض اوقات انسان ہنسی مذاق میں ایسے افعال کر جاتا ہے جو گناہ ہوتے ہیں تو ایسے گناہوں کی معافی کے لیے اللہ کے حضور شام کو روزانہ ایک مرتبہ یہ استغفار پڑھ لینا چاہیئے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ جِدِّیْ وَ ھَزْلِیْ وَخَطِیْئَتِیْ وَعَمْدِیْ وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ ؁

اے اللہ! جو گناہ مجھ سے سچ مچ ارادہ سے صادر ہوئے اور جو ہنسی سے صادر ہوئے اور خطائً صادر ہوئے اور جو دانستہ طور پہ صادر ہوئے سب کو بخش دے اور یہ سب مجھ ہی سے صادر ہوا۔

؁

۱۹۔ گمراہ کُن فتنوں سے بچنے کی دُعا

شیطان انسان کو ہر وقت گمراہ کرنے پر کمربستہ ہے اور ہمیشہ فتنہ اور فساد پھیلاتا ہے لہٰذا اس کی گمراہ کُن حرکتوں سے بچنے کے لیے یہ استغفار پڑھنا چاہیئے اس سے انسانی نفس کا غصہ کم ہو جاتا ہے اور اسے پڑھنے والا شیطانی فتنوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا اَحْیَیْتَنَا ؁

اے اللہ! نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب مجھے بخش دے اور میرے دل سے غصہ نکال دے اور جب تک تو مجھے زندہ رکھے گمراہ کرنے والے فتنوں سے محفوظ فرما۔

۲۰۔ بخشش اور برکت رزق کا استغفار

اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کے گناہ معاف ہو جائیں اور اس کے

کے رزق میں برکت ہو جائے تو وہ سو مرتبہ یہ استغفار پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ ؕ

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے رہنے کے گھر کو وسیع بنا اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔

۲۱۔ بخشش اور حصولِ جنت

اللہ سے مغفرت و رحمت طلب کرنے کے لیے کثرت سے یہ استغفار پڑھنا چاہیے، اسے کثرت سے پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَ اَدْخِلْنِی الْجَنَّۃَ ؕ

اے اللہ! میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے جنت میں داخل فرما۔

۲۲۔ قبول توبہ کی دعا

اللہ کے حضور سچی توبہ کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیئے تاکہ توبہ قبول ہو جائے۔

رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ ؕ

اے میرے رب! میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہوں کو دھو دے اور میری دعا قبول فرما۔

۲۳۔ اچھے کاموں میں رہنمائی طلب کرنا

ہر کام میں اللہ کی راہنمائی، اور توفیق حاصل کرنے کے لیے کام شروع کرتے وقت ایک مرتبہ یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ وَاَسْتَھْدِیْكَ لِمَرَاشِدِ اَمْرِیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ رَبِّیْ ؕ

اے اللہ! میں تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور اپنے خیر کے کاموں میں تیری راہنمائی طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔ لہٰذا میری توبہ قبول فرما، بلاشبہ تو ہی میرا رب ہے۔

Marfat.com

۲۴۔ مغفرت، رحمت، عافیت اور ہدایت حاصل کرنے کا استغفار

اللہ سے مغفرت، رحمت، عافیت رزق اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے یہ استغفار پڑھنا چاہیئے:۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاھْدِنِیْ ؕ

اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، اور مجھے عافیت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔ اور مجھے ہدایت پر قائم رکھ۔

۲۵۔ بہترین دعائے مغفرت

گناہوں کی بخشش کے لیے یہ دعا بہت مؤثر ہے۔ جو شخص اسے سوتے وقت ایک مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے وہ ہمیشہ گناہوں سے پاک رہے گا۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ ؕ

اے اللہ! میرے سب گناہ بخش دے جو میں نے پہلے کیے اور جو بعد میں کیے اور جو میں نے پوشیدہ طور پر کیے اور جو علانیہ طور پر کیے اور جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

۲۶۔ سیدھے راستے پر چلنے کی دعا

اللہ تعالیٰ سے سیدھا راستہ اور ہدایت طلب کرنے کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔ جو شخص گمراہی کے راستے پر ہو اگر وہ اس دعا کو سات مرتبہ چالیس دن تک بعد نماز فجر پڑھے تو اسے راستہ مل جائے گا۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاھْدِنِی السَّبِیْلَ الْاَقْوَمْ ۝

اے پروردگار! مجھے بخش دے اور رحم فرما اور مجھے سیدھی راہ پر چلا۔

Marfat.com

۲۷۔ دوزخ سے نجات کا استغفار

آخرت میں دوزخ سے نجات کے لیے یہ استغفار پڑھنا چاہیے۔ ہر نماز کے بعد اسے ایک مرتبہ پڑھنے والے کی عبادت قبول ہوگی اور آخرت میں جنت میں داخل کیا جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ ارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَ اَصْلِحْ لَنَا شَانَنَا کُلَّہٗ ۞	اے اللہ! ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما اور ہم سے راضی ہو جا اور ہماری عبادات قبول فرما اور ہمیں جنت میں داخل فرما اور ہمیں دوزخ سے نجات دے اور ہمارا سب حال درست فرما دے۔

فقری مجموعہ وظائف

چالیس قرآنی سورتوں، چوبیس درود شریف، انتیس روحانی دعاؤں، وظائف اور مکمل نفلی نمازوں کے مکمل روحانی فوائد خواص کا بے مثل مجموعہ ہے۔ کیونکہ اس میں ہر عمل کے پڑھنے کا مفصل طریقہ آسان اور سہل زبان میں درج ہے۔

عالم فقری

Marfat.com

باب ۱۰

مُجاہدہ

اللہ تعالیٰ کی معرفت کو حاصل کرنے کی خاطر اپنے نفس کو پاکیزگی پر قائم رکھنے کے لیے اطاعتِ الٰہی کے مطابق عبادت اور ذکرِ الٰہی کو جاری رکھنے کی کوشش کو مجاہدہ کہا جاتا ہے۔ منازلِ ولایت میں مجاہدہ بڑا ضروری ہے۔ تصوف میں اس کے بغیر چارہ نہیں، کیونکہ جب نفس یادِ الٰہی سے غافل ہو تو اسے ذکر میں مشغول رکھنے کے لیے مجاہدہ ہی درکار ہے۔ قرآن و حدیث میں مجاہدہ نفس کی بہت تاکید آتی ہے۔ لیکن جب تو اپنے نفس کے خلاف جہاد کریگا اور اسے مغلوب بھی کرے گا تو اللہ تعالیٰ بعض ذرائع سے نفس کو تجھ پر دوبارہ غلبہ و اقتدار دے گا تاکہ تو پھر ریاضت و مجاہدہ کی طرف لوٹے اور اپنے نفس سے نبرد آزما ہو تاکہ تیرا عزم و ایمان پہلے سے زیادہ پختہ ہو اور آئندہ شیطان کے لیے تجھے گمراہ کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

جن لوگوں نے ہمارے راستے میں کوشش کی ہم ضرور انھیں اپنے راستے دکھلائیں گے بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے (پ ۲۱، ر ۶۹)

اللہ تعالیٰ کی معرفت کو پانے کی کوشش مجاہدہ ہے اور یہ جہاد غزوات سے افضل ہے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کو پانے کی کوشش کرتا ہے اسے اللہ کی راہ میں سب کچھ قربان کر دینا پڑتا ہے، اور یہ قربانی عمر بھر کی قربانی ہوتی ہے جو جان کی قربانی سے فضیلت میں بڑھ جاتی ہے اور اسی قربانی یعنی مجاہدہ سے ولایت حاصل ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کا بندے پر احسان ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور جن پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہو جائے انھیں اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہو جاتی ہے اور بندے کی یہ سب سے بڑی معراج ہے۔ مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ؕ — اپنے رب کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کے ہو رہو۔ (پ ۲۹، مزمل ۸)

مجاہدہ کا ذریعہ کثرت ذکر ہے جو شخص اللہ کے ذکر میں محو ہو جاتا ہے اس کی دنیوی خواہشات خود بخود محدود ہو جاتی ہیں اور جس کی خواہشات محدود ہو جائیں اس کے نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے اور جس کے نفس کا تزکیہ ہو گیا اس نے اپنے رب کو پا لیا اور یہ سب منازل مجاہدہ ہی کی بدولت طے ہو جاتی ہیں۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یوں فرمایا ہے کہ:۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ — اپنے رب کی تعریف میں تسبیح کرو اور سجدہ کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ۔ اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کرو۔ (پ ۱۴، حجر ۹۸، ۹۹)

موت تک کثرت عبادت سے مراد مجاہدہ ہے کیونکہ رب کو پانے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے وہ کثرت عبادت ہے اور عبادت کی قبول ترین صورت اللہ کی تسبیح اور سجدہ ہے لہذا جو شخص بھوک پیاس تکالیف برداشت کر کے اپنے نفس کو اللہ کی عبادت میں مگن کر لے۔ وہی صاحب مجاہدہ ہے اور صاحب مجاہدہ ایک نہ ایک دن اپنے رب کو ضرور پا لیتا ہے اسی کے متعلق مزید ارشاد ہوا ہے کہ:۔

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ — پھر جب تم فارغ ہوا کرو تو عبادت میں محنت کرو اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جایا کرو۔

(پ ۳۰، الم نشرح ۷ تا ۸)

عبادت اللہ کی طرف متوجہ ہونے کا سب سے عمدہ ذریعہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے کہ جب وقت ملے میری عبادت میں مصروف ہو جاؤ۔ کیونکہ عبادت ہی اللہ

Marfat.com

کے قرب کا ذریعہ ہے اور عبادت میں کثرت کرنا مجاہدہ کے مترادف ہے مجاہدہ نفس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝	اے ایمان والو! کیا میں تمھیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمھیں عذاب الیم سے نجات دلادے۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سوچو تو یہ تمھارے لیے بہت بہتر ہے۔

(پ ۲۸، صافات ۱۰ تا ۱۱)

مجاہدہ نفس کے سلسلے میں حضرت علی ہجویریؒ نے کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ بیشتر اہل طریقت نے مجاہدے کو مشاہدے کا ذریعہ قرار دیا ہے اور طالب کے لیے اللہ تعالیٰ کی معرفت کو پانے میں اس کی بہت تاثیر بیان کی ہے۔

آخرت کی کامرانی کے لیے دنیا میں مجاہدہ کو فضیلت دی ہے کیونکہ عاقبت دنیا کا ثمرہ ہے اور ثمرہ بجز ریاضت و عبادت کے حاصل نہیں ہوتا۔ لازماً حصولِ مراد کے لیے ریاضت اور کوشش کی ضرورت ہے تاکہ لطفِ خداوندی حاصل ہو۔ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ مشاہدۂ حق کے لیے علت کی ضرورت نہیں۔ مشاہدۂ حق فضلِ خداوندی ہے اور فضلِ خداوندی کے لیے علت و افعال لازم نہیں۔ مجاہدہ تہذیبِ نفس کا ذریعہ ہے۔ اصلی قرب کا ذریعہ نہیں کیونکہ مجاہدہ انسانی روش ہے اور مشاہدہ انعام باری تعالیٰ ہے۔ یہ غلط ہے کہ مجاہدہ کسی صورت میں بھی مشاہدۂ حق کا ذریعہ یا سبب بن سکتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی بعثت، مورودِ شریعت، نزولِ صحائف آسمانی اور احکامِ عبادات سب مجاہدہ کے لیے دلیل ہیں۔ اگر مجاہدہ باعثِ مشاہدہ نہ ہوتا تو یہ سب کچھ تکلف بیکار تھا دنیا اور عقبیٰ کے جملہ احوال حکم و علت کے تابع ہیں۔ اگر علت یا سبب کو حکم سے علیحدہ کر دیا

Marfat.com

جائے تو تمام شرعی اور رسمی تقاضے ختم ہو کر رہ جائیں، نہ اصل میں تکلیف کی ضرورت ہے نہ فرع میں۔ نہ طعام پیٹ بھرنے کا اور نہ لباس سردی سے بچنے کا ذریعہ سمجھا جا سکے الغرض علّت و معلول کو تسلیم کرنا اثباتِ توحید ہے اور انکار اس کا تعطل ہے۔ اس کے بیّن دلائل موجود ہیں اور ان کی تردید مشاہدہ سے روگردانی اور کج بحثی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ریاضت سے گھوڑا ایک حیوان ہونے کے باوجود انسانی صفات کا حامل پایا جاتا ہے اس کی حیوانی جبلّت بدل جاتی ہے، وہ خود چابک اٹھا کر مالک کو دیتا ہے۔ گیند اچھالتا ہے وغیرہ۔ کم عقل عجمی بچہ ریاضت سے عربی زبان حاصل کر لیتا ہے اور اس کی طبیعت عجمی نہیں رہتی۔

مجاہدۂ نفس کی تشریح کے متعلق حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح نے فرمایا ہے کہ مومن کو چاہیئے کہ مجاہدۂ نفس پر مداومت کرے اور اتباعِ دستورِ شریعت سے نفس کو مغلوب کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و عقبیٰ میں اپنی برگزیدہ نعمتوں سے فیض یاب کرے گا۔ اور اسے بہشت کے بلند ترین درجات نصیب فرمائے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔" جو شخص روزِ حشر اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو (خلافِ شریعت) خواہشات کی پیروی سے محفوظ رکھا اس کا مسکن یقیناً جنت ہے "۔

پس جب مومن کی قرار گاہ جنت ہو گی اور وہ دیدارِ الٰہی سے محظوظ ہو گا تو پھر وہ غیر جنت کی طرف رجوع کرنے اور دنیا کی طرف لوٹنے سے بے پروا ہو گا۔ جس طرح وہ دنیا میں احکامِ الٰہی کا احترام کرتے ہوئے نفسِ امّارہ کی خواہشات سے اجتناب کرتا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ بہشت میں اس کے تقویٰ کی خاطر خواہ جزا دیتے ہوئے انواع نعیم کو اس کے لیے بسیط کر دے گا جن کی کوئی غایت و انتہا نہ ہو گی۔ ان مخلصین و مومنین کے برعکس چونکہ کافر و مشرک لوگ فقدانِ ایمان کے باعث فسق و فجور میں مبتلا رہا کرتے تھے لہذا انھیں اتباعِ نفس کی وجہ سے دوزخ کے عذابِ الیم میں مبتلا کرے گا۔ جیسا ہے ارشاد باری ہے

Marfat.com

"مسلمانو! تم اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے اور جس میں وہ ہمیشہ جلا کریں گے۔" پس روزِ حشر کفار اور فاسق و فاجر لوگوں کے لیے طرح طرح کے عذابوں کا بنیادی سبب ان کا اتباعِ احکامِ الٰہی سے احتراز اور خواہشاتِ نفس کی اندھا دھند پیروی ہوگا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے "اے نبیؐ! کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے اپنا معبود اپنے نفس کو بنا رکھا ہے۔" پس اللہ تعالیٰ مجاہدہ نفس کرنے والے مومنین کو جنت میں ہر وقت نئی نئی اور تازہ نعمتیں عطا فرمائے گا اور ان کی یہ خاطر تواضع اور عزت و توقیر دنیا میں نفس کے خلاف جہاد کرنے اور اسے اللہ کے اوامر و نواہی کا مطیع بنانے کے باعث ہوگی۔

ترغیبِ مجاہدہ

حصولِ معرفت اور قربِ الٰہی کا بنیادی ذریعہ مجاہدہ ہے اس لیے طریقت میں اسے بڑا اہم قرار دیا گیا ہے کیونکہ بیشتر اولیاء نے اسے اختیار فرمایا ہے اور اس کا اثبات کتاب و سنت سے اخذ کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل احادیث میں کثرتِ عبادت یعنی مجاہدۂ نفس کی ترغیب دی گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ اور حضرت ابو خلاد رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اسے دنیا میں زہد اور کم گوئی عطا فرمائی گئی ہے تو اس کے قریب ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ حکمت سکھایا گیا ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مضبوط مومن اللہ تعالیٰ کے ہاں کمزور مومن سے بہتر اور زیادہ محبوب ہے۔ البتہ دونوں میں بہتری ہے۔ نفع بخش چیز کی حرص کرو۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور کمزوری ظاہر نہ کرو۔ اگر کچھ تکلیف پہنچے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں یوں کرتا تو ایسا ایسا ہوتا بلکہ یوں کہو کہ اللہ نے اسی طرح مقدر کیا اس نے جو چاہا کیا کیونکہ لفظ "اگر" شیطان کا عمل کھول دیتا ہے۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دوزخ کے آگے خواہشات کا اور جنت کے آگے مشکلات کا پردہ ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت تمہارے ہر ایک کے اس کی جوتی کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے اور جہنم کا بھی یہی حال ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت حذیفہ بن یمان رضؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی۔ آپ نے سورۂ بقرہ شروع فرمائی میں نے سوچا کہ سو آیات پر رکوع کریں گے لیکن آپ پڑھتے رہے۔ میں نے خیال کیا کہ پوری سورت پڑھ کر رکوع میں جائیں گے لیکن آپ مسلسل پڑھتے رہے۔ میں نے سوچا اب رکوع میں جائیں گے لیکن آپ نے سورۂ نساء شروع کر دی اسے پڑھا پھر سورۂ آل عمران شروع کی اسے بھی پڑھا۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے جا رہے تھے۔ جب آیت تسبیح پڑھتے، سبحان اللہ کہتے۔ جب آیت سوال پڑھتے تو سوال کرتے۔ تعوذ کی آیت پڑھتے تو پناہ مانگتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور سبحان ربی العظیم کہتے رہے۔ رکوع، قیام کی مناسبت سے تھا۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہہ کر کھڑے ہوئے اور کافی دیر تقریباً رکوع کے برابر قومہ میں کھڑے رہے۔ پھر سجدہ میں چلے گئے اور سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا۔ آپ کا سجدہ بھی تقریباً قیام جتنا تھا۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں اور میرے بندے کا کسی چیز کے ساتھ میرا قرب حاصل کرنا فرض کی ادائیگی سے بڑھ کر مجھے محبوب نہیں میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہوتا ہوں جن کے ساتھ وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ دیکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے

Marfat.com

ساتھ وہ پکڑتا ہے۔ اس کے پاؤں ہوجاتا ہوں جن کے ساتھ وہ چلتا ہے اور اگر مجھ سے کچھ مانگے تو اسے عطا کرتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں (بخاری شریف)

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، صحت اور فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں جن میں لوگ نقصان میں ہیں۔ (بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی۔ آپ نے ایک طویل قیام کیا یہاں تک کہ میں نے غلط ارادہ کر لیا پوچھا گیا، آپ نے کیا ارادہ کیا؟ فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ آپ کو چھوڑ کر بیٹھ جاؤں۔ (مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتا ہے کہ جب کوئی میرا بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے میں ایک گز اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اور جب ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دونوں بازوؤں کے پھیلانے کی مقدار اس کے قریب ہوتا ہوں جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میری رحمت اس کی طرف دوڑ کر آتی ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمیؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور اصحاب صُفّہ میں سے تھے) فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رات گزارتا اور آپ کے وضو کے لیے پانی اور دیگر ضروریات لاتا (ایک روز) آپ نے فرمایا، مجھ سے مانگو۔ میں نے عرض کیا کہ جنت میں آپؐ کی رفاقت کا طالب ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا اس کے علاوہ بھی کوئی خواہش ہے؟ میں نے عرض کیا صرف یہی خواہش ہے۔ آپ نے فرمایا کثرت سجود کے ساتھ میری مدد کرو۔ (مسلم شریف)

حضرت عبداللہ بن بسر اسلمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین انسان وہ ہے جس کو طویل عمر عطا کی گئی اور اس نے اچھے اعمال کیے۔ (ترمذی شریف)

Marfat.com

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں رات کو بیدار رہتے۔ اہل خانہ کو بھی جگاتے خوب کوشش فرماتے اور عبادت کے لیے کمربستہ ہو جاتے۔ (مسلم شریف)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں، اہلِ خانہ، مال اور عمل۔ دو چیزیں یعنی اہل خانہ اور مال واپس آجاتے ہیں صرف عمل باقی رہتا ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (عبادت کے لیے) رات کو کھڑے رہتے۔ یہاں تک کہ قدم مبارک پھٹنے کے قریب ہو جاتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب آپ کے اگلوں پچھلوں سب کے گناہ معاف کر دیے۔ آپ نے فرمایا کیا میں اس کا شکرگزار بندہ بننا پسند نہ کروں۔ (بخاری شریف)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر رضؓ جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے مشرکین سے جو پہلی جنگ لڑی میں اس میں موجود نہ تھا اب اگر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے ساتھ لڑائی میں مجھے شرکت کی سعادت بخشی تو وہ دیکھے گا کہ میں کیا کارنامہ سرانجام دیتا ہوں۔ چنانچہ جنگ اُحد میں جب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو انھوں نے عرض کیا یا اللہ! میں صحابہ کرام رضؓ کے عمل سے تیری بارگاہ میں معذرت خواہ ہوں اور مشرکین کے عمل سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ (یہ کہہ کر) آگے بڑھے تو سامنے سے حضرت سعد بن معاذ رضؓ آرہے تھے۔ فرمانے لگے، اے سعد! رب کعبہ کی قسم! میں اُحد کے قریب جنت کی خوشبو پا رہا ہوں۔ حضرت سعد رضؓ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! ان کے کارنامے بیان کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں ہم نے ان کے جسم پر اسّی سے زیادہ تلوار اور نیزے کے زخم اور تیروں کے نشانات

پائے۔ ہم نے انھیں اس حال میں پایا کہ وہ شہید کیے گئے اور مشرکوں نے ان کا مثلہ کر دیا صرف ان کی ہمشیرہ نے انھیں انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم گمان کرتے تھے کہ یہ آیت "من المومنین الخ (بعض مومن ایسے ہیں کہ انھوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دیا") ان کے بارے میں اور ان جیسے دوسرے حضرات کے حق میں نازل ہوئی۔ (بخاری شریف)

حضرت ثوبانؓ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام) فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ کثرتِ سجود اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے جو سجدہ بھی کرو گے وہ اس کے بدلے تمھارا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور تم سے ایک خطا دور کرے گا۔ (مسلم شریف)

حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاریؓ سے روایت ہے۔ جب آیتِ صدقہ اُتری۔ ہم اپنی پیٹھوں پر بوجھ اٹھاتے۔ ایک آدمی آیا اور اس نے بہت سا مال صدقہ کیا۔ کچھ لوگوں (منافقین) نے کہا کہ "یہ ریاکار ہے"۔ ایک دوسرا آدمی آیا اور اس نے ایک صاع صدقہ کیا۔ اس پر انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ تو ایک صاع سے بے نیاز ہے۔ چنانچہ آیت نازل ہوئی۔ الذین یلمزون الخ (وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو جو دل سے خیرات کرتے ہیں اور ان کو جو صرف اپنی محنت پاتے ہیں")۔ (بخاری شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجاہد وہ ہے جس نے راہِ حق میں اپنے نفس سے جہاد کیا۔ (کشف المحجوب)

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم نے جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف رجوع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ جہادِ اکبر کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ مجاہدۂ نفس ہے۔ (کشف المحجوب)

Marfat.com

حضرت عمر رضہ کا معمول

حضرت عمر رضہ کا معمول تھا کہ اگر ایک نماز با جماعت فوت ہو جاتی تو اس رات کو سوتے نہ تھے، یہاں تک کہ ایک مرتبہ تو نماز با جماعت فوت ہونے پر اتنا مال صدقہ میں دیا کہ اس کی مجموعی مالیت دو لاکھ درہم بنتی تھی اور آپ کے فرزند ارجمند ابن عمر رضہ سے ایک مرتبہ نماز مغرب میں کچھ تاخیر ہو گئی اور دو ستارے آسمان پر دکھائی دے گئے۔ تو آپ نے بطور کفارہ دو غلام آزاد کر دیے

حضرت ابو درداء رضہ کا قول

حضرت ابو درداء رضہ فرماتے ہیں کہ دیوں تو زندگی میں کیا دھرا ہے، لیکن تین چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے یہ زندگی مجھے اچھی لگتی ہے۔ (۱) ایک تو اس لیے کہ لمبی راتوں میں سجدے کیا کروں (۲) دوسرے اس لیے کہ لمبے لمبے دن ہوں تو پیاسا رہا کروں اور (۳) تیسرے اس لیے کہ ایسے بزرگوں کی صحبت میں رہا کروں جن کی ہر بات حکمت و دانش کا نچوڑ اور پاکیزگی کی آئینہ دار ہوتی ہے۔

اقوال مجاہدہ

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کا قول ہے کہ عبادت کی بہترین صورت مجاہدۂ نفس ہے اس لیے کہ نفس محو لذات رہ کر عبادات سے غفلت و اجتناب چاہتا ہے اس لیے اپنے سفلی تقاضوں کی تعمیل بڑی شدت سے کرانا چاہتا ہے۔

مجاہدہ کے بارے میں حضرت ابو عثمان مغربی کا قول ہے کہ جس شخص نے خیال کیا کہ مجاہدہ کے بغیر ہی طریقت کے کچھ اسرار اس پر کھل جائیں گے یا کچھ امور اس پر واضح ہو جائیں گے تو وہ سراسر غلطی پر ہے۔

حضرت حسن قزاز کا قول ہے کہ مجاہدہ کی بنیاد تین باتوں پر ہے (۱) صرف فاقہ کے وقت کھانا اور (۲) صرف نیند کے غلبہ کے وقت سونا اور (۳) ضرورت کے بغیر

Marfat.com

کلام نہ کرنا۔

حضرت سری سقطی رح نے فرمایا ہے کہ مالداروں کے پڑوسیوں، بازار میں قرآن پڑھنے والوں اور حکام کے علماء سے بچو۔

حضرت ابو سلیمان رح فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی کسی چیز کو اچھا نہیں سمجھا چہ جائیکہ اسے کار ثواب سمجھوں۔

حضرت ابو علی دقاق رح کا ارشاد ہے کہ جو شخص ابتدا میں دربارگاہ رب العزت میں) کھڑا نہیں رہا وہ آخر میں بیٹھنے کا حقدار بھی نہیں ہو سکتا۔

ایک دفعہ حضرت ابو علی رودباری نے فرمایا کہ جب کوئی صوفی صرف پانچ دن گزرنے پر کہے کہ بھوکا ہوں تو اسے کہہ دو کہ بازار میں جا کر روزی کمائے۔ (اور تصوف کا نام لینا چھوڑ دے)

حضرت ابراہیم خواص رح کا قول ہے کہ مجھے جس چیز کا ڈر ہوا میں نے اسے ضرور کیا۔

حضرت محمد بن فضل کا قول ہے کہ نفس کی آرزوؤں سے نجات کا نام راحت ہے۔

حضرت سری سقطی رح فرمایا کرتے تھے کہ جوانو! میری عمر کو پہنچنے سے پہلے کوشش کر لو ورنہ تم بھی اسی طرح کمزور ہو جاؤ گے اور کوتاہی کرنے لگ جاؤ گے جس طرح میں کمزور ہو چکا ہوں اور کوتاہی کرنے لگ گیا ہوں۔ حالانکہ اس وقت بھی کوئی جوان عبادت میں ان تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

حضرت نصر آبادی کا قول ہے کہ تمہارا نفس ہی تمہارا قید خانہ ہے جب تو اس سے نکل آیا تو تو نے ابدی راحت حاصل کر لی۔

ابو حفص رح فرماتے ہیں کہ نفس ہمہ تن تاریکی ہے اس کا سر اس کا چراغ ہے اور توفیق خداوندی اس سراج کا نور ہے۔ اور جس کے سر میں توفیق خداوندی ساتھ نہ دے وہ ہمہ تن ظلمت ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوعلی دقاقؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے اپنے ظاہر کو مجاہدہ کے ساتھ مزین کرلیا اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو مشاہدہ کے ساتھ مزین کردیں گے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندہ کو اس قدر عزت عطا نہیں فرمائی جس قدر کہ اس بندہ کو عطا کی جسے اپنے نفس کے ذلیل ہونے کا پتہ چل گیا اور نہ ہی اللہ نے کسی بندہ کو اس قدر ذلیل کیا جس قدر کہ اس بندہ کہ جسے اللہ نے اس کے نفس کے ذلیل ہونے سے بے خبر رکھ چھوڑا ہو۔

ابو محمد حریری ایک مرتبہ پورا ایک سال مکہ معظمہ میں قیام پذیر رہے لیکن اس سارے عرصے میں نہ کسی سے ہمکلام ہوئے نہ کبھی سوئے اور نہ اپنی پشت زمین پر لگنے دی، بلکہ کبھی پاؤں بھی نہ پھیلائے۔ ابوبکر کتانیؒ نے ان سے پوچھا کہ ریاضت کا یہ درجہ آپ نے کیونکر پایا (اور اتنے بڑے مجاہدہ سے کیونکر عہدہ برآ ہوئے؟) آپ نے جواب دیا کہ اس صدق باطن کی بدولت کہ جس نے اس کی حقیقت کو سمجھ لیا اور میرے ظاہر کو اس کی قوت عطا کی جس نے اسے برداشت کرلیا۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کا فرمان

حضرت ذوالنون مصریؒ کا قول ہے کہ مخلوق میں یہ چیزیں فساد ڈالتی ہیں۔

پہلی یہ کہ آخرت کے عمل میں نیت کی سستی، دوسری یہ کہ لوگوں کے جسم ان کی آرزوؤں اور خواہشوں کے گرویدہ ہو جائیں۔ تیسری یہ کہ موت کے قریب ان کی امیدیں لمبی ہوں۔ چوتھی یہ کہ اللہ کی رضامندی پر مخلوق کی رضامندی کو ترجیح دیں۔ پانچویں یہ کہ نفس امارہ کی ہوا و ہوس کی پیروی کریں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے منہ پھیرلیں۔ چھٹی یہ کہ اگلے بزرگوں سے جو لغزشیں ہوئی ہیں انھیں اپنے نفس کے لیے حجت بنالیں، اور ان کی پوشیدہ صفات کو نظرانداز کریں۔ (رسالہ قیشریہ)

Marfat.com

اصولِ مجاہدہ اصولِ مجاہدہ یہ ہے کہ اپنی خواہشات کی مخالفت کی جائے، جن چیزوں سے محبت ہو ان سے الگ رہے۔ دنیا کی جن چیزوں کی طرف اس کا میلان ہو ان سے نفرت کرے۔ عام وقتوں میں اگر معلوم کرے کہ نفس شہوتوں کی طرف چلا گیا ہے تو اسے پرہیزگاری اور خوفِ خدا کی لگام دے اور جب دیکھے کہ نفس سرکشی کرتا ہے، تمام عبادت اور حکم الٰہی کی موافقت سے گڑبڑ کرتا ہے تو خوف کا چابک پکڑ کر اپنے نفس کو اس سے راستی کی طرف ہانکے۔ ہوا و ہوس اور نفسانی خواہشات کی طرف سے اس کا منہ پھیر دے۔

تکمیلِ مجاہدہ بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ مجاہدہ چار چیزوں سے مکمل ہوتا ہے اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو پہچانے، دوسرے یہ کہ ابلیس کو جو اللہ کا دشمن ہے اچھی طرح جانے۔ تیسرے یہ کہ اس بات کو دھیان میں رکھے کہ میرا نفس اکثر مجھے بُرے کاموں کی طرف ہی رغبت دلائے گا۔ چوتھے یہ کہ جو عمل بھی کرے خالص اللہ کے لیے کرے۔

حقیقتِ مُجاہدہ

مجاہدہ کی حقیقت اور اس کا تمام تر دارو مدار اس بات پر ہے کہ انسان اپنے نفس کو ان تمام امور سے چھڑا دے جن کا وہ عادی ہو چکا ہے اور اسے بالعموم اپنی خواہش کے خلاف کام کرنے پر مجبور کر دے۔ دو باتیں نفس کو نیک کام کرنے سے روکتی ہیں (۱) خواہشات میں منہمک ہونا (۲) اور اطاعت گزاری سے باز رہنا۔

جب نفس سرکش ہو کر اپنی خواہش کے مطابق کام کرنا چاہے تو اس وقت تقویٰ کی لگام ڈال کر اسے روکنا ضروری ہو جاتا ہے اور دین کے موافق کاربند ہونے سے اکڑ جائے تو اسے اس کی خواہش کے خلاف چلانا چاہیئے اور جب نفس غصہ سے مشتعل ہو جائے تو اس وقت اس کی حالت کی رعایت رکھنا ضروری ہے کیونکہ غصہ میں نفس کے ساتھ جنگ

Marfat.com

کرتے ہیں اچھا نتیجہ حاصل کرنے کے لیے اس سے ایسے حسنِ خلق سے پیش آنا چاہیے جو اس کے غلبہ کو توڑ دے اور نرمی کے ساتھ اس کی آگ کو بجھا دے اور جب نفس رعونت کی شراب کو جائز سمجھے اور اس کی خوبیاں بیان کرنے سے نہ رکے اور دیکھنے والوں کے لیے خوبصورت بن کر پیش ہو تو اسے بھی توڑنا ضروری ہے مگر ساتھ ہی اس کے لیے رعونت کو اس طرح حلال قرار دیا جائے جس میں ذلت پائی جائے مثلاً یہ کہا جائے کہ یہ ایک حقیر و خسیس چیز ہے اور یہ ایک ناپسندیدہ فعل ہے۔

عوام کی کوشش اعمال کو پورے طور پر ادا کرنے میں ہوتی ہے اور خواص کا ارادہ اپنی حالت کو پاک و صاف کرنا ہوتا ہے اس لیے کہ بھوک اور بیداری کو برداشت کر لینا ایک آسان اور معمولی بات ہے اور اخلاق کے ساتھ جنگ کرنا اور خسیس و حقیر اخلاق سے پاک ہونا بہت مشکل امر ہے۔

نفس کی مشکل آفتوں میں سے ایک آفت یہ ہے کہ یہ اپنی تعریف سننے کو پسند کرے جس نے ایک گھونٹ بھی اس کا پی لیا یوں سمجھ لیں کہ اس نے زمین و آسمان کو ایک پلک پر اٹھا لیا اس کی پہچان یہ ہے کہ جب یہ شراب (یعنی اپنی تعریف کی شراب) نفس کو نہیں ملتی تو وہ نیک اعمال کرنے میں سست پڑ جاتا ہے۔

تین چیزوں سے بچو

حضرت منصور بن عبداللہ رح فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ابو علی رود باری سے مجاہدہ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ آفت تین وجوہ سے آتی ہے۔ طبیعت کی خرابی سے، عادت کے جڑ پکڑنے سے اور صحبت کی خرابی سے۔ میں نے دریافت کیا کہ طبیعت کی خرابی کیا ہے؟ فرمایا حرام کھانا۔ میں نے عرض کیا کہ عادت کے جڑ پکڑنے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا بری نظر، حرام سے فائدہ اٹھانا اور دوسروں کو پیٹھ پیچھے برا کہنا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ صحبت کی خرابی کیا ہے؟ فرمایا جب نفس میں کوئی خواہش پیدا ہو تو اس کی پیروی کرنا۔

Marfat.com

خواص اور عوام کا مجاہدہ

عام لوگوں کا مجاہدہ یہ ہے کہ اعمال کو پوری طرح انجام دیں اور خواص کا مجاہدہ یہ ہے کہ اپنے احوال کا تصفیہ کریں۔ بھوک، اور پیاس کا برداشت کرنا اور شب بیداری آسان ہے لیکن برے اخلاق کا علاج دشوار اور مشکل ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ کا ارشاد

مجاہدہ کے بارے میں حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا ارشاد ہے کہ جب تک آدمی ان چھ دشوار منزلوں (گھاٹیوں) کو طے نہیں کر لیتا صالحین کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔ پہلی گھاٹی یہ ہے، کہ اپنے اوپر عیش و نعم کا دروازہ بند کر لے۔ اور سختی کا دروازہ کھول لے۔ دوسری گھاٹی یہ ہے کہ اپنے لیے عزت کا دروازہ بند کر لے اور ذلت کا دروازہ کھول لے، سوم نیند کا دروازہ بند کر لے اور بیداری کا دروازہ کھول دے۔ چہارم آرام کا دروازہ بند کر دے اور تکلیف کا دروازہ کھول لے پنجم دولت کا دروازہ بند کر دے اور فقر کا دروازہ کھول لے۔ ششم امید کا دروازہ بند کر دے اور موت کی تیاری کا دروازہ کھول لے۔

مجاہداتِ اولیاء

حضرت اویس قرنیؒ

حضرت اویس قرنیؒ نے راتوں کو اس طرح تقسیم کر رکھا تھا کہ فرمایا کرتے تھے، آج رکوع کی رات ہے اور اس رات کو رکوع ہی میں گزار دیتے، پھر فرماتے آج سجدہ کی رات ہے اور پھر وہ ساری رات ایک ہی سجدہ میں بسر کر دیتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی۔

حضرت ربیعؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا جی چاہا کہ اویس قرنی کی زیارت کروں (اور کچھ باتیں ان سے سنوں) میں حاضر ہوا تو وہ صبح کی نماز میں مشغول تھے جب فارغ ہوئے تو میں نے دل میں کہا کہ ابھی بلانا ٹھیک نہیں تاکہ ان کی تسبیح میں خلل نہ پڑے۔ چنانچہ ان کے تسبیح سے

فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا لیکن آپ جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی بیٹھے رہے، تسبیح سے ایک لحظہ بھی فارغ نہ رہے، وہاں سے اٹھے ہی نہیں، حتیٰ کہ اسی جگہ ظہر اور عصر کی نماز بھی ادا کی بلکہ دوسرے روز فجر کی نماز بھی وہیں پڑھی۔ اس وقت کہیں اتفاق سے نیند کا جھونکا سا آگیا تھا لیکن جلد ہی چونک اٹھے اور فرمایا، اے پروردگار! اس بہت سونے والی آنکھ سے اور بہت کھانے والے پیٹ سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ کیا تمہارے لیے اتنی ہی زیارت کافی نہیں ہے اور پھر واپس چلا آیا۔

حضرت داؤد طائی کا مجاہدہ

حضرت داؤد طائی رحؒ روٹی پکا کر کھانے کی بجائے آٹا پانی میں گھول کر پی لیا کرتے تھے۔ ان سے جب دریافت کیا گیا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ تو فرمایا کہ آٹا گھول کر پینے میں روٹی پکانے کی نسبت اتنا وقت بچ جاتا ہے کہ اس میں پچاس آیات کی تلاوت کر لیتا ہوں۔ پھر اتنا وقت محض روٹی پکانے میں ضائع کیوں کروں۔ (پیٹ تو یوں بھی تسکین پا ہی لیتا ہے)

آپ ہی کا واقعہ ہے کہ کسی شخص نے پوچھا، یہ کڑی جو آپ کے مکان کی چھت میں ٹوٹی ہوئی ہے اسے ٹوٹے ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے؟ فرمایا مجھے معلوم نہیں۔ ویسے اس مکان میں رہتے ہوئے مجھے تیس برس ہونے کو آئے لیکن میں نے کبھی چھت کی طرف دیکھا ہی نہیں (اس میں یہ رمز پوشیدہ ہے کہ) بزرگوں کے نزدیک بے فائدہ کسی طرف نظر اٹھانا بھی مکروہ ہے۔

حضرت ابو یزیدؒ کا قول

حضرت ابو یزید رحؒ کا قول ہے کہ میں بارہ سال تک اپنے نفس کا لوہار رہا اور پانچ سال تک اپنے دل کا آئینہ رہا اور ایک سال میں ان دونوں کے درمیان دیکھتا رہا۔ دیکھا کہ میری کمر پر تو ظاہری زنار ہے۔ اس پر میں نے بارہ سال اس زنار کو کاٹنے میں لگائے۔ پھر میں نے دیکھا تو میرے باطن میں زنار تھا جس کو کاٹنے کے لیے میں پانچ سال تک عمل کرتا رہا۔ میں دیکھتا کہ اسے کیسے کاٹوں۔

بالآخر معاملہ واضح ہو گیا۔ میں نے مخلوق کی طرف دیکھا تو انھیں مردہ پایا لہٰذا میں نے مخلوق پر (جنازہ کی) چار تکبیریں کہیں۔ (یعنی مخلوق کو خیر باد کہا)

مجاہدۂ نفس

علقمہ بن قیسؒ سے پوچھا گیا کہ آپ اپنے نفس کو اس بُری طرح مبتلائے آزار کیوں رکھا کرتے ہیں؟ فرمایا اس لیے کہ مجھے اس سے دوستی ہے اور میں اسے دوزخ سے بچانا چاہتا ہوں۔ لوگوں نے کہا لیکن اس کو اس قدر عذاب اور تکلیف میں مبتلا رکھنا آپ پر فرض تو نہیں کیا گیا؟ فرمایا، بہرحال جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے اس میں کوتاہی نہیں کرتا ہوں تاکہ قیامت کو کم از کم یہ حسرت تو نہ ہو کہ اے کاش! وہ فلاں کام بھی کر ہی لیا ہوتا تو کتنا اچھا تھا۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا ارشاد

حضرت جنید بغدادی کا ارشاد ہے کہ یہ عجیب و غریب بات سوائے سری سقطیؒ کے اور کسی میں دکھائی نہ دی کہ آپ اٹھانوے برس تک زندہ رہے لیکن موت سے پہلے کسی نے آپ کا پہلو زمین پر لگتے نہیں دیکھا (یعنی جس کسی نے جس وقت بھی دیکھا آپ بیٹھے ہی ہوتے)

حضرت داؤد طائیؒ سے تقاضا

داؤد طائی سے ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ اگر آپ داڑھی میں کنگھی کر لیا کریں تو کیا مضائقہ ہے؟ فرمایا کنگھی کروں تو گویا یہ ثابت کروں کہ مرد فارغ ہوں (یعنی یادِ الٰہی سے اتنی فرصت مجھے ہے کہ بیٹھا کنگھی کیا کروں)

چالیس برس کا مجاہدہ

ابوبکر عباسؒ نے چالیس برس تک زمین سے پہلو نہ لگایا۔ آخر آنکھوں میں سیاہ موتیا اتر آیا تو اس کی بھی بیس سال تک گھر والوں کو خبر نہ ہونے دی۔

آپ ہر روز پانچ سو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ اور عین عالمِ شباب میں بھی روزانہ تیس ہزار مرتبہ قُل ھو اللہ کا ورد کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

حضرت ابوعثمان حیریؒ کا حکم

حضرت ابوالحسن وراق فرماتے ہیں کہ حضرت ابوعثمان حیری کی مسجد میں شروع شروع میں ہمارے لیے سب سے بڑا حکم یہ تھا کہ ہم اپنے اوپر دوسروں کو ان چیزوں میں ترجیح دیں جو فتوح کے طور پر ہمیں دی جائیں۔ نیز یہ کہ ہم کسی معلوم چیز پر رات نہ گزاریں اور جو شخص ہم سے بُرا برتاؤ کرے ہم اپنی ذات کے لیے اس سے بدلہ نہ لیں بلکہ ہم معذرت چاہیں اور اس کے سامنے تواضع کریں اور جب ہمارے دلوں میں کسی کے متعلق حقارت پیدا ہو جائے تو ہم اس کی خدمت کریں۔ اور اس سے نیک برتاؤ کریں، یہاں تک کہ وہ حقارت دل سے زائل ہو جائے۔

حضرت عتبہ الغلام کا مجاہدہ

عتبہ الغلام کثرت مجاہدہ کے باعث کوئی لذیذ اور خوش ذائقہ چیز نہ کھاتے تھے اور نہ پیتے ہی تھے ایک دن ان کی والدہ نے کہا بیٹا اپنے اوپر کچھ تو رحم کرو۔ آپ نے کہا اے ماں (میں اپنے اوپر کیا رحم کروں گا) رحم تو اس رحیم سے طلب کر رہا ہوں (اور پھر یہ اپنے اوپر بھی تو رحم ہے کہ) چند دن ہی کی تو بات ہے، یہ اگر رنج برداشت کرنے میں گزر جائیں تو ہمیشہ کی راحت نصیب ہو سکتی ہے۔ (تو کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ کا بیٹا چند دن تکلیف برداشت کرکے ہمیشہ کے لیے راحت و سکون حاصل کر لے۔)

حضرت فتح موصلی کا مجاہدہ

ایک اور بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے فتح موصلی کو دیکھا کہ رو رہے ہیں اور آنکھوں سے بہنے والے آنسو خون آلود ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے اور آنکھوں کا یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ فرمایا ایک مدت تک اپنے گناہوں پر وہ آنسو بھی بہاتا رہا ہوں جو پانی کے قطرے ہوتے تھے اب ان آنسوؤں پر خون کے آنسو بہاتا ہوں جو اخلاص سے خالی رہ گئے تھے (اور بہہ گئے تھے) آپ کی وفات کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

آپ سے کیا معاملہ فرمایا؟ کہا للہ الحمد کہ ہمیں تو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا اور یہ عزت و مرتبہ انھی آنسوؤں کی بدولت حق تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ اور ارشاد ہوا کہ میری عزت کی قسم! کہ چالیس برس تک تمھارا جو اعمال نامہ بھی فرشتوں نے میرے سامنے پیش کیا میں نے اسے خطا سے بالکل خالی پایا۔

احمد بن زرین کا معمول

احمد بن زرین کا معمول تھا کہ روزانہ نماز صبح سے لے کر نماز عصر تک مسجد ہی میں بیٹھے رہتے اور کسی جانب آنکھ اٹھا کر دیکھتے تک نہ تھے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے پوچھا کہ یہ آپ اس طرح کیوں بیٹھا رہا کرتے ہیں کہ کسی طرف دیکھتے بھی نہیں؟ فرمایا کہ یہ درست ہے کہ حق تعالیٰ نے آدمی کو آنکھیں جو عطا فرمائی ہیں تو اس لیے کہ وہ اس کی عجیب و غریب صنعتوں کو بغور دیکھا کرے لیکن اس میں یہ شرط بھی تو شامل ہے کہ جو کچھ دیکھے عبرت کی آنکھ سے دیکھے۔ ورنہ اس کے نام پر ایک خطا لکھ دی جائے گی۔ اور کیا معلوم کہ میں کتنی مرتبہ بغیر عبرت ہی مختلف چیزوں کو دیکھتا رہوں اور خطا کار بنتا رہوں۔

حضرت رابعہ بصری کا مجاہدہ

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت رابعہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ایک محراب میں تشریف لے گئیں اور ساری رات عبادت میں مشغول رہیں۔ میں بھی ایک گوشے میں پڑا رات بھر محوِ نماز رہا۔ صبح دم میں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کا شکر کس طرح ادا کریں کہ اس نے ہمیں رات بھر معروفِ عبادت رہنے کی توفیق و سعادت سے سرفراز فرمایا؟ رابعہ نے کہا اس شکر لانے کا طریقہ یہ ہے کہ آج ہم روزہ رکھیں۔

حکایت

حضرت سفیان ثوریؒ کو ان کے اصحاب نے شدتِ خوف اور کثرت مجاہدہ میں دیکھا تو کہا اے شیخ اگر آپ اس مجاہدہ کو کچھ کم کر دیں تو بھی مراد پر پہنچ جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت شیخ نے فرمایا میں کیونکر پوری کوشش نہ کروں۔ میں نے سنا ہے کہ

Marfat.com

اہل جنت اپنی منزل میں ہوں گے کہ اوپر ایک بہت بڑا نور ظاہر ہوگا اور اس کی رونق اور شدت روشنی کی وجہ سے آٹھوں جنتیں روشن ہو جائیں گی اور اہل جنت سمجھیں گے کہ یہ نور اللہ کی جانب سے ہے اور سجدہ میں گر پڑیں گے اس وقت ایک منادی آواز دیگا کہ اپنے سر اٹھاؤ۔ یہ وہ نور نہیں ہے جس کا تمھیں گمان ہوا۔ یہ ایک حور کے چہرے سے نور چمکا ہے۔ جو اپنے خاوند کے سامنے مسکرائی ہے اور اس کے مسکرانے سے یہ نور ظاہر ہوا۔ حضرت شیخ نے فرمایا دوستو! جو شخص خوبصورت حور کے واسطے مجاہدہ کرے تو اسے ملامت نہیں کی جاتی، تو وہ شخص جو خدا کا طالب ہو اس کے لیے ملامت کیوں۔ پھر حضرت شیخ نے فرمایا جس کا مقام فردوس ہوا سے کچھ ضرور نہیں خواہ وہ کتنے ہی غم اور مصیبت میں گھرا ہوا ہو۔

حکایت حضرت ہبیرالبصری سلسلہ عالیہ چشتیہ کے پیشوائے اعظم ہیں۔ حضرت کا لقب امین الدین ہے۔ اپنی کنیت کے ساتھ شہرت رکھتے ہیں۔ خاکِ پاک بصرہ کو آپ کی سکونت کا شرف حاصل ہے۔ آپ ۱۶۷ھ میں پیدا ہوئے۔ سترہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تکمیل فرمائی اور قرآن پاک حفظ کر لیا۔ آپ کی طبیعت، قدرتی طور پر علم باطن اور ریاضیات و مجاہدات کی طرف مائل تھی۔ درویشوں کی صحبت کو پسند فرماتے تھے اور ہر وقت ذکر "لا الٰہ الا اللہ" میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت کی پاکی و طہارت کا یہ عالم تھا کہ سترہ سال کی عمر سے آخر تک قضاء حاجت کے سوا کبھی آپ بے وضو نہیں رہے۔ عبادت کا یہ حال تھا کہ ایک قرآن مجید دن میں اور دو قرآن مجید رات میں ختم کرتے تھے۔ تیس سال تک حضرت کا یہ دستور رہا کہ برابر روزہ رکھتے اور تیسرے چوتھے دن کچھ نوش فرماتے۔ حضرت کی خوراک تین نوالوں سے زیادہ کبھی نہیں ہوتی تھی وہ بھی اس طرح کہ جب آپ افطار کا ارادہ کرتے، تو کتابت کے ذریعہ سے کچھ کفاف حاصل کرتے اور اس سے کھانا بہم پہنچاتے۔ حضرت رات کو بالکل نہیں سوتے تھے۔ حضرت نے تیس سال کا زمانہ اس طرح بسر کیا کہ صائم الدہر اور گوشہ نشین رہے۔ نہ کسی دولت مند کے گھر تشریف لے گئے نہ اسے اپنے پاس آنے دیا اور نہ

Marfat.com

کسی کے گھر کا کھانا یا پانی نوش فرمایا لیکن ان عبادات اور مجاہدات کے باوجود ہنوز شاہد معنیٰ کا رخ زیبا بے نقاب نہ ہوا اور آپ مشاہداتِ جمال کی مسرتوں سے محروم رہے آخر کار آپ نے تضرع وزاری کے ساتھ جناب باری میں دعا کی اور آپ کو بشارت ہوئی کہ حضرت حذیفہ مرعشیؒ کی خدمت میں جاؤ۔ چنانچہ آپ فوراً حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امتیاز ارادت سے مشرف ہوئے۔ حضرت حذیفہؒ بکمال شفقت ومحبت اور تکریم وعزت کے ساتھ آپ سے پیش آئے اور فرمایا، ذاتی مجاہدات سے کچھ نہیں ہوتا جب تک تعلیماتِ شیخ کو راہنما نہ بنایا جائے چنانچہ حضرت ہبیرہ البصریؒ ارادت کے بعد صرف ایک ہفتہ میں منزل مقصود کو پہنچ گئے، جو تیس سال میں طے نہ ہو سکی تھی۔ اس کے بعد حضرت کو خرقہ خلافت عطا ہوا۔ جب آپ نے خرقہ پہنا تو آپ زار زار روئے اور اتنا روئے کہ بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو لوگوں نے اس گریہ و زاری کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں نے خرقہ پہنا تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مشائخ کرام کی ارواح مقدسہ موجود تھیں۔ مجھے حضرت شیخ نے سب سے روشناس کرایا اور سب نے میرے لیے دعا کی۔ مجھے رونا اس بات پر آیا کہ درویشی اولیاء انبیاء کا کام ہے۔ خدا نہ کرے کہ خرقہ پہننے کے بعد مجھ سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جو درویشی کے شایاں نہ ہو اور کل کو قیامت میں مجھے اللہ تعالیٰ اور ان بزرگوں کے روبرو شرمندہ ہونا پڑے چنانچہ حضرت نے جب خرقہ پہنا اس وقت سے گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ آپ پانچویں چھٹے دن روزہ افطار کرتے تھے اور افطار میں کبھی جَو کی روٹی اور کبھی بے نمک سبزی ہوتی تھی۔

حکایت

حضرت شیخ عبداللہ دینوریؒ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک دن ایک فقیر آیا اس کے چہرے پر نقاہت کے آثار نمایاں تھے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ نقاہت فاقوں کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ اس خیال کے آتے ہی میں نے فقیر کے کھانے کا بندوبست کرنا چاہا لیکن گھر میں کچھ موجود نہ تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ اپنی نعلین رہن رکھ کر اس کے کھانے پینے کا بندوبست کروں لیکن نفس نے منع کیا کہ اگر نعلین رہن رکھ دوگے

Marfat.com

تو ننگے پاؤں کس طرح رہو گے۔ پھر میں اپنا لوٹا رہن رکھنے کا ارادہ کیا، نفس نے پھر منع کیا اور کہا کہ وضو کس سے کرو گے۔ میں نے رومال رہن رکھنے کا ارادہ کیا، نفس نے پھر منع کیا اور کہا کہ ننگے سر کیسے رہو گے، اتنے میں فقیر عصا تھامے اٹھ کھڑا ہوا اور مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا اے عبداللہ! اپنا رومال سنبھال کر رکھو۔ میں نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ جب تک اس سے ملاقات نہ کروں روٹی نہیں کھاؤں گا۔ نقل ہے کہ حضرت عبداللہؒ اس کے بعد تیس سال زندہ رہے اور روٹی نہیں کھائی۔

حکایت حضرت شیخ ابو الفوارس شاہ بن شجاع کرمانیؒ ایک روز شکار کھیلنے کے ارادے سے نکلے اس زمانے میں آپ کرمان کے حاکم تھے۔ آپ شکار کی تلاش میں ادھر ادھر مارے مارے پھرے۔ آخر ایک جنگل میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان درندے پر سوار ہے اور بہت سے درندے اس کے ارد گرد پھر رہے ہیں۔ جب درندوں کی نگاہیں حضرت پر پڑیں تو وہ آپ کی جانب حملے کے ارادے سے لپکے لیکن نوجوان نے انھیں روک لیا اور آپ کے قریب آیا آپ کو سلام علیک کے بعد کہا کہ اے حاکمِ کرمان! تم اللہ تعالیٰ سے کس قدر غافل ہو کہ دنیا کے لیے آخرت کی جانب سے اس قدر بے پروا ہو اور اپنی لذت و طلب میں اپنے آقا کی خدمت سے منہ پھیر رہے ہو۔ تمھیں خدا نے دنیا اس لیے عنایت کی تھی کہ تم اس کی عنایت کی مدد سے اس کی خدمت گزاری کر سکو۔ لیکن افسوس تم نے اسے عیش و نشاطِ محض کا وسیلہ بنا لیا۔ ابھی وہ نوجوان یہ نصیحتیں کر رہا تھا کہ یکایک ایک ضعیف العمر عورت اپنے ہاتھ میں پانی کا پیالہ تھامے ہوئے آئی اور نوجوان کے حوالے کر دیا۔ نوجوان نے پہلے خود پیا اور جو باقی بچ گیا وہ اس نے حضرت کو دے دیا۔ حضرت نے پانی پی کر فرمایا کہ اس سے ٹھنڈی اور میٹھی چیز میں نے کبھی نہیں پی۔ اتنے میں وہ عورت غائب ہو گئی۔ پھر اس نوجوان نے کہا یہ بڑھیا دنیا ہے اور خدا تعالیٰ نے اسے میری خدمت کے لیے مقرر کیا ہے۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تخلیق کی تھی تو اس سے فرما دیا تھا کہ اے دنیا! جو کوئی میری خدمت کرے تو بھی اس کی خدمت کر۔

اور جو تیری خدمت کرے تو تو اس سے خدمت لے۔ جب حضرت نے یہ واقعہ دیکھا تو اسی وقت دنیاوی لہو ولعب سے تائب ہوئے اور جادۂ فقر پر گامزن ہو گئے۔

حضرت کرز بن وبرہ کا مجاہدہ

حضرت کرز بن وبرہ اپنے وقت کے ابدال تھے اور آپ کے مجاہدے کا یہ عالم تھا کہ روزانہ تین مرتبہ قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا آپ نے اپنے اوپر کتنے رنج و آزار کو مسلط کر رکھا ہے۔ آپ نے پوچھا دنیا کی عمر کتنی ہے؟ لوگوں نے کہا سات ہزار برس۔ فرمایا اور قیامت کے ایک دن کی مدت کتنی ہے؟ لوگوں نے کہا پچاس ہزار برس کے برابر۔ فرمایا تو پھر تم ہی کہو کہ وہ کون احمق ہوگا جو سات روز کی تکلیف کے عوض پچاس روز کے سکون و راحت کو پسند نہ کرے گا اور قیامت کے پچاس ہزار برس کے لیے تو اگر ہم سات ہزار برس بھی جیتے رہیں اور مسلسل مجاہدہ کرتے رہیں تو کم ہے کہ اس ابدی راحت تک رسائی حاصل کر سکیں جس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے اور یہ عمر تو ہے بھی بہت مختصر (کوئی سچ مچ ہزار برس کی ہے بھی نہیں)

ایک عورت کا قصہ

ایک معمر عورت تھی اس سے اس کی حالت کی نسبت پوچھا گیا تو فرمانے لگی کہ جوانی کے عالم میں اپنے نفس میں چستی اور ایک حالت پاتی تھی جس سے میں یہ سمجھتی تھی کہ میری حالت قوی ہے مگر اب جب بوڑھی ہو چکی ہوں تو یہ سب کچھ جاتا رہا۔ اس سے میں سمجھی کہ (یہ حالت کی قوت نہ تھی بلکہ) یہ جوانی کی قوت تھی جسے میں نے حالت سمجھ لیا تھا۔

حضرت ابو علی دقاق فرماتے ہیں کہ جب انھوں نے یہ قصہ سنا تو انھیں بڑھیا پر رحم آیا اور کہا کہ بڑھیا

ایک عارف کا قصہ

بابا فرید گنج شکر نے ایک مرتبہ حضرت محبوب الٰہی رح کو ایک عارف کا قصہ سناتے ہوئے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک

Marfat.com

عارف نے مصائب و آلام سے گھبرا کر بارگاہ الٰہیہ میں عرض کی کہ اے مولا پاک! مجھ سے اب یہ سختیاں نہیں برداشت کی جاتیں، اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اگر تم میں تکلیف برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں تھا تو اس راہ پر قدم ہی کیوں رکھا تھا۔ یہ سن کر حضرت محبوب الٰہی رونے لگے۔

حکایت

حضرت سید امیر علی ہمدانی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دیار روم میں میرا قیام تھا ایک رات میں نے نماز تہجد کے لیے اٹھنے کا ارادہ کیا۔ سردیوں کی یخ بستہ رات تھی۔ وضو کرتے ہوئے سردی محسوس ہوتی تھی۔ مجھے میرے نفس نے مجبور کیا کہ اس گرم بستر میں سویا رہوں۔ میں نے اسی وقت نفس کی سرکشی کو توڑا اور برف پر چلنا شروع کر دیا پھر میں نے برف کو توڑا اور اس کے پانی سے غسل کیا۔ پھر میں متواتر چالیس یوم تک اسی طرح غسل کرتا رہا۔ اس کے بعد میں نے سات سال تک صرف تہمد باندھا کرتہ نہیں پہنا اور کئی کئی دن فاقے سے گزار دیے اور اپنے آپ کو مجاہدے میں اس قدر ڈالا کہ میں سوکھ کر کانٹا ہو گیا آخر ایک رات خواب میں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ انھوں نے مجھے لذیذ پکوان کھانے کا حکم دیا اور مجھے میری نفس کشی پر مبارکباد دی۔ حالت بیداری کے بعد میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اچھا کھانا کھایا۔ اس ریاضت سے میرے اندر انتہا درجے کی نفس کشی پیدا ہو گئی اور پھر زندگی بھر شیطان نے مجھے بہکانے کی کوشش نہیں کی اور ایسے امتحانات میں اللہ تعالیٰ جس کو اپنا قرب عطا فرمانا چاہتا ہے اس کو کامیاب کرتا ہے۔ ہر کس و ناکس اس امتحان میں پورا نہیں اتر سکتا۔ اور پھر اگر اللہ تعالیٰ حضورؐ کی زیارت کروا دے تو اس سے بڑی اور کیا سعادت ہو سکتی ہے۔

حضرت بابا فریدالدینؒ کی ریاضت

حضرت بابا فرید صاحب جنگلوں اور پہاڑوں میں ریاضت فرماتے تھے۔ سوائے گھاس اور پتوں کے کچھ نہیں کھاتے پیتے تھے۔ ایک روز ایک کنویں پر پہنچے۔ ڈول اور رسی کی تلاش کرنے لگے تا کہ پانی پی سکیں۔ اتنے میں دور سے ہرنوں کی ڈار آئی۔ ان کے

Marfat.com

آتے ہی کنویں نے جوش مارا اور پانی اوپر چڑھ آیا۔ ہرن پانی پی کر جنگل کی طرف چوکڑیاں بھرتے چلے گئے۔ جب حضرت نے پانی پینے کا قصد کیا پانی سمٹ کر پھر کنویں کے اندر چلا گیا۔ حضرت نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ پروردگار عالم! تو نے جانوروں کو تو پانی دیا۔ میں جو تیری راہ میں چلا ہوں مجھ سے پانی کو کیوں دور رکھا۔ آواز آئی اے فرید! تیری نظر ڈول اور رسی پر تھی جبکہ ہرنوں کی نظر صرف ہماری طرف تھی۔ کہتے ہیں اسی وقت سے حضرت اس کنویں میں چالیس دن لٹکے رہے اور نفس کو پانی نہ دیا۔ چالیس دن کے بعد قارے خاک میں ڈال کر روزہ افطار کیا وہ خاک منہ میں پڑتے ہی شکر ہو گئی۔

حکایت

ایک بزرگ اپنی مسجد میں کئی سال تک پہلی صف میں نماز پڑھتے رہے ایک دن کسی سبب سے وہ پہلی صف میں نہ پہنچ سکے۔ اور انھوں نے آخری صف ہی میں نماز پڑھی۔ اس کے بعد مدت تک وہ دکھائی نہ دیے۔ لوگوں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو کہا میں اتنے سال نماز پڑھتا رہا ہوں مگر جس دن میں نے آخری صف میں نماز پڑھی تو مجھے اس بات سے شرمندگی ہوئی کہ لوگوں نے مجھے آخری صف میں دیکھا ہے۔ اس پر میں سمجھ گیا کہ میں عمر بھر عبادت میں جو چستی دکھاتا تھا وہ ان لوگوں کے دکھانے کے لیے تھی اس پر میں نے اپنی نمازیں قضا کیں۔

ابو محمد مرتعش رح کا قصہ

ابو محمد مرتعش رح سے حکایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے اتنے حج تجرید کے طور پر کیے جن میں میں نے تھکان اور بھوک برداشت کی۔ بالآخر مجھے معلوم ہو گیا کہ ان تمام حجوں میں حظ نفس کی آمیزش تھی اور وہ اس طرح کہ ایک بار میری والدہ نے مجھے پانی کا ایک مٹکا لانے کو کہا مجھے اس کا بہت بار محسوس ہوا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ ان تمام حجوں میں میرے نفس نے جو میری موافقت کی ہے اس میں نفس کا حظ اور اس کی آمیزش تھی (اسی لیے اس نے موافقت کی اور اگر ان میں حظ نفس نہ پایا جاتا ہو تو نفس موافقت نہ کرتا) کیونکہ اگر میرا نفس فنا ہو چکا

Marfat.com

ہوتا تو شریعت کے اندر جو حق بات تھی وہ اسے دشوار محسوس نہ ہوتی۔

اہلِ مجاہدہ کے دس خصائل

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کا فرمان ہے کہ مجاہدہ نفس کرنے والے اہل طریقت کے لیے دس عمدہ خصلتیں ہیں جن پر وہ ہمیشہ عمل پیرا رہے۔ جب وہ اللہ کے حکم اور سنت نبوی کے اتباع میں ان خصائل پر قائم و راسخ ہو جاتے ہیں۔ تو معرفت و روحانیت کے بلند رتبے پا لیتے ہیں۔

پہلی خصلت یہ ہے کہ بندہ قصداً یا سہواً جھوٹی یا سچی قسم ہرگز نہ کھائے اور خود کو قسم کھانے کا عادی نہ بنائے۔ خواہ وہ قسم اللہ کے نام سے ہو۔ اس کی کتاب مقدس کے نام سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ یا کسی بھی اور ذریعے سے، کیونکہ جب کوئی شخص قسم کھانے کا عادی ہو جاتا ہے تو اس کے نزدیک قسم کی کوئی عظمت و اہمیت نہیں رہتی اور وہ دانستہ یا نادانستہ اس کی خلاف ورزی کرنے لگتا ہے۔ جو بد عہدی کے علاوہ خدا کے غیظ و غضب کو برانگیختہ کرتا ہے لیکن جب انسان خود کو ترکِ حلف کا عادی بنا لے اور اشد ضرورت کے وقت بھی قسم نہ کھائے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنے انوار و برکات نازل فرماتا ہے جس سے وہ ظاہری و باطنی نعمتوں میں اضافہ پاتا ہے اس کے درجات بلند ہوتے ہیں لوگوں میں اس کی تعریف و توصیف ہوتی ہے۔ لوگ اسے ایک عمدہ مثال سمجھ کر اس کی پیروی کرتے ہیں اور جو اسے دیکھتا ہے اس سے مرعوب و ہیبت زدہ ہوتا ہے۔

دوسری خصلت یہ ہے کہ بندہ ارادتاً یا ہنسی مذاق میں جھوٹ بولنے سے احتراز کرے اس لیے کہ جھوٹ انسان کو بزدل، اس کے قلب و دماغ کو زنگ آلود کر دیتا ہے اور اس سے خلقِ خدا میں اس کا اثر و اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں جو شخص انسانوں کے سامنے جھوٹ بول سکتا ہے وہ خدا پر بھی کذب و افترا پردازی اور بہتان طرازی سے گریز نہیں کرتا۔ اس

Marfat.com

کے برعکس اگر وہ اپنی زبان کو سچ بولنے کا عادی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے شرح صدر عطا فرمائیگا اور اس کا سینہ علوم و معارف اسلامیہ کے لیے کھول دے گا۔ جب وہ دوسروں سے جھوٹ سنے گا تو اپنی زبان اور عمل سے ان کو سچ کی تبلیغ و تلقین کرے گا۔ نیز وہ جھوٹوں کی اس عادتِ بد کے رفع ہونے کی دعا کرے گا۔ الغرض جھوٹ، ضعیف العقیدہ اور فاسق و فاجر لوگوں کا شیوہ ہے اور سچ یا حق گوئی صاحب ایمان اولیاء و صلحاء اور صدیقین کا دستورِ عمل ہے۔

تیسری خصلت یہ ہے کہ جب بندہ کسی شخص سے کوئی عہد و پیمان کرے تو اپنے وعدہ کی خلاف ورزی ہرگز نہ کرے۔ قرآن و حدیث میں پابندی عہد کی پے در پے تاکید آئی ہے اور اسے ایمان کی ایک بہت بڑی علامت قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے "اے مسلمانو! تم اپنے عہد و پیمان کی تعمیل کیا کرو کیونکہ تم سے تمہارے وعدوں کے متعلق باز پرس ہوگی۔" نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص اپنے عہد و پیمان کی پابندی نہیں کرتا اس میں ایمان ہی نہیں۔" پس یاد رکھ کہ کسی سے وعدہ کر کے توڑ دینے کے مقابلہ میں یہ طرز عمل زیادہ بہتر ہے کہ تو وعدہ ہی نہ کرے۔ بالفاظ دیگر ایسا وعدہ کرنے سے جس کی بعد میں تعمیل نہ کی جا سکے یا تعمیل کرنے کی نیت ہی نہ ہو اس وعدہ کا نہ کرنا ہی مبارک اور موجبِ فلاح و بہبود ہے۔ اس لیے کہ وعدہ کی خلاف ورزی بھی جھوٹ کی بدترین قسم ہے، قوتِ ارادی کا فقدان ہے حُسنِ سلوک اور خوش معاملگی کی بربادی ہے اور خلقِ خدا میں بدعہدی کرنے والے شخص کی کوئی عزت و وقعت نہیں رہتی لیکن جو شخص صداقت اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے عہد و پیمان کی پابندی کرتا ہے وہ ہمیشہ اور لوگوں کی نظر میں دن بدن زیادہ عزت و توقیر اور اعتماد حاصل کرتا جاتا ہے اللہ بھی اسے محبوب رکھتا ہے اور وہ دنیا و عقبیٰ میں فلاح و بہبود اور ترقی و کامرانی حاصل کرتا ہے۔

چوتھی خصلت یہ ہے کہ انسان کسی بنی آدم یا چیز پر لعنت نہ کرے کیونکہ لعنت کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے اور عالم الغیب ہونے کے لحاظ سے وہی خوب جانتا ہے کہ

Marfat.com

کونسا شخص یا کونسی چیز لعنت کے قابل ہے اور معتوب و مغضوب ہونے کی مستحق ہے۔ پس لعنت نہ کرنا اور مخلوقات کو ضرر و ایذا نہ پہنچانا اولیاء اللہ اور ابرار و صدیقین کی صفت ہے اور اس موضوع پر ان کا اتباع کرنے والے لوگوں کے درجات دنیا و عقبیٰ میں بلند کیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کی حفاظت فرماتا ہے پس مومن کو چاہیئے کہ جگہ جگہ لعنت کرتے پھرنے سے اللہ کے علم و فعل میں دخل نہ دے اور دوسروں کو لعنت و ملامت کرنے کی بجائے اپنی سیرت اور اپنے عقیدہ و عمل کی اصلاح کرے۔

پانچویں خصلت یہ ہے کہ مسلمان کسی کے لیے بد دعا کرنے سے پرہیز کرے اگر اس پر کسی کی جانب سے زیادتی اور ناخدا ترسی ہوئی ہے تو اس کے لیے بد دعا کرنے کی بجائے اس کے راہِ راست پر آجانے کی دعا کرے اور تحمل و برداشت سے کام لے، یہ خصلت اپنے صاحب کے درجات بلند کرتی ہے اور بندہ جب اس نیک صفت سے آراستہ ہو جاتا ہے تو اس میں سیرت کی پختگی پیدا ہوتی ہے اور وہ مخلوق میں محبت و مقبولیت کے جذبات پیدا کرتا ہے اور قلوبِ مومنین میں اعزاز و احترام پاتا ہے۔ کلام اللہ میں بد دعا کا جواز بھی صریحاً موجود ہے اور انبیاءؑ نے جب کبھی بعض اقوام یا افراد کو یقینی طور پر بد دعا کا مستحق پایا ہے تو ان کے لیے مختلف مواقع پر بد دعائیں کی ہیں۔ لیکن جب کوئی شخص بد دعا بھی کرنے لگے تو ہمارے بیان کے مطابق پہلے اسے ہر لحاظ اور ہر حیثیت سے یہ یقین و اطمینان کر لینا ہوگا کہ بد دعا دیا جانے والا شخص ٹھوس بنیادوں پر فی الواقع بد دعا کا مرجع و مستحق ہے۔

چھٹی خصلت یہ ہے کہ مومنین اور اہلِ قبلہ میں سے کسی شخص پر یقین و وثوق کے ساتھ کافر و مشرک یا منافق ہونے کا حکم نہ لگائے تا وقتیکہ اس کے پاس کوئی پختہ اور واضح ثبوت مہیا نہ ہو جائے، کسی کی تکفیر کرنا ایک بہت نازک اور ذمہ داری کا فعل ہے اور ہر شخص کو بلا سوچے سمجھے اور تحقیق کیے اس کا مرتکب نہیں ہونا چاہیئے۔ بخلاف اس کے کہ کسی کی تکفیر نہ کرنا علم الٰہی میں دخل دینے سے بچنا ہے، اتباعِ سنتِ نبوی ہے۔ اور

Marfat.com

مومن کے لیے احتیاط کا اچھا طریقہ ہے۔ یہ خصلت اللہ کی رحمت و رضا مندی سے بہت قریب ہے اور انسان کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر یا منافق قرار دینے سے محفوظ رہتے ہوئے اپنے ہی ایمان کی نگہداشت کرتا ہے اور خدا کا مغضوب ہونے سے بچتا ہے۔

پھر ساتویں خصلت یہ ہے کہ انسان گناہ و معصیت میں مبتلا کرنے والی یا حرام و ناجائز چیزوں کو دیکھنے یا ان کی طرف راغب ہونے سے پرہیز کرے اور اپنے اعضاء کو نواہی یعنی اللہ تعالیٰ کی ممنوع قرار دی ہوئی چیزوں سے محترز رکھے۔ یہ احکام الٰہی کا احترام ہے جس کے لیے بندے کو دنیا و عقبیٰ میں عزت و سرفرازی عطا فرماتا ہے۔

آٹھویں خصلت یہ ہے کہ مخلوقات میں سے کسی پر، خواہ وہ اپنے سے بڑا ہو یا چھوٹا، اپنا بوجھ ناروا طریق پر نہ ڈالے۔ اور انھیں ظلم و زیادتی سے مکلف نہ کرے۔ یہ خصلت دیندار اور ذاکر و عابد لوگوں کی عزت ہے اور اسی کی تعمیل سے وہ مؤثر طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قوت و توفیق پاتے ہیں۔ جب مومن کی روش ہوا اور وہ اپنی حاجات اور ضروریات کے لیے اللہ کے علاوہ مخلوقات کو مکلف نہ کرے اور نہ ان کے صدقات پر نظر رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے توکل اور استغناء کی بے مثل صفات عطا فرماتا ہے۔ یہ خصلت، توحید و اخلاص کا بلند رتبہ پانے کے لیے سب سے اہم اور مفید صفت ہے۔

نویں خصلت یہ ہے کہ مسلمان حرص و ہوس کا اتباع نہ کرے۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر حمد و شکر بجا لائے اور مخلوقات کو اپنی خواہشات و مطالبات کا مرجع نہ بنائے۔ یہ توکل کی روح ہے اور اعتماد علی اللہ کا اصول۔ اور یہ ان برگزیدہ بندگانِ حق تعالیٰ اور اولیاء اللہ کی علامات میں سے ہے جنھوں نے مخلوقات سے روابط منقطع کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنے روحانی و معنوی تعلق کو محکم و استوار کیا۔ اور انھیں دنیا و عقبیٰ میں سعادت و فلاح حاصل ہوئی۔

دسویں خصلت یہ ہے کہ تواضع اختیار کی جائے اور عجز و انکساری کو اپنا شعار بنایا

Marfat.com

بجائے، تواضع سے مسلمان کا رتبہ بلند ہوتا ہے۔ خالق و مخلوق کے نزدیک وہ عزت و توقیر حاصل کرتا ہے اور اس کی دعا و مناجات میں یہ اثر پیدا ہوتا ہے کہ وہ دنیا و آخرت کی جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مہیا فرما دیتا ہے۔ یہ خصلت تمام عبادات کی اصل ہے۔ اور ایمان و اخلاق کی تمام عمدہ صفات اسی سے جنم لیتی ہیں۔ اسی خصلت سے مومن ان اولیاء اللہ کی سیرت پاتا ہے جو راحت یا تکلیف اور خوشی یا غمی دونوں میں راضی رہتے ہیں۔ اور یہ خصلتِ تواضع حقیقت میں کمالِ تقویٰ ہے۔ اور تواضع کی تعریف یہ ہے کہ انسان کسی کو حقیر و ادنیٰ نہ سمجھے اور جس سے بھی ملے، سمجھے کہ ممکن ہے علمِ الٰہی میں یہ شخص رتبہ و صفات میں مجھ سے بلند تر ہو لہٰذا اگر وہ اس سے چھوٹا ہے تو سمجھے کہ اس نے اللہ کی اس قدر نافرمانی نہیں کی جس قدر میں نے کی ہے اور اس لیے وہ مجھ سے بہتر ہے۔ اور اگر وہ اس سے بڑا ہے تو کہے کہ اس نے مجھ سے پہلے اللہ کی عبادت شروع کی اور مجھ سے زیادہ نیکیاں کیں لہٰذا اسے مجھ پر فوقیت حاصل ہے اور اگر وہ عالم ہے تو سمجھے کہ اسے وہ نعمت و فضیلت دی گئی ہے جس تک میری رسائی نہیں ہوئی۔ اس نے وہ کچھ سیکھا سمجھا اور معلوم کیا ہے جو میں نے نہیں کیا۔ نیز وہ علم سے متمتع ہو کر اس سے اپنے عقیدہ و عمل کی اصلاح کا فائدہ بھی اٹھاتا ہے لہٰذا اس کی فضیلت و برتری مجھ پر مسلّم ہے۔ اگر وہ جاہل ہے تو کہے کہ اس نے اللہ کی جتنی کچھ نافرمانی کی ہے وہ علم نہ ہوتے ہوئے کی ہے۔ لہٰذا اس جہت سے مجھ پر اس کی برتری ظاہر ہے اور اگر وہ کافر ہے تو کہے کہ میں نہیں جانتا شاید وہ مسلمان ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اسے کسی بھی وقت اپنی توفیق و نصرت سے راہِ حق دکھا دے اور پھر اس کا خاتمہ ایمان و اسلام پہ ہو۔ لہٰذا میرے لیے اس کی تحقیر جائز نہیں۔ پس تواضع بہت سے اوصافِ پسندیدہ کی جڑ ہے اور اس سے طبعِ انسانی میں کبر و غرور پیدا ہونے کی بجائے خلقِ خدا سے ہمدردی اور محبت و شفقت کے جذبات جنم لیتے ہیں۔ علاوہ ازیں جب بندہ متواضع ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے آفاتِ نفس سے محفوظ رکھے گا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت و توقیر پیدا کرے گا اور

Marfat.com

اسے اپنے مقبول و محبوب بندوں میں شمار کرے گا۔ حسب حدیث "تواضع عبادت کا مغز ہے" یہ متقی اور راستباز لوگوں کی پہچان ہے اور کوئی شے اس سے افضل نہیں ہے۔ اس کے باعث مومن کی زبان لغویات و ہزلیات اور دل آزار باتوں سے محفوظ ہو جاتی ہے اور وہ ظاہر اور باطن میں یکساں ہو جاتا ہے۔ وہ نہ خود کسی کی غیبت کرتا ہے نہ دوسروں سے کسی کی غیبت سننا گوارا کرتا ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث میں غیبت کی بہت مذمت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو تواضع اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (فتوح الغیب)

اللہ کے حضور سچی توبہ کرنے کی رہنما کتاب

اللہ میری توبہ

عالم فقری

باب ۱۱

دُعا

اللہ چاہتا ہے کہ اس کے دوست صرف اسی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں، جو مانگنا ہے اسی سے مانگیں۔ اللہ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی انسانوں کا چارہ ساز نہیں اور مانگنا انسانی فطرت ہے اس لیے جب انسان پر مصیبت یا تکلیف آتی ہے تو اس کے دل سے اللہ کے حضور التجا نکلتی ہے، یہی التجا حقیقت میں دعا ہے۔ دعا جتنی انسان کے دل کی گہرائیوں سے نکلے گی اثر رکھے گی۔ دعا بھی دراصل اللہ کے ذکر ہی کی ایک صورت ہے اور عبادت میں شمار کی جاتی ہے۔

اللہ کائنات کا مالک و خالق ہے۔ زمین و آسمان اسی کے بنائے ہوئے ہیں۔ یہ سورج چاند ستارے اسی کے سجائے ہوئے ہیں۔ یہ زندگی اسی کی عطا کردہ ہے۔ یہ دنیا کی رونق اسی کے دم سے ہے، موت و حیات اسی کے اختیار میں ہے۔ وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ کوئی چیز اس کے قبضہ سے باہر نہیں۔ یہ سب کچھ اسی کی ملکیت میں ہے، وہی ہمارا حاکم ہے۔ اس کے سوا ارض و سما میں کوئی حکومت کا مالک نہیں۔ تا ابد اسی کی حکومت ہے اور اسی کا حکم چلتا رہے گا۔ اللہ بڑی شان والا ہے اس کی مثل کوئی نہیں، اللہ ہر لحاظ سے قوت والا ہے زمین و آسمان میں اسی کا غلبہ ہے۔ وہ ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ نفع و نقصان کا اصل مالک وہی ہے، عظمت اور مرتبے والا وہی ہے۔ جلیل و کریم اسی کی ذات ہے۔ وہ عیب سے پاک و منزہ ہے۔ وہ بزرگی کی ہر صفت میں کامل ہے۔ وہ حسن و جمال میں یکتا ہے وہی حمد کے لائق ہے۔ وہ علیم ہے خبیر ہے۔ وہ ایک ہے وہ ہمیشہ سے قائم دائم ہے اور ہمیشہ رہے گا

Marfat.com

وہی اول وہی آخر ہے وہی ظاہر اور وہی باطن ہے۔ وہی سمیع ہے اور وہی بصیر ہے۔ جب ہر لحاظ سے اللہ ہی انسان کا کارساز ہے، پھر اسی کو حق حاصل ہے کہ اسی کو معبودِ برحق مانتے ہوئے اسی کی عبادت کی جائے اسی کا ذکر کیا جائے اسی کے حضور اپنی آرزوئیں پیش کی جائیں مصیبتوں میں اسی کو پکارا جائے اسی کے حضور اپنے دکھ سنائے جائیں۔ وہ ہر ایک کی آواز سنتا ہے اور جواب دیتا ہے۔ وہ ہر دل کی پکار سے آگاہ اور قبول کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس سے مانگتے رہیں اور وہ عطا کرتا رہے مگر اے بندے مانگنے کا طریقہ کسی اللہ والے سے سیکھ جس کے اٹھے ہوئے ہاتھ اللہ خالی نہیں لوٹاتا۔

یاالٰہی! تو میرا شاہ ہے میں تیرا گدا ہوں، تو میرا آقا ہے میں تیرا غلام ہوں تو میرا خالق ہے میں تیری مخلوق ہوں۔ تو میرا معبود ہے میں تیرا عبد ہوں تو باریٔ المصور ہے میں تیرا بنایا ہوا انسان ہوں۔ تو قدوس ہے میں سراپا تقصیر ہوں۔ تو میرا حاکم ہے میں تیرا محکوم ہوں۔ تو میرا کریم ہے میں گدائے کرم ہوں، تو بے نیاز ہے میں تیرا نیازمند ہوں۔ جب ہر طرح سے تو ہی میرا کارساز ہے تو پھر میں تیری بارگاہ ہی میں جھکوں گا۔ تجھ ہی سے مانگوں گا۔ زخمِ جگر تجھے ہی دکھاؤں گا کیونکہ تیرے سوا میرا کوئی نہیں۔ تو پھر میرے دوست! جب ہر طرح خدا ہی سے مانگنا ٹھہرا تو پھر شرم کیسی، حجاب کیسا اور غرور کیوں، مایوسی اور ناامیدی کیوں؟ وہ تو تیرا اور میرا پروردگار ہے۔ آ اسی کے حضور حاضر ہو، جبینِ نیاز کو جھکا دے سربسجود ہو جا، دل سے غیروں کو نکال دے، اجنبیت کو توڑ دے، لذتِ نفس کو ترک کر دے ہنگامہ آرائی کو خیرباد کہہ دے۔ ظلمت کدے کو چھوڑ دے، محفلِ زنداں سے منہ موڑ لے۔ کوچۂ یار کی راہ پوچھ، اپنے سوزِ جگر کو دیوانہ وار کہہ یا دیدۂ دل کے راز کو آشکار کر۔ قلب و نظر یادِ الٰہی میں خاکستر کر دے۔ موجِ نفس کو خوابِ غفلت سے بیدار کر۔ رہروِ محبت بن، خدا کے حضور دیدۂ تر سے حاضر ہو جا پھر دیکھ تیری دعا کیسے قبول ہوتی ہے۔ تیرے مقدر کا ستارہ کیسے جگمگاتا ہے، تیری آرزوئیں کیسے شرمندۂ تعبیر ہوتی ہیں۔ تیرے ارمانوں کی

Marfat.com

دنیا کیسے پوری ہوتی ہے۔ مگر یاد رکھ تیری تو لئے شوق اسی وقت پوری ہوگی جبکہ تو اس کا بندہ بنے گا اور جب تو اس کا بندہ بن گیا تو تیری ہر دعا قبول ہے بلکہ تیری زبان پر وہ خود بول اٹھے گا۔

حکمِ دُعا

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بیشمار مقامات پر دعا کا حکم دیا ہے اور اُدعوا کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ دُعا سے مراد ذکر، پکار اور رجوع ہے یعنی اپنی ہر حاجت کو اللہ کے حضور سے طلب کرو۔ قرآن مجید کی جن آیات میں دعا کا حکم دیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ط اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝

اور اے محبوبؐ! جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں، تو میں قریب ہوں۔ جب کوئی مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں، تو انھیں چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ راہِ ہدایت پر قائم رہیں (بقرہ: ۱۸۶)

اللہ کے بندے اللہ کے حضور دعائیں کرتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اس لیے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ سے دعا مانگا کرو اور کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ دعاؤں ہی سے راہِ ہدایت ملتی ہے۔

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ج لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

اے محبوب! فرما دیجیئے کہ وہ کون ہے جو تمھیں جنگل اور دریا کی مصیبتوں سے نجات دیتا ہے جبکہ تم اس کے حضور گڑگڑا کر پوشیدہ طور پر دعا کرتے ہو کہ اگر وہ ہمیں اس سے نجات دے تو ہم ضرور اللہ کے شکرگزار بنیں گے۔ (پ ۷، انعام: ۶۳)

Marfat.com

مصائب کی صورت میں اللہ کے حضور دعا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ جب کوئی اسے پوشیدہ طور پر دل میں یا علیحدگی میں پکارتا اور اس کے حضور دعا گو ہوتا ہے تو اللہ اس کی فریاد سن کر اس کی تکالیف ختم کر دیتا ہے تو اسے دعا کی قبولیت پر شکر گزار ہونا چاہیئے۔

دعا کے بارے میں ایک اور مقام پر مزید فرمایا:۔

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ قف وَ اَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ؕ

آپ فرمائیے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے کہ انصاف کرو اور ہر نماز کے وقت اپنے چہرے کو قبلہ کی طرف کرو اور اسی کے بندے ہو کر اس سے مانگو، جس طرح اس نے تمہیں پیدا کیا ویسے ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔ (پ ۸، اعراف ۲۹)

اس آیت میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ اسی کی عبادت کرو اور اس کے بعد دعا مانگو کیونکہ اسی میں عظمت ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۚ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

اپنے رب سے عاجزی اور پوشیدگی میں دعا کرو بیشک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور اس کی اصلاح کے بعد زمین میں فساد نہ پھیلاؤ، دعا مانگو اس سے ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے۔ بیشک اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے بہت قریب ہے (پ ۸، اعراف ۵۵ تا ۵۶)

اصولِ دعا یہ ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں دعا عاجزی سے مانگی جائے اور خاموشی سے کی جائے تو بہت بہتر ہے انشاء اللہ جلد قبول ہوگی۔ دعا کے وقت خوفِ الٰہی اپنے دل میں طاری کرنا چاہیئے کیونکہ جن کے دل میں خوفِ الٰہی ہوتا ہے اللہ ان کی بہت جلد سنتا ہے۔ تکبر کے ساتھ دعا کرنا منع ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ:

Marfat.com

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ط ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ط قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝

پریشان حال کی دعا کون قبول کرتا ہے جبکہ وہ دعا کرے اور اس کی تکلیف کو کون دور کرتا ہے۔ اور تمھیں زمین میں نائب بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (بالکل نہیں) تم بہت کم عبرت حاصل کرتے ہو۔ (پ ۲۰، نمل ۶۲)

پریشانی اور سختی میں اللہ تعالیٰ ہی دعاؤں کو قبول کرتا ہے کیونکہ اسی کی بارگاہ میں ہر ایک بے قرار کو پناہ ملتی ہے لہٰذا اسی کو پکارو۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝

اور تمھارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو۔ میں قبول کروں گا بیشک وہ لوگ جو عبادت کی وجہ سے تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ (پ ۲۴، مومن ۶۰)

قبولیتِ دعا کی مزید تصدیق کی گئی ہے کہ جو مجھ سے خلوصِ دل سے دعا مانگتا ہے میں قبول کر لیتا ہوں۔ اسی لیے کوئی مانگے تو سہی اور فقراء کا اندازِ طلب سیکھے، کیونکہ اللہ سے صحیح انداز سے دعا کرنا صرف اللہ کے فقیروں کو آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام میں مزید تاکیدِ دعا فرمائی ہے:

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

وہی زندہ ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، اس لیے اسی کے بندے بن کر خلوص دل سے دعا کرو، ہر تعریف اسی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ (پ ۲۴، مومن ۶۵)

اللہ کی شان ہے کہ وہ زندہ ہے وہ ہمارا معبود ہے اسی کی عبادت کی جائے جس میں

Marfat.com

اخلاص ہو اور پھر اسی کے حضور اپنی فریاد کی جائے کیونکہ ہر تعریف کے لائق صرف وہی ہے
دعا دراصل عبادت کا ایک حصہ ہے کیونکہ انسانی زندگی کا اصل مقصد عبادت اور
اطاعت ہے اور یہی عبادت انسان کو مقام عبدیت تک پہنچاتی ہے اور جتنا کوئی مقام
عبدیت میں اللہ کے قریب ہو جاتا ہے اس کی دعا بارگاہِ رب العزت میں فوراً قبول ہوتی ہے
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منتہائے عبدیت ہیں اور جنھیں ان کا قرب اور مقام محبوبیت
حاصل ہو جاتا ہے وہ بھی اللہ کے منظورِ نظر بن جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کی دعا بھی اللہ
کے حضور مقبول ہوتی ہے۔ اس لیے اولیائے کاملین کی دعائیں درجۂ قبولیت رکھتی ہیں۔
کیونکہ انھوں نے باطنی طور پر اپنے آپ کو اس حد تک پاکیزہ کیا اور حقِ بندگی ادا کیا کہ اللہ
کو ان سے پوچھنا پڑا کہ بتاؤ کیا مانگتے ہو؟ تو انھوں نے عرض کیا یا الٰہی! تیری رضا ہی کے
طالب ہیں. کیونکہ اولیائے کاملین صرف رضائے الٰہی کے طالب ہوتے ہیں اور یہی رضائے
الٰہی انھیں اطاعت اور شکر گزاری کے اس مقام تک لے جاتی ہے کہ اگر وہ کسی کی تقدیر
بدلنے کے لیے اللہ کے حضور دعا کر دیں تو ان کی التجا پر اللہ تعالیٰ دوسروں کی تقدیر تک
بدل دیتا ہے اور یہ مقام تب پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان دل سے دنیا کو ہر طرح
چھوڑ کر یاد الٰہی میں مرنے سے پہلے مر جاتا ہے اور پھر نگاہِ مومن سے تبدیلیٔ تقدیر کا
مقام حاصل ہوتا ہے۔

دعا قبول ہو یا نہ ہو بہر حال اللہ کے حضور دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ بعض اوقات یوں
ہوتا ہے کہ انسان کی ایک دعا قبول تو ہو جاتی ہے لیکن پوری ہوتے ہیں کچھ مدت لگ جاتی
ہے اور انسان بے صبرا ہونے کی وجہ سے فوراً اللہ سے گلہ شکوہ شروع کر دیتا ہے مثلاً
ایک آدمی غریب ہے وہ اپنے لیے اللہ کے حضور فراوانیٔ رزق یعنی مالدار ہونے کے لیے
دعا کرتا ہے اور اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے تو اس کے مالدار ہونے میں کچھ وقت لگے گا
اللہ پہلے اس کے اسباب پیدا کرے گا پھر جب چاہے گا اس کے مال و دولت میں اتنا اضافہ

Marfat.com

ہوجائے کہ ہوسکتا ہے وہ سنبھال نہ سکے لیکن بعض لوگ یوں کرتے ہیں کہ اللہ کے حضور کسی چیز کے لیے دعا کی لیکن اگر وہ پوری ہوتی ہوئی نظر نہ آئی تو فوراً اللہ سے مایوسی کا اظہار شروع کر دیا اپنی قسمت کو بُرا بھلا کہنے لگے تو ایسا کرنے سے سوائے اللہ کی ناراضگی مول لینے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا بلکہ ہر صورت میں صابر اور شاکر ہو کر اللہ کے حضور دعا مانگتے رہنا چاہیئے انشاء اللہ ایک نہ ایک دن دعا ضرور قبول ہوگی کیونکہ بعض اوقات دعا قبول نہ ہونے میں انسان ہی کی بہتری ہوتی ہے اس لیے اللہ سے مایوسی کا اظہار نہ کیا جائے۔

فضیلتِ دُعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا سے زیادہ معزز اور کوئی چیز نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت نعمان بن بشیر رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دعا عبادت ہے۔ اسی موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ تمہارا رب فرماتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو سنتا ہوں۔ (نسائی)

حضرت ابن عمر رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس کے لیے قبولیتِ دعا کے دروازے کھولے گئے اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین دعا یہ ہے کہ اس سے عافیت کے لیے دعا کی جائے۔ (ترمذی)

حضرت سلمان رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تمہارا رب حی و کریم ہے جب بندہ دعا کے لیے اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کو حیا آتی ہے کہ وہ بندے کے ہاتھوں کو خالی واپس کر دے۔ (ابوداؤد)

حضرت سلمان فارسی رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا کے علاوہ اور کوئی چیز قضا کو تبدیل نہیں کرتی۔ اور عمر کی زیادتی کا سبب سوائے نیکی کے اور کوئی نہیں۔ (ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا ہر اس مصیبت کو رفع کرتی ہے جو آئی ہو یا نہ آئی ہو۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! خود پر دعا کو لازم کر لو۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی فرد نہیں جو اللہ سے مانگتا ہے مگر رب تعالیٰ اس کو وہ عطا فرما دیتا ہے جو وہ مانگتا ہے یا اس سے بلاؤں کو دفع فرما دیتا ہے جب تک کہ وہ شخص گناہ کی دعا نہ کرے یا قطع رحمی کی دعا۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ سے دعا کرو تو تمہیں اس کی قبولیت کا یقین ہونا چاہیئے اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ غافل دلوں کی دعا کو قبول نہیں کرتا (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین اشخاص کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ روزہ دار کی دعا جو وہ افطار کے وقت کرتا ہے۔ امام عادل کی دعا اور مظلوم کی دعا۔ ان دعاؤں کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر بلند فرما دیتا ہے ان کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں رب کریم فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں ان کی ضرور مدد کروں گا چاہے کچھ عرصہ کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ (ترمذی)

حضرت عمر بن خطاب رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عمرہ کی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت دے کر فرمایا بھائی! ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شریک کرنا نہ بھولنا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس جملہ سے زیادہ اور کوئی جملہ مسرت نہیں دیتا تھا۔ (ترمذی)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیر موجود کے حق میں غیر موجود کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنے رب سے حاجتوں کو طلب کرے یہاں تک کہ اگر جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اس کے بارے میں بھی۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین دعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ والد کی دعا اولاد کے حق میں، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت مالک بن یسار رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اللہ سے دعا کرو تو ہتھیلیوں کا رخ چہرہ کی طرف رکھو اور ہاتھوں کی پشت تمہارے چہرہ کی جانب نہ ہو اور جب دعا سے فارغ ہو تو ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر پھیر لو۔

ایک اور روایت جو ابن عباس رضؓ سے مروی ہے اس طرح ہے کہ اللہ سے دعا ہاتھوں کے اندرونی حصہ کی طرف سے مانگو اور ہاتھوں کے بیرونی رخ سے طلب نہ کرو اور جب دعا سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لو۔ (ابوداؤد)

حضرت عمر رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو ان کو منہ پر پھیرنے سے پہلے نیچے نہ رکھتے۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور ان کے علاوہ دوسری دعاؤں کو ترک فرما دیتے تھے۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعا

سے اس کے فضل کی طلب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے سامنے دستِ طلب بڑھایا جائے اور بہترین عبادت وسعت اور فراخی کا انتظار کرنا ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ خداوندا اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما دے۔ بلکہ یقین اور رغبت کے ساتھ دعا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کچھ دینے سے کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت جابر رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی جانوں اور اموال اور اولاد کے لیے بددعا نہ کرو کیونکہ ایسا نہ ہو کہ وہ قبولیت کی ساعت ہو اور تمھاری دعا قبول ہو جائے۔ (مسلم)

حضرت ابوالدرداء رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی عدم موجودگی میں اگر اس کا کوئی بھائی دعا کرتا ہے تو وہ مقبول ہوتی ہے اور دعا کرنے والے کے ساتھ ایک فرشتہ متعین کر دیا جاتا ہے جب وہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو مقرر فرشتہ اس کی دعا پہ آمین کہتا ہے اور اس کے لیے بھی ویسی ہی دعا کی مقبولیت کی دعا کرتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ جب تک گناہ، قطع رحم اور جلدی نہیں کرتا تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اس وقت نبی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! جلدی سے کیا مطلب ہے؟ تو آپ نے فرمایا دعا کرنے والا یہ کہے کہ میں نے دعا کی لیکن اس کی قبولیت کی کوئی علامت میں نے نہیں دیکھی اور دعا کو قبول ہوتا دیکھ کر تھک کر بیٹھ جائے۔ (مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور آپ ہمیں کس چیز کی

Marfat.com

طرف بلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ کی طرف جو اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں جو اس وقت تیرے کام آتا ہے جب تو کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہو۔ وہی ہے کہ جب تو جنگلوں میں راہ بھول کر اسے پکارے تو وہ تیری رہنمائی کرے، تیرا کچھ کھو گیا ہو اور تو اس سے التجا کرے تو وہ اسے تجھ کو ملا دے۔ قحط سالی ہو گئی ہو اور تو اس سے دعائیں کرے تو وہ موسلا دھار مینہ تجھ پر برسا دے۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! مجھے کچھ نصیحت کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا کسی کو بُرا بھلا نہ کہہ، نیکی کے کسی کام کو ہلکا اور بے وقعت نہ سمجھ۔ گو اپنے مسلمان بھائی سے بہ کشادہ پیشانی ملنا ہی ہو، گو اپنے ڈول سے کسی پیاسے کو ایک گھونٹ پانی کا دینا ہی ہو اور اپنے تہمد کو آدھی پنڈلی تک رکھ، نہ مانے تو زیادہ سے زیادہ ٹخنے تک کہ اسے نیچے لٹکانے سے بچتا رہ اس لیے کہ یہ فخر و غرور ہے جسے خدا ناپسند کرتا ہے۔ (مسند احمد)

حکایت بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے ایک لشکر نے ایک جنگ میں کافروں سے شکست اٹھائی اور واپس لوٹے، ان میں ایک مسلمان جو بڑے سچے اور نیک تھے، ان کا گھوڑا جو بہت تیز رفتار تھا راستہ میں اڑ گیا۔ اس ولی اللہ نے بہت کوشش کی لیکن جانور نے قدم ہی نہ اٹھایا۔ آخر عاجز آ کر اس نے کہا کیا بات ہے کہ تو اڑ گیا۔ ایسے ہی موقع کے لیے تو میں نے تیری خدمت کی تھی اور تجھے پیار سے پالا تھا، گھوڑے کو خدا نے زبان دی، اس نے جواب دیا کہ وجہ یہ ہے کہ آپ میرا گھاس دانہ سائیس کو سونپ دیتے تھے وہ اس میں سے چرا لیتا تھا، مجھے بہت کم کھانے کو دیتا تھا اور مجھ پر ظلم کرتا تھا خدا کے اس نیک بندے نے کہا اب تو چل! میں خدا کو بیچ میں رکھ کر وعدہ کرتا ہوں کہ اب سے تجھے میں ہمیشہ اپنی گود میں ہی کھلایا کروں گا۔ جانور یہ سنتے ہی تیزی سے لپکا اور انھیں جائے امن تک پہنچا دیا۔ حسبِ وعدہ اب سے یہ بزرگ اپنے اس جانور کو اپنی ہی گود میں کھلایا کرتے تھے۔ لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی، انھوں نے کسی سے یہ واقعہ کہہ دیا جس کی عام شہرت ہو گئی۔ لوگ اس واقعہ کو سننے کے لیے ان کے پاس دور دور سے

Marfat.com

آنے لگے۔ شاہِ روم کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے چاہا کہ کسی طرح انھیں اپنے شہر بلا لے، بہت کوششیں کیں لیکن بے سود رہیں۔ آخر میں اس نے ایک شخص کو بھیجا کہ کسی طرح حیلے حوالے سے انھیں بادشاہ تک پہنچائے۔ یہ شخص پہلے مسلمان تھا پھر مرتد ہو گیا تھا۔ یہ بادشاہ کے پاس سے چلا۔ یہاں آکر وہ ان سے ملا، اپنا اسلام ظاہر کیا، توبہ کی اور نہایت نیک بن کر رہنے لگا۔ یہاں تک کہ اس ولی اللہ کو اس پر پورا اعتماد ہو گیا اور اسے صالح اور دیندار سمجھ کر انھوں نے دوستی کر لی اور ساتھ پھرنے لگے۔ اس نے اپنا پورا رسوخ جما کر اپنی ظاہری دینداری کے فریب میں انھیں پھنسا کر ادھر بادشاہ کو اطلاع دی کہ فلاں وقت دریا کے کنارے ایک مضبوط جری شخص کو بھیجو میں انھیں لے کر وہاں آجاؤں گا اور اس شخص کی مدد سے انھیں گرفتار کر لوں گا۔

یہاں سے انھیں جُل دے کر لے چلا اور اسی جگہ پہنچایا۔ دفعتاً یہ شخص نمودار ہوا اور اس بزرگ پر حملہ کیا۔ ادھر سے اس مرتد نے حملہ کیا۔ اس نیک دل شخص نے اس وقت آسمان کی طرف نگاہیں اٹھائیں اور دعا کی کہ خدایا اس شخص نے تیرے نام سے مجھے دھوکہ دیا۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو جس طرح چاہے مجھے ان دونوں سے بچالے۔ خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ جنگل سے دو درندے دوڑتے ہوئے دکھائی دیئے اور وہ آکر ان دونوں شخصوں کو دبوچ لیتے ہیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے واپس چلے جاتے ہیں اور یہ بندۂ خدا بہ امن و امان وہاں سے صحیح و سالم واپس تشریف لے آئے۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۂ نحل)

حکایت

حضرت طاؤس رحؒ کسی بیمار کی بیمار پرسی کو گئے۔ بیمار نے کہا میرے لیے خدا سے دعا کیجیے۔ آپ نے فرمایا تم خود اپنے لیے دعا کرو، بیقرار کی بیقراری کے وقت کی دعا کو خدا قبول فرماتا ہے۔

حضرت وہبؒ فرماتے ہیں میں نے اگلی آسمانی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مجھے میری عزت کی قسم! جو مجھ پر اعتماد کرے اور مجھے تھام لے تو میں اسے اس کے مخالفین سے

Marfat.com

بچا لوں گا اور ضرور بچا لوں گا۔ گو آسمان و زمین اور کل مخلوق اس کی مخالفت اور ایذا دہی پر تل جائیں اور جو مجھ پر اعتماد نہ کرے میری پناہ میں نہ آئے تو میں اسے امن و امان سے چلتا پھرتا ہی اگر چاہوں گا تو زمین میں دھنسا دوں گا۔ اور اس کی کوئی مدد نہ کروں گا۔

ایک بہت ہی عجیب واقعہ حافظ ابن عساکرؒ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک خچر پہ لوگوں کو دمشق سے زبدانی لے جایا کرتا تھا اور اسی کرایہ پر میری گزر بسر ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے خچر کرایہ پر لیا میں نے اسے سوار کرایا اور لے چلا ایک جگہ جہاں دو راستے تھے پہنچے تو اس نے کہا اس راہ پر چلو میں نے کہا کہ میں اس راستے سے واقف نہیں ہوں سیدھی راہ یہی ہے۔ اس نے کہا نہیں میں پوری طرح واقف ہوں۔ یہ بہت نزدیک کا راستہ ہے۔ میں اس کے کہنے سے اسی راستے پر چلنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ ہم ایک لق و دق بیابان میں آگئے ہیں جہاں کوئی راستہ نظر نہیں آتا، نہایت خطرناک جنگل اور بن ہے۔ ہر طرف لاشیں پڑی ہوئی ہیں میں سہم گیا وہ مجھ سے کہنے لگا ذرا لگام تھامو مجھے اترنا ہے۔ میں نے لگام تھام لی وہ اترا اور اپنا تہبند اونچا کر کے کپڑے ٹھیک کر کے چھری نکال کر مجھ پر حملہ آور ہو گیا۔ میں وہاں سے بھاگا لیکن اس نے میرا پیچھا کیا اور مجھے پکڑ لیا۔ میں اسے قسمیں دینے لگا لیکن اس نے خیال بھی نہ کیا۔ میں نے کہا اچھا یہ خچر اور کل سامان جو میرے پاس ہے تو لے لے۔ اور مجھے چھوڑ دے۔ اس نے کہا یہ تو میرا ہو ہی چکا ہے لیکن میں تجھے زندہ چھوڑنا چاہتا ہی نہیں۔ میں نے اسے خدا کا خوف دلایا آخرت کے عذابوں کا ذکر کیا لیکن ان چیزوں نے بھی اس پر کوئی اثر نہ کیا اور وہ میرے قتل پر تلا رہا۔ اب میں مایوس ہو گیا اور مرنے کے لیے تیار ہو گیا اور اس سے بہ منت التجا کی کہ آپ مجھے دو رکعت نماز ادا کر لینے دیجیے اس نے کہا اچھا جلدی پڑھ لے۔ میں نے نماز شروع کی۔ لیکن خدا کی قسم! میری زبان سے قرآن کا ایک حرف نہیں نکلتا تھا، یونہی ہاتھ باندھے دہشت زدہ کھڑا ہوا تھا اور

وہ جلدی مچا رہا تھا اور اسی وقت اتفاق سے یہ آیت میری زبان پر آگئی :

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ ۔ کون ہے جو بیقرار کی فریاد کو قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے۔ اور تکلیف کو دفع کرتا ہے۔

پس اس آیت کا زبان سے جاری ہونا تھا کہ میں نے دیکھا کہ جنگل میں سے ایک گھوڑ سوار تیزی سے اپنا گھوڑا بھگائے نیزہ تانے ہماری طرف چلا آرہا ہے اور بغیر کچھ کہے اس ڈاکو کے پیٹ میں اس نے اپنا نیزہ گھسیڑ دیا جو اس کے جگر کے آرپار ہو گیا۔ وہ اسی وقت بے جان ہو کر گر پڑا۔ سوار نے باگ موڑی اور جانا چاہا لیکن میں اس کے قدموں سے لپٹ گیا اور یہ الحاح وزاری کہنے لگا کہ خدا کے لیے یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں اس کا بھیجا ہوا ہوں جو مجبوروں، بیکسوں اور بے بسوں کی دعا قبول فرماتا ہے اور مصیبت و آفت کو ٹال دیتا ہے۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور وہاں سے اپنا خچر اور مال لے کر صحیح وسالم واپس لوٹا۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی دعا

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ "یا اللہ! میری آخری عمر اچھی کر۔ نیک عمل پر میرا خاتمہ فرما اور اپنی ملاقات کا دن سب دنوں سے بہتر کر۔"

"ایک بھائی کی دعا دوسرے بھائی کے حق میں، بشرطیکہ وہ صرف خدا کی راہ پر دعا کرے، ضرور قبول ہو گی۔"

آپ عموماً یہ دعا مانگا کرتے تھے "اے خدا! میں تجھ سے وہ چیز مانگتا ہوں جو مجھے آخرت میں کام آئے۔ الٰہی! مجھے اپنی خوشنودی اور اعلیٰ مرتبہ جنت نعیم سے عطا کر۔"

دعا ــــ یا ــــ رضا

اہلِ شریعت کے لیے دعا کرنا درست ہے مگر جو نہی اللہ کے دوست منازلِ ولایت

Marfat.com

طے کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ جس مقام پر ان کی ہر دعا قبول ہونے لگتی ہے تو اس وقت ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اللہ کی رضا کو مدنظر رکھیں۔ اگر وہ ہر ایک کے لیے دعا کرتے جائیں گے تو اس طرح انسانی تقدیر جو اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اس میں بار بار دخل آئے گا جس سے رضائے الٰہی متاثر ہوگی اور اللہ کے ولی کا مقام وہیں رک جائے گا لہٰذا اچھا دوست تو وہی ہوتا ہے جو اللہ کی رضا کے مطابق چلے۔

پھر ولایت میں اللہ کے بندوں پر ایک ایسا مقام بھی آجاتا ہے جس وقت ان کی زبان پر اللہ خود بولتا ہے اور ان کی ہر بات پوری ہوتی ہے۔ ایسے صدیقین اللہ کی رضا کے بغیر اپنی زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالتے بلکہ وہ پہلے لوحِ محفوظ پر دیکھ کر دعا کرتے ہیں اور یہی ان کے لیے بہتر ہے۔

حضرت امام عبدالکریم بن ہوازن قشیری نے لکھا ہے کہ صوفیاء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا دعا افضل ہے یا سکوت و رضا۔ بعض کہتے ہیں کہ دعا تو دراصل عبادت ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ لہٰذا جو بات عبادت ہو اس کا ذکر کرنا اس کے ترک کر دینے سے افضل ہے۔ مزید برآں یہ حق سبحانہٗ کا حق ہے لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی دعا کو قبول نہ کرے اور بندے کی آرزو پوری نہ ہو تو بھی بندے نے اپنے رب کا حق ادا کر دیا کیونکہ دعا عبودیت کے احتیاج کا اظہار ہے۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ خاموش رہنا اور اللہ کے حکم کے تحت عاجزی کرنا اصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے بندے کے لیے جو کچھ پہلے سے اختیار کر رکھا ہے اس پر راضی رہنا بہتر ہے۔ اسی لیے واسطی فرماتے ہیں کہ احکام ازل سے تجھ پر جاری ہو چکے ہیں ان پر راضی رہنا وقت کا مقابلہ کرنے سے بہتر ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو شخص میرے ذکر میں مشغولیت کے سبب مجھ سے کچھ نہیں مانگتا میں اسے سوال کرنے والے سے بہتر چیز دوں گا۔"

Marfat.com

چنانچہ بعض حالات میں دعا سکوت سے افضل ہے اور یہی صحیح ادب ہے اور مگر یہ بات تو اسی خاص حالت ہیں معلوم کی جا سکتی ہے کیونکہ کسی خاص وقت کا علم اسی وقت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے لہذا جب دل میں دعا کی طرف اشارہ پایا جائے تو دعا بہتر ہے اور جب سکوت کی طرف اشارہ ہو تو سکوت افضل ہے۔ یوں بھی کہنا درست ہے کہ دعا کے وقت بندہ کو اپنے رب کے مشاہدہ سے غافل نہیں ہونا چاہیئے پھر اسے اپنی حالت کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اگر دعا سے اس حالت میں بسط پیدا ہو تو دعا بہتر ہو گی۔ اور اگر دعا کے وقت اس کا دل اسے زجر کرے اور اس میں قبض پیدا ہو تو اس وقت اس کے لیے دعا نہ کرنا بہتر ہے۔ اور اگر اپنے دل میں نہ زیادہ بسط اور نہ ہی زجر محسوس ہو تو پھر دعا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو گا۔ مگر اگر ایسی حالت میں علم غالب ہو تو دعا بہتر ہے۔ کیونکہ یہ عبادت ہے۔ اور اگر اس حالت میں معرفت، حال اور سکوت غالب ہو تو سکوت بہتر ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

ارشاداتِ صوفیاء

حضرت فضیل بن عیاضؒ کا قول ہے کہ میں دعا بادشاہ کے حق میں کروں گا کیونکہ بادشاہ کی اصلاح تمام مخلوق کی اصلاح ہو گی۔

حضرت شفیق بلخیؒ نے فرمایا ہے کہ حلاوتِ دعا علامتِ اجابتِ دعا ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا ارشاد ہے کہ دعا در حقیقت ترکِ گناہ کا نام ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا کہ دعا کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ کے سامنے اپنی حاجت کا اظہار کیا جائے ورنہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔

ابو حازمؒ فرماتے ہیں، اگر میں دعا سے محروم کر دیا جاؤں تو یہ میرے لیے زیادہ ناگوار ہو گا بہ نسبت اس کے کہ میں مقبولیت سے محروم کر دیا جاؤں۔

Marfat.com

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے کہا مجھ سے باتیں کرو، اگر یہ نہ کر سکو تو میری طرف دیکھو۔ اگر یہ بھی نہ کر سکو تو میری بات کو سنو۔ اگر یہ بھی نہ کر سکو تو میرے دروازے پر رہو۔ اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو میرے پاس اپنی ضرورتوں کو لاؤ۔

یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں اے اللہ! میں تجھے کیسے پکاروں جبکہ میں نافرمان ہوں اور تجھیں کیونکر نہ پکاروں جبکہ تو کریم ہے۔

ایک دفعہ حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ مقبولیت کے قریب وہ دعا ہے جو صاحبِ حال بندے کی ہو اور دعاءِ حال وہ دعا ہے کہ بندہ اس قدر مجبور ہو کر جو کچھ مانگ رہا ہے اس کے سوا اسے چارہ نہ ہو۔

ایک صوفی کا ارشاد ہے کہ عوام کی دعا اقوال والفاظ میں ہوتی ہے اور زاہدوں کی دعا افعال سے اور عارفین کا احوال ہے۔

حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دعا قضاءِ حاجات کی چابی ہے اور فاقہ مستوں کے لیے راحت کا سبب ہے۔ مجبوروں کے لیے جائے پناہ ہے اور حاجت مندوں کے لیے آرام کرنے کا سبب ہے۔

کسی نے حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا بات ہے کہ ہم دعا مانگتے ہیں مگر ہماری دعا قبول نہیں ہوتی؟ فرمایا اس لیے کہ تم ایسے خدا کو پکارتے ہو جسے تم پہچانتے ہی نہیں ہو۔

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دعا میں کمالِ ادب رکھو اس لیے کہ دعا دراصل رفیع الدرجات کے سامنے حاجات پیش کرنے کا نام ہے (البرہان المؤید)

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دعائیں خیر و برکت کا ذریعہ ہیں اس لیے آپ اپنے مریدوں کو پابندی سے دعا مانگنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

حضرت سید علی ہجویریؒ کا قول ہے کہ اس ذاتِ حقیقی کے روبرو ہمیشہ عاجزی سے دعا مانگنا چاہیئے۔

دعا قبول نہ ہونے کی وجہ

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا ہے کہ مومن کی ہر دعا لازمی طور پر قبول نہیں کی جاتی۔ اور جو دعا قبول نہیں کی جاتی اس کے قبول نہ ہونے میں بھی حکمتِ الٰہی کے تحت اس کے لیے بہت سے فوائد مضمر ہوتے ہیں۔ انسان عالم الغیب نہیں بلکہ عالم الغیب صرف اللہ ہے اور وہی خوب جانتا ہے کہ اس بندہ کی فلاح و بہبود کس چیز میں ہے۔ ایک آیت کلام اللہ کے حسبِ معانی عین ممکن ہے کہ ایک چیز ہم اپنے لیے مفید سمجھ کر اللہ سے طلب کریں لیکن حقیقتاً وہ ہمارے لیے مضر ہو اور اسی طرح عین ممکن ہے کہ ایک چیز کو ہم اپنے لیے مضر سمجھتے ہوئے اس سے نہ مانگیں لیکن حقیقتاً وہ ہمارے لیے بہت مفید ہو اور اللہ تعالیٰ از خود ہمیں عطا فرما دے۔ بعض اوقات دعا کے قبول نہ ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ بندہ غافل نہ ہو جائے۔

ہر دعا کی قبولیت پر اصرار کرنا بھی غیر اللہ کی حیثیت رکھتا ہے اور مومن کے عقیدۂ توحید کے منافی ہے۔ پس ہر دعا کے قبول نہ ہونے کے دو واضح سبب ہیں۔ ایک یہ کہ مومن میں غرور و تکبر نہ سما جائے اور وہ اللہ سے آئین ادب و احترام چھوڑ کر غافل و گستاخ نہ ہو جائے۔ اور دوسرا سبب یہ ہے کہ طاعت و تعمیل احکام کے طور پر نہیں بلکہ محض خواہش و عادت کے طور پر سوال نہ کرنے لگے اور اس طرح ایک معاملہ عشق و ذوق کو رسم نہ بنا لے۔ کیونکہ یہ بھی ایک شرک خفی کی صورت ہے اور شرکِ خفی شرکِ جلی سے دوسرے درجہ کی مذموم چیز ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کا قول ہے کہ دعا تسکینِ قلب کے لیے ہے ورنہ حق تعالیٰ جانتا ہے کہ اس نے دعا مانگنے والے کے لیے کیا کرنا ہے۔ دعا کے وقت صرف

Marfat.com

اللہ کی طرف توجہ رکھنی چاہیئے۔

ایک مرتبہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ ہی نے عربی زبان میں بیان کیا کہ مصیبت جب اوپر سے نازل ہوتی ہے اور دعا نیچے سے اوپر کو جاتی ہے تو ہر دو کا فضا میں آمنا سامنا ہو جاتا ہے۔ اگر دعا میں قوت ہو تو وہ مصیبت کو واپس لوٹا دیتی ہے اور اگر قوت نہ ہو تو مصیبت نیچے کو اتر آتی ہے۔

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانیؒ کا قول ہے کہ دعا دونا تو ہو کر گریہ زاری کے ساتھ مانگا کرو۔ مزید فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن عصر کے بعد ایک گھڑی ایسی ہے جس میں ہر جائز دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت حافظ عبدالکریم نقشبندیؒ نے فرمایا ہے کہ دعا مانگنے میں تین فائدے ہیں۔ اول جب انسان کہتا ہے کہ اے اللہ! تو میرا خالق اور میں تیرا ضعیف بندہ ہوں تو اللہ تعالے سے رابطہ اور تعلق پیدا ہوتا ہے اگر دعا قبول ہو گئی تو بہت اچھا، اگر قبول نہ ہوئی تو زاد راہ میں اضافہ ہوا اور رضا حاصل ہوئی۔

حضرت خواجہ سید محمد گیسو درازؒ کا قول ہے کہ دعا کے اثرات کا ظہور اسی وقت ہوتا ہے جبکہ حسنِ اعتقاد اور شرعی آداب کے مطابق مانگی جائے۔

حکایاتِ دُعا

دعا کی برکت کا واقعہ

حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ انس بن مالکؓ فرماتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں شام سے مدینہ تجارت کے لیے آیا کرتا تھا اور پھر مدینہ سے شام جاتا مگر اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے وہ قافلہ والوں کے ساتھ نہ جاتا۔ ایک بار جب وہ شام سے مدینہ آرہا تھا تو ایک ڈاکو ملا جو گھوڑے پر سوار تھا اس نے سوداگر کو پکار کر کہا ٹھہر جاؤ، سوداگر ٹھہر گیا اور

Marfat.com

کہا یہ مال لے لے اور مجھے چھوڑ دے۔ ڈاکو نے کہا مال تو اب میرا ہے ہی۔ میں تو تیری جان لینا چاہتا ہوں۔ سوداگر نے کہا کہ میری جان سے تجھے کیا غرض؟ مال لے لے اور مجھے چھوڑ دے۔ ڈاکو نے پھر وہی جواب دیا۔ اس پر سوداگر نے کہا، مجھے اتنی مہلت دو کہ میں وضو کر کے نماز پڑھ لوں اور اپنے رب کو پکار لوں۔ ڈاکو نے کہا جو تیرا جی چاہے کر۔

انس رضؓ فرماتے ہیں کہ سوداگر نے اٹھ کر وضو کیا اور چار رکعت نماز ادا کر کے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی یا ودود یا ودود یا ذاالعرش المجید یا مبدی یا معید یا فعال لما یرید اسئلک بنور وجھک الذی ملا ارکان عرشک واسئلک بقدرتک التی قدرت بھا علی خلقک وبرحمتک التی وسعت کل شیء لا الہ الا انت یامغیث اغثنی۔ یہ دعا اس نے تین بار پڑھی۔

جب دعا سے فارغ ہوا تو یکایک ایک شخص سفید گھوڑے پر سوار سبز رنگ کے کپڑے پہنے نور کا حربہ ہاتھ میں لیے ہوئے آموجود ہوا۔ جب ڈاکو نے سوار کو دیکھا تو سوداگر کو چھوڑ کر سوار کی طرف لپکا۔ جب اس کے قریب پہنچا تو سوار نے ڈاکو پر حملہ کر دیا اور ایسا نیزہ مارا کہ اسے گھوڑے سے نیچے گرا دیا پھر سوداگر کے پاس آ کر کہا اٹھو اور اسے قتل کر دو لیکن سوداگر نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے، میں نے کبھی کسی کو قتل نہیں کیا اور میرا دل تو نہیں چاہتا کہ اسے قتل کروں۔ انس رضؓ فرماتے ہیں کہ سوار ڈاکو کی طرف لوٹ گیا اور اس نے اسے قتل کر ڈالا پھر سوداگر کے پاس آ کر کہا کہ میں آسمان کا فرشتہ ہوں۔ جب تو نے پہلی بار دعا کی تو ہم نے تیسرے آسمان کے کڑکڑانے کی آواز سنی تو کہا کہ کوئی حادثہ واقع ہوا ہے پھر تو نے دوسری بار دعا کی تو آسمان کے دروازے کھل گئے اور وہ آگ کے شعلوں کی طرح تھا۔ پھر تو نے تیسری بار دعا کی تو آسمان سے جبریلؑ اتر کر ہمارے پاس آئے اور وہ اس مصیبت زدہ کے لیے پکار رہے تھے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یہ کام میرے سپرد کر دے۔ اے

Marfat.com

اللہ کے بندے! یاد رکھو جو شخص کسی مصیبت یا سختی کے وقت یہ دعا مانگے گا تو اللہ تعالے اس کی مشکل حل کر دے گا اور اس کی مدد کرے گا۔ انسؓ فرماتے ہیں کہ سوداگر صحیح سلامت چلا آیا یہاں تک کہ مدینہ پہنچا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ سنایا اور اپنی دعا کا بھی ذکر کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے وہ اسماء حسنیٰ تلقین کیے ہیں کہ جب ان کے ذریعے سے دعا کی جائے تو اللہ قبول کرتا ہے اور ان کے ذریعہ سے کوئی چیز مانگی جائے تو اللہ اسے دے دیتا ہے (دواء الشافی)

حکایت خواجہ حسن بصریؒ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کی لونڈی شریفہ کے گھر پیدا ہوئے آپ نے حضرت ام سلمیٰؓ کا دودھ بھی پیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے دودھ کی چند بوندوں سے آپ کے اندر ہزاروں برکتیں پیدا کر دیں۔ حضرت ام سلمیٰؓ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصریؒ کو گود میں لے کر بیٹھی ہوئی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے انھوں نے ننھے خواجہ حسن کو آپ کی گود میں ڈال دیا۔ حضورؐ نے آپ کو پیار کیا اور دعا دی اور اسی دعا نے خواجہ حسن بصریؒ کو درجات بلند عطا کیے۔

حکایت کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گزرے جو دعا کرتا تھا اور گڑگڑاتا تھا۔ یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا الٰہی اگر میرے پاس اس کی حاجت ہوتی تو میں پوری کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ! میں تم سے زیادہ اس پر رحم کرنے والا ہوں مگر وہ مجھے پکارتا ہے اور اس کا دل اپنی بکریوں کے پاس ہے اور میں کسی ایسے بندے کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل میرے سوا کسی اور کے پاس ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات اس شخص سے کہہ دی پھر اس نے خالص اللہ کی طرف متوجہ ہو کر دل سے دعا کی اور اس کی دعا مقبول ہوئی۔

حکایت ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ تاتاری کفار نے بلغار کی اور مغلوں کی یہ مصیبت نیشاپور کے پاس پہنچی تو وہاں کے بادشاہ نے ایک آدمی کو شیخ فرید الدین عطارؒ

Marfat.com

قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں بھیجا اور ان سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے جواب دیا کہ دعا کا وقت گزر گیا اب وقتِ رضا ہے۔ یعنی خدا کی طرف سے مصیبت نازل ہو چکی ہے۔ اب اپنے آپ کو رضائے الٰہی کے سپرد کرنا چاہیئے۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ نزولِ مصیبت کے بعد بھی دعا کرنی چاہیئے۔ اس سے خواہ مصیبت دور نہ ہو لیکن اس کی سختی کم ہو جاتی ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا ارشاد

آپ نے فرمایا کہ بندے کو چاہیئے کہ جب دعا کرے تو کسی معصیت و نافرمانی کا جو اس سے سرزد ہوئی ہو اور اسی طرح کسی طاعت و عبادت کا بھی دل میں خیال نہ لائے کیونکہ اگر وہ طاعت و عبادت کا خیال دل میں لائے گا تو اس میں غرور اور خود پسندی کا شائبہ ہوگا اور مغرور کی دعا قبول نہیں ہوتی، اگر وہ اپنی کی ہوئی معصیت و نافرمانی کا خیال دل میں لائے گا تو اس سے دعا کے قبول ہونے کا یقین کم ہو جائے گا۔ پس دعا کے وقت نظر خاص رحمتِ حق پر مرکوز ہونی چاہیئے اور یہ یقین ہونا چاہیئے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ دعا قبول ہوگی۔ نیز آپ نے فرمایا کہ دعا کے وقت دونوں ہاتھ کھلے اور سینے کے برابر رکھنے چاہئیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ دونوں ہاتھ ایک دوسرے سے جُڑے ہوئے اور قدرے بلند ہوں اور ہاتھوں کو اس طرح رکھنا چاہیئے جیسا اسی وقت ان میں کوئی چیز گرائی جانے والی ہے۔ اس اثنا میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ دعا سے دل کو تسکین ہوتی ہے۔ باقی خدائے عزّ و جل ہی جانتا ہے کہ کیا ہونا چاہیئے۔

حکایت

ایک روز حضرت اویس قرنیؒ دریائے فرات کے کنارے اپنے کپڑے دھو رہے تھے۔ جب وہ کپڑے دھو چکے تو وضو فرمایا اسی وقت انھوں نے السلام علیکم کی آواز سنی اور ایک شخص کو دیکھا اور جواب دیا وعلیکم السلام، پھر اس شخص سے مصافحہ کیا۔ اس شخص نے آپ کا ہاتھ کافی دیر اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھا اور اس کو بغور دیکھتا رہا اور پھر اس نے ان کے ہاتھ کو بہت چوما اور پکار اٹھا کہ آپ ہی اویس قرنیؒ ہیں۔

Marfat.com

خواجہ صاحبؒ نے اس شخص سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ عرض کی اے عاشقِ حبیبؐ! میں ہرم بن حیانؒ ہوں۔ آپ کی بابت میں نے صحابہ کرامؓ سے بہت کچھ سن رکھا ہے اور ایک مدت سے آپ کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں۔ آج آپ کو دیکھا اور آپ کی شناختی علامت بھی دیکھی تو خدا کا شکر گزار ہوا ہوں کہ اس کا کرم مجھ پر ہوا ہے اور مجھے مردِ حق سے ملاقات کرنی نصیب ہوئی ہے۔

خواجہ صاحبؓ نے فرمایا اے ہرم بن حیانؒ! تمھیں میرا نام کس نے بتایا اور میرے متعلق تو کس طرح واقف ہوا اور تمھیں میرے پاس کونسی چیز لائی ہے اور میری یہاں موجودگی کا تمھیں پتہ کیسے لگا؟ ہرم بن حیانؒ نے عرض کی اے خواجہ اویس قرنیؒ! میں نے آپ کو آج سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ پھر مجھے آپ کی خبر اس نے دی جس نے آپ کو بلند مرتبہ عطا کیا، جس نے آپ کو اپنے محبوبؐ کا عاشق بنایا اور جس نے آپ کی سفارش سے امتِ محمدیہ کی بخشش کا وعدہ کیا اس نے میری اور آپ کی روح کو آپس میں شناسائی کروادی۔ پھر عرض کی کہ مجھے کوئی رسول اللہؐ کی حدیث سنائیں۔

خواجہ اویس قرنیؒ نے فرمایا کہ میں نے تو رسول اللہؐ کو بالمشافہ دیکھا بھی نہیں ہاں ان کے اوصاف کے بیانات سنے ضرور ہیں اس لیے میں نہیں چاہتا کہ ان باتوں کا محدث، مفتی یا مذکر بن جاؤں میں تو اپنے شغل و اشتغال میں بس مصروف رہتا ہوں۔

پھر ہرم بن حیان نے عرض کی کہ آپ مجھے قرآن حکیم کی کوئی آیت سنائیں۔

خواجہ اویس قرنی نے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھا، پھر ایک آیت وما خلقت الجن والانس سے لے کر ھو البر الرحیم تک تلاوت فرمائی۔ ہرم بن حیان کہتے ہیں کہ ہم دونوں پر اس قدر رقت طاری ہوگئی کہ کتنی دیر تک ہم روتے رہے۔

پھر مجھ سے خواجہ اویس قرنیؒ نے پوچھا اے ہرم بن حیان! اب تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کی آپ کی محبت اور دوستی چاہتا ہوں تاکہ آسودہ حال ہو جاؤں۔ خواجہ صاحبؒ بولے، جس نے

Marfat.com

خدا سے دوستی اور محبت کر لی وہ کسی اور سے کس طرح وابستہ ہو سکتا ہے۔ میں تمہیں نصیحت کر سکتا ہوں۔ عرض کی فرمائیں۔ ارشاد ہوا کہ موت کو ہمیشہ اپنے تکیے کے نیچے سمجھ اور امید رکھ کر چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بھی پرہیز کر، کیونکہ چھوٹے گناہ ہی انسان کی ذلت کا سبب بن جاتے ہیں۔

ہرم بن حیان نے پوچھا، خواجہ جی! میں کو نسے علاقے میں قیام رکھوں اور گزر اوقات کے لیے کیا سامان اور طریقہ اختیار کروں؟ فرمایا اس عارضی دنیا میں خدا سے بھی محبت کرتے ہو اور یہاں رہنے اور زندگی گذارنے کی طلب بھی رکھتے ہو۔ پھر فرمایا دیکھو ہرم! تمہارا باپ مر گیا، آدمؑ، حواؑ، ابراہیمؑ، نوحؑ، موسیٰؑ اور داؤدؑ سب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصال کر گئے پھر آپؐ کے خلیفۂ اول حضرت ابوبکرؓ بھی وفات پا گئے۔ جب یہ ہستیاں دنیا میں نہیں رہیں تو میں اور تم کیا چیز ہیں۔ ہم کیونکر رہیں گے اس لیے ایک عارضی ٹھکانے میں قیام وطعام کے انتظام کرنا چہ معنی دارد؟"

ہرم بن حیان کہتے ہیں کہ ان دنوں حضرت عمرؓ زندہ تھے مگر مجھے حضرت اویس قرنیؓ نے فرمایا کہ آج میرا بھائی عمرؓ بھی اللہ کو پیارا ہو رہا ہے۔ یہ خبر خواجہ صاحبؒ کو اللہ نے حضرت عمرؓ کی رحلت سے بہت پہلے کر دی تھی۔ پھر مجھے نصیحت کی کہ تو کتابِ خدا اور راہِ صلاح اختیار کر اور ایک لمحہ کے لیے بھی موت سے غافل نہ رہ اور جب تو اپنی قوم میں جائے گا تو نصیحت کا کام شروع کر دے اور اگر تو نصیحت کرنے اور علم سکھانے میں رائی برابر بھی بخل سے کام لے گا تو تیری ساری دینی ریاضت اکارت جائے گی۔ پھر خواجہ صاحب نے مجھے بہت سی دعائیں دیں پھر کئی گھنٹوں تک خود بھی روتے رہے اور ساتھ مجھے بھی رلاتے رہے۔ پھر دریا کے کنارے چلنا شروع کر دیا میں بھی ساتھ چلتا گیا مگر اگلے ہی لمحے اچانک کچھ اس طرح سے غائب ہوئے کہ اس کے بعد میں نے ان کو کہیں نہیں دیکھا۔

حکایت حضرت السری فرماتے تھے کہ میں معروف کرخی رحؒ کی مجلس میں گیا۔ ایک شخص نے اٹھ کر درخواست کی کہ اے ابو محفوظ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری تھیلی

Marfat.com

مجھے لوٹا دے یہ تھیلی کسی نے چرایا ہے اور اس میں ایک ہزار دینار تھے مگر آپ خاموش رہے اس شخص نے پھر وہی بات دہرائی، آپ پھر خاموش رہے، اس نے پھر کہا: تو معروف نے کہا میں کیا کہوں؛ کیا یہ کہوں کہ جو چیز تو نے اپنے انبیا اور اصفیا کو نہیں دی وہ اسے لوٹا دے اس نے یہ سن کر کہا پھر میرے لیے دعا کیجئے۔ تو آپ نے کہا اے اللہ! جو چیز اس شخص کے لیے بہتر ہو اسے اس شخص کے لیے منتخب فرما!

حکایت کہتے ہیں کہ ایک نوجوان نے کعبہ کے پردوں کو پکڑ کر کہا خدایا تیرا کوئی شریک نہیں کہ ہم اسے لاسکتے اور نہ کوئی وزیر ہے جسے ہم رشوت دے سکیں۔ اگر میں تیری عبادت کروں تو یہ تیری عنایت ہوگی جس کے لیے میں شکر گزار ہوں اور اگر نافرمانی کروں تو ایسا میری جہالت کی وجہ سے ہوگا اور تیری حجت مجھ پر قائم ہوگی۔ اس حجت کی قسم جو تیرے ہاں میری اوراق سے منقطع ہو چکی ہے تو مجھے بخش دے۔ اس پر اس نے ہاتف کو کہتے سنا کہ یہ نوجوان دوزخ سے آزاد ہے۔

حکایت حضرت شیخ علی متقی رحؒ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں کشتی پر سوار تھا اور کشتی دریائے شور کو عبور کر رہی تھی۔ ناگاہ طوفان آیا اور کشتی ٹوٹ گئی۔ ہم کئی فقیر ایک تختہ پر رہ گئے۔ پانی کے تلاطم سے جو کتابیں میرے پاس تھیں، بھیگ گئیں۔ جب ہم کنارے پر پہنچے میں نے تمام کتابوں کو دھوپ دی، ان کے اوراق جدا ہو گئے لیکن خدا کے فضل و کرم سے ایک حرف بھی ضائع نہیں ہوا۔ وہاں سے ہم خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں پیاس کی شدت سے نڈھال ہو گئے لیکن دور دور تک پانی کا نشان نہ تھا ہم نے پروردگار کی بارگاہ میں عرض کی اس نے اپنی رحیمی کا جلوہ دکھایا اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ ہم نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور پھر تازہ دم ہو کر خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے۔

دعا کی کرامت حضرت شیخ کلیم اللہ کے زمانے میں ایک سال بارش نہیں ہوئی کھیتیاں خشک ہو گئیں۔ زمینیں بنجر ہو گئیں، لوگ پانی کے ایک قطرے کو ترس

گئے۔ جب لوگوں کی پریشانی حد سے بڑھ گئی تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارش کے لیے دعا کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت نے اسی وقت بارگاہِ خداوندی میں انتہائی عاجزی و انکساری سے عرض کیا یا اللہ! تیرے بندے پریشان ہیں، بارش کے حاجتمند ہیں، تیرے فضل و کرم کے امیدوار ہیں، ان کی فریاد سن لے۔ اور ابرِ کرم کو حکم دے کہ وہ تیرے ان پریشان بندوں کے خشک کھیتوں کو سیراب کر دے۔ حضرت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کی اور اس طرح کہ عجز و انکسار سے آنسو نکل آئے۔ حضرت کی دعا بارگاہِ ایزدی میں مقبول ہوئی اور ابھی دعا ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ گھنگھور گھٹائیں اٹھیں اور ابرِ کرم نے جل تھل کر دیے۔

خواجہ حسن بصریؒ کا قول

ایک مرتبہ بصرے میں خشک سالی ہو گئی، دو سو کے قریب آدمی نماز استسقار کے لیے جمع ہوئے اور حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے کہا گیا کہ نماز پڑھائیں اور دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں خدا کی رضا کے خلاف دعا مانگوں اور نافرمانوں کے گروہ میں شمار کیا جاؤں؟ آپ پر خوفِ خدا اس قدر طاری رہتا تھا کہ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے آپ ہر وقت کسی جلاد کے سامنے ہیں۔

غیب کی صدا

حضرت نوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ دورانِ طواف ایک مرتبہ میں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! مجھے وہ مقام و وصف عطا کر دے جس میں کبھی تغیر نہ ہو چنانچہ غیب سے صدا آئی اے ابوالحسن! کیا تو ہمارے مساوی ہونا چاہتا ہے کیونکہ یہ وصف تو ہمارا ہے کہ ہماری وضاحت میں کبھی تغیر و تبدل رونما نہیں ہوتا لیکن ہم نے اپنے بندوں میں اس لیے تغیر و تبدّل رکھا ہے کہ اس سے ہماری عبودیت کا اظہار ہوتا ہے۔

دعا کا معمول

حضرت ابوسلیمان درانی فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے رات میں نماز پڑھنے کے بعد جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے چاہے تو سردی کی وجہ سے ایک ہاتھ بغل میں دبا لیا اور اسی شب خواب میں اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے سنا کہ اے سلیمان تجھے اس ہاتھ کا رتبہ عطا کر دیا گیا جو تو نے دعا کے لیے دراز کیا تھا اور اگر دوسرا ہاتھ بھی اٹھا

لیتا تو ہم اس کا اجر بھی عطا کر دیتے۔ چنانچہ اسی دن سے آپ نے موسم سرما میں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا معمول بنا لیا تھا۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا طرز عمل

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ میں خدا خوفی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ہر وقت آخرت کو یاد کر کے آنسو بہاتے رہتے تھے۔ زندگی میں آپ سے انجانے سے بھی جو کوتاہیاں ہوئی تھیں آپ ان کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے معافی کے خواستگار رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کسی کام سے سفر پر جا رہے تھے کہ راستے میں آپ کو ایک سنتری مل گیا۔ اس نے جب آپ کا نام دریافت کیا تو آپ نے قبرستان کی طرف اشارہ کیا اس پر سنتری سخت غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سنتری نے آپ کی گردن میں رسی ڈال دی اور آپ کو زدوکوب کرتا ہوا آبادی کی جانب لے آیا اور جب بستی کے لوگوں نے سنتری کو لعنت ملامت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ حضرت ابراہیم ادھمؒ ہیں تو وہ فوراً آپ کے قدموں میں گر کر معافیاں مانگنے لگا۔ اس پر آپ نے انتہائی شفقت اور ملائمت سے فرمایا اے سنتری! میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھ پر ظلم کر کے مجھے بہشت کا حقدار بنا دیا ہے اس پر میں بھی تیرے حق میں دعا کرتا ہوں کہ تجھے بھی جنت میں جگہ ملے۔ اس واقعہ کے چند روز بعد کسی بزرگ نے خواب میں اہلِ بہشت کو دیکھا جن کے دامن موتیوں سے لبریز تھے۔ جب ان بزرگ نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ ایک ناواقف نے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا سر پھوڑ دیا تھا اور اب اللہ کی طرف سے ہمیں حکم ہوا ہے کہ جب وہ جنت میں داخل ہوں تو ان پر موتیوں کی بارش کی جائے۔

حکایت

حضرت ابو عبداللہ المکاتبی کا کہنا ہے کہ ایک بار میں جنیدؒ کے پاس تھا کہ ایک عورت نے آ کر عرض کی کہ میرا بیٹا گم ہو گیا ہے آپ دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ صبر کرو۔ وہ چلی گئی اور پھر آئی اور اپنے مطلب کو دوبارہ بیان کیا۔ جنیدؒ نے پھر وہی جواب دیا کہ جاؤ صبر کرو، عورت چلی گئی مگر پھر واپس آ گئی۔ اس طرح اس نے کئی بار

Marfat.com

ایسا کیا اور جنیدؒ اس سے یہی کہتے جاتے کہ صبر کرو۔ پھر اس نے کہا کہ اب میرے صبر کا پیمانہ چھلک چکا ہے اور مزید صبر کی طاقت نہیں ہے لہٰذا میرے لیے دعا فرمائیں۔ جنیدؒ نے فرمایا اگر ایسا معاملہ ہے تو جاؤ تمہارا بیٹا واپس آ چکا ہے۔ وہ چلی گئی اور شکریہ ادا کرنے کے لیے لوٹ آئی۔ جنیدؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کیسے معلوم کر لیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ ؕ	بے چین آدمی کی کون سنتا اور اس کی تکلیف کون دور کرتا ہے؟

حکایت حضرت محمد بن خزیمہؒ سے روایت ہے کہ جب احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی وفات ہوئی میں اسکندریہ میں تھا، مجھے ان کی وفات کا غم ہوا تو خواب میں احمد ابن حنبلؒ دکھائی دیے۔ وہ مٹک مٹک کر چل رہے تھے۔ میں نے کہا اے ابو عبداللہ! یہ کیسی چال ہے؟ فرمایا جنت میں خادموں کی چال ہے۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا برتاؤ کیا؟ فرمایا مجھے معاف کر دیا، مجھے تاج پہنایا اور سونے کے جوتے کا جوڑا پہنایا اور کہا اے احمد! یہ اس بات کی جزا ہے کہ تم نے کہا تھا قرآن اللہ کا کلام ہے۔ پھر فرمایا، اے احمد! مجھے ان دعاؤں کے ذریعہ سے پکارو جو میں نے سفیان ثوری کے ذریعہ سے تم تک پہنچائی تھیں اور تم دنیا میں ان دعاؤں کو پڑھا کرتے تھے۔ میں نے عرض کی اے ہر چیز کے خالق! ہر چیز پر تیری قدرت کی قسم! مجھے میرے تمام گناہ معاف کر دے اور مجھے کسی بات کے متعلق نہ پوچھ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے احمد! یہ جنت ہے اس میں داخل ہو جاؤ۔ اور میں داخل ہو گیا۔

ایک دعا کا قصہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ یعقوب بن لیث کو ایک ایسی بیماری لگ گئی جس کا علاج کرنے سے تمام طبیب عاجز آ گئے۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ تمہاری سلطنت کے اندر ایک نیک آدمی ہے جس کا نام سہل بن عبداللہؒ ہے

اگر وہ تمہارے لیے دعا کرے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے۔ اس نے سہل کو بلا بھیجا اور کہا کہ میرے لیے اللہ سے دعا کریں۔ سہل نے کہا اے اللہ! جس طرح تو نے معصیت کاری کی ذلت دکھادی ہے اسی طرح اسے اطاعت گزاری کی عزت بھی دکھا دے اور اس کی تکلیف دور کر دے۔ اللہ نے اسے شفا دے دی۔ اس نے سہل کو مال دینا چاہا مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے کہا اگر آپ قبول کر لیتے اور فقراء کو دے دیتے (تو بہتر ہوتا) آپ نے جنگل کی کنکریوں کی طرف نگاہ کی تو وہ سب جواہر بن گئیں۔ اور اپنے اصحاب سے کہا، وہ خدا جو اس قدر دیتا ہے کیا اسے یعقوب بن لیث کے مال کی حاجت ہے۔

حکایت ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت غوث علی شاہ نے راج گڑھ نامی قصبے میں جانے کا ارادہ کیا۔ راستے میں ایک جنگل پڑتا تھا۔ جب آپ اس جنگل میں سے گزر رہے تھے تو آپ نے ایک گائے کو ندی کے قریب مگرمچھ کی گرفت میں دیکھا۔ گائے کے منہ سے رمبھانے کی آواز مسلسل نکل رہی تھی۔ آپ نے یہ منظر دیکھا تو بہت گھبرائے اور گائے کو رحم طلب نگاہوں سے دیکھا۔ مگرمچھ نے گائے کی تھوتھنی کو اپنے منہ میں دبا رکھا تھا اور اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ غوث علی کو گائے پر بہت رحم آیا اور انھوں نے گائے کے حق میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے "یا اللہ! اس مگرمچھ کو سزا کیوں نہیں دیتا۔

آپ کے دعا کرنے کی دیر تھی کہ ایک شیر جو پیاسا تھا اس ندی پر پانی پینے کے لیے آیا شیر نے ابھی تھوڑا پانی ہی پیا تھا کہ اس کی نظر مگرمچھ اور گائے پر پڑی۔ شیر غراتا ہوا آگے بڑھا اور گائے کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں شیر اور مگرمچھ دونوں تھک گئے شیر نے گائے کو چھوڑا اور چھلانگ لگا کر مگرمچھ کی پیٹھ پر جا بیٹھا۔ پھر شیر نے بڑی مضبوطی سے مگرمچھ پر پنجہ جمایا اور تیزی سے اچھلا۔ نتیجتاً شیر، مگرمچھ اور گائے سمیت دور جا گرا اور گرتے ہی اس نے مگرمچھ پر طمانچوں کی بارش کر دی اور اس کے نتیجے میں مگرمچھ کا بُرا حال

Marfat.com

ہو گیا اور تھوڑی ہی دیر بعد مگرمچھ کا کام تمام ہو گیا۔ مگرمچھ مر گیا مگر گائے بیچاری بھی نہ بچ سکی اور وہ بھی مر گئی۔

یہ سب دیکھ کر غوث علی کو اپنی ناقص دعا پر بہت رنج ہوا پھر آپ نے آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا "یا رب العالمین! میں نے مگرمچھ کو سزا دینے کی دعا ضرور کی تھی مگر میں یہ بھی چاہتا تھا کہ گائے بیچاری بچ جائے مگر وہ نہیں بچی۔ میں اپنی ناقص دعا پر بہت شرمندہ ہوں"۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے جب بھی کوئی دعا مانگی تو اس کے ہر پہلو پر پہلے غور کیا پھر دعا مانگی۔

حکایت

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کے بیابان میں چلا جاتا تھا کہ ایک حبشن سے ملاقات ہوئی اور حالت اس کی یہ تھی کہ محبت الٰہی سے حیران پریشان اور نگاہ آسمان پر چڑھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا اے بہن! السلام علیک، کہا ذوالنون! وعلیک السلام! میں نے پوچھا تو نے مجھے کس طرح پہچانا؟ کہا اے بیوقوف! اتنی بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدن پیدا کرنے سے دس ہزار برس پہلے روحیں پیدا کی تھیں۔ پھر جن میں وہاں تعارف ہو گیا وہ یہاں بھی آپس میں الفت کرتے ہیں اور جن میں وہاں شناسائی نہ ہوئی ان میں یہاں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ اسی دوران میں میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا تھا۔ ذوالنون فرماتے ہیں کہ میں نے یہ باتیں سن کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اللہ تعالیٰ نے حکمت سکھلائی ہے۔ کچھ اپنے علم میں سے مجھے بھی تعلیم کر۔ کہا اے ابوالفیض! اپنے اعضاء پر عدل کی ترازو رکھ لے (یعنی اپنے اعضاء کو شریعت کے تابع کر دے) تا کہ جو کچھ اللہ کے سوا ہے وہ سب کچھ گل کر فنا ہو جائے اور قلب صاف و شفاف ہو جائے۔ سوائے اللہ کے کوئی اس میں نہ ہو۔ اس وقت تجھے اپنے دروازہ پر جگہ دیں گے اور ایک نئی ولایت سے تجھے مشرف فرمائیں گے اور تمام چیزوں کے محافظین کو تیری اطاعت کا حکم دیں گے۔ میں نے کہا اے بہن! کچھ اور کہو، کہا اے ابوالفیض! اپنے نفس میں سے کچھ اپنے نفس کے لیے حصہ لے (یعنی اطاعت میں اپنے نفس کو مشغول رکھ) اور خلوت میں اللہ کی عبادت کر، پھر

Marfat.com

جب تو دعا کرے گا قبول ہو گی۔

عجب اندازِ دُعا

حضرت شیخ جنید بغدادی سے روایت ہے کہ میرے شیخ حضرت سری سقطیؒ فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ طرطوس میں اسہال کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ کچھ لوگ میرے پاس عیادت کے لیے آئے اور ایسے بیٹھ گئے کہ اٹھنے کا نام ہی نہ لیتے تھے۔ مجھے ان لوگوں کے بیٹھنے سے تکلیف ہو رہی تھی کیونکہ بیماری کے سبب مجھے بار بار رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ آپ اللہ سے دعا کیجئے۔ میں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ اے اللہ! ہمیں عیادت (بیمار پرسی) کے آداب سکھا دیجیے۔

حکایت

حضرت ابو علی دقاقؒ کا ارشاد ہے کہ جب میں ابتدا میں مرو سے نیشاپور لوٹ کر آیا تو مجھے آنکھ کے درد کی تکلیف تھی۔ چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے میں کئی دن تک سو نہ سکا۔ ایک صبح میری آنکھ لگ گئی تو میں نے ایک شخص کو کہتے سنا، کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ جب بیدار ہوا تو تکلیف غائب تھی اور سارا درد اسی وقت جاتا رہا۔ اس کے بعد مجھے کبھی آنکھ میں درد نہیں ہوا۔

ایک دعا کا اثر

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت لیث نے ابن نافع کو نابینا دیکھا پھر اس کے بعد دیکھا تو وہ بینا تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری بینائی کیونکر تمہیں لوٹا دی۔ انھوں نے فرمایا کہ خواب میں کوئی میرے پاس آیا تو اس نے مجھے کہا کہ یوں دعا کر "یا قریب یا مجیب یا سمیع الدعاء یا لطیفاً لما یشاء رد علیّ بصری"۔ چنانچہ میں نے یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے میری بینائی مجھے لوٹا دی۔

Marfat.com

تزکیۂ نفس اور بھلائی والے اعمال کا خزینہ

مُکاشفۃُ القُلوب

المقرب الی حضرۃ علام الغیوب

تالیف

حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالیؒ

مترجم

محمد جاوید عالم

حسیب پبلشنگ ہاؤس

ایوانِ علم پلازہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

Marfat.com

تذکرہ

اولیائے ہندوستان

مکمل سیٹ دو جلد

عالم فقری

حسیب پبلشنگ ہاؤس

ایوانِ علم پلازہ ۱۸۔ اردو بازار، لاہور

Marfat.com

اللہ کے ولیوں کے سچے واقعات

فقری

سچی حکایات

عالم فقری

حسیب پبلشنگ ھاؤس

ایوانِ علم پلازہ ۱۸۔ اُردو بازار، لاہور

Marfat.com

عالم فقری

کی شہرہ آفاق تصانیف

اللہ ﷻ میری توبہ	حقوق العباد
قبر کی پہلی رات	پیارے رسول ﷺ کی پیاری دعائیں
روحانی عملیات	گناہوں سے بچیے
تزکیۃ القلوب	صدقہ کیسے دیا جائے؟
علاماتِ قیامت	سنتِ نکاح

Marfat.com

دنیائے تصوف میں ایک گرانقدر اضافہ

منازلِ ولایت

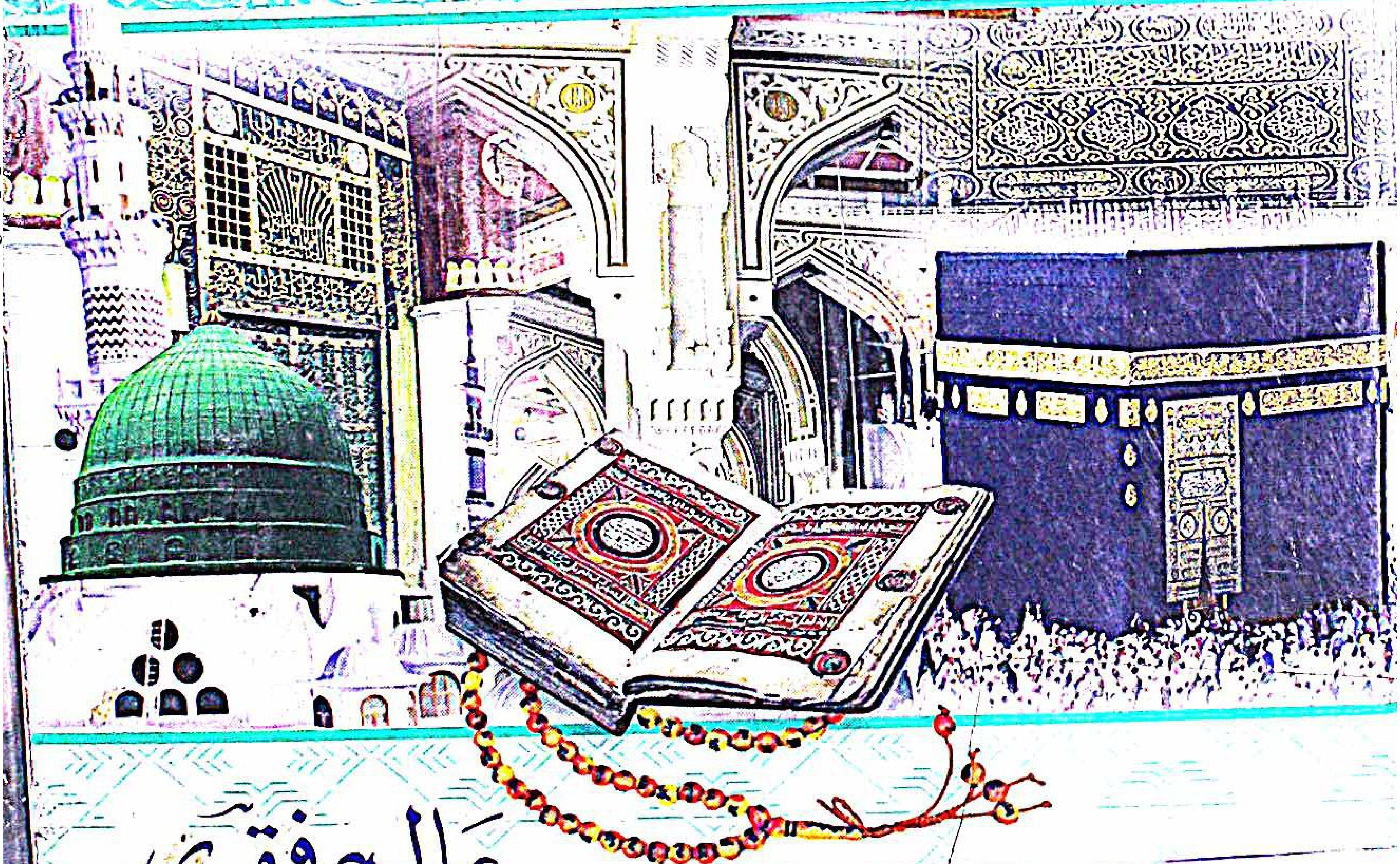

عالم فقری

حسیب پبلشنگ ہاؤس

Marfat.com